تفسیر ابن عباس ۳ (مکمل اردو)

Tafsir-i-Ibni Abbas Vol I, II, III
Ma Lubab-i-Naqool fi Asbab-i-Nazool. Tr. by Allama Jallaluddin Sayooti (RA) D (911 H) with Tr. by Molana Aabid ur-Rahman Siddiqi & Hazrat Mulana Ashraf Ali Thanwi.
Idara Dars-i-Quran Deoband U.P.
(1393 H) (Para I to Para 24) (1975)

تفسیر

ابن عباسؓ کامل اردو

مع

لباب النقول

فی

اسباب النزول

ادارہ، درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم علمہ الکتاب صحیح بخاری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ ابن عباس کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما"

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

اردو کامل

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر!

تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا

سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ)

ترجمہ قرآن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

پارہ ۲۶ الٓحٓمٓ

ترجمہ تفسیر مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر ادارۂ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یو پی

قرآن شریف کی قدیم ترین اور جامع تفسیر — جس کی صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضؓ

جامع — مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مترجم —— حضرت مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات —— مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

پیش کش مجلس درس قرآن دیوبند

سرپرست:- فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

باانتظام:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند

معاونین

- مولانا سید عبدالرؤف عالی مرتب معارف المشکوٰۃ
- مولانا اظہار احمد قاسمی فاضل دیوبند
- مولانا وقار احمد قاسمی فاضل دیوبند
- قاری دلشاد احمد صدیقی

- دوماہی پروگرام بابت ماہ جولائی ۱۹۷۳ء — ہدیہ فی پارہ چار روپے (-/4)
- ممبران کے لئے محصولڈاک بذمہ ادارہ — مطبوعہ نیشنل پریس دیوبند

ناشر

ادارہ:- درس قرآن دیوبند (رجسٹرڈ) - (یو، پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیرا انہیں معلوم کہ مومن ٭ قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ الٓمٓ ۱

ناشر:- اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ:- درس قرآن دیوبند (یو.پی)

پیش لفظ

دین اور دنیا کا ہر کام توفیق الٰہی پر موقوف ہے۔ بالخصوص وہ امور جن کا دین سے یا دین کے کسی شعبے سے تعلق ہے۔ ان میں توفیق الٰہی ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ اس لئے علم دین کی خدمت بھی ایک زبردست توفیق الٰہی ہے۔ بلاشبہ علم ایک مسلم فضیلت ہے، اس کی فضیلت کو ہر گروہ اور قوم نے تسلیم کیا، تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ اس کی فضیلت کے حصول کی جدوجہد اور مسابقت میں پورا پورا حصہ بھی لیا ہے کیونکہ علم انسانی زندگی اور انسانی تہذیب کی ایک نادر ضرورت ہے۔ زندگی کی گاڑی علم کی راہنمائی کے بغیر ایک انچ نہیں سرک سکتی۔ علم ہی کی قوت سے اس بزم حیات میں رونق اور اسی کے دم سے اس کا فروغ ہے۔

اسلام نے بھی علم کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ قرآن کریم نے جو انسانی راہنمائی کے لئے نسخۂ کیمیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنی تمام تعلیمات میں سب سے پہلے انسان کو اسی طرف متوجہ کیا ہے کہ سب سے پہلی وحی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اتری وہ اقرأ ———— سیکھنے اور پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا گویا انسان کی بنیادی ضرورت ہی علم کو قرار دیا گیا تھا، اسی لئے قرآن کریم نے اپنی سب سے پہلی ہدایت ہی تعلیم کے بارے میں دی۔

اسلام نے انسان کو جس علم کی تلقین کی اس کا واضح مقصد اصلاح معاش و معاد اور درستگی دین و دنیا ہے۔ اسی لئے اس کی تعلیم جامع و ہمہ گیر اور مکمل ہے۔ اسلامی معاشرہ میں سانس لینے والے کسی شخص کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو علم کی روشنی سے محروم رہ گیا ہو۔ پیدا ہونے والا ہر مسلمان بچہ اپنے کان میں سب سے پہلی آواز توحید اور رسالت کی سنتا ہے اور دم واپسیں اس کے ہونٹوں پر جو آخری کلمہ آتا ہے یا اسکے کان جو آخری الفاظ سنتے ہیں وہ بھی اسی اقرار اور اعتراف پر مشتمل ہیں۔

علم دین کی اس ہمہ گیری اور جامعیت کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان اس علم سے زیادہ سے زیادہ واقف ہو بالخصوص آجکل کے دور شرک و الحاد میں جبکہ ہر طرف فسق و فجور اور بے یقینی و بد عقیدگی کا دور دورہ ہے۔ ہماری آجکی نسل دینی علوم ہی نہیں بلکہ دینی عقائد سے بھی محروم ہوتی جا رہی ہے اور مصروف رضائے باری حضرات بھی دینی معلومات

حاصل کرنے کا وقت نہیں پاتے. علم دین کو مسلمان گھرانوں تک پہنچانا اور مصروف لوگوں اور جدید نسل تک دین کی معلومات کو منتقل کرنا وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کرنا ہے۔

جو ادارے علم دین کی نشر و اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اگرچہ اس کے ذریعہ ان کی ساری ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں مگر حقیقتاً ان پر یہ اللہ کا فضل اور انعام ہے کہ انسے تبلیغ دین و اشاعت علم کا کام لیا جا رہا ہے۔

اس مذکورہ تفصیل کی روشنی میں ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ ادارہ درس قرآن پر بھی اللہ کا بہت بڑا فضل ہے جس کا شکر ہم کسی طرح ادا نہیں کر سکتے کہ اسی رب کریم نے اولاً یہ توفیق بخشی کہ ادارہ نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مواعظ دعوات عبدیت کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا اور تکمیل پذیر ہوا۔

دوسری عظیم خدمت تفسیر قرآن کریم کی تھی جو درس قرآن کے نام سے ادارہ کے ہاتھوں سرانجام پائی۔ تیسری خدمت حدیث نبوی کی ادارہ نے کی کہ مشہور محدث امام نوویؒ کی کتاب "ریاض الصالحین" کا ترجمہ بالاقساط اشاعت پذیر ہو کر زیب تکمیل ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

اب چوتھی خدمت ادارہ کی یہ ہے کہ رب العزت نے قرآن کریم کی قدیم ترین اور مستند تفسیر، تفسیر ابن عباس کی اشاعت کا جذبہ دل میں پیدا کیا، جس کا پہلا پارہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جو اپنی بے مائیگی اور بے سر و سامانی کے باوجود محض توکلاً علی اللہ اور مخلص معاونین کے بھروسہ پر شائع کی جا رہی ہے۔ یہ سلسلہ بھی انشاءاللہ پارہ وار شائع ہو گا۔

امید قوی ہے کہ قارئین کے لئے ادارہ کے اشاعتی پروگرام دنیا میں ان کی راہنمائی اور عقبیٰ میں بھلائی کا باعث ہوں گے۔ انشاءاللہ ان کے لئے تفسیر ابن عباس کا مطالعہ بھی اور ادارہ کی جانب سے اس کی اشاعت کا سلسلہ بھی کل یوم آخرت میں ذریعہ نجات ثابت ہو گا کہ احقر کے پاس ان دینی خدمات کے علاوہ کوئی اور سرمایہ عمل نہیں ہے جسے پیش کر کے چھٹکارا حاصل کر سکے: اللّٰھم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات۔ آمین۔ فقط

اے اللہ میری اور میرے والدین کی، ہر مومن مرد و عورت کی
اور اس تفسیر کو پڑھنے والوں اور پڑھنے والیوں کی مغفرت

فرما

اخلاق احمد صدیقی
ناظم:- ادارۂ درس قرآن دیوبند (یو-پی)

یکم جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ

قرآن کا پیغام

ترجمان القرآن کی زبان سے

قرآن کریم وہ زندہ معجزہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر آخر الزماں کی حیثیت سے عطا ہوا ہے، وہ لافانی اور ابدی کلام الٰہی ہے جس کے اعجاز بیان نے پوری دنیا کو نہ صرف انگشت بدنداں کر دیا، بلکہ حقیقتاً چودہ صدی سے اس نے پورے عالم انسانی کو جو چیلنج دے رکھا ہے وہ اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔

انسانی ذہن اس جیسی بے مثال کتاب پیش کرنے سے قاصر ہے، خواہ وہ عرب کا امرأ القیس ہو، فارسی کا فردوسی ہو، یورپ کا شیکسپیر ہو یا ملٹن اور گوئٹے ہو۔ یہ وہ کلام سرمدی و ابدی ہے جسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہنا ہے اور جس کا محافظ خود اس کتاب کا نازل کرنے والا ہے۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون"

خدا کی طرح خدا کی صفت کلام بھی بے مثال ولاشریک ہے۔ اس کے کلام کی تاثیر اس سے ظاہر ہے کہ اس نے اس کے ذریعے سے ایک ایسی مردہ قوم کو زندہ کر دیا جس میں کسی قسم کی تہذیب و تعلیم نہ تھی اور جس کا کوئی تاریخی ماضی نہ تھا۔ قرآن کو اٹھا کر دیکھئے اس میں کیا کچھ ہے، حکمت و موعظت، پند و نصائح، تعلیم و تلقین امر و نواہی، رشد و ہدایت، تزکیۂ نفوس، تطہیر قلوب کے اعلیٰ جواہر پارے کس طرح بکھرے پڑے ہیں۔

پھر قرآن کا زور بیان، صنائع بدائع اعجاز اور ضرب الامثال، حقائق و قصص، علوم و معارف، اصلاح و تبلیغ، دعوت و تذکیر کا بے پناہ ذخیرہ ہے۔

غرض قرآن اپنے مضامین، اسلوب، پیغام اور زبان کے لحاظ سے ایسی بے نظیر کتاب ہے جس کا نمونہ کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر سارے جن وانس بھی جمع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد بھی کریں اور پھر وہ اسی قرآن جیسی کوئی کتاب لانا چاہیں تو ہرگز ہرگز وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔

اسی قرآن کا یہ معجزہ تاریخ میں محفوظ ہے کہ اس کو پڑھنے والی قوم جب قرآن کو ہاتھ میں لے کر اٹھی تو اس نے نصف صدی کے اندر دو تہائی کرۂ ارض پر قرآن کا پرچم بلند کر دکھایا۔ قرآنی تہذیب کے سامنے دنیا کی طاقتور سے

طاقتور تہذیب کھڑی نہ رہ سکی۔

یہ قرآن ہی کی اثر آفرینی تھی کہ دلوں کی کایا پلٹ ہو گئی۔ بندوں کے پجاری خدائے موحد کے پرستار بن گئے یتیموں اور بیواؤں کے دشمن ان کے پاسبان بن کر کھڑے ہو گئے۔ چور اور ڈاکو کہلانے والے جب اس کے پناہ میں آ گئے تو دیانتدار اور خدا ترس ہو گئے۔ شراب کے متوالے شراب سے چڑنے لگے۔ قانون شکن قانون کے امین کہلائے۔ قرآن کا وعدہ تھا :-

"کہ اے ایمان والو تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور اس کے ساتھ نیک عمل بھی کریں تو ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انھیں زمین پر حکومت عطا فرمائے گا" (سورہ النور)

چنانچہ خداوند قدوس نے اپنا یہ وعدہ پورا کر دکھایا۔ تقریباً ایک ہزار سال تک مشرق سے مغرب تک، جنوب سے شمال تک ایشیا، افریقہ، یورپ، غرض دنیا کے ہر خطے اور ہر گوشے میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہوئیں۔ کسی بھی قوم کی قوت و سطوت کا عرصہ اتنا طویل نہیں تھا جتنا کہ مسلمانوں کا رہا۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں انھیں کچھ عرصہ کے لیے غیروں کی غلامی قبول کرنی پڑی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ آج پھر مسلمان دنیا کے نقشہ پر ابھر رہے ہیں۔ اگر توفیق الٰہی نے ان کی دستگیری کی اور قرآن کی راہ نمائی کو انھوں نے پوری طرح قبول کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ پھر خدائی وعدہ پورا نہ ہو۔ وہ پہلے بھی پورا ہوا تھا اور کل بھی پورا ہو کر رہیگا۔ بشرطیکہ اس وعدہ کی شرط مسلمان پوری کر دکھائیں۔

قرآن کی دعوت اور اس کا پیغام خود قرآن کی زبان میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کیا کہنا چاہتا ہے اور کس طرح کہتا ہے اس کو ان لوگوں نے بخوبی سمجھ لیا تھا جو قرآن کے مخاطب اول تھے۔ یہ صحابہ کرام ہی کی جماعت تھی جس نے نبیؐ کی زبان حق ترجمان سے قرآن کی تشریح و توضیح سنی۔ بعد کے لوگوں نے قرآن کو کیا سمجھا اور اس کی کیا تفسیر کی، اس سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہ جانیں اور سمجھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قرآن کا کیا مفہوم اخذ کیا تھا

پیش نظر تفسیر ابن عباس دراصل اسی ضرورت کی صحیح تکمیل ہے۔ یہ تفسیر ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ مفسر قرآن کی زبان سے ہمیں بتلاتی ہے کہ ارشادات الٰہی کی تشریح ارشادات نبوی سے کس طرح ہوتی ہے اور ارشادات نبوی کا مفہوم ابن عم رسول نے کیا سمجھا ہے —— یہ تفسیر براہ راست دل میں اترتی ہے اور رشد و ہدایت کی صحیح منزل کی طرف ہمیں لے جاتی ہے۔ بلا شبہ اس کے الفاظ میں جو برکت و رحمت اور عظمت پنہاں ہے اس کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا عابد الرحمٰن صاحب نے عمدہ اور شگفتہ و سلیس ترجمہ کیا ہے۔ ناشر نے اس کو شائع کر کے تفسیر ابن عباس کے چشمۂ صافی سے اردو داں طبقہ کو روشناس کرانے کی جو خدمت انجام دی ہے اس پر وہ بلا شبہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہم مترجم، ناشر اور راقم کو اس تفسیر ابن عباس کے طفیل اپنے فضل سے نوازے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ والسلام :-

احقر عبد الرؤف عالی۔ مرتب معارف المشکوٰۃ :- ابن حافظ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ یو۔ پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ

علمائے امت نے ہر دور میں کتاب و سنت کی عظیم خدمت انجام دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین کا جو سرمایہ مسلمانوں کے پاس ہے روئے زمین پر کسی کے پاس نہیں۔ چنانچہ تفسیر، حدیث، فقہ اور علم کلام ہر فن میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں اور ہر زبان میں لکھی گئیں۔

اردو کا دامن مذہبیات میں بڑا وسیع ہے۔ ضخیم سے ضخیم عربی کتابوں کا اردو ترجمہ میں علماء وقت نے محنت کر کے ترجمہ کیا، تاکہ اردو خواں بھی دین کی بے شمار دولت سے محروم نہ رہ سکیں، بلکہ وہ بھی ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

ترجمہ کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ ان تراجم میں ایک قیمتی ترجمہ جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر کا اردو ترجمہ بھی ہے جسے علامہ مجد الدین فیروز آبادی شیرازی (م ۸۱۷ھ) نے "تنویر المقباس" کے نام سے جمع کیا تھا اور جو ہر دور کے علماء میں مقبول رہی ہے۔ گویا پونے چھ سو سال بعد یہ عربی تفسیر پہلی مرتبہ اردو میں منتقل ہوئی ہے۔

یہ اردو ترجمہ خاکسار نے کہیں کہیں سے دیکھا اور اصل عربی تفسیر سے ملا کر دیکھا، الحمد للہ یہ ترجمہ مستند اور با محاورہ معلوم ہوا، اور مترجم کے لئے زبان پر بے ساختہ کلمات تشکر آئے۔

مسرت ہے کہ اب یہ ترجمہ دیوبند کا مشہور ادارہ "درس قرآن" قسط وار شروع کر رہا ہے، جو مسلسل کئی سال پہلے سے تفسیر "درس قرآن" نامی شائع کر رہا تھا، اور جس سے بلاشبہ مسلمانوں کو بڑے فوائد پہنچے۔ انشاء اللہ تفسیر ابن عباسؓ کا یہ ترجمہ بھی مسلمانوں کے لئے بے حد مفید اور نافع ثابت ہوگا۔

مجھے توقع ہے کہ اردو خواں طلبہ، علماء، عوام اور خواص سب کے سب اس سلسلۂ اشاعت سے خود بھی مستفید ہوں گے اور دوسروں کے لئے بھی استفادہ کا موقعہ فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ناشر کی اس خدمت قرآن کو قبول فرمائیں اور ادارہ کو اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کریں۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین عفی عنہ
دار العلوم دیوبند
۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ م ۱۹۷۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ

لیکون للعلمین نذیرا

ترجمہ
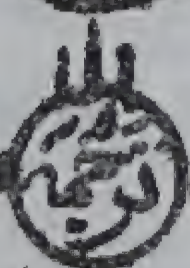
(خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہیں جنہوں نے اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کی کتاب (قرآن) نازل فرمائی تاکہ وہ اہلِ عالم کو متنبہ کریں (ڈرائیں)

ناشر

ادارۂ درس قرآن دیوبند (یو۔پی)

(کتبہ فاروقی سنبھلپوری)

عرض مترجم

از مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

الحمد للہ و کفیٰ والسلام علیٰ نبیہ المصطفیٰ وآلہ المجتبیٰ

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر و نمایاں ہے کہ جیسے حق تعالیٰ شبحانہٗ کو تمام مخلوقات پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے کہ اس کی حقیقت معلوم کرنے سے عقول بشری قاصر ہیں۔ اسی طرح کلام الٰہی کو جملہ کلاموں پر وہ فوقیت اور برتری حاصل ہے کہ اس کی خوبیوں کے احاطہ سے عقول بشری عاجز ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے کہ قرآن کے عجائب تمام نہیں ہوسکتے۔ اور جیسے خداوند عالم کی ذات لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ہے اسی طرح اس کے کلام کی بھی کوئی نظیر پیش نہیں کرسکتا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔

جو خوبیاں اور جو علوم اس میں پنہاں ہیں، اس سے قطع نظر اگر صرف بندش و ترتیب ہی کو دیکھا جائے تب بھی طاقت بشری سے خارج ہے۔ گلاب اگرچہ عناصر اربعہ سے مرکب ہے مگر اس کی ترکیب ایسی عجیب و غریب واقع ہوئی ہے کہ کوئی اسکی نظیر نہیں لاسکتا، اسی طرح قرآن کریم انہی حروف سے مرکب ہوا ہے جن کو استعمال کرتے ہیں مگر کلمات و الفاظ اس خوبی سے مرتب ہیں کہ کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔

یعنی آپ فرما دیجئے کہ اگر جن و انسان سب مل کر بھی اس قرآن کا مثل لانا چاہیں تو نہ لاسکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کا معین و مددگار ہو جائے۔

پھر آخرت میں اس قدر نافع کہ قیامت کے دن تہی دستی کے وقت حق تعالیٰ کے سامنے کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنیوالا نہ ہوگا اور جیسا کہ حق تعالیٰ سے شدت محبت ضروری ہے اسی طرح اسکے کلام پاک سے محبت ضروری ہے بلکہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

کونسی خوبی اور بھلائی ایسی ہے جو خدا کے کلام میں موجود نہیں۔ جن بزرگوں کو ان حقائق کا استحضار ہوا، ان میں مختلف کیفیات کا ظہور رہا :۔

حضرت عکرمہ جب قرآن کریم پڑھنے کیلئے کھولا کرتے تھے تو بیہوش ہو کر گر جاتے تھے اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے کہ "یہ میرے خدا کا کلام ہے" ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ بیس سال میں نے کلام پاک کو مشقت سے پڑھا اور بیس سال سے مجھے اس کی ٹھنڈک پہونچ رہی ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کا ارشاد ہے کہ اگر قلوب نجاست سے پاک ہو جائیں تو تلاوت کلام اللہ

سے کبھی سیری نہ ہو۔ کیونکہ ہر کلام میں متکلم کے صفات اور اثرات ضروری ہوا کرتے ہیں لہٰذا کلام الٰہی کی کثرت تلاوت سے خداوند تعالیٰ کے اثرات پیدا ہونا اور ان سے طبعی مناسبت پیدا ہونا حسب استطاعت یقینی ہے اور کچھ بھی نہ ہو تو یہ بات تو یہی ہے کہ جب آدمی کسی کی تصنیف کا اہتمام کیا کرتا ہے اور اس کو پڑھتا پڑھاتا، سمجھتا اور سمجھاتا ہے تو وہ فطرۃً مصنف کو اس کی طرف التفات اور توجہ ہو جایا کرتی ہے اس لئے حق تعالیٰ کے کلام سے تعلق رکھنے والوں کی طرف حق تعالیٰ کی توجہ قطعی اور یقینی ہے۔

قرآن کریم کی تو کفار پر بھی عجیب وغریب کیفیت تھی، تو پھر مسلمانوں پر آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا ہوگی، حبشہ کے بادشاہ اور اراکین سلطنت کا حال آپ کو معلوم ہوگا کہ جب حضرت جعفرؓ نے ان کے سامنے سورۂ مریم کی تلاوت شروع کی تو سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک مسلسل بارش جاری تھی اور بادشاہ ایمان لے آیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کو ایمان کی دولت قرآن ہی کی بدولت نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، مدینہ منورہ میں تبلیغ کے لئے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ فرمایا۔ حضرت سعد بن زرارہؓ، مدینہ کے ایک مشہور اور با اثر سردار تھے، ان کو جب خبر ہوئی کہ اسلام کی آواز پھیلتی جا رہی ہے تو وہ ایک دن ہتھیار لگا کر گھر سے نکلے، مگر حضرت مصعبؓ کی زبان سے قرآن سنکر انکی دنیا ہی بدل گئی۔ فوراً ایمان لے آئے۔ اس قسم کے واقعات بکثرت موجود ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں:

ایک روز حضرت عمرؓ مسجد میں سو رہے تھے، یکایک آنکھ کھلی تو ایک نصرانی عالم کو کلمۂ شہادت پڑھتے سنا حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کا سبب دریافت کیا تو بولا کہ میں نصاریٰ کا ایک بہت بڑا عالم ہوں، عربی زبان سے خوب واقف ہوں۔ میں نے ایک مسلمان قیدی کو تمہاری کتاب کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ اس آیت میں مجھے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت کے وہ تمام اصول جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئے تھے وہ سب اس ایک آیت میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

اب آپ غور فرمائیے کہ حضرات انبیاء کرام کو جس قدر معجزات عطا ہوئے تھے وہ سب کے سب حسی اور انھیں حضرات کے وجود باوجود تک باقی رہنے والے تھے بعد میں ختم ہو گئے۔ برخلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاً تو علمی معجزہ جامع علوم قرآن پاک دیا گیا۔ پھر نزول سے لے کر اس وقت تک اسی شان سے محفوظ ہے۔ رسم الخط بھی محفوظ۔ طریق ادا بھی محفوظ الفاظ بھی محفوظ۔ معانی اور اثرات کا تو ذکر ہی کیا۔

اب بھی جن آسمانی کتابوں کو مقدس سمجھا جاتا ہے ان میں سے کسی کتاب میں کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ کتاب بھیجنے والے نے اس کتاب کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ یہ شرف وخصوصیت صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ یعنی ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

نیز قرآن کریم آخری اور ابدی کتاب ہے اور ایسی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ زیادہ تر شریعت کے کلی اور ابدی اصول

پر نور ورے، چنانچہ اس آخری وحی الٰہی نے اپنی کتاب الٰہی کو صرف اصول وکلیات تک محدود رکھا اور جزئیات کیلئے اپنی آیتوں میں ایسے اشارے رکھے ہیں کہ جنکے سہارے وہ دل جو علم ومعرفت سے پر نور اور علم وحکمت سے معمور اور شرح صدر اور تائید القادر ربانی سے فیضیاب ہوں۔ وہ علمی قدر مراتب جزئیات کو صحیح طور پر جان لیں۔ چنانچہ یہ رتبہ سب سے پہلے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا، اور چونکہ آپ خطا سے معصوم ہیں، اس لئے آپ کے اس منصب کے نتائج بھی خطا سے محفوظ ہیں۔

پھر حضورؐ کے وسیلہ سے یہ رتبہ خلفائے راشدین، اکابر صحابہ، ائمہ تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین کرام کو ہمیشہ کے لئے ملتا رہا جس کو ہر زمانے میں فیضیاب علوم نبوت اور حاملین اسرار شریعت خداکی دی ہوئی بصیرت کے مطابق اس وحی کی روشنی میں ہمیشہ انجام دیتے رہیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ خداوند کریم نے قرآن کریم کی توضیح وتفسیر کی ذمہ داری بھی خود اپنے اوپر لی ہے، کہ:-

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ یعنی ہمارے ذمہ اس کی شرح کرنا ہے۔

اس بیان اور شرح کی ذمہ داری کبھی بذریعہ وحی الٰہی ادا ہوئی ہے، جو قرآن میں مذکور ہے، اور کبھی رسول کی تقریر وعمل سے پوری ہوئی ہے، جو عملی تواتر سے منقول اور احادیث کے مستند ذخیرہ میں موجود ہے اور نیز اس بیان وشرح کی طاقت اور اس تفسیر وتوضیح کا اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے عطا ہوا تھا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ یعنی ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت کی کتاب نازل کی، تاکہ لوگوں کیطرف جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کر بتائیں تاکہ وہ سوچیں

معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کے محض لفظی معنی سمجھنے سے اس کا صحیح علم حاصل نہیں ہوتا، اسی لئے نبی کو وضاحت کا حکم ہوا، اور جو توضیح نبی کے بیان سے ہو، اس کا نام حدیث وسنت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے، کہ حضور کا کام یہ ہے کہ تمام انسانوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کھول کر بیان فرمائیں جو چیز قابل تشریح ہے اس کی تشریح فرمائیں۔ اور جو مجمل ہے اس کی تفصیل کر دیں۔ یہ آیت اس حقیقت پر دلیل قاطع ہے کہ آیات قرآنی کا وہی مطلب قابل اعتبار ہے جو حضورؐ کے بیان فرمودہ حدیثوں کے مطابق ہو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو، لیکن بات یہ ہے کہ ہماری سمجھ اس کے فہم سے قاصر ہے۔ اسی بنا پر حق تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ جو چیزیں آپ پر نازل کی گئی ہیں۔ آپ لوگوں کے سامنے اس کی تشریح کر دیں (مثل) یحییٰ بن کثیر فرمایا کرتے تھے۔ کہ:-

السنة قاضية على الكتاب وليس الكتاب قاضيا على السنة یعنی قرآن مجید کی حیثیت متن کی ہے اور سنت کی حیثیت شرح کی ہے، قرآن میں خفی بھی ہے، مشکل اور مجمل بھی، سنت ان سب کا بیان کرتی ہے اور اس کی تفصیل کرتی ہے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ان السنة تفسير الكتاب، آیت کریمہ جو ہم نے اوپر ذکر کی اس سے بھی یہ چیز ثابت ہے بلکہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل کیا ہے اس کی غایت یہی ہے کہ آپ اس کو کھول کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کریں، یعنی آپ ہی اس کے بہترین شارح، مفسر اور اس کے معانی ومطالب کو بیان کرنے والے ہیں۔ کوئی شخص فہم قرآن میں آپ سے اور آپ کی بیان کردہ تشریحات سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

آیات قرآنیہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ امر بالکل منقح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی پر عمل کرنا

ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ قرآن پر، اسی چیز کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن قیم اعلام الموقعین میں تحریر فرماتے ہیں، کہ:-
حدیث کا تعلق قرآن کریم کے ساتھ تین طرح کا ہے، ایک یہ کہ سنت قرآن کریم کے ساتھ پورے طور پر موافق ہو تو ایسی صورت میں قرآن اور سنت کا ایک حکم پر توارد ایسا ہی ہے، جیسا کہ مختلف دلیلوں کا کسی ایک مدعا کے لئے جمع ہو جانا، دوسری صورت یہ کہ سنت میں اس چیز کا بیان ہو، جو قرآن میں مذکور ہے، اور اس کی تفسیر ہو، تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم جس حکم کے ایجاب یا تحریم سے خاموش رہا ہو اس کو سنت میں واجب یا حرام قرار دیا گیا ہو، اس کے بعد علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ سنت ان تین اقسام سے خارج نہیں۔ اس بنا پر اس کو قرآن کے ساتھ کسی قسم کا تعارض نہیں، پس جو سنت قرآن پر کسی طرح بھی زائد ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک مستقل تشریع ہے اور اسکی اطاعت واجب اور معصیت حرام ہے، غرضکہ آپکے ارشادات گرامیہ کی تعمیل تو بعینہ خدا کے فرمان کی بجا آوری ہے جو اس نے اپنے رسول کی اطاعت کے متعلق دیا ہے اور اگر اس قسم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی جائے تو پھر آپ کی اطاعت کے کچھ معنی ہی نہیں رہتے

در اصل دینِ الٰہی کا مکمل نقشہ قرآن و سنت کے امتزاج ہی سے سامنے آ سکتا ہے اور تشریع و احکام کا مبنیٰ دونوں ہیں چنانچہ صحابہ کرام اور تابعین عظام یہی سمجھتے تھے اور ان دونوں ہی پر دین کا مدار رکھتے تھے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ قرآن کریم کی شان جامعیت تشریحات احادیث سے ہرگز بے نیاز نہیں کرتی بلکہ احادیث کے بغیر قوانین قرآنی، اشکال، کیفیات، شرائط و جزئیات کا علم ہی نہیں ہو سکتا

نزول قرآن کریم

قرآن کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے اکتالیسویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بتدریج نازل ہونا شروع ہوا۔ اس نزول کی ابتدا ایک قول پر رمضان شریف کی سترہویں رات سے ہوئی اور سب سے پہلے غار حرا میں جس میں آپ معتکف تھے یہ آیت نازل ہوئی:-

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○	یعنی اے نبی آپ پر جو قرآن نازل ہوا کریگا آپ اپنے رب کا نام لیکر پڑھا کیجئے (یعنی جب پڑھئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجئے) جس نے مخلوقات کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے

سے پیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔

اس کے بعد قرآن کریم بتدریج نازل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا تریسٹھواں سال تھا۔ ۹ ذی الحجہ کو، حج اکبر کے دن سب سے آخری یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

اس بنا پر نزول قرآن کی ابتدا و انتہا کی کل مدت ۲۲ سال ۲ مہینے اور ۲۲ دن ہے۔ نزول قرآن کی ابتدا جس رات میں ہوئی اس کا نام لیلۃ القدر ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ الآیۃ۔	ہم نے قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا۔
اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ الآیۃ۔	ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔

اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ یہ رات رمضان کی تھی، چنانچہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔	رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم اتارا گیا۔

اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں اعتکاف کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ آپ سال کے ایک مہینہ میں غار حرا میں اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپکی بعثت کا سال آیا تو آپ رمضان شریف میں حسب معمول غار حرا کی طرف بغرض اعتکاف گئے، البتہ جس رات میں وحی کی ابتدا ہوئی اسکے تعین میں سخت اختلاف ہے۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ ماہ ربیع الاوّل کی ۸ تاریخ تھی اور امام احمد اور بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کتب سماویہ رمضان المبارک میں نازل ہوئی ہیں اور قرآن کریم بھی چوبیس رمضان المبارک کو نازل ہوا ہے اور یہی اکثر علماء کے نزدیک مشہور ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ روایت فرمان خداوندی کے (جو مذکور ہوئے) مطابق ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس سال شب قدر کی رات چوبیسویں رات ہو۔ رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر پورا ایک دم نازل ہو گیا ہو، اور پھر صبح کو آپ پر اسکے نزول کی سورۂ اقرأ سے ابتدا ہوئی ہو (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

اور ابن اسحٰق کا میلان یہ ہے کہ یہ رمضان المبارک کی سترہویں رات تھی اور قرآن پاک نے اس آیت میں اسطرف اشارہ کیا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۔ یعنی اگر تم خدا پر اور اسکی کتاب پر جسکو ہم نے اپنے بندوں پر حق و باطل کے جدا ہونیکے دن یعنی اس دن جس میں دونوں فریق نے جنگ نازل کی ایمان لائے

تو یوم التقی الجمعان سے مراد وہ دن ہے جس میں بمقام بدر مسلمانوں اور مشرکوں میں جنگ ہوئی اور جمعہ کا دن تھا اور سترہ رمضان المبارک تھی اور یوم الفرقان سے مراد وہ دن ہے جس میں نزول قرآن کی ابتدا ہوئی اس بنا پر ان دونوں کا سنہ اگرچہ مختلف ہے، تاہم وصف تاریخ اور مہینہ میں باہم متحد ہیں۔

طبری نے اپنی تفسیر میں حسن بن علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حق و باطل کے جدا ہونے کی یہ رات جس کے دن میں مسلمانوں اور مشرکوں میں جنگ ہوئی۔ رمضان المبارک کی سترہویں تاریخ تھی، قسطلانی نے شرح بخاری میں اس رات کی تعیین کے متعلق علماء کے بہت سے اقوال گئے ہیں جس میں ایک قول وہ ہے جس کی طرف ابن اسحاق کا میلان ہے اور اسکے متعلق خود ان کا بیان ہے کہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے زید بن ارقم سے یہ روایت کی ہے اور نیز حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔

اور میں نے صرف اس بنا پر اس رات کو اختیار کیا ہے کہ ایسی عظیم الشان رات کی تعیین کو قرآن پاک نظرانداز نہیں کر سکتا، اگر صراحۃً نہیں تو کم از کم اشارۃً ضرور اس کی تعیین کرنا لازمی ہے۔

اور قرآن پاک نے نہایت عمدہ موقعہ پر اس کی طرف اشارہ کیا ہے، کیونکہ بدر کا دن ایسا دن تھا جس میں خدا نے مسلمانوں کو غالب کیا اور ان کو سربلندی عطا کی اور اسی دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کا شرف بخشا، اس بنا پر اس آیت میں قرآن پاک کا یہ اشارہ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا الآیۃ نہایت موزوں اور موقع کے مناسب ہے۔

لیکن نزول قرآن کی انتہا جس دن ہوئی اس کے متعلق طبری نے الیوم اکملت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا، اس میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی اور مفسرین کا بیان ہے کہ اس کے بعد امر و نہی کے متعلق آپ پر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اور آپ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صرف اکیاسی دن زندہ رہے۔

قرآن کریم کے بتدریج نازل ہوتے پر مشرکین کو اعتراض تھا۔ چنانچہ قرآن مجید نے خود اس اعتراض کو ذکر کر کے اس کا جواب دیا ہے، سورۂ فرقان میں ہے :-

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ ۔ کفار کہتے ہیں کہ پیغمبر پر قرآن مجید دفعۃً واحدۃً کیوں نازل نہیں کیا

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۔ گیا اس لئے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے تیرے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اس کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھا ہے ۔

نزول قرآن کا زمانہ دو الگ الگ حصوں میں منقسم ہے جو باہم ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ۔ پہلا حصہ اس زمانہ سے تعلق رکھتا ہے جس میں آپ کا قیام مکہ مکرمہ میں تھا ، یہ کل بارہ سال پانچ مہینہ اور تیرہ دن کا زمانہ ہے جس کی ابتداء ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۴۱ ولادت نبوی سے ہوتی ہے اور یکم ربیع الاول سنہ ۵۴ ولادت تک وہ ختم ہو جاتا ہے ، اس مدت میں قرآن کریم کا جو حصہ نازل ہوا ہے اس کو مکی کہتے ہیں ۔

دوسرا حصہ ہجرت کے بعد سے شروع ہوا ، یہ کل نو سال نو مہینہ اور نو دن کا زمانہ ہے جس کی ابتدا یکم ربیع الاول ۵۴ھ ولادت نبوی سے ہوئی اور ۹ ذی الحجہ ۶۳ھ ولادت نبوی اور ۱۰ھ پر ختم ہو گیا ۔ اس زمانہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ، ان کو مدنی کہتے ہیں ۔ قرآن مجید کا مکی حصہ قرآن کا ۱۹/۳۰ اور مدنی حصہ اس کا ۱۱/۳۰ ہے ۔

قرآن مجید کی سورتوں کی مجموعی تعداد ۱۱۴ ہے جن میں سب سے پہلی سورہ فاتحہ ہے اور سب سے آخری سورہ والناس ہے ۔

مراتب بلند میں سے ایک مرتبہ کو سورہ کہتے ہیں ۔ چنانچہ نابغہ کہتا ہے ۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَعْطَاكَ سُورَةً ۔۔۔ تَرَى كُلَّ مَلِكٍ دُونَهَا يَتَذَبْذَبُ

اس شعر سے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تجھکو مراتب شرف میں سے ایک ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اور بادشاہوں کے مرتبہ اس سے کم ہیں لیکن سورۃ قرآن کے اس حصہ کا نام ہے جو مخصوص نام کے ساتھ مشہور رہا اور وہ نام نبی اکرم سے منقول ہوا اور کم از کم اس میں تین آیتیں ہوں ۔

امام سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں ، سورتوں کے نام احادیث اور آثار سے ثابت ہیں ، ترتیب سور میں جمہور سلف کے قول اور اجماع صحابہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب میں اجتہاد صحابہ کو دخل نہیں بلکہ یہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اور توقیف شارع پر مبنی ہے ۔

ابوبکر انباری کا قول ہے فیوقف جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی موضع الآیۃ والسورۃ کہ جبریل نبی کریم کو سورت اور آیات کے مقامات بتلاتے تھے ، کرمانی فرماتے ہیں کہ جس طرح سورتوں کی ترتیب مصحف عثمان میں ہے لوح محفوظ میں اسی طرح تھی اور حضورؐ ہر سال جبریل امین کو اسی ترتیب سے قرآن پیش فرمایا کرتے تھے اور سال وفات میں دو مرتبہ پیش فرمایا علامہ طیبی اور جم غفیر علماء سلف کی یہی رائے ہے ، جس کے احادیث اور اقوال سلف میں کثیر دلائل اور شواہد موجود ہیں ۔

اکثر سورتوں کے نام ان کی ابتدائی آیتوں سے ماخوذ ہیں ، مثلاً سورہ انفال ، سورہ اسراء وغیرہ اور آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف حیثیتوں سے نازل ہوا ہے ، کبھی پانچ کبھی دس کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ آیات آپ پر نازل ہوئی ہیں ۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ قصہ افک کے متعلق دس آیتیں ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں اس کے برعکس سورۃ نساء میں غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کا جملہ تنہا نازل ہوا ہے ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے ۔ اس بنا پر آپ فرشتہ خداوندی سے قرآن مجید کو زبانی یاد فرما لیتے تھے ۔

قرآن کریم کے حقیقی و اصلی مفسر اور شارح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ۔ اس کے بعد طبقات مفسرین میں سب سے اعلیٰ طبقہ ان برگزیدہ ہستیوں کا ہے جو قرآن کریم کے سب سے پہلے مخاطب ہیں اور ان حضرات میں دس صحابہ کرام دوسروں

اس شان میں ممتاز اور نمایاں ہیں۔ خلفائے راشدین حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔

خلفائے راشدین کے بعد تفسیر قرآن کریم میں سب سے بلند مرتبہ حضرت ابن عباس کا ہے۔ آپ کی فضیلت اور جلالت علمی سے ہر ایک فرد بشر واقف ہے۔ اس بنا پر اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں۔

آپ ترجمان القرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللھم علمہ الکتاب والحکمۃ والتاویل کے حقیقی مظہر ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشفقانہ دعاؤں کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ صحابہ کرام میں علم و فضل کے لحاظ سے نہایت نمایاں مقام کے مالک ہیں، اکثر اکابر صحابہ جو عمر اور مرتبہ میں حضرت ابن عباسؓ سے کہیں زیادہ تھے۔ انھیں بھی ان کے سامنے قصور علم کا اعتراف کرنا پڑتا تھا۔ حضرت ابن عباس کی طرف تفسیر کے متعدد مجموعے منسوب ہیں جن میں سے تنویر المقباس بھی ہے جو تفسیر ابن عباسؓ کے نام سے مشہور رہے جس میں صاحب قاموس ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی شافعی متوفی ۸۱۷ھ نے اپنی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے تفسیری روایات کو جمع کیا ہے۔

باقی ان سندوں میں سے معتبر سند علی بن ابی طلحہ ہاشمی کی ہے اور اسی سند سے مروی شدہ نسخہ مصر میں ابو صالح کاتب اللیث محدث کے پاس موجود تھا ــــ امام جلال الدین سیوطی نے ان تفسیری روایات کے بارے میں جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ اتقان میں مفصل کلام کیا ہے جس کے تذکرہ کی اس مقام پر کوئی خاص ضرورت نہیں۔

البتہ اس تفسیر ابن عباسؓ کے ترجمہ کی افادیت اور قدر و منزلت کو نویں طبقہ کے مفسر اعظم جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی کتاب لباب النقول فی اسباب النزول کے ترجمہ کے اضافے اور دوبالا کر دیا کہ کتاب ہذا کے ساتھ امام سیوطی کی کتاب کا ترجمہ بھی شائع کیا جا رہا ہے جو شان نزول و اسباب نزول میں اپنی ایک خصوصی شان رکھتی ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اس ذلیل و خوار کو ان دونوں کتابوں کے ترجمے اور اپنے کلام پاک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔

بارگاہ ایزدی میں نہایت آہ و زاری کے ساتھ درخواست ہے کہ حق تعالیٰ ناچیز کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے والدین کے لئے درجات عالیہ کا باعث بنائے۔ نیز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قرآن کریم کی خدمت اور اس کی ظاہری و باطنی اور دنیوی و اخروی برکتوں و سعادتوں سے لطف اندوز فرمائے۔ آمین!

برحمتك يا ارحم الراحمين

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

عابد الرحمن صدیقی

از:۔ مولانا کفیل الرحمٰن نشاطؔ عثمانی
فاضل دارالعلوم دیوبند

ہدیۂ عقیدت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

فخرِ ملت، حبرِ اُمت، اے صحابی جلیل
صاحبِ فضل و کرامت، صاحبِ رفعت نبیل

علم و فضل و زہد و تقویٰ و طہارت کے چراغ
حاملِ نورِ فراست، روشن و عالی دماغ

اہلِ دانش کی نگاہوں کے درخشاں انتخاب
واقفِ اسرارِ قرآں شارحِ ام الکتاب

ہاشمی فہری قریشی باعثِ صد افتخار
یعنی ارشادِ رسولِ پاک کے آئینہ دار

تیری تفسیری بصیرت بے مثیل و بے مثال
تیرے تلمیذوں میں شامل سیکڑوں اہلِ کمال

تو اگرچہ آج زیرِ ارضِ محوِ خواب ہے
پر بلندی کا ستارہ نور بیں مہتاب ہے

٭

مُقَدِّمَہ لُبَابُ النُّقُولِ فِی اَسْبَابِ النُّزُوْل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اسی ذات وحدہٗ لاشریک کے لئے سزاوار ہیں کہ جس نے ہر ایک چیز کے لئے ایک سبب بنایا۔ اور اپنے بندے پر عجیب و غریب کتاب نازل فرمائی جس میں ہر ایک چیز کی حکمت اور آگاہی ہے اور ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ مشرق و مغرب میں اشرف المخلوقات اور باعتبار حسب و نسب کے سب سے پاکیزہ و برتر ہیں درود و سلام نازل ہو، اور آپکی آل اور اصحاب پر بھی جو کہ ہر ایک اعتبار سے برگزیدہ ہیں، رحمتیں اور سلام نازل ہوں۔

اما بعد! اس کتاب کا نام میں نے لباب النقول فی اسباب النزول رکھا ہے، اس کتاب میں میں نے حدیث، اصول حدیث اور اصحاب روایت کی تفاسیر سے مضامین کو ملخص کیا ہے، حق تعالیٰ سے اس کے ذریعہ نفع کا امید وار ہوں اور وہ سوالوں کے قبول کرنے اور امیدوں کے بر لانے میں بہت ہی بلند اور برتر ہے۔

اسباب نزول کے معلوم کرنے میں بکثرت فوائد ہیں اور جو اسباب نزول کو محض تاریخی حیثیت دیتے ہوئے اس بات کا قائل ہے کہ ان کے معلوم کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے، وہ غلطی پر ہے اور منجملہ فوائد کے ایک یہ بھی ہے کہ آیات قرآنیہ کے معانی سے آگاہی اور شکوک کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

واحدی بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کی تفسیر کو سمجھنا، اس کے واقعہ اور شان نزول کے معلوم کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ابن دقیق العید بیان کرتے ہیں کہ شان نزول کا بیان معانی قرآن کریم سمجھنے کے لئے بہت ہی قوی ذریعہ ہے۔

اور امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں شانِ نزول سے آگاہی آیت قرآنیہ کے سمجھنے میں معین و مددگار ہوتی ہے۔ اس لئے کہ سبب کے معلوم کرنے سے مسبب کا علم حاصل ہو جاتا ہے، سلف صالحین کی ایک جماعت کو آیات قرآنیہ کے معانی میں اشکال پیدا ہوا، چنانچہ انہوں نے ان آیات کے شان نزول معلوم کئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اشکال ختم ہو گئے۔

کتاب الاتقان کی نویں قسط میں، میں نے اس قسم کی بکثرت مثالیں پیش کی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ دوسرے فوائد مباحث و تحقیقات کے ساتھ بیان کئے ہیں کہ جن کے تذکرے کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

واحدی بیان کرتے ہیں کہ بغیر روایت اور ان حضرات سے سنے ہوئے جو کہ آیت کریمہ کے نزول کے وقت موجود تھے اور شان نزول سے واقف ہیں، شانِ نزول کے بارے میں کسی قسم کا کلام کرنا حلال نہیں۔

امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے دریافت کیا، انہوں نے فرمایا حق تعالیٰ سے ڈرو اور صحیح بات بیان کرو وہ حضرات اس دار فانی سے چلے گئے ہیں جو آیات قرآنیہ کے شانِ نزول سے بخوبی واقف تھے۔

اور ان کے علاوہ اور حضرات نے فرمایا ہے کہ اسباب نزول کا علم صحابہؓ کو چند ایسے قرائن کے ذریعہ حاصل ہوا تھا، جن سے وہ قضایا اور فیصلے فرماتے تھے۔ مگر اس کے باوجود بعض صحابہ کرام اس چیز کو قطعی طور پر بیان نہیں کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ آیت اس واقعہ کے بارے میں ہوئی ہے جیسا کہ حضرت زبیرؓ نے حق تعالیٰ کے فرمان فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ کے بارے میں

امام حاکم اپنی کتاب علوم حدیث میں فرماتے ہیں کہ جب وہ صحابی جو کہ وحی اور اس آیت کے نزول کے وقت موجود ہو، اور

پھر وہ بیان کرے کہ آیت فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی طریقہ ابن صلاح وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔
اور صحیح مسلم کی ایک روایت ہے جو کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے، اس کی شہادت بھی پیش کی ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی عورت کے ساتھ اس کے پیچھے سے ہو کر ہمبستری کرے تو اس سے اولاد بھینگی پیدا ہوگی۔ حق تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔
امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں، صحابہ کرامؓ کا یہ فرمانا، کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے، کبھی اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہی آیت کریمہ کے نزول کا سبب ہے

اور گاہے یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بھی اس آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہے اگرچہ یہ واقعہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نہ ہو جیسا کہ تم کہدیتے ہو کہ اس آیت سے یہ معنی مراد لئے ہیں۔
صحابی جو فرماتے ہیں کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ صحابی کا یہ فرمانا حدیث مسند کے قائم مقام ہے جیسا کہ صحابی اس سبب کو بیان کریں جس کی وجہ سے آیت کریمہ کا نزول ہوا ہو، یا صحابی کا یہ فرمان اس تفسیر کے قائم مقام ہے جو کہ حدیث مسند نہیں ہے —— چنانچہ امام بخاریؒ تو اس قول کو بھی حدیث مسند میں داخل فرماتے ہیں، اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات حدیث مسند میں اس کو داخل نہیں فرماتے۔ احادیث میں جو مسانید کی کتابیں ہیں وہ سب اسی اصطلاح کے مطابق ہیں جیسا کہ مسند امام احمد وغیرہ۔ برخلاف اس قول کے جب کہ ایسا شان نزول بیان کیا جائے کہ اس کے بعد فوراً اس واقعہ کے مطابق آیت کریمہ کا نزول ہو گیا ہو تو یہ قول صحابی سب کے نزدیک حدیث مسند کے حکم میں داخل ہے۔
علامہ زرکشیؒ برہان میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین کی عادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت ان میں سے کوئی یہ فرماتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ یہ واقعہ نزول آیت کا سبب ہے۔ تو یہ آیت کریمہ سے اس حکم کو ثابت کرنے کے لئے استدلال کرنا ہے۔ نقل واقعہ اور سبب نزول کا بیان نہیں ہے۔
امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حقیقی بات یہ ہے کہ سبب نزول کے بارے میں جو چیز قابل ذکر ہے وہ یہ کہ آیت کریمہ واقعہ پیش آنے کے زمانے میں نازل ہوئی ہو، تاکہ اس تحقیق سے واحدی کا وہ قول جو انہوں نے سورہ فیل کے بارے میں بیان کیا ہے، کہ اس کے نزول کا سبب حبشہ کا آنا اور حملہ کرنا ہے تو ان چیزوں کو اسباب نزول میں کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ یہ گذشتہ زمانہ میں جو حوادثات اور وقائع پیش آئے ان کی اطلاع کرنا اور ان کو بیان کرنا ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام عاد اور ثمود بیت اللہ کی تعمیر کے واقعات وغیرہ۔ اسی طرح واحدی کا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا کی تفسیر میں فرمانا کہ اس کے نزول کا سبب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانا ہے تو یہ چیزیں اسباب نزول میں سے نہیں ہیں۔
اور جیسا کہ ہم نے صحابی کے قول کو حدیث مسند میں داخل کیا ہے، اسی طرح اگر آیت کی تفسیر کے بارے میں تابعی سے کوئی چیز مروی ہو تو وہ بھی حدیث مرفوع ہے، لیکن مرسل ہے۔ چنانچہ جب سند صحیح کا ثبوت ہو جائے گا تو اس مرسل کو قبول کر لیا جائیگا اور ائمہ تفسیر جیسا کہ مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر۔ یہ صحابہ کرام سے آیات کی تفسیر نقل کرتے ہیں یا تفسیر کو کسی مرسل حدیث سے تقویت حاصل ہو جائے تو اسکو لے لیتے ہیں۔
بسا اوقات مفسرین نزول آیت کے بہت سے اسباب بیان کر دیتے ہیں، اس مقام پر وجہ ترجیح کا طریقہ یہ ہے کہ ان عبارتوں کو دیکھا جائے جو کہ حضرات مفسرین نے اس مقام پر بیان کی ہیں۔ سو اگر مفسرین میں سے کسی نے ان الفاظ کے ساتھ بیان

کیا کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی اور دوسرے مفسر نے بھی یہی چیز بیان کی کہ یہ اس بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ دوسرے امور اور بیان کر دیئے، تو یہ چیز پہلے ہی ذکر کر دی گئی ہے کہ وہ اس طریقہ سے آیت کریمہ کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں، شانِ نزول کا بیان کرنا ان کا مقصود نہیں ہے تو ان دونوں قولوں کے درمیان کسی قسم کی کوئی منافات نہیں ہے جبکہ الفاظ دونوں اقوال کے متحمل ہوں جیسا کہ میں نے کتاب الاتقان میں اس چیز کو بیان کر دیا ہے، اب اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسباب نزول کی تصانیف میں ان چیزوں کو ذکر نہ کرنا چاہیئے بلکہ احکام قرآن کے ماتحت ایسی چیزوں کا تذکرہ کرنا چاہیئے ۔ اور اگر مفسرین میں سے کسی نے یہ بیان کیا کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے تحت نازل ہوئی ہے اور دوسرے مفسر نے اس کے خلاف دوسرے شانِ نزول کی تصریح کر دی تو اسی پر اعتماد کیا جائے گا جیسا کہ آیت کریمہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عورتوں سے ان کے پچھلے راستہ کی طرف سے صحبت کرنے کی اجازت دینے کے لئے نازل ہوئی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایسے شان نزول کی تصریح کی ہے جو اس کے بالکل مخالف ہے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے گا ۔ اور اگر ایک مفسر نے ایک سبب اور دوسرے نے دوسرا سبب بیان کیا تو اس وقت کہا جائے گا کہ آیت کریمہ ان تمام اسباب کے وقوع کے بعد نازل ہوئی ہے جیسا کہ لعان کی آیت میں اس چیز کی وضاحت آجائے گی اور کبھی آیت کریمہ دو مرتبہ نازل ہوتی ہے جیسا کہ آیت روح اور سورہ نحل کی آخری آیات اور مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ ۔

اب ان امور میں ترجیح دینے کے لئے جن باتوں کو ملحوظ رکھا جائے گا وہ یہ کہ سند پر غور کیا جائے اور دونوں سببوں کو بیان کرنے والوں میں سے کون سا راوی اس واقعہ کے پیش آنے کے وقت موجود تھا یا کون سا راوی علماء تفسیر میں سے ہے جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بسا اوقات آیت کریمہ کا نزول دونوں واقعوں میں سے ایک واقعہ سے متعلق ہوتا ہے مگر راوی دونوں واقعوں کو ملا دیتا ہے اور پھر بیان کرتا ہے کہ آیت کریمہ اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ سورہ زمر میں اس کی بحث آجائے گی ۔ اس وقت اس فن میں سب سے زیادہ مشہور کتاب واحدی کی کتاب اور میری یہ کتاب ہے، مگر واحدی کی کتاب سے میری کتاب کو چند باتوں میں فوقیت حاصل ہے (۱) اختصار (۲) بہت سے مضامین کا اضافہ کیونکہ یہ تمام مزید مضامین کو مشتمل ہے کہ جو واحدی نے بیان کئے ہیں اور میں نے لفظ "ک" کی علامت و نشانی لگا کر اس کتاب کی طرف اشارہ کر دیا ہے (۳) جس حدیث کو جن صحیح اور معتبر کتابوں سے نقل کیا ہو اس حدیث کو انہی کتابوں کی طرف منسوب کر دیا ہو جیسا کہ صحاح ستہ، مستدرک امام حاکم، صحیح ابن حبان، سنن بیہقی، دار قطنی، مسند امام احمد، مسند بزار، مسند ابو یعلی، معجم طبرانی (صغیر، کبیر، اوسط) تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن مردویہ، ابو الشیخ ابن حبان فریابی عبد الرزاق، ابن منذر وغیرہ، اور واحدی اکثر حدیث کو اس کی سند کے ساتھ لاتے ہیں، مگر اتنی تطویل کہ یہ معلوم نہیں کہ حدیث کونسی کتاب کی ہے تو اس لئے ان کتب مذکورہ کی طرف حدیث کو منسوب کر دینا بہ نسبت واحدی کی کتاب کی جانب منسوب کرنے کے باوجودیکہ وہ مشہور بھی ہے اور لوگوں میں معتمد اور قابل قبول بھی ہے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات واحدی تو حدیث کو منقطوع ذکر کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ حدیث کی کوئی سند موجود بھی ہے یا نہیں۔

(۴) صحیح حدیث کو غیر صحیح سے اور مقبول کو مردود سے ممتاز کر دینا۔ (۵) متعارض روایتوں کو جمع کر دینا۔ (۶) جو روایتیں شانِ نزول کو بیان نہیں کرتیں ان سے کتاب کو صاف کر دینا ـــ یہ مقدمہ کی آخری سطور رہ گئیں، اب ہم یہاں سے ملک معبود کی توفیق کے ساتھ مقصود کو بیان کرتے ہیں (از جلال الدین السیوطی رح)

محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم — ۲ — محبّت صحابہ رض

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ، اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ، لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ، فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ، وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ، وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ، وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ، وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

(مشکوٰۃ المصابیح ص۵۵۴)

ترجمہ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی شان میں زبان پر نار وا کلمات لانے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ پاک سے ڈرو، اور میرے صحابہ کرام رض کے حقوق کی نگہداشت کے سلسلہ میں رب العالمین سے ڈرو، رب العالمین سے ڈرو، تم میرے بعد اُن کو نشانہ نہیں بنانا، کیونکہ جو ان سے محبّت رکھتے ہیں وہ میری محبّت کیوجہ ان سے محبّت کرتے ہیں اور جو ان سے بغض و عداوت رکھتے ہیں وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔

جس نے ان (صحابہ رض) کو اذیت دی انہوں نے مجھے اذیت دی، اور جنھوں نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، اور جس نے اللہ رب العزّت کو اذیت دی وہ عنقریب اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئے گا۔

محبّت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور محبّت صحابہ رضی اللہ عنہم کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرام رض نے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے اسے عقیدت و محبّت کے ساتھ پڑھا جائے اور پھر اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کیا جائے۔

ادارہ نے اسی محبّت سے سرشار ہو کر تفسیر صحابہ رض کی اشاعت شروع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی یہ خدمت قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا کرے۔

(ادارہ)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (کامل اردو)

افادات

ابن عم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

امام المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

المتوفی ۶۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام اہل بیت پر درود و سلام نازل ہو۔

سند: عبداللہ بن ثقفہ، ابن المامور الہروی، ابو عبداللہ، محمود بن محمد الرازی، عمار بن عبدالمجید ہروی، علی بن اسحاق سمرقندی، محمد بن مردان، کلبی، ابوصالح، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

بسم اللہ الخ لفظ بار سے حق تعالیٰ کی تجلیات آرائش اور برکات مراد ہیں اور اس سے اس کے نام باری کی ابتدا ہے۔ لفظ سین سے حق تعالیٰ کی علوِ شان اور رفعت مراد ہے جس سے اسکے نام سمیع کی ابتدا ہے۔ میم سے حق تعالیٰ کی بادشاہت اور بزرگیاں اور اس کے انعامات احسانات کی طرف اشارہ ہے جو اس نے اپنے بندوں کو ایمان کی ہدایت دیکر عطا فرمائے ہیں اور اس لفظ سے حق تعالیٰ کے نام مجید کی ابتدا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی جانب سب کے اپنی ضروریات اور حاجتوں کے وقت آہ وزاری کرتے ہیں جو کہ ہر ایک نیک و بد پران کی تکالیف کو دور کر کے اور انھیں روزی عطا کر کے مہربانی فرماتا ہے خصوصیت کے ساتھ مؤمنین کے لئے تو بہت ہی مہربان ہے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت فرماتا اور انھیں جنت میں داخل کرتا ہے یعنی دنیا میں ان کے عیوب کی پردہ پوشی فرماتا اور آخرت میں انھیں اپنی خصوصی رحمتوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرماتا ہے

آیاتہا ۷ — (۱) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ (۵) — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴

جو مالک ہیں روزِ جزا کے ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا رستہ اُن لوگوں کا جن پر آپ نے انعام

عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

ع ۱

فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔

سورۂ فاتحہ یہ مدنی ہے یا مکی

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں یعنی حق تعالیٰ اپنی مخلوق پر احسانات کرتا ہے مخلوق اس کی حمد و ثنا کرتی ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان عظیم الشان نعمتوں پر شکر ہے، جو اس نے اپنے مومن بندوں پر ان کو ایمان کی ہدایت عطا فرما کر انعامات کئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ شکر وحدانیت اور الوہیت اس ذات وحدہٗ لاشریک کے لئے ہے جس کا کوئی مددگار اور وزیر نہیں ہے، اور وہ ہر ذی روح کا پروردگار ہے، جو کہ روئے زمین اور آسمان پر ہے اور کہا گیا ہے، کہ وہ جن و انس کا مالک اور سردار ہے۔ اور یہی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا کرنے والا اور انکو روزی دینے والا اور ایک حالت سے دوسری حالت کے ساتھ تبدیل فرمانے والا ہے۔

لفظ رحمٰن میں رفیق یعنی رحیم سے زائد رقت و رحمت ہے۔ اور رحیم بمعنی رفیق ہے، یوم الدین کا وہ قاضی ہے اور وہ روزِ جزا ہے، جس میں مخلوقات کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا یعنی لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن اسکے علاوہ اور کوئی قاضی نہیں ہوگا۔

تیری ہی ہم وحدانیت بیان کرتے اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے تیری عبادت پر اور تیرے ان احسانات کے جن کی وجہ سے ہم تیری اطاعت و فرمانبرداری پر مستقیم رہیں طلب گار ہیں، اس دین مستقیم یعنی دین اسلام کی جانب ہماری رہبری فرما جس سے تو راضی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیں اس دین پر ثابت قدمی عطا فرما، اور کتاب اللہ کیساتھ بھی

اس کی تفسیر کی گئی ہے، یعنی ہمیں اس کتاب کے عدالل وحرام اور اس کے معانی سمجھنے کی توفیق عطا فرما، ان لوگوں کا دین جن پر تو نے دین عطا کر کے احسان کیا ہے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے، اور ان کا وہ وقت ہے جب تک حق تعالیٰ نے ان سے اپنی نعمتوں کو تبدیل نہیں فرمایا تھا، کہ ان پر وادی تیہ میں بادل نے سایہ کیا اور ان حضرات پر من وسلویٰ آسمان سے نازل کیا گیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ انعام شدہ جماعت سے انبیاء کرام کی جماعت مراد ہے ان یہودیوں کے دین کے طالب نہیں جن پر تو نے اپنا غصہ نازل کیا، اور ان کو ذلیل ورسوا کیا اور ان کے قلوب کو مضبوط نہیں کیا، تاآنکہ وہ یہودی بن گئے اور نہ ان نصاریٰ کے دین کے طلب گار ہیں جو اسلام سے بے راہ ہو گئے اسی طرح ہماری یہ امیدیں برآئی رہیں، اور اسی طرح ہوتا رہے یا یہ کہ ہمارے پروردگار ہم نے جو تجھ سے سوال و درخواست کی ہے، وہی ہم کو عطا فرما۔

آیاتہا ۲۸۶ ۔۔۔ (۲) سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّهِیَ مِائَتَانِ سِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُوْنَ رُکُوْعًا ۔۔۔ ۴۰ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۲﴾

الم ۔ یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں ۔ راہ بتلانیوالی ہے خدا سے ڈرنے

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

والوں کو ۔ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ

یُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

دیا ہے ہم نے انکو اسمیں سے خرچ کرتے ہیں ۔ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپکی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر

مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى

بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں ۔ اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں ۔ پس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو انکے

مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

پروردگار کی طرف سے ملی ہے، اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب۔

● سورۂ بقرہ مدنی ہے اور اس کے مکی ہونے کا بھی قول اختیار کیا گیا ہے اس سورت میں دو سو اسی ۲۸۰ آیتیں اور تین ہزار ایک سو (۳۱۰۰) کلمات اور پچیس ہزار پانچسو (۲۵۵۰۰) حروف ہیں ۔

الجزاء ۱ ۔ مع عدد الالف خمس ...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن ہدایت کا سرچشمہ

عبداللہ بن مبارک، علی بن اسحاق سمرقندی، محمد بن مروان، کلبی، ابوصالح، حضرت ابن عباس رض حق تعالیٰ کے فرمان الٓمّٓ کے بارے میں فرماتے ہیں الف سے اللہ، لام سے جبریل اور میم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، اور یہ بھی قول اختیار کیا گیا ہے کہ الف سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، لام سے اس کا لطف، میم سے اس کا ملک و بادشاہت مراد ہے، اور کہا گیا ہے کہ الف سے حق تعالیٰ کے نام کی ابتداء اللہ، لام سے لطیف، میم سے مجید ہے، اور اللہ اعلم کے ساتھ بھی اس کی تفسیر کی گئی ہے اور یہ بھی قول اختیار کیا گیا ہے کہ یہ قسم کے الفاظ ہیں جن کے ساتھ حق تعالیٰ نے قسم کھائی ہے، یہ کتاب جس کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تلاوت کرتے ہیں، اس کے بارے میں کسی قسم کے کوئی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ میری کتاب ہے اگر تم اس کتاب پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں ہدایت عطا کروں گا اور اگر اس پر ایمان نہیں لاتے ہو تو میں تم کو عذاب دوں گا اور کتاب کی تفسیر لوح محفوظ کے ساتھ بھی کی گئی ہے اور کتاب کی تفسیر اس وعدہ کے ساتھ بھی کی گئی ہے جو کہ عہد میثاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا کہ میں آپ پر وحی بھیجوں گا اور کہا گیا ہے کہ کتاب سے اس مقام پر تورات و انجیل مراد ہے، اس میں بھی کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور نعت مذکور ہے، پرہیزگاروں کیلئے یہ قرآن کریم کفر و شرک اور فواحش کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ قرآن کریم مومنوں کے لئے کرامت ہے اور اس کے ساتھ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو متقی و پرہیزگار ہیں ان کے لئے باعث رحمت ہے۔

وہ لوگ جو کہ ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ انکی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں، جیسا کہ جنت دوزخ، پل صراط میزان، اعمال، بعث بعد الموت حساب کتاب وغیرہ۔

اور یہ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگ جو کہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی ان امور میں سے جو کہ قرآن کریم میں نازل کئے گئے ہیں، یا یہ کہ قرآن کریم میں ان کا نزول نہیں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ غیب سے مراد حق تعالیٰ کی ذات ہے، اور نماز کو اس کے وضو رکوع وسجود اور جو امور اس میں واجب ہیں اس کے وقت پر ادا کرتے ہیں اور جو اموال ہم نے ان کو دیئے ہیں۔ اس میں سے وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور یہ حضرات حضرت ابوبکر صدیق رضا اور آپ کے صحابہ کرام ہیں۔

اور جو حضرات قرآن کریم اور تمام انبیاء کرام پر جو کتابیں نازل کی گئی ہیں۔ ان کی اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کی اور جنت کی نعمتوں کی تصدیق کرتے ہیں، یہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں ایسی خوبیوں کے مالک اپنے پروردگار کی جانب سے رحمت و کرامت اور بزرگی کے مالک ہیں اور یہ حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

اور یہ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ وہ حضرات جنہوں نے حضور صلعم کو پایا، اور جن چیزوں کا ان حضرات نے مطالبہ کیا تھا، اس کو حاصل کر لیا، اور جن برائیوں سے بھاگ کر آئے تھے، اس سے نجات حاصل کر لی یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ بقرہ کے بارے میں فریابی اور ابن جریر نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیتیں مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور اس کے بعد کی دو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور تیرہ ۱۳ آیتیں منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے انکے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ

يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ

لاویں گے بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر اور انکے کانوں پر اور انکی آنکھوں پر

غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا

پردہ ہے اور انکے لئے سزا بڑی ہے اور ان لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم

ع ۱

بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ

وقف لازم

ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں چال بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان

آمَنُوا ج وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِمْ

لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں (یعنی محض چالبازی کی راہ سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی

مَرَضٌ لا فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۙ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝

ذات کے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے، انکے دلوں میں بڑا مرض ہی سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے انکے مرض کو اور انکے لئے سزائے دردناک ہے۔ اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

بے سود کوشش

جو حضرات کفر پر پختہ ہو چکے ان کو نصیحت کرنا، اور انھیں قرآن کریم کے ذریعہ سے ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ہرگز ایمان کا ارادہ ہی نہیں کریں گے۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے، حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے، اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے، اور آخرت میں ان کے لئے سخت قسم کا عذاب ہے، یہ یہود میں سے کعب بن اشرف حی بن اخطب، اور جدی بن اخطب ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت سے مکہ مکرمہ کے مشرکین عتبہ، شیبہ، اور ولید مراد ہیں، علانیہ اور ظاہری طور پر ایمان لاتے ہیں، اور ہمارے ایمان باللہ اور بعث بعد الموت جس میں اعمال کا

بدلہ دیا جائیگا۔ تصدیق کرتے ہیں، مگر پوشیدگی اور دلوں کے اعتبار سے وہ مومن نہیں اور اپنے دعوی ایمانی میں وہ سچے نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں اور پوشیدگی میں اس کے احکام کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ مخالفت خداوندی میں اس قدر دلیر اور جری ہو گئے ہیں کہ وہ خود اس زعم کاذب میں مبتلا ہیں کہ العیاذ باللہ وہ حق تعالیٰ کو اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرامؓ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ اپنی ہی تکذیب کر رہے ہیں کیونکہ انھیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے دلوں کے بھید سے مطلع کر دیتا ہے، انکے دلوں میں شک، نفاق، نافرمانی اور تاریکی ہے حق تعالیٰ ان کے شک نفاق نافرمانی اور تاریکی میں اضافہ فرماتا ہے، اور ان لوگوں کو آخرت میں ایسا دردناک عذاب ملے گا جس کی تکلیف ان کے دلوں تک پہنچے گی، کیونکہ وہ پوشیدگی اور خفیہ طریقہ پر تکذیب خداوندی کرتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن جریر نے ابن اسحق، محمد بن ابی، عکرمہ، سعید بن جبیر، ابن عباسؓ کے واسطے سے حق تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کے بارے میں نقل کیا ہے، کہ یہ دو آیتیں مدینہ منورہ کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں (ک) اور ابن جریر ہی نے ربیع بن انس رضؓ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ تک یہ دو آیتیں جنگ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا

یاد رکھو بے شک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اسکا شعور نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی

كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ

ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لاوینگے جیسا ایمان لائے ہیں یہ بیوقوف، یاد رکھو بیشک

وَلٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی

یہی ہیں بیوقوف لیکن وہ اسکا علم نہیں رکھتے، اور جب ملتے ہیں وہ منافقین ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم

شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ

ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزاء

بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۵﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا

کیا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی استہزاء کر رہے ہیں انکے ساتھ اور ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں انکو کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران سرگرداں ہو رہے ہیں

الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿۱۶﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے گمراہی لے لی بجائے ہدایت کے تو سود مند نہ ہوئی انکی تجارت اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے۔

گھاٹے میں رہنے والے

اور یہ منافقین یعنی عبداللہ بن ابی، وجدی بن قیس، اور معتب بن قشیر ہیں، اور جس وقت یہود سے کہا جاتا ہے کہ لوگوں کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے نہ روکو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اطاعت پر آمادہ کرنے والے ہیں، آگاہ ہو جاؤ یہی رکاوٹ ڈالنے والے ہیں، لیکن انکے کمزور آدمی یہ نہیں سمجھتے کہ ان کے رؤسا ہی ان کو گمراہ کر رہے ہیں، اور جس وقت یہود سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لاؤ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں، کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسطرح ایمان لائیں، جیسا کہ بے وقوف اور ذلیل آدمی ایمان لائے ہیں آگاہ ہو جاؤ یقیناً یہی بیوقوف اور ذلیل ہیں لیکن اس بات کو جانتے نہیں، یعنی منافقین جب حضرت ابوبکر صدیق اور آپکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی سچائی اور دل سے اسی طرح ایمان لائے ہیں، جیسا کہ تم ایمان لائے ہو اور تم نے تصدیق کی ہے، اور جب اپنے لیڈروں اور رؤسا کے پاس آتے ہیں اور وہ پانچ آدمی ہیں، کعب بن اشرف، مدینہ منورہ میں ابوبردہ اسلمی بنی اسلم میں اور ابن السوداء شام میں عبدالدار جہینہ میں اور عوف بن عامر بنی عامر میں تو ان سے آکر کہتے ہیں کہ حقیقۃً ہم تمہارے ہی دین پر قائم ہیں ہم تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہہ کر عیاذاً باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مذاق کرتے ہیں، حق تعالیٰ آخرت میں ان کا مذاق اڑائیگا بایں طور کہ ان کے سامنے اول جنت کا ایک دروازہ کھول دے گا، اور پھر ان کو وہ دروازہ دکھا کر ان سے بند کر دے گا جس کی بنا پر مؤمنین ان منافقین کا مذاق اڑائیں گے۔

حق تعالیٰ دنیاوی زندگی میں بھی ان کے کفر اور گمراہی میں اسقدر ڈھیل دیتا ہے کہ جسکی بنا پر انکی قوت بصارت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور حق کا امتیاز اور دیکھنا باقی نہیں رہتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کی دولت کے بجائے کفر کو اختیار کر لیا ہے اور ہدایت و حقانیت کے بدلے گمراہی مول لے لی ہے لیکن ان کو اپنی اس تجارت میں کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ گھاٹے اور نقصان ہی میں مبتلا ہوئے اور اب یہ گمراہی سے راہ راست پر آنیوالے نہیں ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ الخ واحدی اور ثعلبی نے بواسطہ محمد بن مروان، سدی صغیر، کلبی، ابو صالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اسکے نزول کا سبب یہ پیش آیا کہ ایک دن یہ منافقین کی جماعت نکلی، راستہ میں انھیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے

کچھ صحابۂ کرام نظر آئے، عبد اللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو کس طرح میں ان کو (العیاذ باللہ) ان بے وقوفوں کو ہٹاتا ہوں چنانچہ عبد اللہ بن ابی نے آکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، اور کہنے لگا صدیق اکبر بنی تیم کے سردار اسلام کے شیخ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان اور مال کو خرچ کرنے والے آپ کو مرحبا ہو۔

پھر اس کے بعد اس مردود نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، اور بولا عدی بن کعب کے سردار فاروق اعظم حق تعالیٰ کے دین میں بہت قوی و بہادر اپنی جان و مال کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کرنے والے مرحبا ہو، اسکے بعد اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، اور کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد حضور کے علاوہ بنی ہاشم کے سردار مرحبا، اس کے بعد عبد اللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھا تم نے میں نے کیا کیا جب تم ان حضرات کو دیکھو تو تم بھی میری طرح ان کے ساتھ پیش آؤ یہ سنکر اس کے ساتھیوں نے اسکی تعریف کی۔

صحابۂ کرام کی یہ جماعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائی اور آپ کو سارے واقعہ سے مطلع کیا تب یہ آیت نازل ہوئی، اس روایت کی یہ سند بہت ہی بیکار اور لغو ہے، کیونکہ سدی صغیر اور اسی طرح کلبی دونوں کذاب ہیں، اور ابو صالح ضعیف ہے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ

انکی حالت اس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے کہیں آگ جلائی ہو پھر جب روشن کر دیا ہو اس آگ نے اس شخص کے گرد اگرد کی سب چیزوں کو ایسی حالت

بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا

میں سلب کر لیا ہو، اللہ تعالیٰ نے انکی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو انکو اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہوں بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب

يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ

رجوع نہ ہوں گے یا ان منافقوں کی ایسی مثال ہے جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اس میں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو۔

يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ

جو لوگ اس بارش میں چل رہے ہیں وہ ٹھونسے لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کے سبب اندیشۂ موت سے

وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ

اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکی بینائی اس نے لی

كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیا، اور جب ان پر تاریکی ہوئی پھر

لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

کھڑے کے کھڑے رہ گئے، اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو ان کے گوش و چشم سب سلب لیتے بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں

منافقین کا ایمان

منافقین کی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایسی مثال ہے، جیسا کہ کسی شخص نے اندھیرے اور تاریکی میں آگ جلائی، تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے مال اور اہل وعیال کی حفاظت کرسکے چنانچہ جب وہ آگ روشن ہوگئی اور آس پاس کی اور چیزیں بھی نظر آنے لگیں اور اپنے مال و اہل وعیال کے بارے میں بھی اطمینان اور بے فکری ہوگئی تو اچانک وہ آگ بجھ گئی، اسی طرح منافقین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہیں، اور حقیقت میں ان کا ایمان صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی جانوں اور اموال اور اہل وعیال کی قتل اور قید سے حفاظت کریں، چنانچہ جب وہ مرجائیں گے، تو ان کے ایمان کا نفع ختم ہوجائے گا، اور ان کو حق تعالیٰ قبر کی ایسی سختیوں میں مبتلا کردے گا کہ اس کے بعد ان کو راحت و آرام ہی نظر نہ آئے گا۔

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان یہودیوں کی یہ بھی مثال بیان کی گئی ہے، جیسا کہ کسی شکست خوردہ انسان نے کوئی علم حاصل کیا، اور اس کے پاس اور شکست خوردہ لوگ جمع ہوگئے، پھر انہوں نے اپنے علم کو تبدیل کردیا جس کی وجہ سے ان کا نفع اور امن وسلامتی سب ہی برباد ہوگئی، اسی طرح یہ یہود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل آپکے اور قرآن کریم کے ذریعہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے، جب آپ کی بعثت ہوئی تو آپ کا انہوں نے انکار کیا، تو حق تعالیٰ نے اس کفر و انکار کی وجہ سے ان کے ایمان لانے کی خواہش اور ان کے ایمان کے نفع کو ختم کردیا، اور انہیں یہودیت کی ایسی گمراہیوں اور تاریکیوں میں چھوڑ دیا کہ انھیں ہدایت کا راستہ ہی نظر نہیں آتا، یہ بہرے گونگے اور اندھے بنے ہوئے ہیں، کہ اپنے کفر اور گمراہی سے ہرگز نہیں لوٹ سکتے۔

یہ دوسری مثال ہے، منافقین اور یہودیوں کی قرآن کریم کے ساتھ ایسی مثال ہے جیسا کہ جنگل میں رات کے وقت آسمان سے بارش برسے اسی طرح قرآن کریم حق تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے کہ اس میں فتنوں کی تاریکیاں بیان کی گئی ہیں، اور گرج، چمک، ڈر اور ڈانٹ اور بیان و تبصرہ اور وعید ہے، موت اور ہلاکت کے ڈر سے، کڑک کی آواز سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، اسی طرح یہ منافقین قرآن کریم کے بیان اور وعدو وعید کے وقت موت سے بچنے کے لئے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، کہ کہیں دل انکی طرف مائل ہوجائے مگر حق تعالیٰ منافقین کے احوال کو بخوبی جانتا ہے، اور ان سب کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے، قریب ہے کہ یہ آگ اور چمک کافروں کی نگاہوں کو ختم کردے اسی طریقہ سے بیان قرآن کریم بھی ان گمراہوں کی آنکھوں کو ختم کردینے والا ہے۔

جب بجلی کی چمک ہوتی ہے تو چل پڑتے ہیں، اسی طرح منافقین جب اظہار ایمان کرتے ہیں تو مومنین کے درمیان چلنے لگتے ہیں کیونکہ ان کا اظہار ایمان بظاہر قبول کرلیا جاتا ہے، مگر جب مرتے ہیں تو قبر کی تاریکی میں پڑے رہتے ہیں اور اگر حق تعالیٰ چاہے تو گرج سے ان کے کانوں اور چمک سے انکی نگاہوں کو ختم کردے اسی طرح اگر چاہے تو قرآن کریم کی

وعید اور عذاب سے منافقین اور یہودیوں کی قوت سماعت اور قرآن کریم کے بیان سے انکی قوت بصارت کے خاتمہ پر قادر ہے ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ک ، ابن جریر ، سدی کبیر ، ابی مالک ، ابوصالح ، ابن عباس رض مرہ ، ابن مسعود رض ، نیز صحابہ کرام رض کی ایک جماعت اس بات کو بیان کر رہی ہے ، مدینہ منورہ کے منافقین میں سے دو آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ کر مشرکین کی طرف روانہ ہوئے ۔ راستہ میں انھیں اسی بارش سے سابقہ پڑا جس کا حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں تذکرہ کیا ہے کہ اس میں بہت سخت گرج ، اندھیرا اور چمک ہے ، چنانچہ جب خوب زور کے ساتھ بادل گرجتا یہ دونوں اس خوف کے مارے کہ کہیں گرج کی آواز سے ان کے کان نہ پھٹ جائیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے تھے ۔ اور جب بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیتے تھے اور جب بجلی نہ چمکتی تو نظر تو کچھ نہ آتا اس لئے چلتے چلتے پھر اپنی جگہوں پر پہونچ جاتے ، اور دل ہی دل میں کہتے کاش کہ صبح ہو جائے تو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ آپکے ہاتھ پر رکھدیں گے ۔ چنانچہ صبح ہوئی اور وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے اور اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیئے ، اور ان کا اسلام بھی اچھا ہو گیا ، حق تعالیٰ نے منافقین مدینہ منورہ میں سے ان دونوں منافقوں کی حالت بیان فرمائی ہے جو مدینہ منورہ سے نکل کر گئے تھے ، اور ویسے منافقین کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر ہوتے تھے تو وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں ان کے بارے میں قرآن کریم کی کوئی آیت نازل نہ ہو جائے ، دے لیا کرتے تھے ، یا ان کی کسی بات کا اظہار کر دیا جائے جس کی بنا پر وہ قتل کر دیتے جائیں ، جیسا کہ مدینہ منورہ سے نکلنے والے دونوں منافقین کا طریقہ تھا ، کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے ، اور جب روشنی ہوتی تو چل پڑتے تھے ، چنانچہ جب ان منافقین کے اموال اولاد میں اضافہ اور زیادتی ہو گئی ، اور فتوحات مال غنیمت بکثرت ہو گیا تو دین کی حمایت کرنے لگے ، اور کہنے لگے کہ اب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین سچا ہے اور اس پر قائم ہو گئے ، جیسا کہ دونوں منافقین جب بھی بجلی چمکتی تھی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیتے تھے ، اور جب تاریکی ہوتی تو کھڑے ہو جاتے ، اسی طرح دوسرے منافقین جب ان کے اموال و اولاد ہلاک و برباد ہو گئے ، اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا تو کہنے لگے کہ یہ سب مصیبتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی وجہ سے ہیں ؛

اور العیاذ باللہ مرتد ہو گئے اور پھر اسی طرح اپنے کفر پر جم گئے ، جیسا کہ دونوں منافقین کو جب تاریکی ہوتی تو کھڑے ہو جاتے تھے ۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

اے لوگو ! عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تم کو پیدا کیا ، اور ان لوگوں کو بھی کہ تم سے پہلے گذر چکے ہیں عجب نہیں کہ تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص

دوزخ سے بچ جاؤ وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا

اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردہ عدم سے نکالا بذریعہ اس پانی کے پھلوں کی غذا کو تم لوگوں کیواسطے اب تو

تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا

مت ٹھیراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم جانتے بوجھتے ہو اور اور اگر تم کچھ خلجان میں ہو اس کتاب کی

نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ

نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو، اور بلالو

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ (تجویز کر رکھے) ہیں اگر تم سچے ہو پھر اگر تم یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

تو پھر ذرا بچتے رہیو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی رکھی ہے کافروں کے واسطے

شفقت ربانی

اے اہل مکہ اور یہودی بھی اس خطاب سے مراد لئے گئے ہیں، اپنے اس پروردگار کی وحدانیت بیان کرو، جس نے تم کو نطفہ سے پیدا کیا ہے، اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا ہے، تاکہ تم حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے بچو، اور حق تعالیٰ کی عبادت کرو جس ذات نے تمہارے لئے زمین کو بستر اور بچھونا، اور آسمان کو بلند چھت بنایا، اور آسمان سے بارش نازل فرمائی جس سے قسم قسم کے پھل تمہارے لئے اور تمام مخلوقات کے کھانے کے لئے بنائے، لہٰذا حق تعالیٰ کے برابر و مشابہ کسی کو مت بناؤ، کیونکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ ان تمام چیزوں کا خالق حق تعالیٰ ہی ہے یا یہ کہ باوجودیکہ تم اپنی کتابوں میں یہ بات پاتے ہو کہ اس وحدہ لاشریک کے نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے مشابہ اور شریک ہے، اور اگر تم کو اس کلام میں جو کہ ہم نے بذریعہ جبریل امین اپنے خصوصی بندے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے، شک ہے کہ یہ کلام انہوں نے خود بنالیا ہے تو اس کلام جیسی ایک سورت تو لے کر آؤ، اور نہ اپنے معبودوں کو بھی ساتھ میں ملالو، جن کی تم پرستش کرتے ہو، یا اپنے سرداروں کو بلالو، اگر تم اپنی بات میں سچے ہو، اور تم ہرگز اس جیسی سورت لانے پر قادر نہیں ہو سکتے، سو اگر تم اس جیسی سورت نہ لا سکو

اس مقام پر تقدیم وتاخیر ہے یعنی لن تفعلوا ولم تفعلوا تو اگر پھر بھی ایمان نہیں لائے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں ہی کے لئے پیدا اور تیار کی گئی ہے ؛

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

اور خوشخبری سنا دیجئے آپ اے پیغمبر ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے اس بات کی کہ بیشک انکے واسطے بہشتیں ہیں کہ

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا ۙ قَالُوا

چلتی ہونگی انکے نیچے سے نہریں جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ ان بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں

هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ

یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملے گا بھی ان کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا۔ اور

مُطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾

ان کے واسطے ان بہشتوں میں بیبیاں ہونگی صاف پاک کی ہوئی اور وہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہونگے

مؤمنین کو بشارت

اس کے بعد مومنین کو جنت میں جو کرامت و بزرگی حاصل ہوگی، حق تعالیٰ اس کو بیان فرماتے ہیں، ان حضرات کو جو کہ حق تعالیٰ کے ان احکامات کے جو کہ ان کے درمیان اور حق تعالیٰ کے درمیان ہیں بجا آوری کرتے ہیں، اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ بھی تفسیر کرتے ہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعہ بشارت وخوشخبری حاصل کرلینی چاہیئے کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں کہ وہاں درختوں اور ان کے مکانات کے نیچے سے شراب، دودھ، شہد اور پانی کی نہریں جاری ہیں، جب ان حضرات کو جنت میں رنگ برنگ کے پھل اور میوے کھانے کے لئے دیئے جائیں گے، تو وہ کہیں گے کہ اس جیسے ہمیں اس سے قبل بھی کھانے کے لئے دیئے گئے ہیں کیونکہ انھیں پھل رنگ میں ایک جیسے اور مزے ولذت میں مختلف قسم کے دیئے جائیں گے اور ان کے لئے جنت میں ایسی بیویاں ہوں گی جو حیض اور ہر قسم کی گندگیوں سے پاک صاف ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مریں گے نہیں اور نہ اس سے یہ حضرت کبھی نکالے جائیں گے ؛

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ

ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر کی ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

سو جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ ہی ہو وہ تو یقین کریں گے کہ بیشک یہ مثال تو بہت ہی موقع کی ہے انکے رب کی جانب سے اور

كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ

رہ گئے وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں سو چاہے کچھ بھی ہو جاوے وہ یوں ہی کہتے رہیں گے وہ کون مطلب ہو جسکا قصد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس حقیر

وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ

مثال سے گمراہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس مثال کی وجہ سے بہتوں کو اور ہدایت کرتے ہیں اس کی وجہ سے بہتوں کو اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے

يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

کسی کو مگر بے حکمی کرنیوالوں کو، جو کہ توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اسکے استحکام کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو کہ

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

حکم دیا ہے اللہ نے ان کو وابستہ رکھنے کا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں بس یہ لوگ پورے خسارہ میں پڑنے والے ہیں

کفر کی نحوست

اب اس کے بعد حق تعالیٰ جل شانہٗ یہودیوں کے ان اعتراض کا جواب دیتا ہے جو انہیں قرآن کریم کی تمثیلات پر تھا، کہ اللہ تعالیٰ تو کسی مثال کے بیان کرنے کو نہیں چھوڑتا ہے اور وہ کسی چیز کے تذکرہ سے کیوں شرمائے۔ کیونکہ اگر تمام مخلوق بھی مل کر کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو وہ سب ذرا سی چیز کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں اور مخلوق کے لئے کوئی مثال بیان کر دینے میں اسے حیاء حائل نہیں ہوتی، کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی چیز مثلاً مکھی اور مکڑی وغیرہ یا اس سے چھوٹی کی مثال بیان فرمادے جو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ مثال حق ہے، اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں وہ کہتے پھرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ایسی مثالوں سے کیا ارادہ کیا ہے، اے نبی کریم آپ فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ نے اس مثل کے ساتھ یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس کے ذریعہ سے بہت سے یہودیوں کو گمراہ اور بہت سے مومنین کو ہدایت عطا فرمادے اور اس قسم کی مثل سے وہ یہودی گمراہ ہوتے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت پختگی اور تاکید و زور کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں اور پھر بدعہدی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ایمان اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلہ رحمی کو ختم کرتے ہیں، اور لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے بدظن کرتے ہیں، یہی لوگ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے گھاٹے اور خسارہ میں ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ الخ ابن جریر نے سدی سے اپنی اسانید کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے منافقین کی یہ دو مثالیں بیان فرمائیں کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا اور اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ تو منافقین بولے کہ حق تعالیٰ کی ذات تو اس سے بہت اعلیٰ اور بلند ہے، کہ اس قسم کی مثالیں بیان فرمائے، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کردیں اخیر تک نازل فرمائی اور واحدی نے عبدالغنی بن سعید ثقفی، موسیٰ بن عبدالرحمان، ابن جریج، عطاء، حضرت ابن عباس رضہ کے واسطہ سے نقل کیا ہے، کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب مشرکین کے معبودوں کا تذکرہ فرمایا، کہ اگر مکھی بھی ان سے کسی چیز کو چھین لے تو وہ اسے دور نہیں کرسکتے، اور ان کے معبودوں کی حقیقت واضح فرمائی، اور مکڑی کا جالا ان کو قرار دیا تو کہنے لگے دیکھا اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن کریم نازل کیا ہے اس میں مکھی اور مکڑی کا ذکر کیا ہے، ان چیزوں کے ذکر سے کیا ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں عبدالغنی غیر معتبر راوی ہیں، عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں بواسطۂ معمر قتادہ سے نقل کیا ہے، کہ جب حق تعالیٰ نے مکھی اور مکڑی کا تذکرہ کیا تو مشرکین بولے کہ مکھی اور مکڑی سے کیا فائدہ تب حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا اور ابن ابی حاتم رضہ نے حسن سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ آیت نازل فرمائی تو مشرکین بولے کہ ان مثالوں اور اس قسم کی مثالوں سے کیا حاصل ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کردیں، امام سیوطی رحہ فرماتے ہیں کہ پہلا قول سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور سورت کے شروع میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اسکے زیادہ مناسب ہے، اور روایت میں مشرکین کا جو ذکر آرہا ہے وہ اس آیت کے مدنی ہونے کے کوئی مخالف نہیں، اور ہم نے قتادہ اور حسن کی واحدی کے حوالہ سے جو روایتیں نقل کی ہیں وہ بغیر سند کے زیادہ مناسب ہیں،

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ

بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ حالانکہ تھے تم محض بے جان سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دینگے پھر زندہ کرینگے (یعنی

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ق

قیامت کے دن) پھر ان ہی کے پاس لیجائے جاؤگے وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ع ۳

سب کا سب پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف سو درست کرکے بنادیئے انکو سات آسمان اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں

انسان کی حقیقت

اب بطور تعجب کے ان کی حقیقت کو آشکارا فرماتے ہیں کہ تم نطفہ کی صورت میں اپنے باپوں کی پشتوں میں موجود تھے، اس کے بعد تمہیں تمہاری ماؤں کے رحم میں زندہ کیا، پھر تمہاری عمر کے پورا ہونے پر تم کو موت دی، اس کے بعد قیامت میں تم کو زندہ کریگا اور آخرت میں پھر تمہیں حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا پڑے گا، جہاں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا اس کے بعد حق تعالیٰ اپنے احسانات کا جو اس کے انسانوں پر ہیں تذکرہ فرماتا ہے، کہ اس ذات وحدہٗ لاشریک نے تمہارے لئے چوپاؤں اور باغات وغیرہ کو بنایا اور مسخر کیا، پھر آسمان کے پیدا کرنے پر متوجہ ہوا، اور سات آسمان برابر زمین کے اوپر بنائے، اور وہ ذات آسمانوں اور زمینوں میں سے ہر ایک چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے ۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا

اور جس وقت ارشاد فرمایا آپکے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ

پیدا کرینگے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کرینگے اور خونریزیاں کرینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ

وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ

اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپکی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جسکو تم نہیں جانتے اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ

كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ

نے (حضرت) آدم علیہ السلام کو (ان کو پیدا کرکے) سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھر فرمایا

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

کہ بتلاؤ مجھ کو اسماء ان چیزوں کے (یعنی مع ان کے آثار وخواص کے) اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں ہم کو کچھ

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾

علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا بیشک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں۔

اعترافِ عجز

اب حق تعالیٰ ان فرشتوں کا واقعہ بیان فرماتا ہے، جنہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ فرماتا ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ نے ان فرشتوں سے جو کہ زمین میں

رہنے والے تھے فرمایا (صحیح قول یہ ہے کہ تمام فرشتوں سے مترجم) کہ میں تمہارے عوض زمین سے ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں، انہوں نے کہا کہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پیدا کرنے والے ہیں جو معاصی اور ظلم کا ارتکاب کریں گے، اور ہم آپ کے حکم کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اور پاکی کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے ہیں، ارشاد ہوا میں اس خلیفہ کی حکمتوں کو زیادہ جانتا ہوں، چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تمام اولاد کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا کہ جانوروں وغیرہ کے حتیٰ کہ پیالہ اور چمچی تک نام تبلادیئے پھر ان چیزوں کے نام ان فرشتوں پر جن کو سجدہ کا حکم دیا گیا تھا پیش کئے گئے اور فرمایا کہ مجھے مخلوق اور ان کی اولاد کے متعلق اطلاع دو، اگر تم اپنی سابقہ بات میں سچے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں ہمیں جو تو نے تبلا دیا، اتنا ہی علم ہے، ہم سے اور ان سے اور ہماری باتوں اور ان کی باتوں سے زیادہ باخبر ہے۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ

ذکر جسقدر جسکے لئے مصلحت جانا اسی قدر فہم و علم عطا فرمایا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم ان کو ان چیزوں کے اسماء تبلادو سو جب تبلادیئے

اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

ان کو آدمؑ نے ان چیزوں کے اسماء تو حق تعالیٰ نے فرمایا (دیکھو) میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بیشک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور

وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم ظاہر کر دیتے ہو۔ اور جس بات کو دل میں رکھتے ہو اور جسوقت ہم نے حکم دیا فرشتوں کو (اور جنوں کو بھی) کہ

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

سجدہ میں گر جاؤ آدمؑ کے سامنے سو سب سجدہ میں گر پڑے بجز ابلیس کے اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔

نافرمانی کی سزا

اب حضرت آدمؑ کو ان اسماء کے تبلانے کا حکم ہوا جب انہوں نے تبلادیا ارشاد باری ہوا کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتوں کو اور ان چیزوں کو جو تم حضرت آدم کے بارے میں اپنے پروردگار کی اطاعت کا اظہار کرتے ہو اور جو پوشیدہ رکھتے ہو، اور جو چیز شیطان ملعون نے ان کے سامنے ظاہر کی اور جو پوشیدہ رکھی، سب کو بخوبی جانتا ہے، اور یقیناً ہم نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔ مگر ابلیس نے حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی اور حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے اپنے آپ کو بڑا سمجھا، اور وہ اسکے بعد حکم الٰہی کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے کافروں میں ہو گیا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ کے علم میں

پہلے ہی سے یہ بات تھی کہ وہ کافروں میں سے ہے یا یہ کہ سب سے پہلا کافر شیطان تھا ؂

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بیوی بہشت میں پھر کھاؤ دونوں اس میں سے بافراغت جس جگہ

شِئْتُمَا ۖ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا

سے چاہو اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی ان ہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں پھر لغزش دیدی

الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

آدم و حوا کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے سو برطرف کر گئے رہا ان کو اس عیش سے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى

تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے اور تم کو زمین پر چندے ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک بعد ازاں حاصل کر لئے

اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۗ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾

آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر (یعنی توبہ قبول کرلی)، بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ

کرنے والے بڑے مہربان ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

سو جو شخص پیروی کریگا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے اور جو لوگ کفر کرینگے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع

ع ۴

اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہونگے دوزخ والے وہ اسمیں ہمیشہ کو رہیں گے۔

مستحق جنت و دوزخ

اب اس کے بعد حق تعالیٰ حضرت آدم اور حضرت حوا کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ تم اور حوا جنت میں جاؤ، تمہارے لئے وہاں بہت کشادگی ہے، اور جہاں تمہاری طبیعت چاہے جاؤ، باقی اس درخت میں سے مت کھانا،

اور یہ علم کا درخت تھا جس پر ہمہ قسم کا رنگ اور فن تھا۔ (یہ تفسیر قتادہ سے مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر منقول نہیں مترجم) ورنہ تم اپنے نفسوں کو نقصان پہنچانے والے ہو جاؤ گے، چنانچہ ان دونوں کو شیطان نے جنت سے پھسلانے کی کوشش کی اور اس وسعت کی جگہ سے ان کو نکلوا دیا، اور ہم نے حضرت آدم حوا شیطان سانپ اور مور سے کہا (مور کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں مترجم) کہ زمین پر اترو، جہاں تمہارے لئے موت تک ٹھکانا منفعت اور معیشت ہے، حضرت آدم نے یاد کر لئے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حضرت آدم کو وہ کلمات سکھائے گئے اور انہوں نے سیکھ لئے یا ان کو بطور الہام کے بتائے گئے، تاکہ یہ کلمات حضرت آدم اور ان کی اولاد کے لئے توبہ کرنے کا باعث ہوں، چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کی لغزش کو معاف فرمایا، اور جو شخص کبھی توبہ کی حالت میں مرے، حق تعالیٰ اس کی لغزش کو معاف فرمانے والے ہیں، اور پھر ہم نے حضرت آدم حوا ابلیس سانپ سے کہا کہ آسمان سے اترو، اب اس کے بعد حق تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ جس وقت اور جب بھی تمہارے پاس میری جانب سے کتاب اور رسول آئے سو جو شخص کتاب و رسول کی اتباع کرے گا تو اسے پیش آنے والے عذاب کا خوف اور جو انہوں نے کام کئے ہیں، ان پر غم نہیں ہوگا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ انھیں ہمیشہ خوف اور غم نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت موت کو ذبح کیا جائے گا ان کو خوف اور جب دوزخ کو پُر کیا جائے گا انھیں غم نہیں ہوگا، اور جن لوگوں نے کتاب اور رسول کی تکذیب کی وہ دوزخ والے ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی، اور نہ وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ میرے احسانوں کو جو کئے ہیں میں نے تم پر اور پورا کرو تم میرے عہد کو

بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝۴۰ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ

پورا کروں گا میں تمہارے عہدوں کو اور صرف مجھ سے ہی ڈرو اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ

کی ہے (یعنی قرآن پر) ایسی حالت میں کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق

ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

کرتی ہے) اور مت ہو تم سب میں پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے اور مت لو مقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص کر مجھ سے پورے طور پر ڈرو اور

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ

خلط ملط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے ہو اور قائم کرو تم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان

وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿۴۳﴾

ہو کر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ،

کامیابی کا راستہ

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جو انعامات کیے ہیں اب انکی یاددہانی فرماتا ہے کہ اے اولاد یعقوب میرے انعامات کا شکر کرو اور میرے احسانات کو محفوظ رکھو جو میں نے تم پر کتاب نازل کر کے اور رسول بھیجکر اور ایسے ہی فرعون اور غرق ہونے سے نجات دے کر اور من وسلویٰ وغیرہ نازل کر کے کیئے ہیں، اور اس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں میرے عہد ومیثاق کو پورا کرو، میں تم کو جنت میں داخل کروں گا اور بدعہدی کرنے میں مجھ سے ڈرو میرے علاوہ اور کسی سے مت ڈرو، اور میں نے جبریل امین کے واسطے جو کتاب نازل کی ہے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے توحید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک اور آپ کی صفات اور بعض احکام شریعت میں موافق ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے سب سے پہلے منکر مت بنو اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور آپ کے اوصاف (جو توریت میں مذکور ہیں) ان کو چھپا کر معمولی سا عوض مت لو اور اس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خاص مجھ ہی سے ڈرو، باطل کو حق کے ساتھ مخلوط مت کرو، کہ دجال کی صفت کو العیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت کے ساتھ مخلوط کرنے لگو اور اپنے پوشیدہ کرنے کو جانتے ہوئے حق بات کو مت چھپاؤ ایمان کے بعد حق تعالیٰ اب ان پر بعض احکام شریعت کی فرضیت کو بیان کرتا ہے کہ پانچوں نمازوں کو پورا کرو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پانچوں نمازیں باجماعت پڑھو:

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ

کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو (نیک کام سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ

تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے اور (اگر تم کو حب مال وجاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہو تو) مدد لو صبر اور نماز سے

إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ

اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں، خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بیشک

إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع يٰبَنِىْٓ إِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ أَنْعَمْتُ

ملنے والے ہیں اپنے رب سے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بیشک اپنے رب کیطرف لوٹ کر جانیوالے ہیں، اے اولاد یعقوب کی تم لوگ میری اس نعمت کو

عَلَيْكُمْ وَأَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ

یاد کرو جو میں نے تم کو انعام میں دی تھی اور اس (بات) کو (یاد کرو) کہ میں نے تم کو تمام دنیا جہان والوں پر (خاص برتاؤ میں) فوقیت دی تھی اور

عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ

ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جا سکتا ہے اور نہ ان لوگوں کی طرفداری چل سکیگی

غلط روش اختیار نہ کرو

اب اللہ تعالیٰ جل شانہ رؤسا یہود کی حالت کو بیان فرماتا ہے۔ کہ کمتر اور ذلیل لوگوں کو تو توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلائے بیٹھے ہو خود اتباع نہیں کرتے، اور ان کو خود کتاب پڑھکر سناتے ہو، کیا تمھارے پاس انسانی سمجھ اور عقل نہیں، اور حق تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور معاصیات کے ترک پر صبر سے اور گناہوں کا خاتمہ کرنے کے لئے (یا وہ نمازوں سے مدد لو۔ اور نماز بہت گراں ہے مگر تواضع کرنے والوں پر جو اس بات کو جانتے ہیں اور انھیں یقین ہے کہ وہ (قیامت کے دن) اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضری دینی ہے۔ اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میرے ان احسانات کو محفوظ رکھو جو میں نے تم پر کئے ہیں اور میں نے تم کو کتاب رسول اور اسلام کے ذریعہ تمہارے زمانہ کے عالم پر تم کو فضیلت دی ہے، اور اگر تم ایمان نہ لاؤ اور یہودیت سے توبہ نہ کرو تو اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن کوئی کافر جان کسی کافر کی حق تعالیٰ کے عذاب سے کوئی حفاظت نہیں کر سکتی نہ اس دن کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ کسی قسم کا فدیہ قبول ہوگا اور نہ ان کو عذاب الٰہی سے بچایا جا سکے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

واحدی اور ثعلبی نے کلبی، ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ الخ مدینہ منورہ کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنی ننھیال اور اپنے رشتہ داروں اور ان مسلمانوں سے جن کے ساتھ ان کا معاہدہ تھا کہتے تھے کہ جس دین پر تم ہو اسی پر ثابت رہو اور یہ شخص یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس بات کا تم کو حکم دیتا ہے وہ حق اور درست ہے اور لوگوں کو ایمان لانے کا حکم دیتے تھے اور خود نہیں لاتے تھے ؛

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ رہائی دی ہم نے تم کو متعلقین فرعون سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمہاری سخت آزاری کے گلے کاٹتے تھے تمہاری اولاد

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (۴۹)

ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اس (واقعہ) میں ایک امتحان تھا تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری اور جب

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۰)

شق کر دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریائے شور کو پھر بچنے (ڈوبنے سے) بچا لیا تم کو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو (مع فرعون) اور تم (اس کا) معائنہ کر رہے تھے

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰؑ سے چالیس رات کا (زمانہ ہو گیا تھا) پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰؑ کے (جانے کے)

بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱) ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ

بعد اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی، پھر بھی ہم نے (تمہارے توبہ کرنے پر) درگزر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہو گئے پیچھے

تَشْكُرُوْنَ (۵۲) وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ

اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے، اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب دی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت) اور فیصلہ کی چیز

تَهْتَدُوْنَ (۵۳)

اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو۔

انعاماتِ ربّانی

اور جس وقت ہم نے تم کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی جو تمہیں سخت قسم کا عذاب دیا کرتے تھے، حق تعالیٰ ان کے عذاب کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ تمہاری چھوٹی اولاد کو وہ ذبح کر ڈالتے تھے اور بڑی عورتوں کو خادم بنا لیا کرتے تھے اور یہ تمہارے رب کی جانب سے بہت بڑی آزمائش تھی یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ پھر فرعون سے نجات دلاتے ہیں یہ حق تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت تھی، اب نجات دے کر جو ان لوگوں پر احسان کیا اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا ہے۔ حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتا ہے۔ اور جس وقت ہم نے دریا کو شق کر کے تم کو غرق سے نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور اس منظر کو تم تین دن کے بعد تک دیکھتے رہے۔ اور یقیناً ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا وعدہ کیا تھا، پھر تم نے حضرت موسیٰ کے پہاڑ پر جانے کے بعد گوسالہ کی پرستش شروع کر دی مگر حقیقت میں تم نقصان اٹھانے والے تھے اور اس بچھڑے کی پرستش کے بعد ہم نے تم کو چھوڑ دیا اور تمہارا خاتمہ نہیں کیا، تاکہ تم میرے معاف و درگذر کرنے پر شکر بجا لاؤ اور جس وقت ہم نے حضرت موسیٰؑ کو توراۃ دی اور اس میں حلال و حرام اور امر و نہی وغیرہ کو بیان کیا اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اس میں فرعون پر غلبہ حاصل کرنے کو بیان فرمایا، تاکہ تمہیں گمراہی سے ہدایت حاصل ہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بیشک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ (پرستی) کی

الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

تجویز سے سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو یہ (عمل درآمد) تمہارے لیے بہتر ہو گا تمہارے

عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۵۴)

خالق کے نزدیک پھر حق تعالیٰ تمہارے حال پر (اپنی عنایت سے) متوجہ ہوئے بیشک وہ تو ایسے ہی ہیں کہ توبہ قبول کر لیتے ہیں اور

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ

عنایت فرماتے ہیں اور جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہارے کہنے سے یہاں تک کہ ہم (خود) دیکھ لیں

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۵) ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ

اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو (اس گستاخی پر) آ پڑی تم پر کڑک بجلی اور تم (اس کا آنا) آنکھوں سے دیکھ رہے تھے پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ

تمہارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے اور سایہ افگن کیا ہم نے تم پر ابر کو (میدان تیہ میں) اور (خزانہ غیب سے) پہنچایا ہم نے

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا

تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیریں کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور (اس سے) انہوں نے ہمارا کوئی نقصان

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور جب ہم نے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ

فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا

اس (کی چیزوں میں) سے جس جگہ تم رغبت کرو بے تکلفی سے اور دروازہ میں داخل ہونا عاجزی سے جھکے جھکے اور زبان سے

حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) ہم معاف کر دیں گے تمہاری خطائیں اور ابھی ابھی مزید برآں اور دینگے دل سے نیک کام کرنیوالوں

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

کو سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اسپر ہم نے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع ۶ / ۱۳

نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اسوجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے۔

سرکشی کی سزا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان کی قوم کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، اب حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتا ہے، حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اس گوسالہ پرستی سے تم نے اپنے آپ کو نقصان پہونچایا ان کی قوم نے کہا اب آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا اپنے خالق سے توبہ کرو انہوں نے عرض کیا کہ کس طرح توبہ کریں، حضرت موسیٰ نے ان سے فرمایا، کہ جس شخص نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ اس شخص کی گردن اڑائے کہ جس نے گوسالہ پرستی کی ہے اس قتل کے ذریعہ جو توبہ ہوگی وہ تمہارے حق میں تمہارے پروردگار کے یہاں بہتر ہوگی اور وہ تم سے

درگذر فرمائے گا اور جو توبہ کرے وہ اس سے درگذر فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے وہ اس کے حق میں رحیم ہے
اے قوم موسیٰ تم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم آپ کی باتوں کی تصدیق نہیں کریں گے تاوقتیکہ ہمیں بھی حق تعالیٰ
کا اس طرح دیدار نہ حاصل ہوجائے جیسا کہ آپ کو دیدار حاصل ہوا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ تم کو آگ نے جلا دیا اور
تم آپس میں اس منظر کو دیکھ رہے تھے، پھر ہم نے مارنے کے بعد تم کو زندہ کیا تاکہ اس زندہ کرنے پر تم
شکر ادا کرو، اور ہم نے وادی تیہ میں تم پر بادل کو سایہ افگن کیا، اور ترنجبین اور بٹیریں تمہارے پاس
وادی تیہ میں پہونچائیں، اور یہ حلال روزیاں ہم نے تم کو کھانے کے لئے عطا کیں مگر کل کے لئے اس میں
سے ذخیرہ بنا کر مت رکھو لیکن تم نے ایسا کیا اور ہم نے ان کے ذخیرہ بنانے کی وجہ سے کوئی کمی نہیں کی
مگر خود انہوں نے اپنے کو نقصان پہونچایا، اور جس وقت ہم نے کہا کہ اس اریحاء بستی میں داخل ہو اور جہاں
سے چاہو کھاؤ تمہارے لئے کشادگی اور وسعت ہے اور اس بستی کے دروازہ سے جھکے ہوئے اپنے گناہوں
کی معافی کی درخواست کرتے ہوئے یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتے ہوئے داخل ہو، تمہارے گناہوں کی معافی کے ساتھ
تمہاری نیکیوں میں بھی ہم زیادتی کریں گے، چنانچہ ان اصحاب حطہ نے جو اپنے حق میں ظالم تھے ہمارے حکم
میں تبدیلی کی اور حطۃ (یعنی توبہ) کہنے کے بجائے بطور تمسخر کے حنطۃ سمعاثا یعنی سرخ گیہوں کہنا شروع
کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان اصحاب حطہ پر جنہوں نے ہمارے حکم میں تبدیلی کی تھی، ہم نے اس حکم عدولی کی بنا پر
ان پر طاعون کی آفت نازل کر دی ۞

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب (حضرت) موسیٰ نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے واسطے اس پر ہم نے (موسیٰؑ کو) حکم دیا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ

مارو بس فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے (اور وہ بارہ ہی خاندان تھے بنی اسرائیل کے چنانچہ) معلوم کر لیا ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع کھاؤ اور

رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی

(پینے کو) پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد (اعتدال) سے مت نکلو فساد (و فتنہ) کرتے ہوئے سرزمین میں اور جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ

لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا

اے موسیٰؑ (روز کے روز) ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں

تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

پیدا کریں جو زمین میں اُگا کرتی ہیں ساگ (ہوا) ککڑی (ہوئی) گیہوں (ہوا) مسور (ہوئی) پیاز (ہوئی)

قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌ ؕ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا

آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی ہے کسی

فَاِنَّ لَـكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ؕ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡکَنَةُ وَبَآءُوۡ

شہر میں (جاکر) اترو (وہاں) البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جن کی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی (کہ دوسروں

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ

کی نگاہ میں قدر اور خود ان میں اولوالعزمی نہ رہی) اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے (اور) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے

النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ (۶۱) ع

تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق، اور (نیز) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے

ناشکری کا وبال

اور وادی تیہ میں موسیٰؑ نے پانی کی دعا کی حق تعالیٰ نے اس پتھر پر جو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھا عصا مارنے کا حکم دیا یہ پتھر حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو عطا کیا تھا اس پر عورت کے پستان کی طرح بارہ ۱۲ نشان تھے ہر ایک نشان سے جس وقت اس پر اپنا عصا مارتے تھے ایک نہر جاری ہو جاتی تھی، چنانچہ بارہ ۱۲ نہریں جاری ہو گئیں اور ہر ایک قبیلہ نے اپنی نہر جان لی حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا ترنجبین اور بٹیر کھاؤ اور ان تمام نہروں سے پانی پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکم عدولی نہ کرو، اور تم نے پھر کہا کہ محض اس قسم کے کھانے یعنی ترنجبین اور بٹیر پر ہم نہیں رہ سکتے، حق تعالیٰ سے زمین کی پیداوار کی درخواست کرنے لگے، تاکہ ساگ، لہسن، پیاز، ککڑی وغیرہ پیدا ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا لہسن اور پیاز جیسی ادنیٰ چیز کو من و سلویٰ کے بدلہ میں جو افضل اور اشرف ہے تبدیل کرتے ہو یعنی ادنیٰ درجہ کی چیز مانگتے ہو اور اعلیٰ چیز کو چھوڑتے ہو جس شہر سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ یا اور کسی شہر میں وہاں جو تم نے درخواست کی ہے وہ ہی ملے گا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے بعد ان پر جزیہ کی ذلت نازل کر دی گئی اور فقر و افلاس کی آفت میں مبتلا ہو گئے اور حق تعالیٰ کی جانب سے لعنت ذلت اور مسکنت کے مستحق ہو گئے، کیونکہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار

اور انبیاء کرام کو ناحق قتل کرتے تھے، اور سنیچر کے بارے میں حق سے تجاوز کرنے اور انبیاء کرام کے قتل کرنے اور گناہوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے یہ غصہ ان پر نازل ہوا ؎

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ

یہ حقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابئین (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

(کی ذات اور صفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے ایسوں کیلئے انکا حق الخدمت بھی ہے انکے پروردگار کے پاس اور (وہاں جاکر)

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں ان پر اور نہ وہ مغموم ہوں گے

خوش نصیب بندے

ان یہودیوں میں سے جو حضرات مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ اب حق تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جو حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے ہیں، ان کو جنت میں ان کے پروردگار کی جانب سے ثواب ملے گا، اور ہمیشہ کیلئے انھیں خوف اور کسی قسم کا کوئی غم نہیں ہوگا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آئندہ پیش آنے والے عذاب سے ان کو کوئی خوف اور سابقہ اعمال پر انہیں کوئی غم نہیں ہوگا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت موت کو ذبح کیا جائے گا اور جب دوزخ کو پر کیا جائے گا انھیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا، اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرامؑ پر ایمان نہیں لائے کہ جو لوگ حضرت موسیٰؑ کے دین سے ہٹ کر یہودی بن گئے اور جو نصاریٰ ہو گئے اور اسی طرح جو صابی بن گئے یہ بھی نصاریٰ کی ایک جماعت ہے جو اپنے سروں کے درمیان حلقہ کراتے ہیں، اور زبور پڑھتے ہیں، اور فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے بعد اس بات کے دعویدار بنتے ہیں کہ ہمارے دل حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو گئے ہیں لیکن جو شخص ان میں سے ایمان لایا اور اعمال صالحہ کئے جو کہ حق تعالیٰ اور اس کے درمیان ہیں تو اس کا ثواب ضائع نہیں ہوگا ؎

لباب النقول فی اسباب النزول

حق تعالیٰ کا فرمان اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا الخ (ک) ابن ابی حاتم اور عدنی نے اپنی سند میں ابن ابی نجیح کے واسطہ سے مجاہد سے نقل کیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

ان حضرات کے دین کے متعلق دریافت کیا کہ جن کے دین پر میں خود تھا، چنانچہ میں نے آپ سے انکی نماز اور عبادت کا ذکر کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور واحدی نے عبداللہ بن کثیر کے واسطے سے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان رضؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے ساتھیوں کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب دوزخ میں ہیں۔ حضرت سلمان رضؓ فرماتے ہیں کہ یہ فرمان سنتے ہی زمین میرے لئے تاریک ہوگئی تب یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ نازل ہوئی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے میرے اوپر سے پہاڑ ہٹ گیا۔ اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت سلمان فارسی رضؓ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ

اور جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا (کہ تورات پر عمل کرو گے) اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے اوپر (محاذات میں) معلق کر دیا کہ (حکم دیا کہ) جو

بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو (احکام) اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ پھر تم اس قول و قرار کے

ذٰلِكَ ج فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۴﴾

بعد بھی (اس سے) پھر گئے سو اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو ضرور تم (فوراً) تباہ اور (ہلاک) ہو جاتے اور تم جانتے ہی

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا

ہو ان لوگوں کا حال جنہوں نے تم میں سے (شروع سے) تجاوز کیا تھا دوبارہ (اس حکم کے جو) یوم ہفتہ کے سو ہم نے ان کو کہہ دیا کہ تم بندر

قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ ﴿۶۵﴾ ج فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا

ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اس کو ایک (واقعہ) عبرت (انگیز) بنا دیا ان لوگوں کے لئے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور ان

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۶۶﴾

لوگوں کے لئے بھی جو ما بعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت (بنایا خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے۔

عبرت و نصیحت } اب لوگوں سے عہد و میثاق لینے کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں، کہ جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور عہد و میثاق لینے کے لئے تمہارے سروں پر کوہ طور کو

بلند کیا تاکہ جو ہم نے کتاب کے ذریعہ تم پر احکام نازل کیے ہیں، ان پر پوری کوشش اور ہمیشگی کے ساتھ عمل پیرا رہو اور جو اس میں ثواب و عتاب کا تذکرہ ہے اس کو یاد کرتے رہو، اور حلال و حرام کو بخوبی محفوظ کر لو تاکہ حق تعالیٰ کے عذاب اور ناراضگی سے بچو اور حق تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو، مگر تم نے اس عہد و پیمان سے روگردانی کی اگر حق تعالیٰ کی جانب سے عذاب کے نازل ہونے میں تاخیر نہ ہوتی اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف نہ بھیجا جاتا تو تم عذاب الٰہی اور عقوبت کی وجہ سے بہت ہی نقصان میں ہوتے۔

اور تمہیں بخوبی معلوم ہے اور ان لوگوں کا تم نے انجام بھی سُنا ہے جنہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں عہد و پیمان کے بعد بھی شنبہ کے دن حق تعالیٰ کی نافرمانی کی، ہم نے ان کو ذلیل و خوار بندر بنا دیا۔ تاکہ یہ بندر بنا دینا سابقہ گناہوں کی سزا ہو، اور بعد والوں کے لئے عبرت کا باعث ہو تاکہ وہ لوگ ان کے نقشِ قدم پر نہ چلیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ اور متقی لوگوں کیلئے نصیحت کا باعث ہو ۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا

اور وہ زمانہ یاد کرو، جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک بیل ذبح کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ آیا

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ

آپ ہم کو مسخرا بناتے ہیں موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا نعوذ باللہ جو میں ایسی جہالت والوں کا سا کام کروں وہ کہنے لگے کہ آپ درخواست

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا

کیجئے اپنے رب سے ہم سے بیان کردیں کہ اس بیل کے کیا اوصاف ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ (وہ) ایسا ہو کہ نہ بالکل بوڑھا

بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا

ہو نہ بہت بچہ ہو بلکہ پٹھا ہو دونوں عمروں کے وسط میں سو اب (زیادہ حجت مت کیجیو بلکہ) کر ڈالو جو کچھ تم کو حکم ملا ہے کہنے لگے کہ

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ

(اچھا یہ بھی) درخواست کر دیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے ہم سے یہ (بھی) بیان کردیں کہ اس کا رنگ کیسا ہو آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ یہ فرماتے ہیں (وہ) ایک

لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ

رنگ کا بیل ہے جس کا رنگ تیز زرد ہو ناظرین کو فرحت بخش ہو، کہنے لگے کہ (اب کی بار اور) ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر دیجئے

تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ

کہ ہم سے بیان کر دیں کہ اسکے اوصاف کیا کیا ہوں کیونکہ ہمکو اس بیل میں (قدرے) اشتباہ ہے اور ہم ضرور انشاء اللہ (اب کی بار)

إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ

ٹھیک سمجھ جاوینگے موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ وہ نہ تو ہل میں چلا ہو جس سے زمین جوتی جاوے اور نہ اس سے زراعت کی

لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع ۸

آبپاشی کیجاوے (غرض ہر قسم کے عیب سے) سالم ہو اور اسمیں کوئی داغ نہ ہو (یہ سنکر) کہنے لگے کہ اب آپ نے پوری بات فرمائی پھر اسکو ذبح کیا اور (انکی حجتوں سے ظاہر

ذبح بقر

اب گائے کے ذبح کرنے کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے فرمایا گایوں میں سے کوئی گائے ذبح کر ڈالو، تو ان کی قوم بولی، اے موسیٰ کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں مومنین کے ساتھ مذاق کروں اس بات سے حق تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، جب انکی قوم کو حضرت موسیٰ ؑ کی سچائی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے یہ بات معلوم کروا دیجئے کہ وہ گائے چھوٹی ہے یا بڑی۔ حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڑی ہے اور نہ چھوٹی بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے اب دوبارہ تفتیش مت کرو پھر بولے کہ اپنے پروردگار سے ہمیں اس کے رنگ کی بھی تحقیق کرا دیجئے، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ وہ سخت گوشت اور سخت سینگوں والی سیاہ رنگ کی ہے (صحیح تفسیر زرد رنگ کی ہے ابن کثیر و بغوی از مترجم) اس کی رنگت بالکل صاف ہے کہ دیکھنے والے کو عمدہ معلوم ہوتی ہے، پھر بولے کہ اپنے پروردگار سے یہ بھی دریافت کروا دیجئے، کہ وہ کھیتی باڑی کے کام کی ہے یا نہیں کیونکہ اس کی تحقیق ہے مشکل ہو گئی انشاء اللہ اس کا صحیح وصف معلوم ہو جائے گا حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ زمین جوتنے اور نہ زمین کی سیرابی کے کام میں آئی ہو، ہر عیب سے محفوظ ہو نہ اس کے رنگ میں دھبے ہوں اور نہ سفیدی، بولے اب پورے طور پر اس کا صحیح نقشہ ہمارے سامنے بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تلاش شروع کی اور اس کی کھال میں سونا بھر کر اس کی قیمت ادا کی مگر اول میں اس کو ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس کی قیمت کے زیادہ ہونیکی وجہ سے مذبذب تھے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور جب تم لوگوں (میں سے کسی) نے ایک آدمی کا خون کر دیا پھر ایک دوسرے پر اسکو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جسکو تم

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

مخفی رکھنا چاہتے تھے۔ اسلئے ہم نے حکم دیا کہ اسکو اسکے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کریں گے اور

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ

اللہ تعالیٰ اپنے نظائر قدرت تم کو دکھلاتے ہیں اسی توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو ایسے ایسے واقعات کے بعد تمہارے دل پھر بھی سخت ہی رہے تو دیوں کہنا

اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ

چاہیے کہ انکی مثال پتھر کی سی ہے بلکہ سختی میں (پتھر سے بھی) زیادہ سخت اور بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے (بڑی بڑی) نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ

اور انہیں پتھروں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے اور ان ہی پتھروں میں

مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ

بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں اور حق تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہیں (اے مسلمانو)

اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

کیا اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ یہود تمہارے کہنے سے ایمان لے آویں گے حالانکہ ان میں کے کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا

يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

کلام سنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے (اور) اس کو سمجھنے کے بعد (ایسا کرتے) اور جانتے تھے۔

پتھر سے بھی گئے گذرے لوگ

حق تعالیٰ جل شانہٗ اب مقتول کا واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ جسوقت تم نے عامیل نامی شخص کو قتل کیا پھر اس کے قتل کے بارے میں اختلاف کرنے لگے، اور اس کے قتل کے بارے میں جس چیز کو تم چھپا رہے تھے، حق تعالیٰ اس کو ظاہر کرنیوالا تھا

چنانچہ ہم نے حکم دیا کہ اس قتل شدہ آدمی کے گائے کا کوئی عضو مارو (وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتلادے گا) اور کہا گیا کہ اس کی دُم یا زبان کو مارو، جیسا کہ حق تعالیٰ نے عامیل کو زندہ کیا، اسی طرح مرنے کے بعد وہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور تم کو وہ زندہ کرنا دکھا رہا ہے، تاکہ تم بعث بعد الموت پر ایمان لاؤ، لیکن عامیل کے زندہ ہونے اور اس کے قاتل کے معلوم ہونے کے بعد تمہارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، اب پتھروں کے منافع اور فوائد ذکر کرکے ان کے دلوں کو اس سے بھی زیادہ بدتر قرار دیتے ہیں کہ بعض پتھروں سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بعض پتھر شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی پھوٹ پڑتا ہے، اور بعض حق تعالیٰ کی خشیت سے پہاڑ کی بلندی سے نیچے آپڑتے ہیں، اور تمہارے دل ایسے ہیں کہ حق تعالیٰ کے خوف سے ان میں ذرہ برابر بھی حرکت نہیں ہوتی، اور حق تعالیٰ گناہوں پر اور کہا گیا ہے کہ ان معاصی پر جن کو تم پوشیدہ رکھتے ہو سزا کا چھوڑنے والا نہیں ہے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ یہودی آپ پر ایمان لے آئیں گے، ان کی تو حالت یہ ہے کہ ستر آدمیوں کی جماعت جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اور وہ حضرت موسیٰ کے کلام الٰہی پڑھنے کو سُن رہے تھے، مگر اسکے جاننے اور سمجھنے کے بعد یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم حق تعالیٰ کے کلام میں تحریف و تبدیل کر رہے ہیں تحریف کر ڈالی۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ ۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى

اور جب ملتے ہیں (منافقین یہود) مسلمانوں سے تو (ان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم (بھی) ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے دوسرے بعضے

بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ

(علانیہ) یہودیوں کے پاس تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کیا مسلمانوں کو وہ باتیں بتلادیتے ہو جو اللہ تعا نے تم پر منکشف کر دی ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ

عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دینگے کہ یہ مضمون اللہ کے پاس سے ہے کیا تم (اتنی موٹی بات) نہیں سمجھتے کیا ان کو اس کا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ

ان چیزوں کی بھی جن کو وہ مخفی رکھتے ہیں اور انکی بھی جن کا وہ اظہار کر دیتے ہیں اور ان (یہودیوں) میں بہت سے ناخواندہ (بھی) ہیں جو کتابی علم نہیں

اِلَّآ اَمَانِىَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

رکھتے لیکن (بلا سند) دل خوش کن باتیں (بہت یاد ہیں) اور وہ لوگ اور کچھ نہیں خیالات پکا لیتے ہیں

نفاق پسند لوگ

اب یہود میں سے جو منافقین ہیں یا نچلے طبقہ کے آدمی ہیں، حق تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں، کہ جب یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور صحابۂ کرام رضؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے نبیؐ پر ایمان لائے، اور آپؐ کے جو اوصاف ہماری کتابوں میں مذکور ہیں انکی ہم نے تصدیق کی اور جب یہ نچلے طبقہ کے لوگ اپنے رؤسا کے پاس آتے ہیں تو انکے رؤسا ان سے کہتے ہیں، کہ کیا تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کے پاس وہ باتیں بیان کرتے ہو جو حق تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور آپکے اوصاف بیان کر دیئے تاکہ وہ تمہارے پروردگار کے سامنے تم سے جھگڑیں، کیا ذہن انسانیت سے بالکل ہی عاری ہو؟

حق تعؐ فرماتے ہیں کہ کیا ان رؤسا کو یہ بات معلوم نہیں کہ حق تعؐ ان تمام باتوں کو جن کو تم چھپاتے ہو اور ان باتوں کو جن کو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے سامنے بیان کرتے ہو۔ بخوبی جانتا ہے۔ اور بعض ان یہودیوں میں سے ایسے ہیں کہ جو نہ تورات کو اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں، وہ بے اصل باتیں اپنے رؤسا کے سمجھانے پر خیالی گھوڑے دوڑاتے ہیں ؟

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ ابن جریر رضؓ نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریظہ کے دن یہودیوں کے قلعوں کے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے بندر اور سوروں کے بھائیو! اور اے بتوں کے پرستارو! یہ سُنکر وہ آپس میں کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں کی کس نے اطلاع دی ہے یہ باتیں تم لوگوں ہی نے تبلائی ہیں، کیا ان باتوں کو بیان کرتے ہو جن کو حق تعؐ نے تمہاری کتاب میں بیان فرمایا ہے؟ تاکہ ان کے لئے تمہارے خلاف حجت قائم ہو جائے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اور ابن جریر ہی نے عکرمہ رحؒ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ یہودی مومنوں سے ملتے تو کہتے کہ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ تمہارے صاحب اللہ تعؐ کے رسول ہیں مگر وہ صرف تمہارے ہی لئے خاص ہیں، اور جب تنہائی میں آپس میں ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے کہ کیا ان عرب لوگوں کے سامنے یہ بات بیان کرتے ہو تم تو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اپنی فوقیت ظاہر کرتے تھے (کہ وہ نبی ہم ہی میں سے ہیں) اور یہ نبی آخر الزماں ان ہی لوگوں میں سے ہو گئے، تب یہ آیت کریمہ وَاِذَا لَقُوا نازل ہوئی، اور سدی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے پہلے ایمان قبول کیا تھا، پھر بعد میں منافق ہو گئے تھے، اور عرب حضرات میں سے مؤمنین کے پاس آکر وہ ان باتوں کو بیان کرتے تھے تو ان کے بعض لوگوں نے کہا کہ کیا اس عذاب کو جا کر بیان کرتے ہو جو حق تعؐ نے تمہارے حق میں بیان فرمایا ہے تاکہ یہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم حق تعؐ کی نظر میں تم سے زیادہ محبوب اور تم سے زیادہ محترز ہیں ؟

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ق ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ

تو بڑی خرابی ان کی ہوگی جو لکھتے ہیں (بدل سدل کر) کتاب (توریت) کو اپنے ہاتھوں سے پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ (حکم) خدا کی طرف سے ہے

عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ

غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کر لیں سو بڑی خرابی (پیش) آویگی انکو اسکی بدولت (بھی)

اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ

جسکو انکے ہاتھوں نے لکھا تھا اور بڑی خرابی ہوگی انکو اس کی بدولت (بھی) جسکو وہ وصول کر لیا کرتے تھے اور یہودیوں نے (یہ بھی)

اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ط قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ

کہا کہ ہرگز ہم کو آتش (دوزخ) چھوئے گی (بھی) نہیں مگر (بہت) تھوڑے روز جو (انگلیوں پر) شمار کر لیے جا سکیں

يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

آپ یوں فرما دیجیے کیا تم نے حق تعالیٰ سے (اس کے متعلق) کوئی معاہدہ لے لیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے معاہدہ کے خلاف نہ کریں گے

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

یا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے۔ کیوں نہیں جو شخص قصداً بری باتیں کرتا ہے اور اسکو

اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

اسکی خطا اور قصور (اسطرح) احاطہ کر لے (کہ کہیں نیکی کا اثر تک نہ رہے) سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں (اور) وہ اسمیں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے

دوزخ کا ایندھن

سو ان کے لیے سخت قسم کا عذاب ہے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے اوصاف اور صفات کو اپنی کتاب میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "ویل" دوزخ کی ایک وادی کا نام ہے، پھر اس تبدیلی اور تحریف کے بعد کہتے ہیں کہ یہ کتاب حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تاکہ اس تحریف کے ذریعہ کھانے پینے کی حقیر سی چیز حاصل کریں، اور ان لوگوں کے لئے بہت عذاب ہے جو اپنے ہاتھوں سے حق تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی دردناک عذاب ہے جو اس کے ذریعہ حرام اور رشوت کا مال کماتے ہیں ؎

یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ چالیس دن کے بقدر ہمیں دوزخ کی آگ چھوئے گی، جن چالیس دنوں میں ہمارے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی پرستش کی ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ کیا تم نے اپنے دعوے پر حق تعالیٰ سے عہد و پیمان لے لیا ہے، اگر حق تعالیٰ سے عہد لے لیا ہے تو حق تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا، یا اپنی کتاب میں سے ویسے ہی بیان کرتے ہو۔

ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، جو شخص بھی حق تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے یا اس کے شرک نے اسے ہلاک کر ڈالا ہو، اور وہ اسی حالت پر مرا ہے، تو ایسے لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، وہاں ان کو موت نہیں آئے گی، اور نہ وہ اس سے کبھی نکالے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی فویل للذین الخ (ک)، نسائی نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ک)۔ اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودی علماء کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے تورات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت لکھی ہوئی پائی تھی کہ آپ سرمگیں آنکھوں والے درمیانہ قد والے خوبصورت چہرے والے ہوں گے آپکے بال نہ بالکل سیدھے ہوں گے اور نہ بالکل ٹیڑھے یہودیوں نے حسد اور بغض اور عداوت میں اس صفت کو مٹا کر وہاں یہ لکھ دیا کہ آپ دراز قد نیلی آنکھوں اور سیدھے بالوں والے ہوں گے۔

فرمان الٰہی لن تمسنا النار الخ کے بارے میں طبرانی نے کبیر میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ ابن اسحاق، محمد بن ابی بکر، عکرمہ، سعید بن جبیر رضہ حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔

اور یہود یہ کہتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال کے بقدر ہے، اور لوگوں کو پورے زمانہ تک عذاب دیا جائے گا۔ اور دنیا کا ایک ہزار سال آخرت میں دوزخ کے دنوں میں سے ایک دن ہے تو یہ سات دن ہو گئے، اس پر حق تعالیٰ نے اخیر تک یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ابن جریر رضہ نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے، مگر قسم کے حلال ہونے کے لئے صرف ان دنوں میں جن میں ہم نے بچھڑے کی پرستش کی ہے اور وہ چالیس راتیں ہیں جس وقت وہ ختم ہو جائیں گی تو ہم سے عذاب بھی ختم ہو جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

اور جو لوگ (اللہ اور رسول پر) ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں (اور) وہ اس میں

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ لَا

ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے — اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب لیا ہم نے (توریت میں) قول و قرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت

تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

کرنا کسی کی بجز اللہ تعالیٰ کے — اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

ادا کرتے رہنا زکوٰۃ پھر تم (قول و قرار کر کے) اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا

قول سے پھرنے والے

اب اس کے بعد حق تعالیٰ مؤمنین کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جو حضرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اطاعت خداوندی بجالائے ایسے حضرات جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ اب دوبارہ بنی اسرائیل سے عہد و میثاق لینے کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں کہ جس وقت یہ عہد کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی وحدانیت نہیں بیان کرو گے اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے، اور والدین کے ساتھ بھلائی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرو گے، اور لوگوں سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں حق اور صحیح بات کہو گے اور پانچوں نمازوں کو پورا اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو گے، مگر پھر تم اس بات سے پھر گئے (مگر کچھ) تمہارے آباؤ اجداد یا حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور اس عہد و پیمان کو چھوڑ کر اس کی تکذیب کرنا شروع کر دی ۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ

اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے یہ قول و قرار (بھی) لیا کہ باہمی خونریزی مت کرنا اور ایک دوسرے کو

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ

ترک وطن مت کراتا پھر تم نے اقرار بھی کر لیا اور (اقرار بھی ضمناً نہیں بلکہ ایسا صریح جیسے) تم شہادت دیتے ہو پھر تم

اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ

یہ (آنکھوں کے سامنے موجود ہی) ہو (کہ) قتل و قتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو

دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ

(اس طور پر کہ) ان اپنوں کے مقابلہ میں (ان کی مخالف قوموں کی) امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھ اور ان لوگوں میں سے

يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ

کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کر کرا کر رہا کرا دیتے ہو حالانکہ یہ بات (بھی معلوم) ہے کہ تم کو ان کا ترک وطن کرا دینا

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ

نیز ممنوع ہے کیا تو (پس یوں کہو کہ) کتاب (توریت) کے بعض (احکام) پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض پر ایمان نہیں رکھتے سو اور

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

کیا سزا ہو ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز رسوائی کے دنیوی زندگانی میں اور روز قیامت کو

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

بڑے سخت عذاب میں ڈال دیئے جاویں اور اللہ تعالیٰ (کچھ) بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

ہیں تمہارے اعمال (زشت) سے

رسوائی کے حقدار

اور جس وقت کتاب میں ہم نے تم سے یہ عہد لیا کہ ایک دوسرے کو قتل نہیں کریں گے اور کسی کو اس کے گھر سے نہ نکالیں گے (یعنی بنی قریظہ اور نضیر سے عہد لیا) اور تم نے اس عہد کو قبول کر لیا اور تم اسے بخوبی جانتے تھے، مگر

اے قبول کرتے والو اس کے بعد پھر تم نے ایک دوسرے کی گردنیں اڑائیں۔ اور ایک دوسرے کو اسکے گھروں سے نکالا، ایک دوسرے کی ظلم و زیادتی کرنے پر مدد کرتے ہو، اور جس وقت تمہارا ہم مذہب تمہارے پاس قید ہو کر آتا ہے تو دشمن سے فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو، حالانکہ ان کا نکالنا اور قتل کرنا دونوں باتوں کو تم پر حرام کر دیا گیا تھا تو کیا کتاب کے بعض احکام پر تو ایمان لاتے ہو کہ اپنے قیدیوں کا اپنے دشمنوں کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور اپنے ساتھیوں کے قیدیوں کو چھوڑ دیتے ہو، اسکا فدیہ نہیں ادا کرتے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کتابی احکام میں سے جن احکام کو تمہارے نفس چاہتے ہیں کرتے ہو، اور جو تمہاری خواہش کے مطابق نہیں ہوتے ان کو چھوڑ دیتے ہو۔

ایسے شخص کی سزا یہی ہے کہ اسے دنیا میں قتل اور قید کیا جائے اور آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے، اور حق تعالیٰ تمہارے گناہوں اور تمہاری پوشیدہ باتوں پر عذاب دینے کو ترک کرنے والے نہیں ہیں ۞

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ

یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے دنیوی زندگانی (کے حظوظ) کو لے لیا ہے بعوض (نجات) آخرت کے سو نہ تو ان کی سزا میں (کچھ) تخفیف دی

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

جاویگی اور نہ کوئی انکی طرفداری (پیروی) کرنے پاویگا اور ہم نے موسیٰ ؑ کو کتاب (توریت) دی اور (پھر) انکے

ع ۱۰

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ

بعد یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے اور (پھر) ہم نے عیسیٰ بن مریم کو (نبوت کے) واضح دلائل عطا فرمائے

وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

اور ہم نے ان کو روح القدس سے تائید دی کیا جب کبھی (بھی) کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے

أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾

جن کو تمہارا دل نہ چاہتا تھا جب (ہی) تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا سو بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بیدھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے

ڈھیٹ مجرم	ایسے لوگ جنہوں نے دنیا کو آخرت کے بدلے اور کفر کو ایمان کے عوض اختیار کر لیا ہے

ان سے عذاب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ عذاب کو ختم کیا جائے گا۔
اور ہم نے موسیٰ کو توریت دی اور ان کے بعد مسلسل رسولوں کو بھیجا اور عیسیٰ بن مریم کو امر و نہی عجائب و علامات عطا کئے اور جبریل امین کے ذریعہ سے ان کو قوت عطا کی، اے یہودیوں کی جماعت کیوں تمہارے دل اور تمہارا دین موافقت نہیں کرتا اور تم رسول پر ایمان لانے سے گریز کرتے ہو ایک جماعت نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ کی تکذیب کی اور تم میں سے ایک جماعت نے حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا کو قتل کیا ۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا

اور وہ (یہودی افتخاراً) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ انکے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ

اور جب انکو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو منجانب اللہ ہے (اور اسکی بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو (پہلے سے) ان کے

لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

پاس ہے (یعنی توریت) حالانکہ اس کے قبل وہ (خود) بیان کیا کرتے تھے کفار سے، پھر جب وہ

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

چیز آ پہنچی جس کو وہ (خوب جانتے) پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے سو (بس) خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر

لعنت و پھٹکار کے مستحق

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ یہود آپکے علم اور فرمان کے بارے میں کہتے ہیں، کہ ہمارے دل ہر ایک علم کے لئے برتن ہیں اور ہمارے دل آپ کے علم اور فرمان کو محفوظ نہیں رکھ سکتے، ان کے کفر کی سزا میں حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے نہ ان میں سے کم لوگ ایمان لاتے ہیں اور نہ زیادہ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ نہ تھوڑی چیز پر ایمان لاتے ہیں اور نہ زیادہ پر اور جب ان کے پاس حق تعالیٰ کی جانب سے کتاب آئی ہے جو اس کتاب کے جو کہ ان کے پاس ہے توحید اور رسول اللہ صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور آپکی صفت اور بعض شرعی امور میں موافق ہے تو اس کا انکار کرتے ہیں۔ درآنحالیکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نزول سے قبل رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعہ اپنے دشمنوں قبیلہ اسد غطفان ومزینہ وجہینہ پر مدد طلب کیا کرتے تھے اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور یہ لوگ آپ کی صفت واوصاف سے بخوبی واقف تھے تو آپ کا انکار کیا ان یہودیوں پر حق تعالیٰ کا غصہ اور ناراضگی ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ الخ امام حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں خیبر کے یہود قبیلہ غطفان کے ساتھ لڑتے رہتے تھے چنانچہ جب بھی دونوں کی مڈبھیڑ ہوتی تو یہودی شکست کھا جاتے، بالآخر یہودیوں نے اس دعا کے ساتھ غطفان سے پناہ چاہی، کہ الٰہ العالمین ہم تجھ سے نبیؐ امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں جن کے بارے میں تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اخیر زمانہ میں ان کو مبعوث فرمائے گا کہ ہمیں قبیلہ غطفان پر غلبہ دے، چنانچہ جب یہودی غطفان کے ساتھ لڑتے، اور یہ دعا مانگتے تو غطفان شکست کھا جاتے جب حق تعالیٰ نے رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو انہوں نے آپ کا انکار کیا اس پر حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مبعوث ہونے سے قبل یہ آپ کے وسیلہ سے کافروں پر مدد طلب کیا کرتے تھے ۔ک ۔ اور ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل یہود قبیلہ اوس اور خزرج کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے، جب حق تعالیٰ نے عرب میں سے آپ کو مبعوث فرما دیا تو آپکے ساتھ انہوں نے کفر کیا اور جو پہلے سے کہتے تھے اس کا انکار کرنے لگے، تو ان سے حضرت معاذ بن جبل رضؓ اور بشر بن براء اور داؤد بن سلمہ نے کہا، اے یہود حق تعالیٰ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ تم اس سے قبل ہمارے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے، اور ہم تو مشرک تھے تم نے ہی ہمیں یہ بات بتلائی تھی کہ آپؐ مبعوث ہونے والے ہیں اور آپ کے اوصاف وصفت سے ہمیں آگاہ کیا تھا، بنی نضیر میں سے سلام بن شکم بولا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آئی تھی جس کے ذریعہ سے ہم حضورؐ کو پہچانتے اور نہ ہم تم سے حضورؐ کے بارے میں کچھ بیان کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی ؛

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا

وہ حالت (بہت ہی) بری ہے جسکو اختیار کرکے وہ اپنی جانوں کو چھڑانا چاہتے ہیں (اور وہ حالت) یہ (ہے) کہ کفر کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ

نازل فرمائی محض (اسی) ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرمادے سو وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا

اور ان کفر کرنے والوں کو سزا ہوگی جس میں ذلت (بھی) ہے ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان

قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

لاؤ ان (تمام) کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے (متعدد پیغمبروں پر) نازل فرمائی ہیں تو کہتے ہیں کہ

وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ

ہم (تو صرف) اس (ہی) کتاب پر ایمان لاویں گے جو ہم پر نازل کی گئی ہے (یعنی توریت) اور جتنی اسکے علاوہ ہیں ان (سب) کا

فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾

انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی حق ہیں اور تصدیق کرنیوالی بھی ہیں اس کی جو انکے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) آپ کہئیے کہ (اچھا تو) پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ

اللہ کے پیغمبروں کو اسکے قبل کے زمانہ میں اگر تم (توراۃ پر) ایمان رکھنے والے تھے اور حضرت موسیٰ تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں لائے (مگر) اسپر بھی

بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

تم لوگوں نے گوسالہ کو (معبود) تجویز کر لیا موسیٰ (علیہ السلام) کے (طور پر جانے کے) بعد اور تم ستم ڈھا رہے تھے اور جب ہم نے تمہارا قول و قرار لیا تھا اور

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا

طور کو تمہارے (سروں کے) اوپر لا کر کھڑا کیا تھا جو کچھ (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں ہمت (اور پختگی) کے ساتھ لو اور سنو اسوقت انہوں نے زبان سے

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ

کہہ دیا کہ ہم نے سن لیا اور ہم سے عمل نہ ہوگا اور (وجہ اس کی یہ ہے کہ) ان کے قلوب میں وہی گوسالہ پیوست ہو گیا تھا انکے کفر (سابق)

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

کا وجہ سے آپ فرما دیجئے کہ یہ افعال بہت برے ہیں جنکی تعلیم تمہارا ایمان تم کو کر رہا ہے اگر تم اہل ایمان ہو

کُفر کا وبال

جس چیز کے بدلہ میں ان لوگوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے کہ بوجہ حسد کتاب اور رسول کا انکار کرتے ہیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے جبریل امین کے واسطہ سے نبوت اور کتاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمادی ہے، یہ لوگ لعنت در لعنت کے مستحق ہیں اور ان کے لئے بہت ہی سخت قسم کا عذاب ہے، اور جسوقت ان یہودیوں سے قرآن کریم پر ایمان لانے کے متعلق کہا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم توریت پر ایمان لائیں گے اور توریت کے علاوہ اور سب کتابوں کا انکار کریں گے، حالانکہ قرآن کریم بھی حق ہے، اور توحید کے بیان میں ان کے ساتھ جو کتاب ہے اس کے موافق ہے کہتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے آباؤ اجداد مؤمن تھے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ جواباً فرما دیجئے کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو اس سے قبل اور انبیاء کرام کو کیوں تم نے قتل کیا؟

اور موسیٰ علیہ السلام امر و نہی اور دلائل لے کر آئے مگر تم نے ان کے کوہ طور پر جانے کے بعد گوسالہ کی پرستش شروع کر دی، اور تم یقیناً کافر تھے، اور جس وقت ہم نے تمہارا اقرار لیا اور پہاڑ کو اکھاڑ کر تمہارے سروں پر اٹھایا کہ جو اپنی کتاب میں تم پر احکام نازل کئے ہیں اسے پوری کوشش اور ہمیشگی کے ساتھ بجالاؤ، تو گویا کہ یہ لوگ کہنے لگے کہ اگر پہاڑ اوپر نہ ہوتا تو صرف ہم آپ کی بات کو سنتے مگر حکم کی نافرمانی کرتے، ان کے دلوں میں تو ان کے کفر کی وجہ سے کفر کی سزا کے طور پر گوسالہ کی پرستش کی محبت داخل کر دی گئی تھی۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اگر گوسالہ کی پرستش کی محبت تمہارے خالق کی محبت کے برابر ہے تو اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد مؤمن تھے تو تمہارا یہ ایمان بہت ہی برا ہے جو بچھڑے کی عبادت کا حکم کرتا ہے ⁘

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر (بقول تمہارے) عالم آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلا شرکت غیرے تو تم

دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾

(اسکی تصدیق کے لئے ذرا) موت کی تمنا کر (کے دکھلا) دو اگر تم سچے ہو

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور وہ ہرگز کبھی اس (موت) کی تمنا نہ کریں گے بوجہ (خوف سزا) ان اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں میں سمیٹے ہیں اور

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ

حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں (کے حال) کی اور آپ (تو) ان کو حیات (دنیویہ) کا حریص (عام) آدمیوں سے (بھی) بڑھ کر پاویں گے

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

اور مشرکین سے بھی ان میں کا ایک ایک (شخص) اس ہوس میں ہے کہ اس کی عمر ہزار برس کی ہو جاوے اور یہ امر عذاب سے تو

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

نہیں بچا سکتا کہ (کسی کی بڑی) عمر ہو جاوے اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

ان کے اعمال (بد)

حرص حیات

اور آپ فرما دیجئے اگر جنت ان حضرات کے علاوہ جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں تمہارے ہی لئے خاص ہے تو پھر تم موت کی تمنا کرو اگر اپنے اس دعوے میں سچے ہو (تاکہ جنت میں جلدی چلے جاؤ) کیونکہ انہوں نے زمانہ یہودیت میں بہت کارگذاریاں کی ہیں اسلئے یہ موت کی ہرگز تمنا نہیں کریں گے؟ اور حق تعالیٰ ان یہودیوں سے بہت زیادہ باخبر ہے اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں کو بقاء زندگی کا مشرکین عرب سے زیادہ شیدائی اور حریص پائیں گے ان میں سے ہر ایک اس بات کا خواہشمند ہے کہ وہ ایک ہزار سال تک زندہ رہے، جن میں سے ہر ایک دن نیروز اور مہرجان ہو (یعنی زندگی کے تمام ایام خوشی و عیش و عشرت کے ساتھ گذریں) لیکن اگر ایک ہزار سال تک بھی زندہ رہیں تب بھی عذاب سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا، اور حق تعالیٰ انکے گناہوں اور حق بات سے تجاوز اور ان چیزوں سے جو یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور صفت کے متعلق پوشیدہ رکھتے ہیں بہت زیادہ باخبر ہے ۔

الثلث عند المتاخرين ۲ مع

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ الخ ابن جریر نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ یہودی یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی داخل ہوں گے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی اگر جنت صرف تمہارے ہی لئے ہے تو موت کی تمنا کرو ۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ

آپ ان سے یہ کہیے کہ جو شخص جبریل سے عداوت رکھے سو انہوں نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی

بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى

حکم سے اس کی (خود) یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل والی (سماوی) کتابوں کی اور رہنمائی کر رہا ہے اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ

خوشخبری سنا رہا ہے ایمان والوں کو جو کوئی شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا (ہو) اور پیغمبروں کا (ہو) اور

وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

جبریل کا (ہو) اور میکائیل کا (ہو) تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا

بدترین دشمن

ان یہودیوں میں سے عبداللہ بن صوریا کہتا تھا کہ جبریل ہمارے دشمن ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے جو اس بات کا قائل ہو وہ حق تعالیٰ کا دشمن ہے، کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے حکم سے جبریل امین کے واسطہ سے قرآن کریم آپؐ پر نازل کیا ہے اور یہ قرآن کریم توحید کے متعلق سابقہ کتاب کی تصدیق کرنے والا، اور گمراہیوں سے راہ حق پر لانے والا، اور جنت کی بشارت وخوشخبری سنانے والا ہے جو شخص بھی حق تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور جبریل ومیکائیل کا دشمن ہو تو ایسے یہودیوں کا اللہ تعالیٰ بھی اور اس کے رسولؐ اور جبرئیل ومیکائیل اور تمام مومنین بھی دشمن ہیں ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الخ (ک) امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن سلام نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی، حضرت عبداللہ

بن سلام رضا ایک زمین میں پھلوں کو جمع کر رہے تھے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں، جن کا علم نبی کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہوتا، نمبر(۱) علامات قیامت کیا ہیں، (۲) جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا (۳) لڑکا اپنے باپ یا اپنی ماں کے کیوں مشابہ ہوتا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ان باتوں کے جواب کے متعلق ابھی جبریل امین نے مجھے آگاہ کیا ہے، ابن سلام بولے جبریل، آپؐ نے فرمایا ہاں جبریل نے ابن سلام بولے فرشتوں میں سے جبریل تو یہودیوں کے دشمن ہیں، اس پر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ الخ شیخ الاسلام حافظ بن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ حدیث کے سیاق وسباق سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی تردید کے لئے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی اور اس تلاوت سے آیت کا اسی وقت نازل ہونا لازم نہیں آتا، اور یہی چیز زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن سلام کے واقعہ کے علاوہ اور دوسرا واقعہ ثابت ہے چنانچہ امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے بکر بن شہاب اور سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضا سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے پانچ باتوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں اگر وہ پانچوں باتیں آپ نے ہمیں بتلا دیں تو ہم یہ پہچان لیں گے کہ بیشک آپ نبی ہیں اور بقیہ حدیث کو بیان کیا جس میں یہ بھی ہے کہ یہودیوں نے آپ سے دریافت کیا کہ بنی اسرائیل نے اپنے اوپر کن چیزوں کو حرام کیا تھا اور علامات نبوت کیا ہیں اور گرج اور اس کی آواز کی حقیقت کیا ہے؟ اور بچہ مذکر و مونث کیوں ہوتا ہے اور آسمان سے وحی کون لے کر آتا ہے، حتیٰ کہ یہودی بولے ہمیں بتلائیے کہ آپ کے پاس وحی کون لے کر آتا ہے، آپؐ نے فرمایا جبریل امین، یہودی بولے یہ تو جنگ وقتال اور عذاب الٰہی کے احکام لے کر آتے ہیں ہمارے دشمن ہیں، اگر آپ میکائیل کا نام لیتے جو رحمت بارش سبزہ وشادابی کے ساتھ آتے ہیں تو یہ بہتر ہوتا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضا یہودیوں کے پاس آتے اور ان سے تورات سنکر اس بات سے خوش ہوتے کہ تورات نے مضامین قرآن کریم کی کس طرح تصدیق کی ہے۔ حضرت عمر رضا بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ان یہودیوں کے پاس سے گذر ہوا،

حضرت عمر رضا فرماتے ہیں کہ میں نے یہودیوں سے کہا کہ میں تم کو حق تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان کا عالم بولا کہ بیشک ہم یہ بات

جانتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا تو پھر کیوں تم آپ کی پیروی نہیں کرتے، یہودی بولے کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ آپ کے پاس وحی کون لیکر آتا ہے آپ نے فرمایا جبریل وہ ہمارے دشمن ہیں، جو شدت عذاب لڑائی اور تباہی و بربادی کے احکام لیکر آتے ہیں۔ میں نے کہا تو فرشتوں میں سے کس سے تمہیں محبت ہے وہ بولے میکائیل جو باران رحمت لیکر آتے ہیں، میں نے کہا جبریل و میکائیل کا ان کے پروردگار کے یہاں کیا مقام ہے، بولے کہ ایک ان میں سے حق تعالیٰ کے دائیں جانب ہے اور دوسرا بائیں جانب ہے، میں نے کہا جبریل امین کے لئے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ میکائیل سے دشمنی رکھیں اور میکائیل علیہ السلام کے حق میں اس چیز کا تصور محال ہے کہ وہ حضرت جبریل کے دشمن سے دوستی رکھیں اور جبریل و میکائیل اور ان کے پروردگار کی نظر میں وہ حضرات پسندیدہ ہیں جو ان سے محبت کریں اور وہ لوگ مبغوض ہیں جو ان سے دشمنی و کینہ رکھیں۔

حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اس واقعہ سے آپ کو مطلع کردوں۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا، تو آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ان آیتوں کے بارے میں باخبر نہ کروں، جو ابھی مجھ پر نازل ہوئی ہیں، میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ صلعم چنانچہ آپ نے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ سے کَافِرِیْنَ تک ان آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ میں یہودیوں کے پاس اسی ارادہ سے آیا تھا تاکہ ان کے اور میرے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس سے آپ کو مطلع کردوں، مگر میں نے آکر یہ منظر دیکھا کہ حق تعالیٰ نے میرے آنے سے پہلے ہی آپ کو باخبر کر دیا، امام سیوطی رحہ فرماتے ہیں اس حدیث کی امام شعبی تک سند صحیح ہے مگر امام شعبی نے حضرت عمر رضہ فاروق کا زمانہ نہیں پایا۔ اور اسی روایت کو ابن جریر نے سدی کے واسطہ سے حضرت عمر رضہ سے اور ایسے ہی قتادہ کے واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے مگر ان دونوں کی بھی سندیں منقطع ہیں۔ک اور ابن ابی حاتم نے دوسرے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہودی حضرت فاروق رضہ سے ملے اور کہنے لگے کہ جبریل امین کا تمہارے نبی ذکر کرتے ہیں، وہ ہمارے دشمن ہیں، حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ جو شخص حق تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضہ کے زبان سے جو کلمات نکلے تھے اسی کے مطابق حق تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمادی، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ ان سندوں سے بعض کو بعض سندوں کے ساتھ تقویت حاصل ہو رہی ہے اور ابن جریر رضہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کا یہی سبب ہے ؛

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ج وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ

اور ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضحہ نازل کئے ہیں اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا مگر

اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ

صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں، کیا اور جب کبھی بھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا ہوگا (ضرور) اسکو ان میں

مِّنْهُمْ ط بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

کسی نہ کسی فریق نے نظر انداز کر دیا ہوگا بلکہ ان میں زیادہ تو ایسے ہی نکلیں گے جو دیرے اس عہد کا یقین ہی نہیں رکھتے

دلائل کے منکر

یعنی ہماری جانب سے جبریل امین آپ کے پاس ایسی آیات لے کر آئے ہیں جو اوامر و نواہی کو خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرنے والی اور ان آیات کا انکار کافر یہودی ہی کرتے ہیں، اور جس وقت یہودیوں کے رؤسا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کیا تو سب ہی نے اسے پس پشت ڈال دیا ::

لباب النقول فی اسباب النزول

آیت کریمہ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الخ ابن ابی حاتم نے سعید اور عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ ابن صوریا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے، جسے ہم پہچانتے ہوں اور نہ آپ پر کوئی بیان کرنے والی واضح آیت نازل ہوئی ہے تو اس پر حق تعالیٰ نے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ کو نازل فرمایا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

اور جب ان کے پاس ایک پیغمبر آئے اللہ کی طرف سے جو تصدیق بھی کر رہے ہیں اس کتاب کی جو ان لوگوں کے پاس ہے

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ق كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

(یعنی توراۃ کی) ان اہل کتاب میں سے ایک فریق نے خود اس کتاب اللہ ہی کو پس پشت ڈال دیا جیسے انکو گویا اصلاً

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ

علم ہی نہیں اور انہوں نے ایسی چیز کا (یعنی سحر کا) اتباع کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین (یعنی خبیث جن) حضرت

سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ

سلیمان (علیہ السلام) کے (عہد) سلطنت میں اور حضرت سلیمان ع نے کفر نہیں کیا مگر (ہاں) شیاطین کفر کیا کرتے تھے

النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ

اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی (اس) سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اس (سحر) کا بھی جو کہ ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا شہر بابل میں جنکا

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ

نام ہاروت ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جب تک یہ (نہ) کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے سو تو کہیں کافر

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ

مت بن جائیو کہ اس میں پھنس جاوے) سو (بعضے) لوگ ان دونوں سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جسکے ذریعہ سے (عمل کرکے) کسی

بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ

مرد اور اسکی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے اور یہ (ساحر) لوگ اسکے ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے (تقدیری) حکم سے

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ

اور ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو (خود) ان کو ضرر رساں ہیں اور ان کو نافع نہیں ہیں

شیطانوں کے چیلے

اور جب ان کے پاس منجانب اللہ ایسا رسول آتا ہے جو ان صفات و اوصاف کے مطابق ہوتا ہے جن کا ان کی کتاب میں ذکر ہے تو یہ اہل کتاب توراۃ کو اپنے پس پشت ڈال دیتے ہیں، اور توراۃ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو صفات اور آپؐ کے اوصاف مذکور ہیں ان پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کے سامنے ان کو بیان کرتے ہیں، ان جاہل یہودیوں نے تمام انبیاء کرام کی کتابوں کو چھوڑ دیا ہے، شیاطین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت ختم کرنے کے لئے جو چالیس روز تک جادو منتر کیا تھا اس پر ان لوگوں نے عمل کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے کسی قسم کا کوئی جادو منتر نہیں لکھا تھا، شیاطین یا یہودیوں ہی نے جادو منتر لکھا تھا، اور یہی اس کی تعلیم دیتے تھے اور ان دونوں فرشتوں پر بھی جادو نہیں نازل کیا گیا تھا (ابوالعالیہ کے قول کے مطابق اور صحیح قول یہ ہے) کہ یہ شیاطین اس جادو کی بھی تعلیم دیتے تھے جو ان دونوں فرشتوں کو بطور

الہام کے آتا تھا۔ یہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھاتے تھے، تاوقتیکہ اولاً اس سے کہہ نہ دیتے تھے کہ ہم اس چیز سے لوگوں کی آزمائش کرتے ہیں تاکہ ہم پر عذاب خداوندی کی شدت نہ ہو، لہٰذا تو اسے مت سیکھ اور نہ اس پر عمل کر مگر یہ لوگ بغیر ان کی تعلیم کے ایسی چیز حاصل کرتے تھے، جسکے ذریعہ مرد عورت سے بیزار ہوجائے اور یہ لوگ جادو اور اس کی تفریق کرانے سے حق تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہونچا سکتے اور شیاطین و یہودی اور جادوگر ایک دوسرے کو اس قسم کا جادو سکھاتے تھے جو آخرت کے لئے مضر ہو اور دنیا و آخرت میں اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ حاصل ہو ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

اور مالک بن ابی الصیف رح بیان کرتے ہیں کہ جسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے اس عہد و میثاق کو جوان سے لیا گیا تھا اور اس عہد و پیمان کو جو ان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا تھا بیان کیا تو یہ یہودی بولے واللہ ہم سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی عہد نہیں لیا گیا، اور نہ ہم سے کسی قسم کا میثاق کرایا گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل کی گئی کہ جس وقت بھی ان سے کوئی عہد لیا گیا الخ۔

فرمانِ خداوندی وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الخ۔ ک۔ ابن جریر رضہ نے شہر بن خوشب سے نقل کیا ہے کہ یہودی کہتے تھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو حق بات کو باطل باتوں سے ملاتے ہیں۔ سلیمان (علیہ السلام) کا تذکرہ انبیاء کرام کے ساتھ کرتے ہیں کیا وہ جادوگر نہیں تھے ہوا پر سوار رہتے تھے۔ اس پر حق تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت وَاتَّبَعُوا الخ نازل فرمائی، اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے توریت کی باتوں میں سے کسی زمانہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اور یہودی آپ سے کسی چیز کے بارے میں نہیں دریافت کرتے تھے مگر یہ کہ حق تعالیٰ آپ پر اس کے بارے میں جو کچھ ان یہودیوں نے سوال کیا تھا وحی نازل فرما دیتا تھا، جب یہودیوں نے یہ دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو (یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) جو باتیں ہمارے پاس نازل شدہ ہیں ان سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں لہٰذا ان سے جادو کے بارے میں سوالات و اعتراضات کریں اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ الخ ۞

وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ط

اور ضرور یہ (یہودی) بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اس کو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ (باقی) نہیں

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (۱۰۲)

اور بیشک بری ہے وہ چیز (یعنی سحر و کفر) جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں۔ کاش انکو اتنی عقل ہوتی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا

اور اگر وہ لوگ (بجائے اسکے) ایمان اور تقویٰ (اختیار) کرتے تو خدائے تعالیٰ کے یہاں کا معاوضہ بہتر تھا کاش انکو

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

(اتنی) عقل ہوتی   اے ایمان والو تم (لفظ) راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہہ دیا کرو

وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اور (اس کو اچھی طرح) سُن لیجیو اور (ان) کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہو (ہی) گی

دوزخ کے کُندے

ان فرشتوں نے اور کہا گیا ان یہودیوں نے اپنی کتابوں میں یا ان شیاطین نے یہ بات روز روشن کی طرح جان لی تھی، کہ جو شخص جادو منتر کو اختیار کرے اس کے لئے جنت میں کسی قسم کا کوئی حصّہ نہیں ہے اور یہ بہت ہی بدترین چیز ہے جس کو یہودیوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے لیکن یہ اس کو نہیں سمجھتے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ اپنی کتابوں میں اس کی برائی سے واقف ہیں، اور اگر یہ یہودی قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور یہودیت اور جادوگری سے توبہ کریں تو حق تعالیٰ کے یہاں اس کے صلہ میں جو انہیں ثواب ملے گا وہ اس یہودیت اور جادوگری سے بہتر ہے، کاش یہ حق تعالیٰ کے ثواب کی تصدیق کریں، لیکن یہ نہ اس کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ لوگ اپنی کتابوں کے ذریعہ آپکی سچائی سے بخوبی واقف ہیں (مگر اس کے باوجود پھر اسے تسلیم نہیں کرتے) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (راعنا) یعنی اے اللہ تعالیٰ کے نبی اپنی گفتگو سنائیے یہ نہ کہا کرو، بلکہ یہ کہا کرو کہ ہماری جانب توجہ فرمائیے اور اے اللہ تعالیٰ کے نبی ہماری گفتگو سُنئے، اور لغت یہود میں اس کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ اپنی بات پھر سُنائیے تاکہ میں سُنوں (اور یہودی بدنیتی سے ایسا کہتے تھے) اس وجہ سے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے منع کیا؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا الخ

ک۔ ابن منذر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے دو شخص مالک بن صیف اور رفاعۃ بن یزید جب بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتے تو راعنا کہتے اور ان کا یہ مطلب ہوتا کہ آپ ہمارے سامنے گفتگو فرمائیں۔ مگر حقیقت میں ہم آپکی گفتگو کو نہیں سُنتے، مسلمانوں نے یہ سنکر یہ سمجھا کہ یہ ایسا کلمہ ہے جس سے اہل کتاب اپنے انبیاء کرام کی تعظیم کرتے ہیں، تو انہوں نے بھی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی کلمہ کہنا شروع کر دیا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا کہ اے ایمان والو رَاعِنَا مت کہا کرو، بلکہ اُنْظُرْنَا بولا کرو۔ اور ابو نعیم نے دلائل میں بواسطہ، سدی صغیر، کلبی، ابو صالح، حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ راعنا یہودیوں کی زبان میں بہت بری گالی تھی، جب یہودیوں نے صحابۂ کرام رضہ کو اس کلمہ کو بولتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے علی الاعلان حضورؐ سے یہ لفظ کہنا شروع کر دیا یہودی اس لفظ کو بولتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، حضرت سعد بن معاذ رضہ نے جب آیت کریمہ سنی تو یہودیوں سے کہا اے اللہ کے دشمنو! اگر اس مجلس کے بعد میں نے تم سے کسی سے اس کلمہ کو حضورؐ کے سامنے بولتا ہوا دیکھا تو اس کی گردن اڑا دوں گا ک۔ اور ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ کوئی شخص حضورؐ کے سامنے یہ کہتا تھا کہ اپنی گفتگو سے میری جانب متوجہ ہو جیئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ک۔ اور قتادہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ رضہ حضورؐ سے کہتے تھے رَاعِنَا کَسَمْعَکَ یہودیوں نے بھی حضورؐ کی خدمت میں آکر یہی کلمہ کہنا شروع کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ک۔ عطار سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ انصار کی لغت تھی جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، اور ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ عرب جس وقت آپس میں گفتگو کرتے تو ایک ساتھی دوسرے ساتھی سے کہتا تھا اَرْعِنِیْ سَمْعَکَ چنانچہ اس لفظ کے استعمال سے سب روک دیئے گئے۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ

ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) ان اہل کتاب میں سے (ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو تمہارے پروردگار کی طرف سے حالانکہ اللہ تعالیٰ

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ

اپنی رحمت اور عنایت کے ساتھ جس کو منظور ہوتا ہے مخصوص فرما لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرنے والے ہیں ہم کسی آیت کا

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت (ہی) کو (ذہنوں سے) فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کی مثل لے آتے ہیں (اے معترض)

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص انہی کی ہے

وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی (اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ) تمہارا حق تعالیٰ کے سوا کوئی یار و مددگار بھی نہیں

قادر مطلق خدا ہی

کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھی اور مشرکین عرب میں سے ابوجہل اور اس کی جماعت ہرگز یہ گوارا نہیں کرتی کہ حق تعالیٰ جبریل امین کے ذریعہ تمہارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت اسلام اور کتاب اللہ کی بھلائیاں نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین نبوت اور اسلام اور اپنی کتاب کے نازل کرنے کے لئے جو اس کا اصل ہوتا ہے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اسی کو منتخب فرماتا ہے اور حق تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت و اسلام کی بدولت بہت ہی عظیم الشان فضل فرما رہا ہے۔

اب حق تعالیٰ ان احکام کی حکمت بیان فرماتے ہیں جو قرآن کریم میں منسوخ کر دیئے گئے ہیں اور وہ احکام جو منسوخ نہیں ہوئے ہیں، قریش کہا کرتے تھے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کسی بات کے کرنے کے متعلق ہمیں حکم دیتے ہیں اور پھر خود ہی اس سے منع کر دیتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا، ہم جس ایسے حکم کو کہ جس پر عمل ہو چکا ہے اسے تبدیل کرتے ہیں کہ پھر اس پر عمل نہ کیا جائے یا اس آیت ہی کو مٹا دیتے ہیں مگر اس پر عمل منسوخ نہیں ہوتا تو پھر ہم منسوخ شدہ سے زیادہ نافع اور عمل میں زیادہ آسان یا ثواب نفع اور عمل میں اسی جیسی جبریل امین کے واسطہ سے دوسری آیت بھیج دیتے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ ناسخ و منسوخ میں سے ہر ایک چیز پر قادر ہے اے محمد صلعم آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے اسی چیز کا حکم دیتا ہے کیونکہ وہ ان کے مصالح اور درستگی کو زیادہ جاننے والا ہے، اے یہود یو! حق تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے کے لئے تمہارے کوئی قریب نہیں جس سے تمہیں فائدہ پہنچے، اور نہ تمہارا کوئی محافظ ہے جو تمہاری حفاظت کرے، اور نہ کوئی ایسا روکنے والا موجود ہے جو تم سے عذاب الٰہی کو روک دے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی، مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ الخ۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رات کو وحی نازل ہوتی ہے اور دن میں آپ اسے بھول جاتے تھے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں الخ۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ط

ہاں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے (بیجا بیجا) درخواستیں کرو جیسا کہ اس کے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی (ایسی ایسی)

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾

درخواستیں کی جاچکی ہیں اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے (کفر کی باتیں) کرے بلاشک وہ شخص راہ راست سے دور جا پڑا

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا

ان اہل کتاب (یعنی یہود) میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر کافر کر ڈالیں محض

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ

حسد کی وجہ سے جو کہ خود ان کے دلوں ہی سے (جوش مارتا) ہے حق واضح ہوئے پیچھے خیر (اب تو)

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

معاف کرو اور درگزر کرو اور جب تک حق تعالیٰ (اس معاملہ کے متعلق) اپنا حکم (قانون جدید)

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾

بھیجیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں

یہود کی خواہش

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے جیسا کہ حق تعالیٰ کے دیدار اور اس سے کلام کرنے وغیرہ کے سوالات کئے تم بھی اسی قسم کا ارادہ رکھتے ہو، جو شخص ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کرتا ہے تو اس نے ہدایت کے راستہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور فنحاص بن غازدار اور اس کی جماعت اے عمار اور حذیفہ اور اے معاذ بن جبل حسد و بغض میں یہ تمنا و خواہش کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو کر (عیاذ باللہ) پھر ان کے دین پر لوٹ جاؤ، باوجودیکہ انکی کتابوں میں یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا دین اور آپکے اوصاف و صفتیں یہ سب حق ہیں، لہٰذا ان باتوں کو چھوڑو اور ان سے اعراض کرو تاوقتیکہ حق تعالیٰ بنی قریظہ اور نضیر پر قتل و غارت گری قید اور جلا وطنی کا اپنا عذاب نہ نازل فرمادے اور حق تعالیٰ قتل و جلاوطنی سب پر قادر ہے ؞

لباب النقول فی اسباب النزول

قولہ تعالیٰ اَمْ تُرِيْدُوْنَ الخ ابن حاتم نے سعید اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں، کہ

رافع بن حرملہ نے اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ ہمارے پاس ایسی کتاب لائیے جو ہم پر آسمان سے نازل ہو جسے ہم خود پڑھتے ہیں، یا ہمارے لئے نہریں جاری کر دیجیے تاکہ ہم آپکی پیروی کریں اور آپ کی تصدیق کریں، اس پر حق تعالی نے اَمْ تُرِيْدُوْنَ سے سَوَاءَ السَّبِيْلِ تک آیت کریمہ نازل فرمائی اور حی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہودیوں میں سے سب سے زیادہ عرب کے جبکہ حق تعالی نے انھیں اپنے رسول کے ساتھ خاص فرما دیا تھا حاسد تھے، اور یہ دونوں اپنی پوری جد وجہد اور کوشش کے ساتھ لوگوں کو اسلام سے روکنے میں تلے ہوئے تھے، تو حق تعالی نے ان دونوں کے بارے میں وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اس آیت کو نازل فرمایا ک۔ اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کے لئے کوہ صفا کو سونے کا بنا دیا جائے، آپ نے فرمایا اچھا مگر وہ تمہارے حق میں اگر تم کفر کرو گے ایسا ہو گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے مائدہ چنانچہ انہوں نے نہ مانا اور اپنے قول سے رجوع نہ کیا، اس پر حق تعالی نے یہ آیت کریمہ اَمْ تُرِيْدُوْنَ نازل فرمائی، اور سدی سے نقل کیا ہے کہ عرب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے پاس حق تعالی کو لے آئیں تاکہ ہم خود بغیر کسی حجاب کے دیدار الہی کر لیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ک۔ اور ابو العالیہ نے نقل کیا ہے ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کاش ہمارے کفارات بھی بنی اسرائیل کے کفارات کے طریقہ پر ہوتے اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے جو چیز تمھیں عطا کی ہے وہ بہتر ہے بنی اسرائیل میں سے جب کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو اپنے دروازہ پر اس گناہ اور اس کے کفارہ کو لکھا ہوا پاتا تھا اگر وہ شخص کفارہ ادا کر دیتا تھا تو صرف دنیا ہی میں رسوائی ہوتی تھی اور اگر کفارہ نہیں ادا کرتا تھا تو آخرت میں اس کی رسوائی کا باعث ہوتا تھا، اور حق تعالی نے تمہیں اس سے بہترین چیز عطا کی ہے جیسا حق تعالی فرماتا ہے، وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ الخ یعنی جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم کرے پھر اس کے بعد حق تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے استغفار کرے تو حق تعالی غفور رحیم اور پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کے لئے کفارات ہیں تو اس پر حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اَمْ تُرِيْدُوْنَ الخ ؕ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

اور (سر دست صرف) نمازیں پابندی سے پڑھے جاؤ اور زکوۃ دیئے جاؤ اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾

حق تعالی کے پاس (پہنچ کر) اس کو پالو گے کیونکہ اللہ تعالی تمہارے سب کئے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں

وَقَالُوا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ

اور یہود اور نصاریٰ (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاویگا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

جو نصرانی ہوں یہ (خالی) دل بہلانے کی باتیں ہیں آپ کہئیے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ

ضرور دوسرے لوگ جاویں گے جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے

رَبِّهٖ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

اسکے پروردگار کے پاس پہنچکر اور نہ ایسے لوگوں پر (قیامت میں) کوئی اندیشہ ہے اور نہ ایسے لوگ (اس روز) مغموم ہونے والے ہیں

۱۳ ع ۹ ۱۳

نیکی کا بہتر صلہ

پانچوں نمازوں کو پورے طریقہ پر ادا کرو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو، اور جو تم اپنے لئے اعمال صالحہ زکوٰۃ اور صدقات ادا کر چکے ہو تو ان کا ثواب حق تعالیٰ کے یہاں پاؤ گے، اور جو اموال صدقات و زکوٰۃ کو خرچ کرتے ہو تو حق تعالیٰ تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے یہودی اور اسی طرح نصاریٰ اپنے گمان کے اندر کہتے ہیں کہ جو یہودیت (یا نصرانیت) پر مریگا وہ ہی جنت میں جائے گا، یہ تو محض ان کی خیالی تمنائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ پر انہوں نے قائم کر رکھی ہیں جس کا ان کی کتابوں میں کہیں تذکرہ نہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان دونوں جماعتوں سے فرما دیجئے کہ اگر اپنی افسانہ پردازی میں سچے ہو تو اپنی کتابوں سے ثبوت پیش کرو، مگر واقعہ تمہاری باتوں کے مطابق نہیں بلکہ جس شخص نے اپنے دین اور عمل خالص حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا اور اپنے قول و فعل میں وہ نیکوکار ہے تو یقیناً ایسے آدمی کا ثواب جنت میں ہے ایسے لوگوں پر نہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا ڈر اور نہ جنت ہاتھ سے چلی جانے کا افسوس ہوگا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى

اور یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ (کا مذہب) کسی بنیاد پر (قائم) نہیں اور (اسی طرح) نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود کسی بنیاد پر

لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ

نہیں حالانکہ یہ سب (لوگ آسمانی) کتابیں (بھی) پڑھتے ہیں اسی طرح یہ لوگ (بھی) جو کہ (محض) بے علم ہیں

لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ان کا سا قول کہنے لگے سو اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان (عملی) فیصلہ کر دیں گے قیامت کے روز ان تمام (مقدمات)

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے

یہود و نصاریٰ کی چپقلش

اب حق تعالیٰ یہود و نصاریٰ کا منازعہ بیان فرماتے ہیں جو یہ لوگ دین کے بارے میں کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے یہودی اس بات کے قائل تھے کہ نصاریٰ کے پاس حق تعالیٰ کے دین میں سے کچھ نہیں اور دین الٰہی صرف یہودیت ہی میں ہے اور نجران کے نصاریٰ اس بات کے مدعی تھے کہ یہودیوں کے پاس دین الٰہی میں سے کچھ نہیں اور دین خداوندی کا انحصار نصرانیت ہی میں ہے دراں حالیکہ دونوں جماعتیں کتاب خداوندی پڑھتی تھیں، مگر اس پر ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کتابوں میں کچھ نہیں، ان ہی جماعتوں کی طرح وہ ہی لوگ جنہیں اپنے آباؤ اجداد سے توحید خداوندی کا علم نہیں دعویدار رہتے ہیں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ اس بات کے مدعی تھے کہ کتاب اللہ ان کے علاوہ ہے حق تعالیٰ خود بروز قیامت ان یہود و نصاریٰ کے مابین جو دین کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں فیصلہ فرمائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ الخ ابن ابی حاتم نے سعید اور عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں اہل نجران کے نصاریٰ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کے پاس یہودیوں کے علماء آئے، اور آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ رافع بن خدیج نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم دین کی کسی چیز پر عمل پیرا نہیں ہو، حضرت عیسٰی علیہ السلام اور انجیل کا تم نے انکار کیا ہے اس پر اہل نجران میں سے ایک شخص نے یہودیوں سے کہا کہ تم دین کی کسی بات پر قائم نہیں ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کا تم نے انکار کیا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، کہ یہودی اس بات کے مدعی ہیں کہ نصاریٰ کسی چیز پر کاربند نہیں الخ ÷

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ

اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو حق تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر (اور عبادت) کیے جانے سے بندش کرے اور انکے ویران

وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا

(و معطل ہونے کے بارہ) میں کوشش کرے ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیے تھا مگر جب جاتے

اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

ہیبت اور ادب سے جاتے) ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی (نصیب) ہوگی اور ان کو آخرت میں

عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾

بھی سزائے عظیم ہوگی

ظالموں کا سرغنہ

نصاریٰ کا بادشاہ قطوس بن اسپانوس رومی جس نے بیت المقدس کو ویران کیا اب حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ اس شخص سے بڑھ کر کس کا کفر ہوگا جس نے بیت المقدس کو ویران کیا، تاکہ اس میں حق تعالیٰ کا نام توحید اور اذان کی وجہ سے بلند نہ ہو، اور بیت المقدس کی ویرانی کے لئے مرداروں کو اس میں ڈال کر اپنی پوری کوشش اور سعی کی یہ ویرانی حضرت عمر فاروق رضی کے زمانہ تک باقی رہی، اب ان رومیوں کو بیت المقدس میں داخلہ کیلئے امان حاصل نہیں یہ مسلمانوں سے اپنے قتل ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اگر ان کے داخلہ کا علم ہوجائے تو فوراً ان کی گردن اڑادی جائے، ان کے لئے ان کے شہروں قسطنطنیہ عموریہ اور رومیہ کے ویران و برباد ہونے کا عذاب ہے، اور دنیا سے بہت زیادہ سخت ترین ان کے لئے آخرت میں عذاب ہے ؎

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن ابی حاتم رضی نے مذکورہ بالا حوالہ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روک دیا تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ وَمَنْ اَظْلَمُ اور ابن جریر رضی نے ابوزید سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے حدیبیہ کے سال جس وقت انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا؟

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی پس تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر ہی) اللہ تعالیٰ کا رخ ہے

وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾

کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمام تو جہات) کو محیط ہیں کامل العلم ہیں

قبلہ

اب حق تعٰ قبلہ کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قبلہ معلوم نہ ہو وہ تحری کر کے جس جانب نماز میں اپنا منہ کر لے تو وہ نماز حق تعٰ کی خوشنودی کے لئے ہو جائے گی، اور اس آیت کی یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعٰ مشرق و مغرب والوں کے لئے قبلہ بیان کر رہا ہے اور وہ حرم ہے تو جس مقام پر بھی نماز کی حالت میں تم اپنے چہروں کو حرم کی طرف کر لو گے تو وہ ہی حق تعٰ کا قبلہ ہے، حق تعٰ قبلہ کے تعلق ان کی نیتوں سے بخوبی واقف ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ الخ مسلم، ترمذی، نسائی نے حضرت ابن عمر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ واپسی کے وقت اپنی سواری پر جس جانب بھی آپکی سواری کا رُخ ہوتا تھا نفل نماز پڑھ رہے تھے، اس کے بعد ابن عمر رضہ نے وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا اسی کے حکم کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور امام حاکم رضہ نے حضرت عمر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یہ آیت کریمہ اس بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس جانب بھی آپ کی سواری کا رُخ ہو اس پر نفل نماز پڑھ سکتے ہیں، امام حاکم رح فرماتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں ان سب میں از روئے سند یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس پر علماء کرام کی ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے مگر اس میں نزول آیت کا سبب مذکور نہیں بلکہ صرف اتنا ہے کہ اس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر دوسری روایات میں سبب نزول آیت کی تصریح موجود ہے۔ چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ رض کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو حق تعٰ نے آپ کو نماز کی حالت میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا، اس سے یہودی بہت خوش ہوئے چنانچہ آپ نے دس ماہ سے زیادہ بیت المقدس کی طرف نماز میں منہ کیا، اور آپ قبلہ ابراہیمی کو پسند فرماتے تھے۔ اور اس کے لئے دعا بھی فرماتے تھے، اس کی طرف بھی دیکھتے تھے، تب حق تعٰ نے پھر سابقہ قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دیا، فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ، اس پر یہودیوں کو شبہ ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ جس قبلہ پر یہ نماز پڑھ رہے تھے پھر اس قبلہ کو ترک کر دیا۔ تب حق تعٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، کہ آپ فرما دیجئے کہ مشرق و مغرب سب ہی سمتیں حق تعٰ کی ملکیت میں داخل ہیں، اس حدیث کی اسناد قوی ہیں، اور حدیث کے معنی سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے، لہٰذا اسی پر اعتماد کر لو، اور اس آیت کریمہ کے بارے میں اور دیگر ضعیف روایات بھی موجود ہیں، چنانچہ ترمذی، ابن ماجہ اور دار قطنی نے بواسطہ اشعث بن سمان، عاصم بن عبداللہ عبید اللہ بن عامر۔

عامر بن ربیعہ رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات میں

ایک سفر میں تھے، ہم میں سے کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ قبلہ کس سمت پر ہے ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نماز پڑھ لی، جب صبح ہوئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا تذکرہ کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ الخ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اور اشعث روایت حدیث میں ضعیف ہیں۔

اور دار قطنی اور ابن مردویہ نے بواسطہ عرزمی، عطار، حضرت ابن جابر رضہ سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، میں بھی اسی لشکر میں تھا، اچانک ہمیں بہت سخت قسم کی تاریکی سے سابقہ پیش آیا جسکی بناء پر ہم قبلہ کو نہ پہچان سکے، ہم میں سے ایک جماعت بولی کہ ہم نے قبلہ کی تحقیق کرلی، قبلہ اس کے شمالی جانب میں ہے، ان لوگوں نے اس طرف نماز پڑھ لی اور علامت کے لئے کچھ نشان کر دیئے۔ بعض لوگ بولے کہ قبلہ جنوب کی جانب ہے چنانچہ انہوں نے اس سمت پر نماز پڑھ لی اور یاد دہانی کے لئے وہاں کچھ نشانات کر دیئے۔ جب صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو یہ نشانات قبلہ کے علاوہ اور دوسری سمت پر تھے جب ہم اپنے سفر سے واپس آئے تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، آپؐ نے اپنی گردن جھکالی اور حق تعالیٰ نے یہ آیت وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ نازل فرمائی۔

اور ابن مردویہ نے بواسطہ کلبی، ابو صالح، ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا ان کو راستہ میں تاریکی سے واسطہ پڑ گیا جس کی وجہ سے قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو سکا چنانچہ سب نے نماز پڑھ لی پھر سورج نکلنے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ قبلہ کے رخ کے علاوہ اور رخ پر نماز پڑھی ہے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ سے واقعہ بیان کیا تب حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا کہ مشرق و مغرب سب حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے الخ۔

اور ابن جریر نے قتادہ رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی انتقال کر گیا ہے اس پر نماز پڑھو صحابہ نے عرض کیا ہم ایسے آدمی پر نماز پڑھیں جو مسلمان نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّ مِنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ، پھر صحابہ بولے کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز نہیں پڑھتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مشرق و مغرب سب اللہ کی ملک ہیں، یہ حدیث بہت ہی غریب ہے اور مرسل ہے یا معضل۔

ک۔ اور ابن جریر رضہ ہی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ نازل ہوئی تو صحابہ رضہ نے عرض کیا کہاں یاد کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا الخ۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَہٗ ؕ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ کیا مہمل بات ہے، بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور زمین میں (موجودات) ہیں (اور) سب انکے محکوم (بھی) ہیں (حق تعالیٰ) موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے

وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

اور جب کسی کام کا پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کام کی نسبت (اتنا) فرما دیتے ہیں کہ ہوجا بس وہ (اسی طرح) ہوجاتا ہے۔

عقل کے دشمن

اب یہود اور نصاریٰ کا مقالہ بیان فرما رہے ہیں کہ یہود حضرت عزیر کو حق تعالیٰ کا بیٹا اور نصاریٰ حضرت مسیح کو حق تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں، حق تعالیٰ کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، جیسا تم کہتے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ زمین و آسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب کے سب حق تعالیٰ کے بندے ہیں، سب کے سب حق تعالیٰ کی عبودیت اور اس کی توحید کے قائل ہیں زمین و آسمان کے وجود اور اس کی مثال سے قبل حق تعالیٰ نے ان کو ایجاد کیا ہے، اور ایسے موجد ہیں کہ مثلاً جب کسی لڑکے کو بغیر باپ کے جیسا کہ حضرت عیسیٰ پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو وہ بغیر باپ کے پیدا ہوجاتا ہے جیسا حضرت آدم تو وہ اسی طرح پیدا ہوجاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ؕ

اور (بعض) جاہل یوں کہتے ہیں کہ (خود) ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے اللہ تعالیٰ یا ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل آجائے اسی طرح وہ

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ

(جاہل) لوگ بھی کہتے چلے آئے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہی کا سا (جاہلانہ) قول ان سب کے قلوب (رکے فہمی میں) باہم

قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ہم نے تو بہت سی دلیلیں صاف صاف بیان کردی ہیں

آباؤ اجداد کے متبع

جو حق تعالیٰ کی توحید سے واقف نہیں یعنی یہودی وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ حق تعالیٰ علانیہ ہم سے گفتگو نہیں کرتا، یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں کوئی دلیل واضح ہمارے پاس کیوں نہیں آتی۔ تاکہ ہم اس پر ایمان لے آئیں اس سے قبل ان کے آباؤ اجداد بھی یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ ان سب کی باتیں ایک سی ہیں۔ اور ان کے دل

اپنے آباؤ ہی کے طریقہ پر ہیں، ہم نے علامات اوامر و نواہی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو تورات میں ان سب چیزوں کو ایسی جماعت کے لئے جو کہ تصدیق کرے بیان کر دیا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وقال الذین لا یعلمون الخ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید اور عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ رافع بن خزیمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جیسا کہ آپ دعوی کرتے ہیں کہ آپ حق تعالی کے رسول ہیں تو حق تعالی سے کہیے کہ وہ ہم سے کلام کرے تاکہ ہم اس کی گفتگو کو سنیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الخ عبد الرزاق بواسطہ ثوری، موسی بن عبیدہ، محمد بن کعب قرظی رضہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے والدین نے کیا کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ کہ ہم نے حق کے ساتھ آپ کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے، دوزخیوں کے متعلق آپ سے کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کیا جائے گا، چنانچہ اس دار فانی سے رحلت فرمانے تک آپ نے پھر والدین کا ذکر نہیں کیا، یہ حدیث مرسل ہے، اور ابن جریر نے بواسطہ ابن جریج، داؤد بن ابی عاصم سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والدین کہاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث بھی مرسل ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ

(مگر وہ) ان لوگوں کے لئے (نافع) ہیں جو یقین (حاصل کرنا) چاہتے ہیں ہم نے آپ کو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے اور خوشخبری سناتے رہئیے اور

اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (۱۱۹) وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى

ڈراتے رہئیے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس ہوگی اور کبھی خوش نہ ہونگے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصاریٰ جب تک کہ آپ

حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ ھُدَى اللّٰهِ ھُوَ الْهُدٰى ۭ

(خدانخواستہ) انکے مذہب کے (بالکل) پیرو نہ ہو جائیں، (آپ صاف) کہہ دیجئیے کہ (بھائی) حقیقت میں تو ہدایت کا وہی رستہ ہے

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاۗءَھُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

جس کو خدا نے بتلایا ہے اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم (قطعی ثابت بالوحی) آچکنے کے بعد

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۱۲۰)

تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار

اتباعِ یہود کا ضرر

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو توحید اور قرآن کے ساتھ بھیجا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس کے لئے جنت کی بشارت دینوالے اور جو کفر کریں اس کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں، اور آپ سے دوزخیوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آپ سے دوزخیوں کے بارے میں دوزخیوں کی مغفرت کے متعلق نہیں سوال کیا جائے گا۔

اور آپ سے مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی کبھی بھی خوش نہ ہوں گے، تاوقتیکہ آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع نہ کریں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا دین وہ اسلام ہے اور حق تعالیٰ کا قبلہ وہ بیت اللہ ہے اب اگر اس چیز کے بیان کے بعد کہ حق تعالیٰ کا دین اسلام اور اس کا قبلہ کعبہ ہے، آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع کریں گے تو عذاب الٰہی سے بچانے کے اندر نہ کوئی قریب والا آپکو نفع پہنچا سکے گا اور نہ کوئی مددگار عذاب کو روک سکے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَلَنْ تَرْضٰى الخ ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی اس بات کی امید میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، جب حق تعالیٰ نے قبلہ بیت اللہ کی طرف کر دیا تو وہ اس بات سے مایوس ہو گئے کہ ان کے دین کی موافقت کی جائے تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ یہود اور نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت و انجیل) دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت (اسطرح) کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع ۱۴ ۹ ۱۴

ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جو شخص نہ مانیگا (کسی کا نقصان کریگا) خود ایسے لوگ خسارہ میں رہیں گے۔

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ

اے اولاد یعقوب (علیہ السلام) میری ان نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر (وقتاً فوقتاً) انعام کیا اور اسکو (بھی) کہ میں نے

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ

تم کو بہت لوگوں پر فوقیت دی اور تم ڈرو ایسے دن سے جس میں کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ کوئی

عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ

مطالبہ (حق واجب) ادا کر دیا جاویگا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ قبول کیا جاویگا اور نہ کسی کو کوئی سفارش (جبکہ ایمان نہیں)

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

مفید ہوگی اور نہ ان لوگوں کو کوئی بچا سکے گا۔

اللہ کا رحم و کرم

اور حق تعالیٰ اہل کتاب میں سے جو حضرات مومن ہیں، یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور بحیرا راہب اور اس کے ساتھی اور نجاشی بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جن حضرات کو ہم نے تورات کتاب کا علم دیا ہے، وہ کما حقہٗ اس کی توصیف کرتے ہیں، اور جو شخص بھی ان سے اس کے متعلق سوال کرتا ہے، تو یہ حضرات اس کے حلال و حرام اور امر و نواہی میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کرتے اور توریت کی محکم چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور اس کے متشابہات پر ایمان لاتے ہیں، یہی حضرات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بھی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرے تو ایسے لوگ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے بہت گھاٹے اور نقصان میں ہیں، اب پھر حق تعالیٰ بنی اسرائیل پر اپنے احسانات کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

اے اولاد یعقوب علیہ السلام میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تمہارے آباؤ اجداد پر فرعون اور اس کی قوم سے نجات دے کر کئے ہیں اور اس کے علاوہ اور مزید احسانات کئے ہیں، اور اسلام کی وجہ سے تمام عالم پر فضیلت دی، اور قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرو، جس دن کوئی کافر کسی بھی کافر سے عذاب کو نہ ہٹا سکے گا اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کوئی نیکوکار کسی نیکوکار سے اس عذاب کو دفع نہ کر سکے گا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے اور بیٹا اپنے باپ سے حق تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہ کر سکے گا، اور نہ فدیہ کارگر ہوگا، اور نہ ملک مقرب، اور نہ ہی رسول مرسل ایسے لوگوں کے لئے کوئی شفاعت کریں گے۔

اور جو عذاب ان کے لئے مقدر ہو چکا ہے نہ وہ ان سے ہٹایا جائے گا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ

اور جس وقت امتحان کیا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں اور وہ ان کو پورے طور سے بجا لائے (اس وقت) حق تعالیٰ نے

لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ

(آگے سے) فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا، انہوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کو (نبوت دیجیے) ارشاد ہوا کہ میرا

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ

دیہ) عہدہ (نبوت) خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملے گا، اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ) جس وقت ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور مقام امن

مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا

(ہمیشہ سے) مقرر رکھا اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو اور ہم نے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہم

بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے (اس) گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں (کی عبادت) کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے

اطاعت کا صلہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر جو انعامات ہوئے باری تعالیٰ اب ان کا تذکرہ فرماتے ہیں:۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے دس خصلتوں کی تکمیل کا حکم دیا جن میں سے پانچ سر میں تھیں، اور پانچ باقی بدن میں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کی پوری طرح بجاآوری فرمائی، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جن کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے قرآن کریم میں مخاطب فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے ان سب کی کماحقہٗ تکمیل فرمادی، اب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں آپ کو خلیفہ بناتا ہوں، تاکہ سب آپکی اقتدار و پیروی کریں، حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ میری اولاد میں سے بھی کوئی ایسا امام بنادیجئے، جو لوگوں کا مقتدا ہو، ارشاد باری ہوا کہ میرا عہدۂ نبوت اور میرا وعدہ اور میری کرامت اور میری رحمت یہ تمام چیزیں جو آپ کو حاصل ہوئی ہیں آپ کی اولاد میں سے کسی کو نہیں ملیں گی، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آپکی اولاد میں سے جو ظالم ہوں گے ان کو میں امام نہیں بناؤں گا، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ میرا عہدہ ان ظالموں کو آخرت میں حاصل نہیں ہوگا، البتہ دنیا میں سے ان کو مل جائے گا، اس کے بعد حق تعالیٰ نے مخلوق کو ان کی اقتداء کا حکم دیا کہ جس وقت ہم نے بیت اللہ کو مرجع خلائق بنایا کہ لوگ جذب و شوق میں وہاں جاتے ہیں، اور اس مقام پر جانے والے کے لئے وہ جگہ باعث امن ہے، اور اے امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کو قبلہ بنالو، اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کو اس میں قیام کرنے والوں اور تمام ممالک کے انسانوں کو اس میں پانچوں نمازیں پڑھنے کے لئے بتوں سے پاک صاف کردیں:۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ الخ امام بخاریؒ وغیرہ نے حضرت عمر فاروق رضؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ تین باتوں میں میں نے اپنے پروردگار سے موافقت کی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مقام ابراہیم کو مصلی (طواف کی دوگانہ اس جگہ پڑھی جائے) بنالیں تو بہتر ہے فوراً آیت کریمہ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ الخ نازل ہوگئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کے پاس (مسائل دریافت کرنے کے لئے) نیک و بد ہر قسم کے آدمی آتے رہتے ہیں، اگر آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دیدیں تو کیا خوب ہو فوراً پردہ کے متعلق آیت نازل ہوگئی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات غیرت میں جمع ہوگئیں میں نے ان سے کہا عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ الخ یعنی حق تعالیٰ تم سے بہتر حضور ﷺ کو ازواج عطا فرمادیگا، چنانچہ اسی طرح آیت کریمہ نازل ہو گئی، یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر رضؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو حضرت عمر رضؓ نے فرمایا، یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کا مقام ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں، حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا، تو پھر اسے نماز کی جگہ کیوں نہ بنالیں، اسی وقت حق تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا، کہ مقام ابراہیمؑ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔

اور ابن مردویہ نے عمرو بن میمون کے واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ مقام ابراہیمؑ کے پاس سے گذرے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے پروردگار کے خلیل کی جگہ پر نہ کھڑے ہوں آپ نے فرمایا ضرور، پھر عرض کیا کہ کیا اسے نماز پڑھنے کی جگہ نہ بنالیں، جواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا ہی توقف فرمایا، تا آنکہ آیت کریمہ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی نازل ہوگئی، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث کا سیاق و سباق یہ بتلا رہا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی ہے ۞

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ

اور جس وقت ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اسکو ایک (آباد) شہر بنادیجئے امن (وامان) والا اور اسکے بسنے والوں کو

اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ

پھلوں سے بھی عنایت کیجئے ان کو کہتا ہوں) جو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس

وَمَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّہٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ

شخص کو جو کہ کافر رہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز تو خوب آرام برتاؤں گا پھر اس کو کشاں کشاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤنگا

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

اور وہ پہنچنے کی جگہ تو بہت بُری ہے اور جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) دیواریں خانۂ کعبہ کی اور اسمٰعیلؑ بھی (اور یہ

وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

کہتے جاتے تھے کہ) ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمایئے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنالیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجئے

مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ

جو آپ کی مطیع ہو اور (نیز) ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتلا دیجئے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیئے (اور) فی الحقیقت

اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے

حضرت ابراہیمؑ کی دعاء

اور حضرت ابراہیمؑ نے جس وقت یہ دُعا کی کہ اس شہر کو امن والا بنا دے کہ سب اس شہر میں آسکیں اور یہاں کے باشندوں میں سے جو حق تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، قسم قسم کے پھلوں سے روزی عطا فرما۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کفر کیا اسے بھی میں دنیا میں کچھ رزق دوں گا، پھر اسے بیجا کر (قیامت کے دن) دوزخ میں ڈال دوں گا، اور جب حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر کے لئے اس کا سنگِ بنیاد رکھا، اور حضرت اسمٰعیلؑ ان کی مدد کر رہے تھے، جب دونوں اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو دُعا کی پروردگار عالم ہماری اس اپنے گھر کی تعمیر کو قبول فرما، بے شک تو دعاؤں کا سننے والا اور قبولیت کو جاننے والا ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اپنے گھر کی تعمیر میں تو ہماری نیتوں سے بخوبی واقف ہے، ہمارے پروردگار خالص ہمیں اپنی توحید اور عبادت پر کاربند فرما، اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک خالص اپنی توحید و عبادت پر کاربند ہونے والی جماعت پیدا فرما، اور ہمیں آداب و احکام حج سے باخبر فرما، اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما، یقیناً تو معاف فرمانے والا اور مومنین پر رحم فرمانے والا ہے ؛
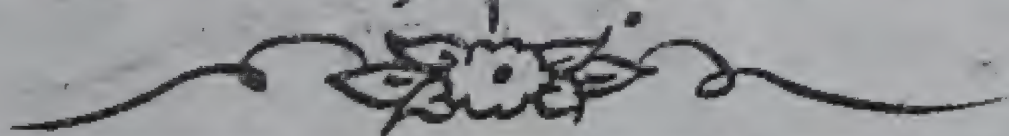
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجیے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ وَمَن

آسمانی کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کر دیں بلاشبہ آپ ہی غالب المقدرۃ کامل الانتظام اور ملت ابراہیمی سے تو وہی

يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ

روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی کا احمق ہو اور ہم نے اُن (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں منتخب کیا اور (اسی کی بدولت) وہ

فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ

آخرت میں بڑے لائق لوگوں میں سے شمار کیے جاتے ہیں ‏ جبکہ اُن سے اُن کے پروردگار نے فرمایا

أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٣١﴾

کہ تم اطاعت اختیار کرو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی

بعثت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

پروردگار عالم نے اسماعیل کی اولاد میں اسی خاندان میں سے ایک رسول (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم) مبعوث فرمایا جو قرآن کریم کی ان کے سامنے تلاوت کرے اور علوم قرآن اور حلال وحرام کی ان کو تعلیم دے اور وہ نبی ان کی توحید اور گناہوں سے پاک صاف کرنے کی وجہ سے پاکیزہ بنائے۔ بیشک جو تیرے اس رسول ؐ کی دعوت پر لبیک نہ کہے، جس کو تو نے ان کی طرف مبعوث کیا ہے اس سے شدید انتقام لینے پر قادر ہے، اور رسول کے مبعوث فرمانے میں تو غالب حکمت والا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے انکی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی اولاد میں رسول بنا کر مبعوث فرمایا، اور یہی وہ کلمات ہیں جن کے ذریعہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کا امتحان لیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ؑ نے ان کلمات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ان ہی کلمات کے ذریعہ حق تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

جس کا نفس خسارہ اور نقصان میں پڑ گیا ہو اور جس کی عقل جاتی رہی ہو، اور بیوقوفی اور حماقت کا اس پر غلبہ ہو گیا ہو، اس شخص کے علاوہ اور کون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور آپ کی سنت سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے، اور ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کو اس دنیاوی زندگی میں خلعت خلت کے ساتھ

نوازا ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اس دُنیا میں ہم نے ان کو نبوت اور اسلام اور پاکیزہ ذریت کے ساتھ منتخب کیا ہے، اور جنت میں ان کے آباؤ اجداد میں سے جو انبیاء کرام ہوں گے وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

جس وقت حضرت ابراہیمؑ سرنگ سے نکلے تو حکم الٰہی ہوا کہ اپنے قول کو لوٹاؤ اور لا الٰہ الا اللہ کہو چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنی تمام باتوں کو اس ذات وحدہٗ لاشریک کی طرف پھیر دیا ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اپنے دین اور عمل کو حق تعالیٰ کے لئے خاص کر لو۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواباً فرمایا کہ میں حق تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا، اور اپنے دین و عمل سب ہی کو حق تعالیٰ کے لئے خالص کر لیا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ تو ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ اپنے نفس کو میرے سپرد کر دو۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو اس اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَمَنْ یَّرْغَبُ الخ ابن عیینہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے اپنے بھتیجوں سلمہ اور مہاجر کو اسلام کی دعوت دی، اور ان سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حق تعالیٰ نے توریت میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ میں اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک رسول مبعوث کروں گا، جن کا نام گرامی احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو گا جو ان پر ایمان لائے گا وہ رشد و ہدایت سے بہرہ ور ہو گا، اور جو آپ پر ایمان نہیں لائے گا وہ ملعون ہو گا۔ اس دعوت پر سلمہ رضؓ نے اسلام قبول کر لیا، اور مہاجر نے ایمان لانے سے انکار کر دیا، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم (علیہ السلام) اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب بھی میرے بیٹو۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو

لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۳۲ۭ اَمْ كُنْتُمْ

تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا کیا تم خود (اس وقت) موجود تھے

شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کا آخری وقت آیا (اور) جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے)

مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ؕ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَ

کس چیز کی پرستش کروگے انہوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اسکی پرستش کرینگے جسکی آپ اور آپکے بزرگ (حضرات)

اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۳﴾

ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہٗ لا شریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر قائم رہینگے

تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَلَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ وَلَا

یہ ان بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کے کام ان کا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے

تُسۡـَٔـلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳۴﴾

ان کے کیئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی۔

وصیتِ ابراہیمی

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی وصیت کی اور اسی بات کی حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی اولاد کو وصیت کی، چنانچہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے لہٰذا دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو، تاکہ تمہیں اسلام کی حالت میں موت آئے، جبکہ تم خالص حق کی توحید اور اسی کی عبادت کررہے ہو، دین ابراہیمی کے ساتھ یہودیوں نے جو خصومت کی اب حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ اے یہودیوں کی جماعت جس وقت حضرت یعقوبؑ کو موت آئی کیا تم اسوقت موجود تھے کہ کس چیز کے متعلق حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو وصیت کی، یہودیت کے بارے میں یا دین اسلام کے بارے میں؟ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد کس کی عبادت کروگے، ان کی اولاد نے عرض کیا اسی ایک معبود حقیقی کی عبادت کریں گے جس کی آپ عبادت کررہے ہیں، اور حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کے لئے ہم دل وجان سے اقرار کررہے ہیں، یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی اس نے جو بھلائیاں کی ہیں وہ اس کے لئے ہیں اور جو تم امور خیر کرتے ہو وہ تمہارے لئے ہیں، اور قیامت کے دن تم سے ان کے اعمال اور اقوال کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی۔

وَقَالُوۡا كُوۡنُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى تَهۡتَدُوۡا ؕ قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهٖمَ

اور یہ (یہودی و نصرانی) لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہوجاؤ یا نصرانی ہوجاؤ تم بھی راہ پر پڑجاؤگے۔ آپ کہدیجئے کہ ہم تو ملت ابراہیم

حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۳۵﴾

(یعنی اسلام) پر رہیں کہ جس میں کجی کا نام نہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) مشرک بھی نہ تھے۔

یہود کی مومن دشمنی

مومنین کے ساتھ یہود اور نصاریٰ کی خصومت کا حق تعالیٰ ذکر فرماتا ہے۔ یہودی مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ گمراہی سے ہدایت پر آجاؤ (یعنی یہودی بن جاؤ) اسی طرح نصاریٰ کہتے ہیں اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ حقیقت تمہارے اقوال کے مطابق نہیں، بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دین اسلام جو کہ حنیف اور اخلاص والا ہے، اس کی اتباع کرو تب تم لوگوں کو ہدایت حاصل ہو سکتی ہے، اور ان کے دین میں کسی قسم کا شرک نہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی، وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا الخ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ ابن صوریا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم، ہدایت پر صرف ہمیں ہیں، لہذا ہماری (العیاذ باللہ) اتباع کرو تم راہ راست پر آجاؤ گے اور نصاریٰ نے بھی آپ سے یہ کہا، تب ان گمراہوں کے متعلق حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ یہ لوگ کہتے ہیں یہودی یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پا جاؤ گے ؛

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَ

(مسلمانو) کہدو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم

إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ

اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت یعقوب (علیہم السلام) اور اولاد یعقوبؑ کی طرف بھیجا گیا اور اس (حکم و معجزات) پر بھی

مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ

جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا انکے پروردگار کی طرف سے

بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۱۳۶﴾ فَإِنْ آمَنُوا

اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں سو اگر وہ بھی اسی

بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ

طریق سے ایمان لے آویں جس طرح طریق سے تم (اہل اسلام) ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ (حق) پر لگ جاوینگے اور اگر وہ

فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

روگردانی کریں تو وہ لوگ تو ہمیشہ سے برسر مخالفت ہیں ہی تو سمجھ لو کہ تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں

توحید کی تعلیم

اس کے بعد حق تعالیٰ نے مؤمنین کو توحید کا طریقہ بتایا تاکہ یہود اور نصاریٰ کو توحید کی جانب رہنمائی ہو چنانچہ فرمایا۔ کہو ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور حضرت ابراہیم ع اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسماعیل ع اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسحق اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب ع اور ان کی کتاب پر اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد ان میں سے جو انبیاء ہوئے ہیں ان پر) اور ان کی کتابوں پر اور حضرت موسیٰ ع اور توریت پر اور حضرت عیسیٰ ع اور انجیل پر اور تمام انبیاء سابقین علیہم السلام اور ان پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان لائے ہیں۔

اور حق تعالیٰ نے نبوت اور توحید جو بیان فرمائی ہے اس پر بھی ہمیں ایمان کامل حاصل ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان انبیاء کرام میں سے ہم کسی کا انکار نہیں کرتے۔

اور ہم حق تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کا اقرار کرنے والے ہیں، سو اگر یہ اہل کتاب تمام انبیاء کرام اور ان پر نازل شدہ تمام کتابوں پر ایمان لے آئیں تو یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے مطابق گمراہی سے راہ راست پر آجائیں گے۔

اور اگر یہ تمام انبیاء کرام اور ان کی کتابوں پر ایمان لانے سے انکار کریں، تو یہ دین سے خلاف ورزی کرنے والے ہیں، حق تعالیٰ آپ سے ان کی اس محنت کو انہیں قتل اور جلا وطن کر کے ختم کر دے گا۔

وہ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کی سزا سے بخوبی واقف ہے ؛

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ

ہم دین کی، اس حالت پر ہیں جس میں ہمکو، اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے اور (دوسرا) کون ہے جسکے رنگ دینے کی حالت اللہ تعالیٰ سے خوب تر ہو اور

عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ

(اسی لئے) ہم اسی کی غلامی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ ہم سے اب بھی حجت کئے جاتے ہو اللہ کے بارے میں

وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے، اور ہم کو ہمارا کیا ہوا ملے گا اور تم کو تمہارا کیا ہوا ملیگا اور ہم نے صرف حق تعالیٰ کیلئے اپنے دین کو (شرک وغیرہ سے) خالص کر رکھا ہے

اپنے اپنے کئے کا پھل ملے گا

حق تعالیٰ ہی کے دین کی اتباع کرو، اس سے بڑھ کر اور کونسا دین ہوسکتا ہے، اور زبان حال سے کہو کہ ہم اس ذات کی توحید بیان کرنے والے اور اسی کی عبادت و توحید کا اقرار کرتے والے ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ یہود و نصاریٰ سے فرما دیجئے کہ تم ہم سے دین الٰہی کے بارے میں جھگڑتے ہو، دراں حالانکہ حق تعالیٰ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے، ہمارے لئے ہمارا دین ہے، تم پر تمہارے اعمال اور تمہارا دین ہے، ہم تو خاص حق تعالیٰ ہی کی عبادت اور اسی کی توحید کا اقرار کرتے والے ہیں۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب ہیں جو انبیاء گزرے ہیں یہ سب حضرات

وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ

یہود یا نصاریٰ تھے (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کہدیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا حق تعالیٰ

اَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ

اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفا کرے جو اسکے پاس منجانب اللہ

مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ

پہنچی ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے سے بے خبر نہیں ہیں یہ ان بزرگوں کی) ایک جماعت

اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

تھی جو گزر گئی ان کے کام ان کا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آوے گا

وَلَا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

اور تم سے اُن کے کئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی

ع ۱۶ ۱۶

بزرگوں پر الزام

اے یہود و نصاریٰ کی جماعتو! جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ابراہیم اسحاق و یعقوب علیہم السلام اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد یہ سب یہودی یا نصاریٰ تھے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ کیا تم ان کے دین سے زیادہ واقف ہو یا اللہ، اور ہمیں حق تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ فرما دیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔

اور اس سے بڑھ کر کون کافر ہوگا جو حق تعالیٰ کے سامنے سرکشی اور دلیری کرے اور توریت میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شہادت ہے، اس کو چھپائے یہ لوگ جو اس شہادت کو چھپاتے ہیں، حق تعالیٰ اس سے غافل نہیں، یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی، اس کے لئے اس کے نیک کام ہیں اور تمہارے لئے تمہارے کار خیر ہیں، اور وہ جو دنیا میں اعمال کرتے تھے، بروز قیامت تم سے انکی بازپرس نہیں ہوگی ؞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

تفسیر ابن عباس کا پارہ الٓمٓ

ختم ہوا

؞

ناشر
ادارۂ درس قرآن سفید کالونی (پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:-

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ

اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔ (صحیح بخاری شریف)

تفسیر ابن عباسؓ

کامل اردو

پارہ سیقول ۲

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امام المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ مع ترجمہ۔ لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمۂ قرآن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترجمۂ تفسیر مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر۔ ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

(مکتبہ فاروقی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چراز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن ❊ قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ ۲ سیقول

ناشر: قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

ہدیہ :- چار روپے

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي

اب تو (یہ) بیوقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے (سابق سمت) قبلہ سے (کہ بیت المقدس

كَانُوا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِي مَنْ

تھا، جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس (بات) نے بدل دیا آپ فرما دیجئے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٤٢﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ

ہی کی ملک ہیں جسکو خدا ہی چاہیں (یہ) سیدھا طریق بتلادیتے ہیں اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے

اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ

عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ

علیہ وسلم گواہ ہوں اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اسلئے تھا کہ ہم کو

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى

معلوم ہو جاوے کہ کون تو رسول اللہ صلعم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے اور یہ قبلہ کا

عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ

بدلنا (منحرف لوگوں پر) ہوا بڑا ثقیل (ہاں) مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع اور (ناقص) کر دیں (اور) واقعی اللہ تعالیٰ تو (ایسے) لوگوں پر

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٣﴾

بہت ہی شفیق (اور) مہربان ہیں

نادانی

یہود اور مشرکین میں سے جاہل یہی کہیں گے کہ اس قبلہ کو انہوں نے اس لئے تبدیل کیا ہے تاکہ اپنے آبائی دین کی طرف رجوع کریں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کس چیز نے ان کو اس قبلہ بیت المقدس سے پھیر دیا جس کی طرف یہ تھے اور جس جانب یہ نماز پڑھتے تھے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا اور بیت المقدس کی طرف جو تم نماز پڑھتے تھے دونوں حکم الٰہی کی وجہ سے تھا، جس کو حق تعالیٰ چاہتا ہے دین اور صحیح قبلہ پر ثبات عطا فرماتا ہے۔

اور جیسا کہ ہم نے تم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور ان کے قبلہ کی وجہ سے مکرم و معزز بنایا ہے، اسی طرح صاحب عدل والی امت بھی بنایا ہے، تاکہ لوگوں پر ان احکام کو ظاہر کرنے کے لئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تم کو پاک وصاف کرنے اور صاحب عدل بنانے والے کے لئے گواہ ہو جائیں اور جس قبلہ کی طرف آپ نے انیس[19] ماہ تک (صحیح ۱۶ یا ۱۷ ماہ) نماز پڑھی ہے، اس قبلہ کو ہم نے نہیں تبدیل کیا، مگر اس لئے تاکہ ہم دیکھ لیں اور انتیاز کر دیں (لوگوں کے سامنے) کہ کون قبلہ کے مسئلہ میں رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون اپنے دین اور قبلہ کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

اور جن حضرات کے دلوں کی حق تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے، ان کے علاوہ لوگوں پر قبلہ کی تبدیلی بہت شاق تھی۔

اور حق تعالیٰ تمہارے ایمان کو باطل نہیں کرتا، جیسا کہ شریعتوں کے منسوخ ہونے سے قبل اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعہ تمہارے ایمانوں کو منسوخ نہیں کرتا بلکہ تمہارے ایمان کی شریعتوں کو منسوخ کرتا ہے، اور بھی تفسیر کی گئی ہے کہ تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے جو نمازیں پڑھی ہیں، حق تعہ انھیں منسوخ اور ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ تمہارا جو بیت المقدس قبلہ ہے اس کو منسوخ کر دے گا، اور حق تعہ مومنین پر بہت ہی مشفق و مہربان ہے ان کے ایمان کو منسوخ نہیں کرتا، جیسا کہ نسخ شرائع سے قبل۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ باری تعالیٰ، سَیَقُوْلُ السُّفَهَاءُ، ابن اسحٰق، اسمٰعیل بن ابی خالد اور ابو اسحٰق کے واسطہ سے حضرت براءؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے، اور حکم الٰہی کے انتظار میں آسمان کی طرف بہت دیکھتے تھے، چنانچہ حق تعہ نے حکم نازل فرما دیا، کہ ہم آپکے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لئے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دینگے

جس کے لئے آپکی مرضی ہے، پھر اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے، اس کے بعد مسلمانوں میں سے کچھ حضرات بولے کہ جو حضرات ہم سے تحویل قبلہ سے پہلے انتقال کر گئے ہیں کاش ہمیں انکے متعلق انکی حالت کا علم ہوجاتا اور ہم نے بیت المقدس کی طرف جو نمازیں پڑھیں ہیں، ان کا کیا حکم ہے، اس پر حق تعٰالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، وما کان اللہ الخ کہ حق تعٰالیٰ ایسے نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کردیں اور لوگوں میں سے بیوقوف کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس قبلہ سے انھیں کس چیز نے تبدیل کر دیا۔ حق تعٰالیٰ نے اسی کے بارے میں آیت کریمہ نازل فرمادی سَیَقُولُ السُّفَهَاءُ الخ اسی طرح چند اور طریقوں سے یہ روایت مروی ہے :۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

ہم آپکے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں اسلئے ہم آپ کو

تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ

اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے جسکے لئے آپکی مرضی ہے (لو) پھر اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

(کعبہ) کی طرف کیا کیجئے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کیطرف

لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

کیا کرو اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ حکم، بالکل ٹھیک ہے، (اور) انکے پروردگار ہی کی طرف سے (ہے) اور

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

اللہ تعٰالیٰ انکی کارروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں ہیں۔

آنحضور صلعم کی دُعاء

تحویل قبلہ کے لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دُعاء فرمائی ہے، اب حق تعٰالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ ہم آسمان کی طرف آپکی نگاہ اُٹھانے کو دیکھ رہے ہیں، تاکہ جبریل امین آپ پر تحویل قبلہ کا حکم لیکر نازل ہوں،

چنانچہ ہم نماز ہی کی حالت میں آپکو ایسے قبلہ کی طرف یعنی قبلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف جس کو آپ پسند فرماتے ہیں پھیر دیں گے۔

لہذا آپ اپنے چہرہ کو نماز ہی کی حالت میں مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے، اور خواہ تم خشکی میں ہو یا سمندر میں اپنے چہروں کو نماز میں اسی طرف کرلو۔

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے (یعنی یہودی) وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ حرم حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے لیکن وہ اس چیز کو چھپاتے ہیں، اور جس چیز کو تم چھپا رہے ہو، حق تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور بخاری و مسلم میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ بیت المقدس کی طرف جب قبلہ تھا تو اس کی تبدیلی سے قبل چند حضرات انتقال فرما گئے، اور بعض شہید ہو گئے ہمیں معلوم نہیں کہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، تب آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ الخ اور ابن جریر نے اپنی سندوں کے ساتھ سدی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے بعد کعبہ کی طرف متحول ہو گئے تو مشرکوں نے اہل مکہ سے کہا کہ العیاذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین میں پریشان ہو گئے تو اپنے قبلہ سے تمہاری جانب متوجہ ہو رہے ہیں اور یہ بات انہوں نے سمجھ لی ہے کہ تم ان سے زیادہ راہ راست پر ہو اور قریب ہے کہ وہ تمہارے دین میں داخل ہو جائیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ الخ نازل فرمائی یعنی تاکہ تمہارے مقابلہ میں لوگوں کو گفتگو نہ رہے۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ج

اور اگر آپ (ان) اہل کتاب کے سامنے تمام (دنیا بھر کی) دلیلیں پیش کر دیں جب بھی یہ (کبھی) آپکے قبلہ کو قبول نہ کریں

وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ج وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ط

(اور آپ بھی انکے قبلہ کو قبول نہیں کر سکتے (پھر موافقت کی کیا صورت) اور ان کا کوئی (فریق) بھی دوسرے (فریق)

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۤءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۤءَكَ مِنَ الْعِلْمِ لا

کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا اور اگر آپ انکے (ان) نفسانی خیالات کو اختیار کر لیں (اور وہ بھی) آپکے پاس علم (وحی) آئے

إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ

تجھیے تو یقیناً آپ (نعوذ باللہ) ظالموں میں شمار ہونے لگیں، جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توراۃ و انجیل) دی ہے وہ لوگ رسول

كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جیساکہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بعضے ان میں سے امر واقعی کو باوجودیکہ

يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾

خوب جانتے ہیں (مگر) اخفا کرتے ہیں (حالانکہ) یہ امر واقعی منجانب اللہ ثابت ہو چکا ہے سو ہرگز شک و شبہ لانیوالوں میں شمار

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا

نہ ہونا اور ہر شخص (ذی مذہب) کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ (عبادت میں) منہ کرتا رہا ہے سو تم

يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾

نیک کاموں میں لگا پو کرو تم خواہ کہیں ہو گے (لیکن) اللہ تعالیٰ تم سب کو حاضر کر دینگے بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہیں

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ

اور جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) آپ باہر جاویں تو بھی اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کیطرف

لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾

رکھا کیجئے اور (یہ حکم عام قبلہ کا) بالکل حق ہے (اور) منجانب اللہ (ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اصلاً بیخبر نہیں

بے سود توقع

اور اگر آپ ان لوگوں کے پاس جن کو کتاب دی گئی ہے تمام معجزات کے ساتھ جن کا انہوں نے مطالبہ کیا ہے آئیں، تو وہ نہ آپ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے اور نہ آپکے دین میں داخل ہوں گے، اور نہ آپ یہود و نصاریٰ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں، اور نہ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی فریق ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والا ہے ؀

وقف لازم

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وقف منزل ۔ ع ۱۷

اور اگر آپ ہماری ممانعت اور اس چیز کے بیان کر دینے کے بعد کہ حرم حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ ہے پھر انکے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے تو آپ اس کام کی وجہ سے اس وقت اپنے کو نقصان پہونچانے والوں میں سے ہو جائیں گے، اب اس کے بعد حق تعہ اہل کتاب میں سے مومنین حضرات کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ جن حضرات کو جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں. ہم نے علوم تورات سے بہرہ ور فرمایا ہے وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اوصاف اور صفت کے ساتھ پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے لڑکوں کو جانتے ہیں، اور اہل کتاب میں سے ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت کو چھپاتی ہے باوجودیکہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ آپ منجانب اللہ نبی مرسل ہیں، لہٰذا اس چیز کے متعلق شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا چاہیئے کہ وہ اس چیز کو جانتے نہیں، اور ہر ایک اہل دین کے لئے ایک قبلہ ہے کہ اپنی ہوائے نفسانی سے وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ہر ایک نبی کے لئے ایک قبلہ ہے اور کعبہ ہے جس کی جانب اسے منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اے اُمّتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام سابقہ امتوں سے بڑھ کر طاعاتِ خداوندی کی طرف سبقت اور تیزی کرو۔

خواہ تم خشکی کے علاقہ میں ہو یا دریائی علاقہ میں حق تعہ تم سب کو لے آئیگا۔ اور سب کو جمع کرلے گا اور پھر تم کو تمہاری نیکیوں کا بدلہ دے گا، حق تعہ تمہارے جمع کرنے اور بدلہ دینے پر قادر ہے۔ سو تم نماز میں حرم محترم کی طرف منہ کر لو، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے، اور حضرت ابراہیمؑ کے قبلہ کے بارے میں جو کچھ تم چھپاتے ہو، حق تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہے ؛

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور مکرر (کہا جاتا ہے کہ) آپ جس جگہ سے بھی (سفر میں) باہر جاویں اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف رکھئے اور تم لوگ جہاں کہیں (موجود)

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ

ہو اپنا چہرہ اسی کی طرف رکھا کرو تاکہ (ان مخالف) لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں گفتگو (کی مجال) نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۙ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

مگر ان میں جو (بالکل ہی) بے انصاف ہیں تو ایسے لوگوں سے (اصلاً) اندیشہ نہ کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو

وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٠﴾

اور تاکہ تم پر جو (کچھ) میرا انعام ہے اسکی تکمیل کردوں اور تاکہ (دنیا میں) تم راہ راست (حق) پر رہو جس طرح تم لوگوں میں

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ

ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات (و احکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور (جہالت سے)

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾

تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی ان (نعمتوں پر) مجھ کو یاد کرو میں تم کو (عنایت سے) یاد رکھوں گا اور میری (نعمت کی) شکر گزاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو بلاشبہ حق تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

تحویل قبلہ کا حکم

اور جس مقام پر بھی آپ اور تم ہو خواہ دریائی علاقہ ہو یا خشکی کا مسجد حرام کی طرف منہ کرلو تاکہ اس تحویل قبلہ میں حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے ساتھیوں پر حجت نہ ہو کیونکہ انکی کتاب میں ہے کہ حرم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے، لہٰذا جب تم اس کی طرف نماز پڑھو گے، تو ان کے لئے تمہارے خلاف کوئی حجت قائم نہیں ہوگی۔

اور نہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور مشرکین عرب کے لئے کوئی دلیل ہوگی جنہوں نے اپنی گفتگو میں حد سے تجاوز کیا ہے، تحویل قبلہ کے بارے میں ان سے نہ ڈرو بلکہ اس امر کے چھوڑنے پر مجھ سے ڈرو تاکہ قبلہ کے ذریعہ میں اپنے احسانات تم پر پورے کردوں، جیساکہ میں نے دین کو تم پر کامل و پورا کردیا اور تاکہ قبلہ ابراہیمی کی طرف تمہیں رہنمائی ہو، اور مجھے خوب یاد کرو جیساکہ میں نے تمہاری طرف تمہارے ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہارے سامنے قرآن کریم میں جو اوامر و نواہی ہیں ان کو پڑھ کر سناتا ہے اور توحید اور زکوٰۃ اور صدقہ کے ذریعہ تمہیں گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے اور قرآن کریم اور حلال و حرام کی تمہیں تعلیم دیتا ہے اور دیگر احکام و حدود اور امم ماضیہ کے احوال سے تمہیں باخبر کرتا ہے۔

جن سے تم قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل نا آشنا تھے اور اطاعت کے ذریعہ مجھے خوب یاد کرو، میں جنت کے ساتھ تم کو یاد کروں گا۔

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ فراخی اور خوشحالی میں مجھے یاد کرو میں تنگیوں اور پریشانیوں میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور اس شکرگذاری کو ہرگز مت چھوڑو۔

یعنی فرائض خداوندی کی ادائگی اور معاصی کو ترک کرنے اور رات دن نفلیں نمازیں پڑھنے اور گناہوں کے ختم کرنے پر ایسے لوگوں کا حق تعٰ معین و محافظ ہے، اور صابرین کی مدد فرمانے والا ہے ؛

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ

(اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ بدرجہ اولی) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں انکی نسبت یوں کبھی مت کہو کہ وہ (معمولی مُردوں کی طرح

وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ

مُردے ہیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز) حیات کے ساتھ زندہ ہیں لیکن تم (ان) حواس سے (اس حیات کا) ادراک نہیں کر سکتے اور دیکھو ہم تمہارا

وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ

امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا

بشارت سنا دیجیے (جنکی یہ عادت ہے) کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال و اولاد حقیقتاً) اللہ تعٰ

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ

ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعٰ کے پاس جانیوالے ہیں اُن لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی انکے پروردگار کیطرف سے

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ہونگی اور (سب پر بالاشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جنکی (حقیقت حال تک) رسائی ہوگئی۔

منافقین کی تردید } غزوہ بدر اور اُحد اور تمام غزوات کے شہداء کے بارے میں منافقین کا جو مقولہ تھا حق تعٰ اب اسکی تردید بیان فرماتا ہے، یہ لوگ

کہتے تھے کہ فلاں آدمی مر گیا اور اس سے سرور اور نعمتیں ختم ہوگئیں تاکہ اس چیز سے کاملین کو صدمہ و افسوس ہو۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو غزوہ بدر اور تمام غزوات میں شہید ہوگئے ہیں وہ اور مرنے والوں کے طریقہ پر نہیں ہیں، بلکہ وہ اہل جنت کی طرح جنت میں زندہ ہیں ان کو وہاں قسم قسم کے تحفے ملتے ہیں، مگر تم ان حضرات کی کرامت و بزرگی اور انکی حالت سے واقف نہیں ہو، اس کے بعد حق تعالیٰ اس آزمائش کا تذکرہ فرماتے ہیں جو اس نے مؤمنین کی آزمائش فرمائی ہے کہ ہم تمھیں دشمن کے خوف قحط سالی اور مالوں کے خاتمہ اور جانوں کے قتل ہوجانے اور مرجانے اور بیماریوں کے لاحق ہوئے اور پھلوں کے ختم ہوجانے سے آزمائیں گے، اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان مذکورہ حضرات کو جن کی شان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہونگے اور اگر ہم اس کے فیصلہ پر راضی نہیں ہونگے تو وہ ہمارے اعمال سے خوش نہیں ہوگا، بشارت و خوشخبری سنادیجئے، ان ہی خوبیوں کے جو مالک ہیں ان کیلئے دنیا میں مغفرت اور آخرت میں عذاب سے نجات ہے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ والے ہی ہدایت حاصل کرنے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ الخ ابن مندہ نے صحابۂ کرام رضہ کے بارے میں سدی، صغیر، کلبی، ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ تمیم بن حمام رضہ غزوہ بدر میں شہید ہوگئے تو ان کے بارے میں اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ وَ لَا تَقُوۡلُوۡا الخ یعنی جو راہ خداوندی میں شہید کردیئے جائیں ان کو مُردہ مت کہو۔

ابو نعیم فرماتے ہیں کہ یہ صحابی عمیر بن حمام ہیں، سدی نے ان کے نام میں تبدیلی کردی ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ

تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا (اسکا)

اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِ اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ؕ وَ مَنۡ تَطَوَّعَ

عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں (جسکا نام سعی ہے) اور جو شخص خوشی

خَیۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ

سے کوئی امر خیر کرے حق تعالیٰ (اسکی بڑی قدر دانی کرتے ہیں (اور اس خیر کرنے والے کی نیت خلوص) خوب جانتے ہیں جو لوگ

مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ

اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور دوسروں کو ہادی ہیں بعد اسکے کہ ہم

فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ؁۱۵۹

ان کو کتاب (الہٰی توراۃ و انجیل) میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تو بھی لعنت فرماتے ہیں اور دوسرے بہتیرے

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ

لعنت کرنیوالے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر دیں اور (ان مضامین کو) ظاہر

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؁۱۶۰

کر دیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور مہربانی فرمانا۔

شبہ کا ازالہ صفا و مروہ پر دو بت رکھے ہوئے تھے اس کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے درمیان سعی کرنے میں تنگی اور کراہت محسوس ہوتی تھی حق تعالیٰ اب اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی ان امور میں سے ہے جن کا حق تعالیٰ نے مناسک حج میں حکم دیا ہے لہٰذا ان کے درمیان سعی کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور جو طواف واجب سے زائد طواف کرے، حق تعالیٰ اس کے اس عمل کو قبول فرماتا ہے، اور وہ تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے، اور حق تعالیٰ اعمال صالحہ کی قدر دانی فرمانے والا ہے، تھوڑے عمل کو بھی قبول فرماتا ہے اور اس پر بہت زائد ثواب بھی عطا کرتا ہے اوامر و نواہی اور علامات نبوت توراۃ میں بیان کر دینے کے بعد ایسے ہی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت بنی اسرائیل کے لئے توراۃ میں بیان ہونے کے بعد جو لوگ ان چیزوں کا اخفا کرتے ہیں، حق تعالیٰ ان لوگوں کو قبر میں عذاب دے گا، اور جنات و انسانوں کے علاوہ اور دوسری مخلوقات خداوندی جب قبر میں سے ان کی آوازوں کو سنے گی تو ان پر لعنت کرے گی، مگر جن حضرات نے یہودیت سے توبہ کی اور توحید کے قائل ہوئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بیان کیا تو میں ایسے لوگوں سے درگزر کروں گا، اور میں ہی جو توبہ کرے اسے معاف کرنے والا اور جو توبہ کے بعد مرے اس پر رحم کرنیوالا ہوں۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ امام بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے بواسطہ عروہ رضہ حضرت عائشہ رضہ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت عروہ رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے

عرض کیا کہ آپ حق تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ الخ کے بارے میں کیا فرماتی ہیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، حضرت عائشہ رض بولیں بھلیجے یہ تم نے غلط بات بیان کی ہے اگر آیت کے یہی معنی ہوتے جو تم سمجھے ہو تو فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ کے بجائے آیت کریمہ میں اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ ہوتا۔

اور یہ آیت کریمہ اسواسطے نازل کی گئی ہے کہ انصار مشرف با سلام ہونے سے قبل منات بت کے نام کا احرام باندھا کرتے تھے، چنانچہ جب وہ احرام باندھتے تو صفا و مروہ پہاڑی پر دوڑنا بُرا سمجھتے، تو اس کے متعلق انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ص ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر سعی کرنے کو بُرا سمجھتے تھے تو حق تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم نازل فرمایا کہ تحقیقاً صفا و مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہیں سو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے، اس پر ذرا بھی گناہ نہیں، ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں۔

اور امام بخاری رح نے عاصم بن سلیمان سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رض سے صفا اور مروہ کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ ہم ان کے درمیان سعی کرنا امور جاہلیت میں سے سمجھتے تھے، جب اسلام کی دولت آئی تو ہم اس سے رُک گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اِنَّ الصَّفَا الخ نازل فرمائی اور امام حاکم نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ شیاطین زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کے درمیان رات کے وقت دوڑتے تھے، اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان بت رکھے ہوئے تھے، جب اسلام کی دولت عظمیٰ آئی تو مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ص ہم صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کریں گے کیونکہ ہم یہ چیز زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

ک۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں معاذ بن جبل رض سعد بن معاذ رض اور خارجۃ بن زید رض نے یہود کے علماء کی جماعت سے تورات کی بعض باتوں کے متعلق دریافت کیا تو ان یہودیوں نے ان حضرات سے ان باتوں کو چھپالیا، اور ان کے بیان کرنے سے انکار کیا اس پر حق تعالیٰ نے ان یہودیوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ (الخ)

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ

البتہ جو لوگ (ان میں سے) اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں ایسے لوگوں پر (وہ)

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٦١﴾ خٰلِدِيْنَ

لعنت (مذکورہ) اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی (ایسے طور پر برسا کرے گی کہ) وہ

فِيهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۱۶۲﴾

ہمیشہ ہمیشہ اُسی (لعنت) میں رہیں گے اُن سے عذاب ہلکا نہ ہونے پاویگا اور نہ (داخل ہونے کے قبل) انکو مہلت دیجاویگی

وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶۳﴾ ع

اور (ایسا معبود) جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود (حقیقی) ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (وہی) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ع ۱۹ ۱۱ ۳

لعنت کے مستحق

مگر جن لوگوں نے حق تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا انکار کیا، اُن پر عذاب الٰہی اور تمام فرشتوں کی لعنت اور تمام مومنین کی لعنت جو یہ کافر کرتے تھے ان ہی کافروں پر نازل ہوگی، اور اس لعنت میں یہ ہمیشہ رہیں گے نہ لعنت ان سے اُٹھائی جائے گی اور نہ اس لعنت کو یہ اُٹھا سکیں گے اور نہ ان سے عذاب الٰہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ عذاب کے بارے میں انہیں کسی قسم کی مہلت دی جائے گی۔

توحید خداوندی کا لوگوں نے انکار کیا تو حق تعالیٰ خود اپنے کلام میں اپنی توحید بیان فرمارہے ہیں، کہ اس ذات کا نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ اس کی خدائی میں کوئی شریک ہے وہ بڑی رحمت فرمانے والا اور بہت زیادہ شفقت فرمانے والا ہے۔ ان دونوں چیزوں کی پیدائش میں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان دونوں یعنی زمین و آسمان میں جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ

آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں (اور

وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ

اسباب) لیکر اور (بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ

تر و تازہ کیا اسکے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید (اور معلق) رہتا ہے دلائل

يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

(توحید کے موجود) ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سلیم رکھتے ہیں اور ایک آدمی وہ (بھی) ہیں جو علاوہ

أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ

خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک (خدائی) قرار دیتے ہیں اُن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ

حُبًّا لِلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ

سے رکھنا ضروری ہے اور جو مومن ہیں ان کو (صرف) اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے اور کیا خوب

أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۙ وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾

ہوتا اگر یہ ظالم (مشرکین، حب دنیا میں) کسی مصیبت کو دیکھتے تو اسکے دفع میں غور کرکے سمجھ لیا کرتے کہ سب قوت حق تعالیٰ ہی کو ہے

کرشمۂ قدرت اور رات دن کی تبدیلی اور انکی زیادتی و کمی میں اور کشتیوں میں جو لوگوں کی معاشں و زندگی کے لئے چلتی ہیں، اور اس چیز میں جو حق تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی ہے، اور پھر قحط سالی اور زمین کے خشک ہونے کے بعد پھر اس بارش سے تر و تازگی عطا کرتے ہیں۔

اور پھر اس زمین میں ہمہ قسم کے جانور نر و مادہ پیدا کیے، اور ہواؤں کی دائیں بائیں آگے پیچھے تبدیلی میں اور کبھی رحمت کا باعث اور کبھی عذاب کا باعث کرنے میں اور لٹکے ہوئے بادلوں میں ان تمام چیزوں میں حق تعالیٰ کی وحدانیت کی ایسی قوم کے لئے دلیلیں ہیں جو اس بات کا یقین کرے کہ یہ تمام چیزیں حق تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

دنیا میں کفار کو جو اپنے معبودوں سے محبت ہے، وہ آخرت میں ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے حق تعالیٰ اس چیز کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ یہ کفار بتوں سے اس درجہ محبت کرتے ہیں جیسا کہ مخلص ایمان والے حق تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں، مگر مؤمنین خالصین تو ان کفاروں سے جیسا کہ یہ اپنے بتوں کی

محبت کرتے ہیں، ان سے کہیں زیادہ حق تعہ سے محبت کرنے والے ہیں۔
اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ آیت کریمہ ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے درہم ودنانیر کے خزانے جمع کرلئے تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے اپنے رؤساء کو حق تعالٰی کے علاوہ معبود بنالیا تھا، اور اگر یہ مشرکین روز قیامت اور آخرت میں عذاب اور حق تعالٰی کی قوت وبادشاہت کو جان لیں تو دنیا میں فوراً ایمان لے آئیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ سعید بن منصور نے اپنی سنن اور فریابی نے اپنی تفسیر اور امام بیہقی رح نے شعب الایمان میں ابوالضحٰی سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت کریمہ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ نازل ہوئی، تو مشرکین نے تعجب کیا اور بولے کہ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ ہے اگر وہ اپنے قول میں سچا ہے تو کوئی دلیل لائے، اس پر حق تعہ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت کریمہ نازل فرمائی، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مفصل ہے مگر اس کا شاہد موجود ہے۔
چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں عطا سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر مدینہ منورہ میں آیت کریمہ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ نازل ہوئی تو مکہ مکرمہ میں کفار قریش کہنے لگے کہ تمام لوگوں کو ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے، اس پر حق تعہ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت کریمہ نازل فرمائی۔
ک۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جید طریق سے متصلاً حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اللہ تعہ سے دعا کیجئے کہ وہ صفا پہاڑی کو سونے کا بنادے تاکہ ہم اس کے ذریعہ اپنے دشمنوں پر قابو پاسکیں، اللہ تعہ نے حضور صلعم کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ان سے وعدہ فرمالیں، میں ایسا ہی کردونگا، لیکن اگر انہوں نے اس کے بعد کفر کیا تو ان کو ایسی سزا دوں گا کہ پورے عالم میں سے ویسی سزا کسی کو بھی نہ دی ہوگی۔
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار عالم مجھے اور میری قوم کو رہنے دیجئے، میں اپنی قوم کے لئے دن بدن دعا کرتا رہوں گا اس پر یہ آیت کریمہ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ نازل ہوئی۔
اور کیونکر یہ لوگ صفا پہاڑی کے سونا ہونے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، جبکہ اس سے بلند دلائل الوہیت خداوندی پر موجود ہیں۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ

جبکہ وہ لوگ جن کے کہنے پر دوسرے چلتے تھے ان لوگوں سے صاف الگ ہوجاوینگے جو انکے کہنے پر چلتے تھے اور

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا

سب عذاب کا مشاہدہ کرلیں گے اور باہم ان میں جو تعلقات تھے اسوقت سب قطع ہوجاوینگے اور (جب) یہ تابع لوگ

كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ

یوں کہنے لگیں گے کسی طرح ہم سبکو ذرا ایک دفعہ (دنیا میں) جانا مل جائے تو ہم بھی ان سے صاف الگ ہوجاویں جیسا یہ ہم سے

أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾

(اسوقت) صاف الگ ہو بیٹھے اللہ تعالیٰ یوں ہی انکی بداعمالیوں کو خالی ارمان کرکے انکو دکھلا دینگے اور انکو دوزخ سے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا

نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔ اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے (شرعی) حلال پاک چیزوں کو کھاؤ (برتو)

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ

اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو ان کو اُن ہی باتوں کی

بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾

تعلیم کرے گا جو کہ (شرعاً) بری اور گندی ہیں اور یہ (بھی تعلیم کرے گا) کہ اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ کہ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

جسکی تم سند نہیں رکھتے اور جب کوئی اُن (مشرک) لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم بھیجا ہے اسپر چلو تو

عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اسی (طریقہ) پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ انکے باپ دادا (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں

مقامِ حسرت جس دن یہ رؤسا اپنے متبعین سے علیحدہ ہو جائیں گے رؤسا اور ان کے تابع سب کے سب عذاب کا مشاہدہ کریں گے اور دنیا میں آپس میں جو معاہدے اور محبتیں تھیں وہ سب ختم ہو جائیں گے تو متبعین کہیں گے، کاش ہمیں دنیا میں پھر لوٹنا میسر ہو جائے تو پھر ہم بھی ان رؤساء اور مقتداؤں سے دنیا میں اسی طرح کنارہ کش اور بیزار ہو جائیں گے، جیسا کہ یہ ہم سے آخرت میں علیحدہ ہوئے ہیں، آخرت میں اسی طرح حسرتیں اور ندامتیں رہ جائیں گی، اور مقتداء اور تابع میں سے کسی کو بھی نجات نہیں ملے گی۔

اب حق تعالیٰ کھیتی اور جانوروں کی حلت کو بیان فرماتا ہے، اے اہل مکہ کھیتی اور ان جانوروں کو کھاؤ، جن کی حق تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی کوئی حرمت نہیں بیان کی گئی ہے اور کھیتی اور حلال جانوروں کے اپنے اوپر حرام کرنے میں شیطان کی ملمع سازی اور اسکے وساوس کا اتباع مت کرو۔ اس کی دشمنی کھلی ہوئی اور ظاہر ہے شیطان برے کام اور گناہوں اور ایسے امور میں جھوٹ بولنے کی ترغیب کرتا ہے۔

اور مشرکین عرب سے جس وقت کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے کھیتی اور جن جانوروں کی حلت بیان کر دی ہے ان چیزوں میں اس کے حکم کی اتباع کرو، تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو جن چیزوں کی حرمت پر پایا ہے، ہم اسی پر عمل کریں گے۔ اور کیا ان کے آباؤ اجداد ایسے نہیں تھے، اور یقیناً ان کے آباؤ اجداد ایسے تھے کہ ان کو دین اور کسی بھی نبی کی سنت کی کچھ خبر نہیں تھی، پھر تم کیسے ان آباء کی اتباع کرتے ہو اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان کے آباء کو نہ امور دنیا کی عقل تھی، اور نہ وہ کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا تھے تو پھر یہ لوگ اپنے آباء کی کس بنیاد پر اتباع کرتے ہیں، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان کے آباء نہ دین سے واقف ہیں اور نہ کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا ہیں، پھر یہ لوگ کس چیز پر ان کی تقلید کرتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان خداوندی وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا الخ ک۔ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی طرف دعوت دی اور اسکی ترغیب دلائی، اور عذاب الٰہی سے ڈرایا، تو رافع بن حرملہ اور مالک بن عوف کہنے لگے، بلکہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو اس چیز کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا ہے، کیونکہ وہ ہم سے زیادہ جاننے والے اور بہتر تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب ان سے کہا جاتا ہے حق تعالیٰ کی نازل کی ہوئی باتوں پر ایمان لاؤ۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا

اور ان کافروں کی کیفیت (ناسمجھی میں) اُس (جانور) کی کیفیت کے مثل ہے کہ ایک شخص ہے وہ ایسے (جانور) کے پیچھے چلا رہا ہے

دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (۱۷۱)

جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی بات نہیں سنتا (اسی طرح) یہ کفار بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو سمجھتے کچھ نہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا

اے ایمان والو! جو (شرع کی رو سے) پاک چیزیں ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ (برتو) اور

لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ

حق تعالیٰ کی شکر گذاری کرو اگر تم خاص انکے ساتھ غلامی (کا تعلق) رکھتے ہو اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مُردار کو

الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ

اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اسکے سب اجزاء کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد

فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر بھی جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۷۳)

اور نہ (قدر حاجت سے) تجاوز کرنے والا ہو تو اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا واقعی اللہ تعالیٰ ہیں بڑے غفور رحیم۔

بہترین مثال

پھر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں حق تعالیٰ کفار کی مثال بیان فرماتا ہے، کہ ان کفار کی مثال ان اونٹ اور بکریوں کے طریقہ پر ہے جن کو کوئی پکار رہا ہے یعنی ان کو چرانے والا ایسی آواز کے ساتھ پکار رہا ہے جس کی نہ جانور سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں، یعنی چرانے والا جس وقت ان سے کہتا ہے کھاؤ یا پیو تو یہ کچھ نہیں سمجھتے، ایسے ہی یہ کفار حق بات کے سننے سے بہرے اور اس کے تکلم سے گونگے، اور حق بات کے دیکھنے سے اندھے، یعنی یہ حق بات اور ہدایت کے قبول کرنے سے یہ ایسے ہیں بالکل اندھے بہرے اور گونگے ہیں، جیسا کہ اونٹ اور بکریاں چرواہے کی بات کو نہیں سمجھتیں اسی طرح یہ کافر حکم الٰہی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو بالکل نہیں سمجھتے۔

اب حق تعالیٰ پھر مزید کھیتی اور جانوروں کی حلت کو بیان فرما رہا ہے، یعنی کھیتی اور حلال جانوروں میں سے جو ہم نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ اور اس پر شکر الٰہی بجا لاؤ، اگر تم اسی ذات کی عبادت کرتے ہو۔
اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اگر تم ان چیزوں کی حرمت کو عبادت الٰہی سمجھتے ہو، تو پھر ان چیزوں کو مت حرام کرو، کیونکہ حق تعالیٰ کی عبادت ان کو حلال سمجھنے میں ہے، اب اس کے ساتھ حق تعالیٰ ان چیزوں کو بیان فرماتا ہے، جن کی حرمت اس نے بیان فرمادی ہے یعنی مردار اور خون اور وہ جانور جو عمداً حق تعالیٰ کے نام کے علاوہ بتوں کے نام پر ذبح کئے گئے ہیں۔
سو جو شخص مردار کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے، دراں حالیکہ وہ نہ حدود الٰہیہ سے تجاوز کرنے والا ہو اور نہ اس کے گوشت کو حلال سمجھنے والا ہو، اور نہ ہی ڈاکو ہو، اور نہ بغیر کسی سخت ضرورت کے مردار کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس پر ضرورت کے وقت (جبکہ جان کے ختم ہونے کا اندیشہ ہو) مردار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں، باقی اس کی ذخیرہ اندوزی نہ کرے، مرنے کے ڈر کی بنا پر جبکہ اسے مردار کھانے کی اجازت دی گئی ہے تو حق تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب (کے مضامین) کا اخفا کرتے ہیں اور اسکے معاوضہ میں (دنیا کا)

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ

متاع قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں اور

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو قیامت میں (لطف کے ساتھ) کلام کرینگے اور نہ (گناہ معاف کرکے) انکی صفائی کرینگے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

اور انکو سزائے دردناک ہوگی یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے (دنیا میں تو) ہدایت چھوڑ کر ضلالت

بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

اختیار کی اور (آخرت میں) مغفرت چھوڑ کر عذاب (سر پر لیا) سو دوزخ کیلئے کیسے باہمت ہیں۔

اخفائے حق

حق تعالیٰ نے توراۃ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو صفت ونعت بیان کی ہے اسے چھپاتے ہیں، اور اس چھپانے پر معمولی سا معاوضہ لینے میں یہ آیت کریمہ کعب بن اشرف، حیی بن اخطب اور جدی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حرام کے علاوہ ان لوگوں کے پیٹوں میں اور کوئی چیز داخل نہیں ہوتی اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آگ کے علاوہ ان کے پیٹوں میں قیامت کے دن اور کوئی چیز نہیں جائے گی۔ اور نہ یہ گناہوں سے پاک ہوں گے، اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی تعریف کی جائے گی اور ان کو ایسا دردناک عذاب دیا جائے گا، کہ اس کی شدت انکے دلوں تک سرایت کر جائے گی ان لوگوں نے ایمان کے بدلہ کفر اور اسلام کے عوض یہودیت کو خرید لیا ہے۔

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جن چیزوں سے جنت ملتی ہے ان کے بجائے انہوں نے ایسی چیزوں کو اختیار کر لیا ہے جو دوزخ کے داخلہ کا باعث ہیں، یہ دوزخ کے لئے کس قدر دلیر ہیں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ دوزخ کمانے پر ان لوگوں کو اس قدر کس چیز نے دلیر و بہادر بنا دیا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کس بنا پر یہ دوزخیوں والا کام کرتے ہیں ؟

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الخ اور وہ آیت جو کہ سورۃ آل عمران میں ہے، اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ یہ دونوں آیتیں یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اور ثعلبی نے بواسطۂ کلبی، ابوصالح، حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہود کے علماء اور ان کے رؤساء کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ اپنے غرباء سے ہدایا و تحائف لیا کرتے تھے اور اس بات کی امید رکھتے تھے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان ہی میں سے مبعوث ہونگے جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے علاوہ دوسروں میں سے مبعوث ہو گئے، تو انہیں اپنی ریاست کے زوال اور اپنے تحائف کے ختم ہو جانے کا ڈر ہوا، تو انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں (جو کہ توراۃ میں مذکور تھے) تبدیلی کر دی اور پھر وہ تبدیل شدہ اوصاف اپنی قوم کے سامنے بیان کئے، اور بولے کہ وہ نبی جو اخیر زمانہ میں مبعوث ہوں گے، ان کی یہ صفت ہے یہ اوصاف ان نبی کریمؐ میں نہیں پائے جاتے، اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الخ نازل فرمائی ؟

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا

یہ (ساری مذکورہ سزائیں انکو) اسوجہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے (اس) کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا اور جو لوگ (ایسی)

فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا

کتاب میں بے راہی کریں وہ بڑی دور کے خلاف میں ہوں گے کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آگیا) کہ

وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ

تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ

یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور

وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ

(بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں

ہٹ دھرمی یہ عذاب اس بنا پر ہے کہ جبریل علیہ السلام کے واسطہ سے قرآن کریم اور توراۃ کو حق اور باطل کو بیان کرنے کے لئے نازل کیا گیا، انہوں نے اسکا انکار کیا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف اور صفات توراۃ میں بیان کئے گئے تھے، اس کے اندر انہوں نے اختلاف کیا اور ان کو چھپایا یہ حق اور ہدایت سے بہت ہی دور پڑے ہوئے ہیں تمام نیکیاں اور ایمان صرف اسی کا نام نہیں کہ تم نماز میں بیت اللہ یا بیت المقدس کی طرف منہ کرلو ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے اور نیکوکار وہ مؤمن ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور بعث بعد الموت پر اور تمام فرشتوں اور تمام کتابوں اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے اور ایمان لانے کے بعد جو چیزیں واجب ضروری ہوتی ہیں، حق تعالیٰ اب ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ ایمان لانے کے بعد نیکی یہ ہے کہ مال کی کمی اور خواہش کے باوجود حق تعالیٰ کی محبت میں رشتہ داروں اور مؤمن یتیموں اور ان مساکین کو جو مانگتے نہیں، اور ایسے مسافر کو جو کہ بطور مہمان کے اتر گیا ہو، اور سوال کرنے والوں کو، اور مجاہدین کو اور غلاموں کی آزادی میں اپنا مال دے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی لَيْسَ الْبِرَّ الخ۔ ک۔ عبد الرزاق بواسطہ معمر قتادہ سے نقل کرتے ہیں، کہ یہودی مغرب کی طرف اپنا منہ کرکے اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ نیکی اسی چیز کا نام نہیں کہ مغرب اور مشرق کی طرف اپنا منہ کرلو۔ اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے، بیان کرتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بارے میں دریافت کیا اس پر یہ آیت کریمہ لَيْسَ الْبِرَّ الخ نازل ہوئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلاکر اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور یہ واقعہ فرائض کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے، کہ جب انسان صرف اس بات کی گواہی دے دیتا، کہ حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دے دیتا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو ایسے شخص کی مغفرت کی امید ہوجاتی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ الْبِرَّ الخ نازل فرمائی اور یہودی نماز میں مغرب کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کیا کرتے تھے:

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ

اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو شخص (ان عقائد و اعمال کے ساتھ

اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ

یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنیوالے ہوں جب عہد کرلیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے

الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ

جو (سچے) متقی (کہے جا سکتے) ہیں۔ اے ایمان والو تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتل عمد) کے

بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ

بارہ میں آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض ہیں اور غلام غلام کے عوض ہیں اور عورت عورت کے عوض ہیں ہاں جس کو اسکے

مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ

فریق کی طرف سے کچھ معافی ہوجاوے (مگر پوری معافی نہ ہو) تو مدعی کے ذمہ المعقول طور پر (خونبہا کا) مطالبہ کرنا اور (قاتل کے)

بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ

خوبی کے ساتھ اسکے پاس پہنچادینا دیہ قانون دیت وعفو تمہارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں) تخفیف اور (شاہی)

اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِی

ترحم ہے پھر جو شخص اسکے بعد تعدی کا مرتکب ہوتو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا اور فہیم لوگو اس قانون)

الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی کرنے سے) پرہیز رکھو گے

اُمورِ حسنہ اور ان واجبات کے بعد جو احکام شرعیہ لازم ہوتے ہیں، اب ان کا حق تعہ تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ واجبات کے بعد نیکی پانچوں نمازوں کا قائم کرنا زکوٰۃ اور صدقات کا دینا ہے، اوران وعدوں کا جو کہ حق تعہ اور اُن کے درمیان ہیں اور اسی طرح ان وعدوں کا جو کہ لوگوں سے کر رکھے ہیں پورا کرنا ہی اور جو حضرات مصیبتوں پریشانیوں اور سختیوں کے وقت امراض اور قسم قسم کی تکالیف اور بھوک کی شدت اور عین لڑائی کے موقعہ پر ثابت قدم رہتے ہیں، ان ہی حضرات نے وعدہ پورا کیا ہے اور یہی وعدہ خلافی سے بچے ہوئے ہیں۔

جان کر کسی کو قتل کردینے میں تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے یہ آیت کریمہ عرب کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور یہ آیت اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ والی آیت سے منسوخ ہے، اور جو اپنے مقتول بھائی کے حق قتل کو چھوڑ دے، یعنی خون معاف کردے، اور دیت لینے پر راضی ہوجائے، تو دیت کے مطالبہ کرنے والے کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر دیت پوری ہے، تو نیکی اور بھلائی کے ساتھ تین سال میں اس سے دیت کا

مطالبہ کرے، اگر دیت دو ثلث یا آدھی ہے تو دو سال میں اور اگر دیت صرف ایک تہائی ہے تو ایک سال میں مطالبہ کرے اور قاتل کو اس چیز کا حکم ہے کہ وہ اولیاء مقتول کو ان کا حق ادا کر دے کہ جس میں کسی قسم کا تقاضہ اور پریشانی نہ ہو۔

اور یہ قاتل کے قتل کر دینے کی معافی اور اسکے حکم میں تخفیف ہے، اور جو دیت لینے کے بعد زیادتی کرے یعنی دیت بھی لے لے اور اسے قتل بھی کر دے تو پھر ایسے آدمی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور نہ اسے معاف کیا جائے گا، اور نہ اس سے دیت لی جائے گی۔

اور عقل والو اس قانون میں نفس انسانی کا بقاء اور عبرت ہے تاکہ تم قصاص کے ڈر سے ایک دوسرے کے قتل کر دینے سے بچو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ الخ ک۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رض سے نقل کیا ہے کہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں دو قبیلوں میں معمولی سی چیز کے بارے میں آپس میں لڑائی ہوئی جس میں لوگ قتل اور زخمی بھی ہوئے، حتیٰ کہ غلام اور عورتیں تک قتل ہوگئیں، تو بعض نے بعض سے کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ سب مشرف باسلام ہو گئے، تو ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر اپنے لوگوں اور مال کا مطالبہ کرتا تھا۔

چنانچہ دونوں قبیلوں نے قسمیں کھائیں پھر اس چیز پر راضی ہوئے کہ ہمارے غلام کے بدلے انکا آزاد اور ہماری عورت کے بدلہ ان کا مرد قتل کیا جائے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آزاد آزاد کے بدلے اور غلام غلام کے عوض اور عورت عورت کے بدلہ قتل کی جائے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین

ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا

اور اقارب کے لئے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ بتلا جاوے (اسکا نام

عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ؕ۝۱۸۰ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ

وصیت ہے) جن کو خدا کا خوف ہے انکے ذمہ یہ ضروری ہے پھر جو شخص اس (وصیت) کے سن لینے کے بعد اسکو تبدیل کریگا تو اسکا

اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٨١﴾

گناہ ان ہی لوگوں کو ہوگا جو اس کو تبدیل کرینگے، اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں ہاں جس شخص کو

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ

وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بے عنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو پھر یہ شخص ان میں باہم

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨٢﴾ ع ۲۲

مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، واقعی اللہ تعالیٰ تو (خود گناہوں کے) معاف فرمانے والے ہیں (اور گنہگاروں پر) رحم کرنے والے ہیں۔

فرض مرتے وقت اگر تم مال چھوڑو تو رشتہ داروں اور والدین کے لئے زیادہ حق تعالیٰ نے تم پر وصیت کو فرض کیا ہے، یہ آیت بھی آیت میراث کے ساتھ منسوخ ہے، اور جو شخص میت کی وصیت میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ تبدیلی کرنے والوں پر ہے اور میت اس گناہ سے بری ہے۔ حق تعالیٰ میت کی وصیت اور اس کی گفتگو کو سننے والا اور اگر کوئی ظلم کرے یا انصاف سے کام لے تو حق تعالیٰ اسے جاننے والا ہے۔

اور یہ بھی معنیٰ بیان کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وصیت کرنے والے کے فعل سے باخبر ہے، چنانچہ ورثاء عذاب کے ڈر سے جس طرح وصیت ہوتی تھی، اسی طریقہ سے اسے نافذ کرتے تھے تاآنکہ حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اور جس شخص کو میت کی جانب سے وصیت میں کسی طرف مائل ہونے اور غلطی کا علم اور یا وہ عمداً کسی جانب مائل ہو پھر وہ شخص وارثوں اور موصیٰ لہ کے درمیان صلح کرادے یعنی وصیت کو تہائی مال میں نافذ کردے یا عدل وانصاف کے ساتھ اسے تقسیم کردے تو اس تبدیلی میں اس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور اگر میت زیادتی اور غلطی کرے توحق تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور موصی کے فعل پر مہربان ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ وصی کی مغفرت فرمانے والا ہے اور جس وقت وہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرے یا عدل وانصاف کے ساتھ تقسیم کرے تو حق تعالیٰ مہربانی فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جسطرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ لا اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ

رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو۔ پھر (اس میں بھی اتنی آسانی کر) جو شخص تم میں (ایسا) بیمار ہو

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ

(جسمیں روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار کرکے ان میں (روزہ رکھنا) اسپر (واجب ہے)

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ

اور (دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہوگئی یہ ہے کہ) جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں انکے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا

تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

(کھلا دیا یا دیدیا) ہے اور جو شخص خوشی سے (زیادہ) خیر کرے (کہ زیادہ فدیہ دے) تو اس شخص کیلئے اور بھی بہتر ہے اور تمہارا روزہ

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ

رکھنا (اس حال میں) زیادہ بہتر ہے اگر (تم روزے کی فضیلت کی) خبر رکھتے ہو (اور تھوڑے دن) ماہ رمضان ہے جسمیں

الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

قرآن مجید بھیجا گیا ہے جسکا (ایک) وصف یہ ہے کہ لوگوں کیلئے (ذریعہ) ہدایت ہے اور دوسرا (وصف) واضح الدلالۃ ہیں منجملہ ان کتب کے جو کہ ذریعہ ہدایت بھی ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (بھی)

روزہ کی فرضیت

تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے یعنی عشاء کی نماز کے بعد سے کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہو یا عشاء کی نماز سے قبل سونے سے جیساکہ اہل کتاب پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم عشاء کی نماز کے بعد کھانے پینے اور صحبت سے بچے رہو، یا یہ کہ عشاء کے بعد سونے سے بچو، اور یہ آیت احل لکم لیلۃ الصیام الرفث اور آیت کلوا واشربوا سے منسوخ ہے، تیس دن تک رمضان المبارک میں روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے (یہ سعید بن جبیر کا قول ہے، لغوی ج ۱۔ مترجم)

تیس دن تک روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے اور جو شخص بیماری یا سفر کی بنا پر رمضان میں روزے نہ رکھ سکے تو دوسرے دنوں جتنے اس نے رمضان المبارک میں روزے نہیں

رکھے ہیں، اتنے روزے رکھ لے، اور جو حضرات روزے کی طاقت رکھتے ہیں تو ہر روزہ کے بدلہ میں جس کو اس نے رمضان میں کھولا ہے نصف صاع گیہوں کا ایک مسکین کو دیدے مگر یہ آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے منسوخ ہے اور عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ جو حضرات فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں مگر روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، یعنی بہت ہی بوڑھا مرد اور بہت ہی بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت وقوت نہیں رکھتے وہ ہر ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلادیں یعنی رمضان المبارک میں جو بھی روزہ کھولا ہے اس کے عوض ایک مسکین کو آدھا صاع گیہوں کا دیدیں اور جو اس مقدار مقررہ سے زیادہ دیدے تو یہ اس کے لئے ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور فدیہ سے روزہ بہتر ہے جبکہ تم اس چیز کو بخوبی جانتے ہو، رمضان المبارک کا مہینہ ایسا ہے، جس میں جبریل امین کے واسطہ سے سارا قرآن کریم ایک دم آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر انہوں نے اس کا فرشتوں پر املاء کرایا اور اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر دن بدن ایک یا دو اور تین آیتیں اور کبھی پوری سورت نازل ہوتی رہی، (اسی طرح ۲۳ سال میں پورا قرآن کریم نازل ہوا) اور قرآن کریم لوگوں کے سامنے گمراہی کے راستے بیان کرنے والا اور امور دین کو واضح طور پر روشن کرنے والا ہے اور اسی طریقہ قرآن میں حلال وحرام اور جملہ احکام وحدود اور شبہات کا ازالہ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول { وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ الخ ابن سعد نے طبقات میں مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ قیس بن سائب کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ روزہ کھول دو اور ہر ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلادو۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ

سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہئے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر

مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط

میں ہو تو دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کر کے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب ہے)

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز

اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (احکام وقوانین مقرر کرنے میں)

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

دشواری منظور ہی نہیں اور تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کر لیا کرو (کر ثواب میں کمی نہ رہے) لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (و ثنا)

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ

بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلا دیا جس سے تم برکات و ثمرات صیام رمضان سے محروم نہ رہو گے) اور (عذر سے خاص رمضان

فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ

میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اسلئے دیدی ہے) تاکہ تم لوگ (اس نعمت و آسانی پر اللہ کا شکر ادا کیا کرو اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو

وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

(آپ میری طرف سے فرما دیجئے) میں قریب ہی ہوں اور باستثناء نامناسب درخواست کے منظور کر لیتا ہوں ہر عرضی درخواست کرنیوالے کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے

مقیم کا حکم

اور جو مقیم ہو وہ روزے رکھے اور جو شخص رمضان المبارک کے مہینہ میں بیماری یا سفر کی حالت میں ہو تو دوسرے دنوں میں فوت شدہ روزوں کی قضا کرے، حق تعالیٰ حالت سفر میں روزے کھول دینے کی اجازت دیتا ہے اور یہ بھی معنی بیان کیے ہیں (کہ تکلیف کی حالت میں) حالت سفر میں حق تعالیٰ نے تمہارے لئے روزوں کا کھولنا پسند کیا ہے اور حالت سفر میں روزہ کی وجہ سے تمہارے لئے تنگی کا ارادہ نہیں فرمایا اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ سفر میں جبکہ سختی ہو تمہارے لئے روزہ کو پسند نہیں کیا ہے تاکہ جتنے روزے تم نے سفر میں نہیں رکھے ہیں، اقامت کی حالت میں ان کو رکھ لو، اور حق تعالیٰ کی کما حقہ عظمت بیان کرو، جیسا کہ اس نے اپنے دین کی تمہیں ہدایت عطا فرمائی، اور تمہیں اپنی خاص سہولتوں سے نوازا تاکہ تم اس ذات کی ان خصوصی رعایتوں پر شکر بجالاؤ۔

اور جب آپ سے اہل کتاب میرے بارے میں دریافت کریں کہ میں قریب ہوں یا بعید تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں بتلا دیجئے کہ میں دعا کے قبول کرنے میں بہت ہی قریب ہوں، لہٰذا میرے رسول کی اطاعت کرو، اور دعوت سے قبل میرے رسول پر ایمان لاؤ، تاکہ تمہیں ہدایت نصیب ہو اور پھر تمہاری دعا بھی (جلدی) قبول کی جائے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ الخ ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابوالشیخ وغیرہ نے بواسطہ جریر بن

عبد الحمید، عبدۃ السجستانی، حلت بن حکیم، حکیم بن معاویہ، معاویہ بن حیدہ سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارا پروردگار قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ اسے پکاریں آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں بہت قریب ہوں اور عبدالرزاق نے حسن سے نقل کیا ہے کہ اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے اسپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یہ حدیث مرسل ہے اور دیگر طریقوں سے بھی مروی ہے۔

اور ابن عساکر نے حضرت علی رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دعا میں عاجز مت ہو اسلئے کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، حاضرین میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہمارا پروردگار دعا کو سنتا ہے یا اور کیا صورت ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ؛

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ

تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ وہ تمہارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہیں

لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ

اور تم انکے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو خدا تعالیٰ کو اسکی خبر تھی کہ تم خیانت (کرکے گناہ میں) اپنے کو مبتلا کر رہے تھے۔ (مگر) خیر

تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ

اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا۔ سو اب ان سے ملو ملاؤ اور جو

بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

(قانون اجازت) تمہارے لئے تجویز کر دیا ہے (بلا تکلف) اسکا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اسوقت تک کہ

حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

تم کو سفید خط (یعنی نور) صبح (صادق)، متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے پھر (صبح صادق سے)

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ۚ

رات تک روزہ کو پورا کرلیا کرو۔

حکمِ حلّت رات کو رمضان المبارک میں عورتوں سے صحبت کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لئے سکون کا باعث ہیں اور تم ان کے لئے سکون کا باعث ہو عشاء کے بعد صحبت کرتے ہیں جو خیانت پیش آجائے حق تعالیٰ اس کو تم سے درگذر کرنے والا ہے اور اس پر تم سے کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں جس وقت تمہارے لئے صحبت کرنا حلال کیا گیا ہے تم ان سے صحبت کرو اور اولادِ صالح کے بارے میں جو چیز حق تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر فرمادی ہے اسے تلاش کرو یہ آیت کریمہ حضرت عمر فاروق رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور جس وقت سے رات داخل ہو صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہوتے تک کھاؤ پیو اور پھر رات تک روزہ کو پورا کرو یہ آیت کریمہ حرملۃ بن مالک بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لبابُ النقول فی اسبابِ النزول اور ابن جریر نے عطار بن ابی رباح سے نقل کیا ہے کہ انہیں یہ بات پہونچی ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ کہ تمہارے پروردگار فرماتے ہیں کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں تو صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کس وقت دعا مانگیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فرمانِ الٰہی احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الخ امام احمد، ابوداؤد اور امام حاکم نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کے واسطہ سے حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابۂ کرام رات کو سونے سے قبل کھاپی لیتے تھے اور بیویوں کے پاس چلے جایا کرتے تھے اور جب سوجاتے تو پھر ان تمام چیزوں سے رک جایا کرتے تھے،

انصار میں سے قیس بن صرمہ نامی ایک شخص اس نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو گیا پھر اس نے کچھ کھایا پیا نہیں جب صبح ہوئی تو اس کی حالت بہت ہی خستہ ہو رہی تھی اور حضرت عمر فاروق رضؓ سونے کے بعد عورتوں کے پاس بھی چلے جایا کرتے تھے چنانچہ وہ شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الخ نازل فرمائی یعنی صبح صادق تک تمام کام کرسکتے ہو پھر صبح صادق سے شام تک روزہ کو پورا کرو یہ حدیث ابن ابی لیلیٰ سے مشہور ہے، مگر انہوں نے معاذ بن جبل رضؓ سے یہ حدیث نہیں سُنی ہے اور اس حدیث کی تقویت کے لئے دوسرے شواہد موجود ہیں چنانچہ امام بخاری رحؒ نے حضرت براء رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابۂ کرام میں سے جب کوئی شخص روزہ کی حالت میں افطار کے وقت سوجایا کرتا تھا تو پھر وہ رات کو اور نہ اگلے دن شام تک کوئی چیز کھایا کرتا تھا۔

اور قیس بن صرمہ انصاری روزہ دار تھے، افطار کے وقت وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کھانے کو کچھ موجود ہے، اس نے کہا کچھ موجود نہیں مگر میں جا کر تلاش کرتی ہوں اور قیس بن صرمہ سارا دن محنت کرتے تھے ان پر نیند کا غلبہ طاری ہوا وہ سو گئے، ان کی بیوی کچھ تلاش کر کے لائیں، جب انہیں سوتا ہوا دیکھا تو بولیں افسوس تجھ پر جب اگلے دن آدھا دن ہوا تو ان پر بیہوشی طاری ہو گئی، تو اس چیز کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس سے صحابہ کرام رضہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور نیز یہ آیت بھی نازل ہوئی وَكُلُوا وَاشْرَبُوا یعنی صبح صادق تک کھاؤ اور پیو۔

اور امام بخاری رحہ نے حضرت براء سے روایت نقل کی ہے کہ جب رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی، تو صحابہ کرام رضہ پورے رمضان میں رات کو اپنی بیویوں کے پاس نہیں جایا کرتے تھے مگر کچھ حضرات ایسا کر لیا کرتے تھے، اس پر حق تعہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ خدا تعہ کو اس چیز کی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ میں اپنے آپ کو مبتلا کر رہے تھے، خیر اللہ تعہ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا۔

اور امام احمد اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ عبداللہ بن کعب، کعب بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ شروع میں لوگوں میں سے جب کوئی روزہ رکھتا تھا، اور پھر شام کو وہ سو جایا کرتا تھا، تو اس پر کھانا پینا اور عورتیں، سب چیزیں حرام ہو جایا کرتی تھیں تاوقتیکہ اگلے دن روزہ نہ کھول لے، چنانچہ ایک دن رات کو حضرت عمر فاروق رضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے، اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہی وہ بولیں کہ میں تو سو لی، حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ میں تو ابھی تک نہیں سویا۔ غرضیکہ حضرت عمر رضہ نے ان سے ہمبستری کر لی۔ اور حضرت کعب کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔ صبح ہوتے ہی حضرت عمر رضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فرمانِ الٰہی مِنَ الْفَجْرِ یعنی صبح صادق تک، امام بخاری رحہ نے سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے اور مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل نہیں ہوا تو صحابہ کرام رضہ میں سے جب کوئی روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو اپنے پیر میں کالا اور سفید ڈورا باندھ لیتا، اور پھر جب تک یہ دونوں ڈورے نظر نہ آنے لگتے برابر کھاتا پیتا رہتا یہاں تک کہ حق تعہ نے من الفجر کا لفظ نازل فرمایا، تب صحابہ کرام رضہ سمجھے کہ اس سے مراد رات اور دن ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ

اور ان بیبیوں سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ

خداوندی ضابطے ہیں سو اُن سے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے (اور) احکام (بھی) لوگوں

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

(کی اصلاح) کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں اس امید پر کہ وہ لوگ (مطلع ہو کر خلاف کرنے سے) پرہیز رکھیں۔

صحبت سے احتراز

دن یا رات میں اعتکاف کی حالت میں ان سے ہمبستری نہ کرو، یہ ہمبستری اسوقت حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے لہٰذا اعتکاف سے فارغ ہونے تک دن یا رات میں عورتوں سے ہمبستری کرنے کو چھوڑ دو، جیسا کہ حق تعالیٰ نے اس حکم کو بیان فرمایا ہے اسی طرح وہ اپنے دیگر اوامر و نواہی کو بیان فرماتا ہے تاکہ لوگ حق تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہیں۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کی حالت میں تھے، جب ان کو حاجت پیش آتی تو اپنی عورتوں کے پاس آتے اور ان سے ہمبستری کرتے اور پھر غسل کرکے مسجد چلے جاتے حق تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو منع کر دیا ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ الخ ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اعتکاف کی حالت میں انسان اگر چاہتا تو مسجد سے نکلتا اور پھر اپنی بیوی سے صحبت کرکے واپس ہو جاتا تھا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی جب مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں موجود ہو اس حالت میں اپنی عورتوں سے ہمبستری مت کرو۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (طور پر) مت کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمہ کو) حکام کے یہاں اس غرض

اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ

سے رجوع مت کرو کہ (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ (یعنی ظلم) کے کھا جاؤ اور تم کو

بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ

(اپنے جھوٹ اور ظلم کا) علم بھی ہو۔ آپ سے چاندوں کی حالت تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ وہ چاند آلۂ شناخت

قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

اوقات ہیں لوگوں کے (اختیاری معاملات مثل عقد و مطالبۂ حقوق کے) لئے اور (غیر اختیاری عبادات مثلاً) حج (روزہ و زکوٰۃ وغیرہ) کیلئے

بُری باتوں سے اجتناب یہ آیت کریمہ عبدان بن اشرع اور امری القیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ظلم چوری غصب اور جھوٹی قسم وغیرہ سے کسی کا مال مت کھاؤ اور حکام کے پاس بھی اس چیز کو نہ لے جاؤ، تاکہ ایک جماعت جھوٹی قسموں سے دوسرے کا مال کھالے تو اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد امرء القیس اپنے حال پر جما رہا۔

چاندوں میں زیادتی اور کمی کس کس بناء پر ہوتی ہے، اسکے بارے میں دریافت کرتے ہیں اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ یہ لوگوں کے لئے علامتیں ہیں تاکہ ان کے حساب سے اپنے قرضوں کو ادا کریں اور اپنی عورتوں کی عدت کا حساب لگائیں، اور روزے رکھنے اور کھولنے کا شمار کریں اور حج کا وقت معلوم کریں یہ آیت کریمہ حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے متعلق دریافت کیا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی ولا تاکلوا الخ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ امرء القیس بن عابس اور عبدان بن اشرع حضرمی ان دونوں میں ایک زمین کے بارے میں جھگڑا ہوا تو امرء القیس نے قسم کھانے کا ارادہ کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ناحق طریقہ پر ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ۔

فرمان خداوندی یسئلونک عن الاہلۃ الخ۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چاندوں کے بارے میں دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ حق تعالیٰ نے چاندوں کو کیوں پیدا کیا ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ابو نعیم اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سدی صغیر، کلبی، ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل اور ثعلبۃ بن غنمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ یہ کیا بات ہے کہ اولاً چاند دھاگے کی طرح باریک نظر آتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے تاآنکہ پورا ہو جاتا ہے اور رکتا ہے اور گھومتا ہے۔

اور پھر کم اور باریک ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ پھر سابقہ حالت پر پہونچ جاتا ہے، اور ایک حالت پر باقی نہیں رہتا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ سے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں :۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا
اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں انکی پشت کی طرف سے آیا کرو ہاں لیکن

وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ
فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص حرام (چیزوں) سے بچے اور گھروں میں انکے دروازوں سے آیا کرو اور

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۸۹﴾
اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم کامیاب ہو۔

خام خیالی احرام کی حالت میں مکانوں میں پیچھے کی طرف سے آنے میں کوئی تقویٰ اور نیکی نہیں احرام میں نیکی تو شکار اور دیگر ممنوع چیزوں سے بچنا ہے اپنے گھروں میں انہی دروازوں سے داخل ہو جن سے تم ہمیشہ نکلتے اور داخل ہوتے ہو اور احرام کی حالت میں حق تعالیٰ سے ڈرو تاکہ حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو یہ آیت کریمہ کنانہ اور خزاعہ میں سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، پیچھے کی جانب سے یا ان کی چھتوں پر سے داخل ہوتے تھے :۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی وَلَيْسَ الْبِرُّ الخ امام بخاری رح نے حضرت براء رضہ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ احرام باندھتے تھے تو اپنے گھروں میں پشت کی طرف سے داخل ہوتے تھے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ اپنے گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ۔

اور ابن ابی حاتم اور امام حاکم نے صحت کے ساتھ حضرت جابر رضہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش حمس کے ساتھ پکارے جاتے تھے اور وہ احرام کی حالت میں دروازوں سے داخل ہوتے تھے اور انصار اور تمام عرب حالت احرام میں دروازہ سے نہیں داخل ہوتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ اس باغ کے دروازہ سے نکلے اور آپکے ساتھ قطبۃ بن عامر انصاری بھی نکلے صحابہ رضہ نے عرض کیا

یا رسول اللہ قطبۃ بن عامر ایک تاجر آدمی ہے اور یہ آپکے ساتھ باغ کے دروازہ سے نکلا ہے حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ تو نے ویسا کام کیوں کیا جو میں نے کیا ہے؟ وہ بولا کہ میں نے آپ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا، اس لئے میں نے بھی ایسا ہی کر لیا، آپ نے فرمایا کہ میں تو حمسی شخص ہوں اس نے عرض کیا کہ میرا دین وہی ہے جو آپؐ کا دین ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَیْسَ الْبِرُّ الخ نازل فرمائی۔

اور ابن جریر رحؒ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے،

اور طیالسی نے اپنی مسند میں براء سے نقل کیا ہے کہ انصار جب سفر سے واپس آتے تو ان میں سے کوئی بھی اپنے گھر کے دروازہ سے داخل نہیں ہوتا تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور عبد بن حمید نے قیس بن حبشہ سے نقل کیا ہے، کہ لوگ جب احرام باندھتے تو اپنے گھر کے دروازہ کی طرف سے داخل نہیں ہوتے تھے، اور حمس والے ایسا نہیں کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور پھر اس باغ کے دروازہ سے نکلے تو آپ کے ساتھ ایک آدمی ہو لیا جس کو رفاعہ بن تابوت کہا جاتا تھا، اور وہ قبیلۂ حمس میں سے نہیں تھا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم رفاعہ منافق ہو گیا آپؐ نے رفاعہ سے فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا وہ بولا کہ میں نے آپ کی اتباع کی آپؐ نے فرمایا کہ میں تو قبیلۂ حمس میں سے ہوں وہ بولا تو ہم سب کا دین ایک ہی ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَیْسَ الْبِرُّ الخ ؛

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا

اور (بے تکلف) تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو (نقض عہد کرکے) تمہارے ساتھ لڑنے لگیں اور (از خود) حد

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

(معاہدہ) سے نہ نکلو واقعی اللہ تعالیٰ حد (قانون شرعی) سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے (جس حالت میں وہ خود عہد شکنی کریں

ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ

اسوقت خواہ) انکو قتل کرو جہاں انکو پاؤ اور (خواہ) انکو نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تم کو نکلنے پر مجبور کیا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ

اور شرارت قتل سے بھی سخت تر ہے اور انکے ساتھ مسجد حرام کے قرب (ونواح) میں (کہ حرم کہلاتا ہے) قتال

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ

مت کرو جبتک کہ وہ لوگ وہاں تم سے خود نہ لڑیں ہاں اگر وہ (کفار) خود ہی لڑنے کا سامان

قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

کرنے لگیں تو تم (بھی) ان کو مارو ایسے کافروں کی (جو حرم میں لڑنے لگیں) ایسی ہی سزا ہے

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ

پھر اگر وہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آجائیں (اور اسلام قبول کرلیں) تو اللہ تعالیٰ بخش دینگے اور مہربانی فرمادینگے اور

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا

انکے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ (شرک) نہ رہے اور ان کا دین (خالص) اللہ ہی کا

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾

ہوجاوے اور اگر وہ لوگ (کفر سے) باز آجاویں تو سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنیوالوں کے

اجازتِ جنگ

جب تم سے قتال کی ابتداء کریں تو تم جواباً حق تعالیٰ کی اطاعت میں حل اور حرم میں قتال کرو باقی خود سے ابتداء مت کرو، کیونکہ حل اور حرم میں قتال کی ابتداء کرنے والوں کو حق تعالیٰ پسند نہیں فرماتا، اور اگر مشرکین قتال کی ابتداء کریں سو جس مقام پر بھی ہوں ان کو قتل کرو اور مکہ مکرمہ سے ان کو نکال دو جیسا کہ انہوں نے تم کو نکالا ہے، اور حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ایسے ہی بتوں کی پرستش کرنا اور قبروں سے حاجت روائی طلب کرنا، یہ تمام چیزیں حرم میں قتال کرنے سے زیادہ بدتر ہیں۔

اور حرم میں تا وقتیکہ کفار قتل کی ابتداء نہ کریں تم ان سے قتال مت کرو اور اگر یہ ابتداء کریں سو تم بھی ایسا ہی کرو یہ قتل ہی ان کی سزا ہے، لیکن اگر یہ کفر و شرک سے باز آجائیں اور توبہ کرلیں تو حق تعالیٰ توبہ کا قبول فرمانے والا اور جو توبہ کی حالت پر مرے اس پر رحم فرمانے والا ہے۔

اور جب انکی جانب سے قتل کی ابتداء ہو تو پھر حل و حرم میں ان کے ساتھ اس قدر قتال کرو کہ حرم کے اندر شرک (و بدعات) کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے اور اسلام اور عبادت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو جائے۔

اور اگر یہ کفار حرم میں قتال کرنے سے باز آجائیں تو پھر قتل کرنے کی کوئی اجازت نہیں، مگر وہ لوگ جو خود سے قتل کی ابتداء کریں ۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ

حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى

سو جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اسپر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور

عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ ان ڈرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں

وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ

اور تم لوگ (جان کے ساتھ مال بھی) خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں

وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

تباہی میں مت ڈالو اور کام اچھی طرح کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنیوالوں کو

معٗ عند المتقدمین

اعتدال کا حکم

وہ مہینہ جس میں آپ عمرہ قضاء کے لیے تشریف لے جارہے ہیں وہ اس مہینہ کا بدل ہے جس میں کفار نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا، اور اگر یہ کفار حدود حرم میں آپ پر قتل کی ابتداء کریں تو آپ بھی اسی قدر ان کے ساتھ قتال کریں اور ابتداء بالقتل سے حق تعالیٰ سے ڈریں حق تعالیٰ کی مدد و نصرت پرہیزگاروں کے ساتھ ہے عمرہ قضا کرنے کے لیے حق تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے سے اپنا ہاتھ مت روکو کہ کہیں تم ہلاکت میں نہ پڑجاؤ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں مت مبتلا کرو اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ کار خیر میں مت رکو کہ کہیں تم ہلاکت میں نہ پڑجاؤ یعنی رحمت خداوندی سے مایوس مت ہوکر پھر ہلاکت میں گرفتار ہو، اور حق تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ سے

حسن ظن رکھو اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے کہ راہ خدا میں خوب اچھی طرح خرچ کرو حق تعالیٰ اچھی راہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الخ سے لے کر یہاں تک یہ آیتیں ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو حدیبیہ سے اگلے سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں عمرہ قضا کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے :

لباب النقول فی اسباب النزول

واحدی نے کلبی اور ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ میں داخلہ سے روک دیا گیا تھا پھر آپ نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کر لی کہ اگلے سال آکر عمرہ قضا کر لیں گے، جب آئندہ سال ہوا تو آپ نے اور آپکے صحابۂ کرام رضا نے عمرہ قضا کی تیاری کی اور اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں کفار وعدہ پورا نہ کریں اور پھر مسجد حرام میں داخلہ سے روک دیں۔ اور قتال کریں اور صحابۂ کرام کو حج کے مہینوں میں قتال پسند نہیں تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ابن جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابۂ کرام ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھ کر اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر روانہ ہوئے جب مقام حدیبیہ پر پہنچے تو مشرکین نے آپ کو روک دیا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کر لی کہ اس سال واپس ہوئے جاتے ہیں اور آئندہ سال آکر عمرہ قضا کر لیں گے، جب آئندہ سال ہوا تو ذی قعدہ کے مہینہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور تین راتوں تک وہاں قیام کیا۔ اور مشرکین کو اس بات پر فخر تھا کہ انہوں نے حضور کو واپس کر دیا۔ حق تعالیٰ نے ان کا یہ سارا واقعہ بیان کیا اور حضور کو مکہ مکرمہ میں اسی مہینہ کے اندر داخل فرمایا جس مہینہ میں کفار نے آپ کو واپس کیا تھا، چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ یعنی حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں :

فرمان الٰہی وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الخ امام بخاری رح نے حضرت حذیفہ رضا سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ نفقہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام ابو داؤد اور ترمذی نے صحت کے ساتھ اور نیز امام حاکم اور ابن حبان نے ابو ایوب سے روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا اے گروہ انصار یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمادی اور اس کے مددگار زیادہ ہو گئے۔ تو ہم میں سے بعض نے بعض سے خفیہ طریقہ پر یہ کہا کہ ہمارے اموال یونہی ضائع ہو رہے ہیں اور اب حق تعالیٰ نے اسلام کو عزت دیدی ہے سو اگر اب ہم اپنے اموال کا خیال کریں۔ اور

ضائع ہونے سے انکی حفاظت کریں تو بہتر ہے تب حق تعالیٰ نے ہماری باتوں کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ حق تعالیٰ کے راستہ میں مال بھی خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرو، تو ہلاکت مال کی نگرانی اور اس کی حفاظت، اور جہاد کو چھوڑنا ہے طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ ابی جبیرۃ بن ضحاک سے نقل کیا ہے کہ انصار صدقہ وخیرات کرتے تھے اور جسقدر حق تعالیٰ توفیق عطا فرماتا غرباء کو مال دیتے تھے ایک مرتبہ ان پر کچھ تنگی آگئی تو وہ اس کام سے رک گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، نیز امام طبرانی ہی نے سند صحیح کے ساتھ نعمان بن بشیر سے روایت نقل کی ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہوجاتا تو وہ اپنے دل میں کہتا کہ حق تعالیٰ میری مغفرت نہیں فرمائے گا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو اور اس حدیث کے لئے ایک اور شاہد موجود ہے جس کو امام حاکم نے حضرت براءؓ سے نقل کیا ہے :۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

اور (جب حج وعمرہ کرتا ہو تو اس) حج وعمرہ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو پھر اگر (کسی

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ

دشمن یا مرض کے سبب) روک دیئے جاؤ تو قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو (ذبح کرے) اور اپنے سروں کو اسوقت

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

تک مت منڈاؤ جبتک کہ قربانی اپنے موقع پرنہ پہنچ جاوے (اور وہ موقع حرم ہے کہ کسی کے ہاتھ وہاں جانور بھیج

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ

دیا جائے) البتہ اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو (جس سے پہلے ہی سر منڈانے کی ضرورت

صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

پڑجائے) تو (وہ سر منڈوا کر) فدیہ (یعنی اس کا شرعی) دیدے

فدیہ } حج یا عمرہ سے کسی مرض یا دشمن کی وجہ سے روک دیئے جاؤ تو بکری یا گائے یا اونٹ میں سے جس قربانی میں تمہیں سہولت ہو احرام کے چھوڑنے پر واجب ہے اور اس رکنے کی

مدت میں اپنے سروں کو نہ منڈاؤ تاوقتیکہ جو قربانی روانہ کی ہے وہ اپنے ذبح ہونے کے مقام پر نہ پہنچ جائے اور جو اس رکنے کی مدت میں اتنے زمانہ تک نہ ٹھہر سکتا ہو تو وہ قربانی کا جانور اس کے مقام پر روانہ کرنے ہی سے قبل اپنے گھر چلا جائے۔ اور جس کے سر میں جوئیں بکثرت ہو گئی ہوں وہ اپنے سر کو منڈادے یہ آیت کریمہ حضرت کعب بن عجرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کے سر میں جوئیں بکثرت ہو گئی تھیں اسلئے انہوں نے حرم ہی میں اپنا سر منڈادیا تھا، اور اس سر منڈانے کا فدیہ تین روزے یا اہل مکہ میں سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لئے روانہ کرنا ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا الخ امام بخاری رح نے کعب بن عجرہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے حق تعالیٰ کا فرمان فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ الخ کے بارے میں دریافت کیا گیا وہ بولے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اور جوئیں میرے سر پر سے جھڑ رہی تھیں آپ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس مشقت و تکلیف میں تم گرفتار ہو رہے ہو کوئی بکری تمہارے پاس ہے میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر ایک مسکین کو آدھا کھانے کا دو۔ اور اس کے بعد سر منڈالو حضرت کعب فرماتے ہیں اس کے بعد خصوصی طور پر یہ آیت کریمہ میرے لئے نازل ہو گئی اور اب تم سب کے لئے عام ہے۔

نیز امام احمد نے حضرت کعب رض سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام حدیبیہ میں احرام کی حالت میں تھے مشرکین نے ہمیں روک دیا تھا، اور میری جوئیں بکثرت ہو رہی تھیں، حتیٰ کہ میرے چہرے پر سے گر رہی تھیں، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر میرے پاس سے ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے تکلیف پہنچا رہی ہیں چنانچہ آپ نے سر منڈانے کا حکم دیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا الخ اور واحدی نے عطاء کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حدیبیہ میں پڑاؤ کیا تو کعب بن عجرہ اپنی جوؤں کو اپنے چہرے پر سے جھاڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ص ان جوؤں نے تو مجھے کھا لیا ہے تو اسی مقام پر یہ آیت کریمہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ الخ نازل ہوئی۔

فَإِذَآ أَمِنتُمْ وقفہ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ

(تین) روزے سے یا چھ مسکین کو خیرات دیدیتے یا (ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب امن کی حالت میں ہو (یا تو پہلے سے

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

(تین روزے سے یا چھ مسکین کو خیرات دیدیئے یا ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب امن کی حالت میں ہو دیا تو

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ

پہلے ہی سے کوئی خوف پیش نہ آیا ہو یا ہو کر جاتا رہا ہو) تو جو شخص عمرہ سے اس کو حج کے ساتھ ملا کر مستفید ہوا ہو

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهُ حَاضِرِي

(یعنی ایام حج میں عمرہ بھی کیا ہو) تو جو کچھ قربانی میسر ہو (ذبح) کرے (اور جس نے صرف عمرہ یا حج کیا ہو اس پر حج وغیرہ کے

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

متعلق کوئی قربانی نہیں) پھر جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو تو (اسکے ذمہ) تین دن کے روزے ہیں (ایام) حج

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج

میں اور سات ہیں جبکہ حج سے تمہارا لوٹنے کا وقت آجاوے یہ پورے دس ہوتے یہ اس شخص کیلئے ہے جسکے

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ

اہل و عیال مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قریب میں رہتے ہوں (یعنی قریب ہی کا وطن دار نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ کسی امر میں خلاف نہ ہو جائے اور جان لو

وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط

کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دنیا کی اور مخالفت کرنیوالوں کو سزائے سخت دینے میں (زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم (شوال، ذیقعدہ اور دس تاریخیں

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

ذی الحجہ کی) سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر (اسکو) نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے اور جو نیک کام کرو گے

عافیت کے بعد کم اور جب دشمن اور بیماری سے چھٹکارا حاصل ہو جائے تو امسال حج تم نے جو تم پر حج اور عمرہ فرض کیا تھا اگلے سال اس کی قضا کرو۔

اور جو شخص عمرہ کرنے کے بعد پھر حج کا احرام باندھے تو اس پر حج تمتع اور قران کی قربانی واجب ہے اور قربانی عام ہے خواہ بکری کر دے یا گائے اور اونٹ میں سے حصہ کر دے اور جو شخص ان مذکورہ قسم کی قربانیوں میں سے کوئی سی بھی قربانی نہ ادا کر سکے تو وہ حج کے عشرہ میں تین روزے متواتر اس ترتیب سے رکھے اخیر روزہ عرفہ کے دن ہو، اور سات گھر پہنچ کر یا جس وقت راستہ ہی میں تم قیام کر لو، یہ پورے روزے قربانی کے قائم مقام ہو جائیں گے اور یہ دم تمتع اس شخص پر واجب ہے کہ جس کا گھر اور اس کے گھر والے حرم میں نہ ہوں، کیونکہ حرم والوں پر حج تمتع اور قران نہیں ہے اور جس چیز کا حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اس کی بجا آوری میں حق تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ جو اوامر خداوندی میں سے قربانی یا روزوں کو ترک کریگا تو حق تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

حج کے مشہور مہینے ہیں جن میں حج کا احرام باندھا جاتا ہے یعنی شوال ذی قعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ لہٰذا جو شخص ان مہینوں میں حج کا احرام باندھ لے تو نہ صحبت کرے اور نہ اس قسم کی باتیں کرے۔ اور گالی گلوچ دینے اور اپنے ساتھی سے لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے، اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ حج کی فرضیت میں کوئی جھگڑا اور بحث نہیں۔

اور احرام کی حالت میں جماع اور اس کے تذکرہ اور گالی گلوچ اور جھگڑے کو جو بھی تم ان باتوں میں سے چھوڑو گے حق تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اے عقل والو! سامانِ سفر یعنی ساتھ رکھو اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے مطلب یہ ہے کہ عقل والو! دنیاوی ضرورتوں کے لئے بھی سفر میں اتنی چیز ساتھ رکھو جو وہاں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے کفایت کرے ورنہ پھر حق تعالیٰ پر توکل کر لو، اسلئے کہ توکل دنیاوی توشوں سے بدرجہا بہتر ہے، اور حدودِ حرم میں مجھ سے ڈرتے رہو، یہ آیت کریمہ یمن کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو زادِ راہ اور توشہ لئے بغیر حج کرنے تھے جس کی وجہ سے رستہ والوں سے قسم قسم کی تکالیف برداشت کرتے حق تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے منع کر دیا ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وتزودوا الخ امام بخاری رح وغیرہ نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ اہلِ یمن بغیر توشہ کے حج کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اور توشہ ساتھ رکھو کیونکہ بہترین توشہ پرہیزگاری ہے ؛

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

اور اے ذی عقل لوگو! مجھ سے ڈرتے رہو تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو تمہارے

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ

پروردگار کی طرف سے ہے پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس

الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ص وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ ج وَاِنۡ

(مزدلفہ میں شب کو قیام کرکے) خدا تعالیٰ کی یاد کرو اور اسی طرح یاد کرو جس طرح تم کو

كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا

تبلا رکھا ہے (نہ برکر اپنی رائے کو دخل دو) اور درحقیقت قبل اسکے تم محض ہی ناواقف تھے پھر تم سب کو

مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ

ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آجاؤ جہاں اور لوگ جاکر وہاں سے واپس آتے ہیں اور (احکام حج میں پرانی رسموں پر عمل

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۹۹﴾

کرنے سے) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو (یقیناً) اللہ تعالیٰ معاف کردینگے اور مہربانی فرمائینگے

تجارت حرم } حرم میں تجارت کرکے کچھ نفع وغیرہ کمانے میں کوئی حرج نہیں، یہ آیت کریمہ ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو حدود حرم میں خرید و فروخت کو جائز نہیں سمجھتے تھے، حق تعالیٰ نے انہیں اس چیز کی اجازت دے دی اس کے بعد جب تم میدان عرفات سے مشعر حرام پر آؤ تو دل و زبان سے جیسا کہ حق تعالیٰ نے تمہیں بتایا ہے حق تعالیٰ کا خوب ذکر کرو، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت نزول قرآن اور اسلام سے پہلے تم تو کافر تھے۔

وہیں جاکر پھر لوٹو جہاں سے اہل یمن لوٹ کر آتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لئے مغفرت طلب کرو جو شخص توبہ کرے اور توبہ ہی پر اس کا انتقال ہو تو حق تعالیٰ ایسے شخص کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

یہ آیت کریمہ اہل حمس کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنے حجوں میں حرم سے میدان عرفات کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں جاتے تھے، حق تعالیٰ نے انہیں اس چیز سے منع کیا اور اس بات کا حکم دیا کہ میدان عرفات جائیں اور اسی مقام سے لوٹ کر آئیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول } لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ الخ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ عکاظ مجنہ

اور ذو المجاز یہ زمانہ جاہلیت میں بازار تھے لوگ حج کے زمانہ میں ان بازاروں میں آکر تجارت کیا کرتے تھے، صحابہ کرام رضہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ایام حج میں تجارت کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اور امام احمد اور ابن ابی حاتم جریر اور امام حاکم نے ابو امامہ تیمی سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضہ سے عرض کیا کہ ہم حج میں تجارت کرتے ہیں تو اس سے حج میں کوئی نقصان تو نہیں آتا حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر اسی قسم کا سوال کیا تھا، آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ جبریل امین یہ آیت کریمہ لَیْسَ عَلَیْکُمْ الخ لے کر نازل ہوئے اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تم لوگ حاجی ہو:۔

فرمان خداوندی ثُمَّ اَفِیْضُوْا الخ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ عرب عرفات میں وقوف کیا کرتے۔

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ

پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکا کرو تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد

اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ

کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھ کر ہو، سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں)

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾

ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دیدیجئے اور ایسے شخص کو آخرت میں

وَمِنْہُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی

(بوجہ انکار آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے

الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ

ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو

النصف

نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ

عذاب دوزخ سے بچائیے ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملیگا بدولت انکے عمل کے اور اللہ تو جلدی ہی حساب لینے والا ہیں

یادِ خداوندی

اور جب تم اپنے اعمال حج سے فارغ ہو جاؤ تو حق تعالیٰ کو اسطرح یاد کرو جیسا کہ اپنے آباء کو یاد کرتے ہو اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ نے جو تم پر احسانات کئے ہیں ان احسانات کے ساتھ حق تعالیٰ کو اس طریقہ پر یاد کرو جیسا زمانہ جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کے احسانات یاد کیا کرتے تھے، بلکہ اپنے آباء کے تذکرہ سے بھی کہیں زیادہ حق تعالیٰ کو یاد کرو، وقوف کی جگہ میں بعض لوگ دعا مانگتے ہیں، کہ پروردگار ہمیں اونٹ، گائے، بکریاں غلام اور باندیاں اور بہت سا مال عطا فرما مگر جنت میں ایسے لوگوں کے حج کا کوئی حصہ نہیں۔

اور بعض حضرات علم و عبادت گناہوں سے حفاظت شہادت اور غنیمت وغیرہ اور جنت اور اس کی نعمتوں کے لئے دعا مانگتے ہیں، اور درخواست کرتے ہیں کہ قبر اور دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور فرمادے ان خوبیوں والوں کے لئے جنت میں ان کے حج کا کامل حصہ ہے۔ اور حق تعالیٰ جب حساب فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا حساب بہت سریع ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اس کی حفاظت بہت سریع ہے اور یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ حق تعالیٰ ریاکاروں سے بہت زبردست انتقام لینے والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فاذا قضیتم الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت والے حج کے زمانہ میں کھڑے ہوتے تھے چنانچہ ان میں سے ہر ایک شخص کہتا تھا کہ میرا باپ کھانا کھلاتا تھا، لوگوں کو سوار کراتا تھا، اور دوسروں کی طرف سے دیتوں کو ادا کرتا تھا۔ غرضکہ اپنے آباؤ اجداد کے تذکرہ کے علاوہ اور کوئی ان کے پاس ذکر نہیں تھا، تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکا کرو تو حق تعالیٰ کا خوب ذکر کیا کرو۔

اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ عرب جب ارکان حج سے فارغ ہو جاتے تھے تو جمرہ کے پاس کھڑے ہو جاتے اور زمانہ جاہلیت میں جو ان سے باپ داداؤں کی کارگذاریاں ہوئیں ان کو بیان کرتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ عربوں کی ایک جماعت وقوف کی جگہ آتی اور کہتی اے اللہ، اس سال کو بارش اور سبزہ و شادابی اور خوبصورتیوں والا کر دے امور آخرت میں سے کسی بھی چیز کا تذکرہ نہیں کرتی تھی حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی

کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہمیں دنیا ہی میں دیدے، ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔
اس جماعت کے بعد دوسری جماعت مؤمنوں کی آتی اور وہ یہ دعا مانگتی رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً الخ ؂

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک پھر جو شخص دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجیل

فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ

کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں

اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ

اس شخص کے واسطے جو (خدا سے) ڈرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سبکو

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۰۳ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ

خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپکو اس کی گفتگو جو محض دنیوی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ

غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر بتاتا ہے اپنے

وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴

مافی الضمیر پر حالانکہ وہ (آپکی) مخالفت میں (نہایت) تشدید ہے۔

ایام تشریق { اور ایام معلوم یعنی ایام تشریق کے پانچ دنوں میں یوم عرفہ۔ یوم النحر اور ۱۱، ۱۲، ۱۳ کو حق تعالیٰ کی تکبیر تحمید اور تہلیل بہت زیادہ کرو۔
اور جو شخص دسویں تاریخ کے دو دن بعد ہی اپنے گھر واپس آنا چاہے تو اس جلدی میں کوئی

گناہ نہیں، اور جو شخص تیرھویں تاریخ تک منیٰ میں قیام کرے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں، اس کی مغفرت ہو جائے گی، جو تیرھویں تاریخ تک شکار کرنے سے رکا رہے گا، اور تیرھویں تاریخ تک شکار کرنے سے حق تعالیٰ سے ڈرے، اور یہ بات بخوبی جان لو کہ مرنے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

آپ کو بعض لوگوں کی دنیاوی زندگی میں گفتگو اور ان کا طرز بیان پسندیدہ معلوم ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ وہ خدا تعالیٰ کی اس بات پر قسم کھاتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کی اتباع کرتا ہوں حالانکہ وہ جھوٹا سخت قسم کا جھگڑالو ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی ومن الناس من یعجبک الخ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ لشکر شہید کر دیا گیا جس میں عاصم اور مرثد تھے تو منافقوں میں سے دو آدمیوں نے کہا کہ ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو اس طریقہ سے مارے گئے کیوں نہ یہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہے، اور کیوں نہ انہوں نے اپنے صاحب کی رسالت کو ادا کر دیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ اور ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر اس نے اسلام ظاہر کیا، حضور صلعم کو اس کی یہ بات پسند آئی، اس کے بعد یہ آپ کے پاس سے نکلا، اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت کی کھیتی اور گدھوں پر سے اس کا گذر ہوا تو اس نے کھیتی جلا دی اور گدھوں کے پاؤں کاٹ دیئے۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ

اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور (کسی کے) کھیت

الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا

یا مواشی کو تلف کر دے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے اور جب اس سے

قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ

کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو گناہ پر (دونا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے

جَهَنَّمُ ۗ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بُرا ہی آرام گاہ ہے اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ

رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں۔

نفاق برتنے والا اور جب غصہ میں آتا ہے تو ہمہ قسم کے گناہ کرتا ہے، اور کھیتوں اور باغات کو ہلاک اور جانوروں کو قتل کرتا ہے، حق تعالیٰ ایسے مفسد کو پسند نہیں فرماتے، اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے کاموں میں حق تعالیٰ سے ڈر تو اس میں تکبر اور حمیت جوش مارنے لگتی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ بہت حسین منظر اور شیریں کلام تھا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی یہ بات پسند تھی، کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور خفیہ طریقہ سے آپکے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور اس پر خدا کی قسم بھی کہا تھا مگر یہ پکا منافق تھا لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ایک قوم کی کھیتی جلا دی تھی، اور ایسے ہی ایک قوم کے گدھوں کو مار ڈالا تھا۔

اور بعض حضرات حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے طلب کرنے میں اپنی جان کو اپنے مال کے عوض خریدتے ہیں، یہ آیت کریمہ صہیب بن سنان رضؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان حضرات نے اپنی جانوں کو اپنے مال کے عوض مکہ والوں سے خریدا تھا۔

اور حق تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی مہربانی فرمانے والا ہے، یہ آیت کریمہ حضرت عمار بن یاسر کے والدین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان حضرات کو مشرکین مکہ نے شہید کر دیا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمانِ الٰہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ الخ حارث بن ابی امام نے اپنی مسند میں اور ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ حضرت صہیب رضؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے

روانہ ہوئے تو قریش کی ایک جماعت ان کے پیچھے ہولی۔ حضرت صہیبؓ اپنی سواری پر سے اتر گئے۔ اور ان کے ترکش میں جو تیر تھے وہ سب نکال لئے۔ اور فرمایا اے گروہ قریش تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب میں زیادہ تیر انداز ہوں، اور خدا کی قسم! تم میرے قریب اس وقت تک نہیں پہونچ سکتے جبتک کہ میں اپنے ان تمام تیروں کو جو میرے ترکش میں ہیں تمہارے نہ ماردوں، اور اس کے بعد جتنی میرے ہاتھ میں طاقت باقی رہے گی ہیں اپنی تلوار سے تمہارا خاتمہ کروں گا، اب جو تمہاری مرضی ہو سو کرو، اور اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنا وہ مال بتادوں جو مکہ میں ہے اور تم میرا پیچھا چھوڑ دو،

قریش اس بات پر راضی ہو گئے، جب حضرت صہیبؓ مدینہ منورہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو یحییٰ تمہاری تجارت سود مند رہی، ابو یحییٰ تمہاری تجارت کامیاب ہوگئی اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي الخ

اور امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں اسی طرح ابن مسیب عن صہیب کے واسطہ سے موصولاً روایت نقل کی ہے، اور امام حاکم نے بھی اسی طرح عکرمہ کے مراسیل سے روایت نقل کی ہے

اور امام حاکم ہی نے بواسطۂ حماد بن سلمہ، ثابت، حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے اور اس میں آیت کے نازل ہونے کی تصریح موجود ہے، اور امام حاکم نے فرمایا ہے یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے۔

اور ابن جریر نے عکرمہ رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت صہیبؓ، ابو ذرؓ، جندب بن ابی السکن کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؞

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ص وَلَا

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور (فاسد خیالات میں پڑکر) شیطان

تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ط إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۲۰۸﴾

کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پھر اگر تم بعد

فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا

اسکے کہ تم کو واضح دلیلیں پہنچ چکی ہیں (صراط مستقیم سے) لغزش کرنے لگو تو یقین کر رکھو کہ

أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ

حق تعالیٰ (بڑے) زبردست ہیں حکمت والے ہیں | یہ (گمراہ) لوگ اس امر کے منتظر

يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

(معلوم ہوتے) ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس (سزا

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۲۱۰)

دینے کے لئے) آ دیں اور سارا قصہ ہی ختم ہو جاوے اور یہ سارے مقدمات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کیے جاویں گے

۲۵ ۹

تلقین { پورے طور پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں داخل ہو جاؤ۔ اور شنبہ اور اونٹ کے گوشت کی حرمت وغیرہ میں شیطان کی طمع سازی میں نہ آؤ وہ کھلا ہوا دشمن ہے پھر اگر اپنی کتاب میں اس چیز کا بیان اور وضاحت آجانے کے بعد تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے اعراض کرو تو حق تعالیٰ ایسے شخص سے جو اپنے رسول کی اتباع نہ کرے زبردست انتقام لینے والا ہے، اور حق تعالیٰ سابقہ شریعتوں کے منسوخ کرنے کے بارے میں زیادہ باخبر ہے یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انھیں شنبہ کے دن اور اونٹ کے گوشت سے کراہیت تھی۔

کیا اہل مکہ اس چیز کے منتظر ہیں کہ بغیر کسی کیفیت کے قیامت کا دن آجائے اور حق تعالیٰ اس کام سے فارغ ہو جائے۔ اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل فرمادے۔ اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام حق تعالیٰ ہی کے سپرد ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول { فرمان الٰہی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ اور ثعلبہ رضؓ، ابن یامین رضؓ اسد بن کعب رضؓ، اسید بن کعب رضؓ، سعید بن عمرو رضؓ اور قیس بن زید رضؓ اہل کتاب میں سے ان سب حضرات نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شنبہ کے دن کی ہم تعظیم کرتے ہیں، ہمیں اسکی تعظیم کی اجازت دیجئے، اور توریت بھی حق تعالیٰ کی کتاب ہے، ہمیں رات کو اس پر عمل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ ؛

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ؕ
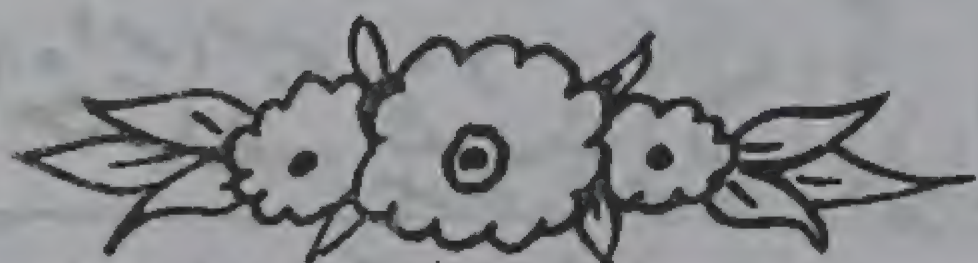
آپ (علماء) بنی اسرائیل سے (ذرا) پوچھئے (تو سہی) ہم نے انکو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں۔ اور جو

وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ

شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اس کے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا

سزا دیتے ہیں۔ دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور

وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا

(اسی وجہ سے) ان مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ (مسلمان) جو کفر و شرک سے بچتے ہیں

فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ

ان کافروں سے اعلیٰ درجہ میں ہونگے قیامت کے روز۔ اور روزی تو اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہیں بے انداز

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف

دیدیتے ہیں (ایک زمانہ میں) سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۪ وَاَنْزَلَ

کو بھیجا جو کہ خوشی (کے وعدے) سناتے تھے اور ڈراتے تھے اور انکے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی

مَعَھُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا

ٹھیک طور پر نازل فرمائیں اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں انکے امور اختلافیہ (مذہبی) میں

فِیْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ

فیصلہ فرمادیں اور اس کتاب میں (یہ) اختلاف اور کسی نے نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے جن کو (اولاً) وہ کتاب ملی تھی

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى

بعد اسکے کہ ان کے پاس دلائل واضحہ پہونچ چکے تھے باہمی ضد اضدی کی وجہ سے پھر اللہ تعالٰی نے (ہمیشہ) ایمان

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ

والوں کو وہ امر حق جس میں (مختلفین) اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہ تعالٰی بتلا دیا اور اللہ تعالٰی

الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

جس کو چاہتے ہیں اس کو راہ راست

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۲۱۳)

بتلا دیتے ہیں

ارشادِ ربّانی آپ یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے دریافت کیجئے کہ کتنی مرتبہ ہم نے ان سے اوامر و نواہی کے ساتھ کلام کیا ہے، اور موسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے انھیں دین کے ساتھ عزت عطا کی، مگر انہوں نے دین کو کفر کے ساتھ تبدیل کر دیا اور جو شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد حق تعالٰی کے دین اور اس کی کتاب کو کفر کے ساتھ تبدیل کرے تو حق تعالٰی کافر کو شدید ترین عذاب دینے والا ہے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لئے دنیاوی زندگی فراخی اور خوشحالی کے ساتھ مزین کر دیا گیا ہے مگر یہ لوگ حضرت سلمان رضؓ بلال رضؓ اور صہیبؓ اور ان کے ساتھیوں کی تنگیٔ معیشت پر ان کا مذاق اڑاتے ہیں، مگر جو حضرات کفر و شرک سے بچے ہوئے ہیں یعنی حضرت سلمان اور ان کے ساتھی وہ دنیا میں ان کافروں سے حجت اور دلیل اور جنت میں قدر و منزلت میں بڑھے ہوئے ہیں اور بغیر کسی محنت و مشقت کے جس پر حق تعالٰی چاہتا ہے، مال کی فراخی کر دیتا ہے اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ جنت میں حق تعالٰی جسے چاہتا ہے، بغیر حساب و کتاب عطا کر دیتا ہے انسان حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں ایک ملت یعنی کفر پر قائم تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں مسلمان تھے، اس کے بعد حق تعالٰی نے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ایسے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جو مومنین کو جنت کی خوشخبری سنانے والے اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والے تھے اور ان پر جبریل امین کے ذریعہ اپنی کتاب کو بھی

نازل فرمایا جو حق اور باطل کو بیان کرنے والی تھی، تاکہ ہر ایک نبی دینی مسائل میں اپنی کتاب کے ذریعہ فیصلہ کرسکے اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، تاکہ وہ کتاب آپس میں فیصلہ کرسکے، اور اگر لیحکم کو لتحکم تاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات مراد ہوگی، دین اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اہل کتاب ہی نے حسد کی بناء پر اختلاف اور کفر کیا ہے، باوجودیکہ انکی کتابوں میں اسکے متعلق کھلی ہوئی نشانیاں بیان ہوچکی تھیں، دین میں اختلاف کرنے سے حق تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعہ مؤمنین کو حق بات کی ہدایت عطا فرمائی۔

یعنی دین میں اختلاف کرنے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے سے حق تعالیٰ نے مؤمنین کی انبیاء کرام کے ذریعہ اپنے حکم و ارادہ سے حفاظت فرمائی جو اس چیز کا اہل ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اپنی مرضی سے جسے چاہتا ہے اس کو دین پر قائم و مستقیم فرما دیتا ہے :-

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم

دوسری بات سنو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں (بے مشقت) جا داخل ہوگے حالانکہ تم کو ہنوز

مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ

ان (مسلمان) لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں

وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ

ان پر (مخالفین کے سبب) ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور (مصائب سے) انکو یہاں تک جنبشیں ہوئیں کہ (اس زمانے کے)

آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ

پیغمبر تک اور جو انکے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد (موعود) کب ہوگی یاد رکھو بیشک اللہ تعالیٰ

قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم

کی امداد (بہت) نزدیک ہے، لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ

مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچوں اور محتاجوں کا اور مسافر کا

وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

اور جو نسا نیک کام کرو گے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اسپر ثواب دینگے)

علیم و خبیر ذات

اے مومنین کرام کی جماعت کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بغیر اس طرح امتحان و آزمائش کے جیسا کہ تم سے قبل مومنین سابقین کی آزمائش کی گئی ہے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، ان کو اس قدر خوف پریشان اور سختیاں اور قسم قسم کی بیماریوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ ان کے رسول اور وہ حضرات جو ان پر ایمان لائے تھے بول اٹھے، دشمنوں کے مقابلہ کے لئے حق تعالیٰ کی جانب سے کب مدد آئے گی، حق تعالیٰ نے ان نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ دشمنوں سے تمہاری نجات کا وقت قریب ہے۔

یہ سوال میراث کی آیتوں سے نازل ہونے سے قبل کا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کس پر صدقہ کریں آپ فرما دیجئے کہ اپنے مال کو والدین اور رشتہ داروں (مگر اس کے بعد میراث کی آیت سے والدین کو صدقہ دینا منسوخ ہو گیا) یتیموں، مسکینوں اور نووارد لوگوں پر خرچ کرو اور تم جو کچھ اپنا مال ان لوگوں پر خرچ کرو گے، تو حق تعالیٰ اس کو اور تمہاری نیتوں کو جاننے والا ہے اس پر تمھیں بدلہ دے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی ام حسبتم ان الخ عبدالرزاق، معمر، قتادہ بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت سختیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

فرمان الٰہی یسئلونک ماذا ینفقون الخ ابن جریر نے ابن جریج رض سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مالوں کو کہاں خرچ کریں اسپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اور ابن منذر نے ابو حبان سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن جموح رض نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مالوں کو کس طرح اور کہاں خرچ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) گراں (معلوم ہوتا ہے)، اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو

شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَّهُوَ

گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ (بھی) ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے

شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

حق میں باعث خرابی ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم (پورا پورا) نہیں جانتے لوگ آپ سے شہر

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ

حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس میں خاص طور پر قتال کرنا

قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ

(یعنی عمداً) جرم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ

اور مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے انکو اس سے خارج کر دینا

عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ

جرم عظیم ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور فتنہ پردازی کرنا (اس) قتل (خاص) سے بدرجہا بڑھ کر ہے

يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ

اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ رکھیں گے اس غرض سے کہ اگر (خدا نہ کرے) قابو پاویں تو

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ

تم کو تمہارے دین (اسلام) سے پھیر دیں اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی

فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ہوتے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب

وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

فرضیت جہاد کی حکمت

تم پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عام کوچ کرنے میں جہاد فرض کیا گیا ہے اور تم پر شاق تھا، اور تم اسے شاق سمجھتے ہو، مگر فی الواقع یہ تمہارے لئے بہتر ہے، تمھیں اس کی وجہ سے شہادت اور مال غنیمت حاصل ہوتی ہے اور جہاد سے بیٹھے رہنے میں نہ شہادت حاصل ہوتی ہے اور نہ مال غنیمت، اور حق تعالے جانتا ہے کہ جہاد تمہارے لئے بہتر اور جہاد میں شرکت نہ کرنا تمہارے حق میں برا ہے، یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص اور مقداد بن اسود اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں نے عمرو بن حضرمی کو جمادی الثانی کی شام کو رجب کا چاند نظر آنے کے قبل قتل کردیا تھا. کفار نے انھیں اس پر ملامت کی، انہوں نے شہر حرام میں قتال کرنے کے بارے میں دریافت کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شہر حرام یعنی رجب کے مہینہ میں آپ سے قتال کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

آپ فرما دیجئے کہ رجب کے مہینہ میں قتال کرنا بہت بڑے گناہ کا باعث ہے اور لوگوں کو حق تعالٰی کے دین اور اس کی اطاعت سے پھیرنا اور ان کو مسجد حرام کے داخلہ سے روکنا حق تعالٰی کے یہاں عمرو بن حضرمی کے قتل سے بڑھ کر گناہ کا باعث ہے، اور ایسے ہی حق تعالٰی کے ساتھ شرک کرنا عمرو بن حضرمی کے قتل سے بڑا گناہ ہے اور یہ اہل مکہ تم لوگوں کو دین اسلام سے پھیرنے کے کوشاں ہیں اور جو اسلام سے پھر کر اسی حالت میں مرجائے تو اس کے تمام اعمال باطل اور تمام نیکیاں برباد ہیں اور آخرت میں ان کو کوئی بدلہ نہیں ملے گا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئیگی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ الخ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے کبیر میں اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں جندب بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا، اور اس پر عبداللہ بن جحش کو امیر بنایا ؎

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ

حقیقتاً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے

سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

لوگ تو رحمت خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اس غلطی کو) معاف

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۱۸﴾ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ

کر دینگے اور (تم پر) رحمت کرینگے لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں

قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ

آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے)

اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ۬ قُلِ

فائدے بھی ہیں اور (وہ) گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں اور لوگ آپ سے

الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾

دریافت کرتے ہیں کہ (خیر خیرات میں) کتنا خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو اللہ تعالیٰ اسی طرح

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

احکام کو صاف صاف بیان فرماتے ہیں تاکہ تم دنیا و آخرت کے معاملات میں سوچ لیا کرو

بہشت کے حقدار اب اگلی آیتیں پھر عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں کہ جو حضرات حق تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور انہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور عمرو بن حضرمی کافر کو قتل کیا

یقیناً ایسے حضرات حق تعالیٰ کی جنت کو پالیں گے، حق تعالیٰ ان کے افعال کی مغفرت فرمانے والا ہے۔
کسی مقام کا ان سے مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔

اگلی آیت حضرت عمر فاروق رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے فرمایا تھا کہ الٰہ العالمین شراب کے بارے میں کوئی صاف حکم بیان فرمادے، حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ ان میں حرمت کے بعد بہت بڑا گناہ ہے، اور حرمت سے قبل لوگوں کے لئے تجارت وغیرہ کے معمولی سے فوائد ہیں، مگر تحریم سے قبل جو اس میں نفع ہے اس سے بہت زیادہ حرمت کے بعد ان میں گناہ ہے پھر اس کے بعد دونوں صورتوں میں شراب حرام کردی گئی۔

یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ ہم اپنے اموال میں سے کیا صدقہ کیا کریں، تو حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ہم اپنے مالوں میں سے کیا صدقہ کریں، آپ فرمادیجئے کہ جو اپنے کھانے اور بچوں کی پرورش سے بچ جائے، پھر اس کے بعد یہ حکم آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہوگیا، اسی طرح حق تعالیٰ اوامر و نواہی اور دنیا کی ذلت کو بیان فرماتا ہے، تاکہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ان حضرات کو ابن حضرمی ملا، انہوں نے اس کو قتل کردیا، اور ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ دن رجب کا ہے یا جمادی الآخر کا، تو مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ ان لوگوں نے شہر حرام میں قتال کیا ہے، تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، کہ آپ شہر حرام میں قتال کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، پھر بعد میں بعض حضرات بولے کہ اگر ان لوگوں کا اس میں گناہ نہیں ہوگا تو پھر ثواب بھی نہیں ملے گا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا الخ اور ابن مندہ نے اس روایت کو عثمان بن عطاء اور عطاء کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، فرمان خداوندی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ الخ، اس کی تفسیر سورۂ مائدہ میں آئے گی۔

فرمان الٰہی یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ الخ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جب فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تو صحابۂ کرام کی ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں کس قسم کے نفقہ کا ہمارے اموال میں حکم دیا گیا ہے سو ہم کیا خرچ کریں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ

اور ابن ابی حاتم نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ انھیں یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت معاذ رضؓ اور ثعلبہ رضؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمارے پاس غلام بھی ہیں اور گھر والے بھی ہیں تو ہم اپنے اموال میں سے کیا خرچ کریں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ

اور لوگ آپ سے یتیم بچوں کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ انکی مصلحت کی رعایت رکھنا زیادہ

تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ خرچ شامل رکھو تو وہ تمہارے (دینی) بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ

الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

مصلحت کے ضائع کرنیوالے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو (الگ الگ) جانتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو

حَكِيْمٌ ۝ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ

تو تم کو مصیبت میں ڈال دیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور نکاح مت کرو

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

کافر عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں اور مسلمان عورت (چاہے لونڈی کیوں نہ ہو وہ ہزار درجہ) بہتر ہے کافر عورت سے بہتر ہے گو وہ تمہیں اچھی معلوم ہو

زرّین احکام حضرت عبداللہ بن رواحہ رضؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یتیموں کے ساتھ کھانے پینے اور رہائش میں اختلاط کرنے کے بارے دریافت کیا تھا کہ یہ چیز جائز ہے یا نہیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جس میں نبی کریمؐ کو خطاب کرکے فرمایا کہ آپ سے یتیموں کے ساتھ کھانے پینے اور رہائش میں میل جول رکھنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان کے مال کی اصلاح ان کے ساتھ اختلاط کے ترک کرنے سے بہتر ہے۔

اور اگر تم کھانے پینے اور رہائش میں ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہتے ہو سو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں

لہٰذا ان کے حقوق کی حفاظت کرو، اور حق تعالیٰ یتیموں کے اموال میں مصلحت کے ضائع کرنے والے اور باقی رکھنے والے کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہیں۔

اور اگر حق تعالیٰ چاہیں تو تم پر اس مخالطت کو حرام فرما دیں اور جو شخص یتیم کے مال کو برباد کرے وہ اس سے انتقام لینے پر قادر ہیں، اور یتیم کے مال کی اصلاح کے بارے میں فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

مرثد بن ابی مرثد غنوی نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ عناق نامی ایک عورت سے شادی کرے، حق تعالیٰ نے انکو اس سے منع کر دیا کہ مشرکات تاوقتیکہ ایمان نہ لائیں ان سے نکاح مت کرو، مسلمان باندی سے شادی کرنا آزاد مشرک عورت سے شادی کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے اگرچہ اس کا حسن و جمال تمہیں پسند ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى، امام ابوداؤد، نسائی اور امام حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى یہ آیتیں نازل ہوئیں چنانچہ جسکے زیر پرورش کوئی یتیم تھا اس نے جا کر یتیم کا کھانا اپنے کھانے سے اور اس کا پینا اپنے پینے سے جدا کر دیا اور اپنے کھانے سے زیادہ یتیم کے کھانے کی چیز رکھنا شروع کر دی، تاوقتیکہ وہ اس کو کھا لیتا یا ضائع کر دیتا، مگر یہ چیز صحابہ کرام کے لئے مشقت کا باعث ہوئی، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا تذکرہ کیا، اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

فرمان خداوندی وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ الخ ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور واحدی نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن مرثد غنوی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس نے ایک حسین و جمیل مشرکہ عناق نامی عورت سے شادی کرنے کے بارے میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تھی۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ

اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں اور مسلمان مرد غلام

مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى

بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو (کیونکہ) یہ لوگ دوزخ میں (جانیکی) کی تحریک

الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ع ۲۷ ۵ ۱۱

دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جنت اور مغفرت کی تحریک دیتے ہیں اپنے حکم سے اور اللہ تعالیٰ اسواسطے آدمیوں کو

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ

اپنے احکام بتلا دیتے ہیں تاکہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کریں اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے

فِي الْمَحِيْضِ ۙ

کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور ان سے قربت مت کیا کرو

ممانعتِ عقد اور اسی طرح مشرک مردوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں شادی مت کرو اور مسلمان غلام سے شادی کرنا آزاد مشرک سے شادی کرنے سے بہتر ہے اگرچہ انکی قوت بدن تم کو خوب لگے یہ کافر کفر اور دوزخیوں کے کاموں کی طرف بلاتے ہیں، اور حق تعالیٰ توحید اور توبہ کی اپنے حکم سے تحریک دیتے ہیں اور شادی کے بارے میں اوامر و نواہی کو بیان فرماتے ہیں، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور حرام طریقہ پر شادی کرنے سے بچیں۔

یہ آیت کریمہ ابن الدحداح کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا تھا، اس پر حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ سے حیض کی حالت میں صحبت کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ حیض گندگی اور حرام ہے لہٰذا حالت حیض میں ان سے صحبت کرنا قطعی طور پر چھوڑ دو۔

لبابُ النقول فی اسبابِ النزول اور فرمان الٰہی وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ الخ واحدی نے بواسطہ سدی، ابو مالک، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انکی ایک سیاہ باندی تھی، غصہ میں ایک مرتبہ اسے چانٹا مار دیا پھر اس بات سے گھبرا کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا اولاً اسے آزاد کر دو، اور پھر اس سے شادی کر لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کر لیا، اس پر لوگوں نے انھیں طعنہ دیا کہ باندی سے شادی کی ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مومن باندی مشرک عورت سے بہتر ہے، اور اسی روایت کو ابن جریر نے سدی سے منقطع طریقہ پر نقل کیا ہے۔ فرمان خداوندی ویسئلونک عن المحیض امام مسلم اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ یہودیوں میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تھا تو یہودی اس کے ساتھ نہ اپنے گھروں میں کھاتے تھے، اور نہ اس کے ساتھ لیٹتے تھے تو صحابہ کرام نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی صحبت کرنے کے علاوہ ہر ایک چیز کر سکتے ہو

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ

جبتک کہ وہ پاک نہ ہو جاویں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جاویں تو انکے پاس جاؤ جس جگہ

اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاۗؤُكُمْ

سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنیوالوں سے اور محبت رکھتے ہیں

حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

صاف پاک رہنے والوں سے تمہاری بیبیاں تمہارے لئے (بمنزلہ) کھیت (کے) ہیں سو اپنے کھیت میں جسطرف سے ہو کر چاہو آؤ اور

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

آئندہ کے واسطے (بھی) اپنے لئے کچھ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو اور (اے محمد) ایسے ایمانداروں کو خوشی کی خبر سنا دیجئے

اجازت

اور زیادہ قیتک وہ پاک نہ ہو جائیں، اس چیز کے قریب بھی مت جاؤ، جب وہ اچھی طرح پاک ہو کر (دس دن سے کم پر) غسل کر لیں تو جہاں سے حق تعالیٰ نے اجازت دی ہے اس مقام پر سے (یعنی شرمگاہ) انکے ساتھ صحبت کرو اور حق تعالیٰ گناہوں سے توبہ کرنے والوں اور گندگیوں اور گناہوں سے پاک رہنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔

تمہاری عورتوں کی شرمگاہیں تمہاری اولاد کے لئے تمہاری کھیتی کے طریقہ پر ہیں، اپنی عورتوں کے ساتھ ان کی شرمگاہوں میں جس طریقہ سے چاہے صحبت کرو خواہ سامنے کی طرف سے یا پشت کی طرف سے اور اولاد صالحہ پیدا کرو، اور اس کے ساتھ حساتھ حق تعالیٰ سے انکے پیچھے کے راستہ میں اور حالت حیض میں صحبت کرنے سے ڈرو، کیونکہ تم کو حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تم کو تمہارے اعمال پر بدلہ دیگا۔ اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مسلمانوں کو جو عورتوں سے پیچھے کے راستہ میں اور حالتِ حیض میں صحبت کرنے سے بچتے ہیں، جنت کی خوشخبری سُنا دیجئے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ماوردی نے صحابہ کرام کے تذکرہ میں بواسطہ ابن اسحٰق، محمد بن ابی محمد، عکرمہ رضا یا سعید۔ حضرت ابن عباس رضا سے روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن دحداح نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا، اسپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اور ابن جریر نے بھی سدی سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

فرمان الٰہی فنساؤکم حرث لکم الخ امام بخاری و مسلم ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت جابر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود

کہا کرتے تھے کہ جب آدمی پشت کی طرف سے ہو کر شرمگاہ میں صحبت کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ تمہاری بیبیاں تمہارے لئے کھیت کی طرح ہیں، جس طرح سے چاہو ان کی شرمگاہوں میں صحبت کرو۔

اور امام احمد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا، آپ نے فرمایا کس چیز نے تم کو ہلاک کر دیا، عرض کیا رات پشت کی طرف سے ہو کر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی، آپ نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا، اتنے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ، یعنی خواہ تم اپنی کھیتیوں میں سامنے کی طرف سے آؤ یا پشت کی طرف سے باقی پیچھے کے راستہ میں اور حیض کے زمانہ میں صحبت کرنے سے بچو، اور ابن جریر، ابو یعلیٰ، اور ابن مردویہ نے بواسطہ زید بن اسلم، عطاء بن یسار، حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے پشت کی طرف سے ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی، لوگوں نے اس چیز کو بری نظر سے دیکھا اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

اور امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت عورتوں سے انکی پشتوں کی طرف سے صحبت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور امام طبرانی نے اوسط میں سند جید کے ساتھ حضرت ابن عمر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ نساؤکم حرث لکم الخ یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پشت کی طرف سے بیٹھ کر صحبت کرنے کی اجازت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام طبرانی ہی نے حضرت ابن عمر رضہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کے ساتھ پشت کی طرف سے ہو کر صحبت کر لی تھی، لوگوں نے اسپر نکیر کی تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، یعنی تمہاری بیبیاں کھیتوں کے طریقہ پر ہیں، جس طریقہ سے چاہو آؤ (اور اپنے کھیت میں آؤ جو اگلا حصہ ہے پچھلا حصہ کھیت نہیں کیونکہ اس میں بچہ کی پیداوار نہیں)۔

امام ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ ابن عمر رضہ کی مغفرت فرمائے، ان کو وہم ہو گیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ انصار کے یہ قبیلہ والے یہودیوں کے اس قبیلہ کے ساتھ بت پرستی میں شریک تھے اور یہ لوگ اہل کتاب کو اپنے سے علم میں بڑھ کر سمجھتے تھے، لہٰذا اکثر باتوں میں انصار انکی اتباع کرتے تھے، چنانچہ اہل کتاب اپنی بیبیوں سے صرف ایک ہی طرف سے صحبت کرتے تھے، اور یہ چیز عورت کے حق میں زیادہ پردہ کا باعث ہوتی تھی اور اس انصار کے قبیلہ نے بھی یہودیوں سے یہ بات لے لی تھی، اور قریش کا قبیلہ عورتوں کے ساتھ قسم قسم کے طریقہ سے صحبت کرتا تھا، اور ان سے سامنے سے اور پشت سے ہو کر اور ایسے ان کے ساتھ چت لیٹ کر لذت حاصل کیا کرتا تھا، جب مہاجر مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری عورت کے ساتھ شادی کی، جب مہاجر نے اس عورت کے ساتھ صحبت کرنا چاہی تو اس نے اس طریقہ کے ساتھ کرنے سے انکار کیا، اور بولی ہمارے یہاں تو صرف ایک ہی جانب سے صحبت کی جاتی ہے غرضکہ ان دونوں کی یہ

بات پھیل گئی، حتیٰ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسکی اطلاع ہوئی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ سامنے کی جانب یا پشت کی طرف سے ہو کر یا بازو میں لیٹ کر جسطرح چاہو لڑکا پیدا ہونے کی جگہ میں جو اگلا حصہ ہے صحبت کرو حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضہ نے جو اس آیت کے نزول کا سبب بیان کیا ہے وہ مشہور ہے، اور ابن عباس رضہ کو ابو سعید خدری کی روایت نہیں پہونچی، صرف ابن عمر رضہ کی پہونچی ہے جبپر انہوں نے یہ کلام کیا۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے ذریعہ سے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقویٰ کے اور اصلاح فیما بین خلق کے

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

کام کرو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں

غلط حلف کی ممانعت

یہ آیت حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ اپنی بہن اور داماد کے ساتھ نہ حسن سلوک کرینگے اور نہ ان سے کلام کریں گے اور نہ انکے درمیان صلح کرائینگے، اس چیز کی حق تعالیٰ نے مخالفت فرمائی کہ حق تعالیٰ کو اپنی قسموں کیلئے حجاب مت بناؤ کہ نہ نیکی کریں گے، اور نہ قطع رحمی سے بچیں گے، اور نہ صلح کریں گے بلکہ جو اچھا اور بہتر کام ہو وہ کرو اور اپنی قسموں کا کفارہ ادا کرو، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کسی کے ساتھ نیکی نہیں کریں گے، بلکہ ترک احسان کے لئے حق تعالیٰ کی قسم کھانے سے بچو، اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ الخ ابن جریر نے ابن جریج رضہ سے نقل کیا ہے، کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کہ جب انہوں نے مسطح کے بارے میں حسن سلوک کر نیکی قسم کھائی تھی،

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

اللہ تعالیٰ تم پر (آخرت میں) دارو گیر نہ فرمائیں گے تمہاری قسموں میں (ایسی) بیہودہ قسم پر لیکن دارو گیر فرماویں گے اس

قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ

(جھوٹی قسم) پر جسمیں تمہارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور ہیں حلیم ہیں جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی بیبیوں

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾

(کہ پاس جانے) سے انکے لئے چار مہینے تک کی مہلت ہے سو اگر یہ لوگ (قسم توڑ کر عورت کی طرف) رجوع کر لیں تب تو اللہ تو

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

معاف کر دینگے رحمت فرمادینگے اور اگر بالکل چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں

دار و گیر حق تعالیٰ تمہارے ترک احسان کے بارے میں قسموں کو سنتا ہے، اور تمہاری نیتوں اور قسموں کے کفارہ کی ادائگی کو جانتا ہے، تمہاری بیہودہ قسموں پر جیسا کہ خرید و فروخت کے وقت لا واللہ اور بلی واللہ تم کہتے ہو کوئی کفارہ نہیں، لیکن جن قسموں میں تم اپنے دلوں میں پوشیدہ کر کے عمداً جھوٹ بولتے ہو، اس پر حق تعالیٰ مواخذہ اخروی فرماتا ہے، اور حق تعالیٰ تمہاری ان بیہودہ قسموں کی جو بغیر ارادہ کے نکل جائیں مغفرت فرمانے والا ہے، اور سزا کے بارے میں عمداً جھوٹی قسموں پر جلدی بھی نہیں فرماتا، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ گناہ کرنے کے لئے قسم کھانے کو لغو بولتے ہیں، اگر اس کو چھوڑ دے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے تو حق تعالیٰ مواخذہ نہیں فرماتا، ورنہ پھر مواخذہ فرماتا ہے۔

اور جو حضرات یہ قسم کھالیں کہ چار ماہ یا اس سے زیادہ تک بیوی کے قریب نہیں جاؤں گا، پھر اپنی عورت سے صحبت کر لیں کو چھوڑ دیں تو وہ چار ماہ تک انتظار کریں، پھر اگر وہ چار ماہ سے قبل اپنی عورت سے صحبت کر لیں تو توبہ کرنے پر حق تعالیٰ انکی قسم کے گناہ کو معاف فرمادیگا، اور قسم کے کفارہ کو بھی اس نے بیان فرمادیا، اس کو ادا کر دیں، اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں اور اپنی قسم پوری کر دیں تو حق تعالیٰ اس قسم کو سننے والا ہے اور اس بات کو جاننے والا ہے کہ انکی عورت چار ماہ کے گذرنے کے بعد ایک قطعی طلاق سے جدا ہو جائے گی۔

اور یہ حکم اس شخص کے بارے میں نازل ہوا ہے کہ جو اس بات کی قسم کھائے کہ اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زیادہ تک صحبت نہیں کروں گا، اگر اپنی قسم کو پورا کر دے، اور چار ماہ گذرنے تک اس سے صحبت نہ کرے تو اسکی عورت ایک قطعی طلاق سے جدا ہو جائے گی، (یعنی اگر اس جدائی کے بعد اس عورت سے پھر شادی کرنا چاہے تو حلالہ کی ضرورت نہیں عاید) اور اگر چار ماہ گذرنے سے قبل بیوی کے ساتھ صحبت کرے، تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہو جائیگا ؛

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ

اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپکو (نکاح سے) روکے رکھیں تین حیض تک اور ان عورتوں کو یہ بات حلال نہیں کہ خدا تعالیٰ نے

اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

جو کچھ انکے رحم میں پیدا کیا ہو (خواہ حمل یا حیض) اس کو پوشیدہ کریں اگر وہ عورتیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر یقین

الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ

رکھتی ہیں اور ان عورتوں کے انکے (بلا تجدید نکاح) پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اس عدت میں بشرطیکہ اصلاح کا قصد

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ

رکھتے ہوں اور عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ

دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؀

(شرعی) کے موافق اور مردوں کا ان کے مقابلہ میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست (حاکم) ہیں حکیم ہیں

مطلقہ کے احکام

اور ایک یا دو طلاق دی ہوئی عورتیں (کہ جن سے خاوندنے صحبت یا خلوت صحیحہ کی ہو اور انھیں حیض آتا ہو آزاد ہوں عاقل) وہ اپنے آپ کو عدت میں تین حیضوں کے گذر جانے تک روکے رکھیں، اور ان کے رحم میں جو حمل وغیرہ یا حیض ہے، اس کو پوشیدہ رکھنا ان کے لئے حلال نہیں اور ان کے خاوند اس عدت کے زمانہ میں خواہ حمل سے ہو، ان سے رجوع کرنے کے (جبکہ طلاق رجعی دی ہو) زیادہ حقدار ہیں، جبکہ وہ اس رجوع کرنے سے نیکی کا ارادہ رکھتا ہو، ابتداء اسلام میں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیدیتا تھا تو وہ عدت گذرنے کے بعد بھی نکاح کرنے سے قبل اس سے رجوع کرنے کا حقدار ہوتا تھا۔

مگر اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ سے عدت کے بعد اس قسم کا رجوع منسوخ ہوگیا، اور اسی طرح حمل کے زمانہ میں وہ اس سے رجوع کرنے کا حقدار سمجھا جاتا تھا، اگرچہ اسے ایک ہزار طلاقیں دے دی ہوں مگر حق تعالیٰ نے اس قسم کے رجوع کو بھی فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ سے منسوخ کر دیا اور عورتوں کے بھی ان کے شوہروں کے اوپر حرمت وغیرہ کے اسی درجہ کے حقوق ہیں، جو انکے خاوندوں کے ان پر حسن صحبت اور معاشرت کے واجب ہیں، باقی مردوں کو ان پر فضیلت اور برتری حاصل ہے عقل میراث دیت اور شہادت اور نفقہ اور خاوندوں کے خدمت میں، حق تعالیٰ اس شخص پر سخت دار و گیر فرمانے والا ہے جو زوجین کے حقوق اور حرمت کو برباد کرے اور ان دونوں کے درمیان اپنے احکام کو نافذ فرمانے والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ الخ ابوداؤد اور ابن ابی حاتم نے اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضہ سے نقل کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورت کو طلاق دی جاتی تھی مگر مطلقہ کے لئے عدت نہیں تھی،

اس پر حق تعالیٰ نے طلاق کے لئے عدت نازل فرمائی۔
یعنی طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک عدت گذاریں۔
ثعلبی اور ہبۃ اللہ بن سلامۃ نے ناسخ میں کلبی اور مقاتل سے روایت نقل کی ہے کہ اسمٰعیل بن عبد اللہ غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی قتیلہ کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلاق دی۔ اور ان کو اس کا حاملہ ہونا معلوم نہیں تھا، پھر بعد میں اس کا علم ہوا، تو انہوں نے رجوع کرلیا، اس کے بعد انکی بیوی نے بچہ جنا جس میں یا وہ خود بھی مرگئیں اور ان کا بچہ بھی مرگیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، والمطلقات الخ یعنی جو حاملہ نہ ہوں وہ تین حیض تک عدت گذاریں ؛

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ

وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ اور تمہارے

لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ

لئے یہ بات حلال نہیں کہ (چھوڑنے کے وقت) کچھ بھی لو (گو) اس میں سے (ہی) جو تم نے ان کو (مہر میں) دیا تھا مگر یہ کہ میاں

اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا

بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کرسکیں گے سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط

افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ

خداوندی کو قائم نہ کرسکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے دینے) میں جس کو دیکر عورت اپنی جان

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

چھڑا لے یہ خدائی ضابطے ہیں سو تم ان سے باہر مت نکلنا اور جو شخص خدائی ضابطوں سے باہر نکل جاوے سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان

شرعی طریقہ { یعنی طلاق رجعی دو ہیں، اب تیسری طلاق یا عدت ہیں، تیسرے حیض آنے سے قبل حسن صحبت اور معاشرت کے ساتھ اسے روک لو یا اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے اسے تیسری طلاق دے دو (یا عدت میں رجوع نہ کرو۔ عابد)

اور جو مال تم نے ان کو مہر میں دیا ہو وہ طلاق دینے کے وقت ان سے لینا حلال نہیں، مگر خلع کی شکل میں جبکہ میاں بیوی احکام الٰہیہ کی ادائگی نہ کر سکیں، لہذا جب احکام الٰہیہ کی پابندی نہ کر سکیں تو خاص طور پر مرد پر کوئی گناہ نہیں، اس مال کے لینے میں جو عورت اپنی طیب خاطر سے خاوند کو دے کر اپنی جان چھڑا رہی ہے (یعنی خلع کر رہی ہے) بشرطیکہ وہ مال مہر سے زیادہ نہ ہو۔ عابد، یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس انکی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنا مہر دے کر اپنے خاوند سے اپنی جان چھڑائی تھی، یہ زوجین کے درمیان احکام خداوندی ہیں، لہذا جن باتوں کی حق تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے ان کی طرف تجاوز مت کرو اور جو احکام الٰہیہ سے ان چیزوں کی طرف تجاوز کریں گے جن سے حق تعالیٰ نے روکا ہے تو وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہونچانے والے ہیں :-

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الخ امام ترمذی امام حاکم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو جتنی سمجھ میں آتا طلاقیں دے لیتا تھا اور جس وقت اس سے عدت میں رجوع کر لیتا وہ پھر اسی کی عورت رہتی خواہ اسے سَو یا اس سے زیادہ طلاقیں دیدے تا آنکہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ کبھی ایسی طلاق دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے اور نہ تجھ کو سکون سے رہنے ہی دوں گا، اس کی بیوی نے کہا کہ یہ کیسے ہوگا وہ بولا میں تجھے طلاق دیتا رہوں گا۔ جب بھی تیری عدت قریب الختم ہو گی پھر تجھ سے رجوع کر لوں گا، اس عورت نے جاکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا، آپ سُنکر خاموش ہو گئے۔ تا آنکہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت نازل فرمائی، الطلاق مرتان الخ یعنی وہ طلاق جس میں رجوع کرنا درست ہے وہ دُو مرتبہ کی ہے۔

فرمان خداوندی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ الخ امام ابو داؤد نے ناسخ ومنسوخ میں حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ انسان اپنی بیوی کا تمام مال کھاجاتا تھا، خواہ اس نے اسے دیا ہو یا نہ دیا ہو اور یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، تب حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا، تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ کچھ بھی لو اس مال میں سے جو تم نے ان کو دیا ہے :-

اور ابن جریر نے ابن جریج رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ثابت ابن قیس اور حبیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حبیبہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر شکایت کی تھی، آپ نے اس کو فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا باغ تجھے واپس کر دیا جائے، وہ بولیں جی آپ نے ان کے خاوند کو بلاکر ان سے اس چیز کا تذکرہ کیا وہ بولے کیا وہ اس بات پر راضی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں راضی ہے ان کے خاوند بولے تو میں نے ایسا ہی کر دیا۔ تب اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ الخ :-

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ط

پھر اگر کوئی (تیسری) طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہیگی اسکے بعد یہاں تک کہ وہ اسکے سوا ایک اور

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَّتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ

خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کرے پھر اگر یہ اس کو طلاق دیدے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور

يُّقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

پھر مل جاویں بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہیں کہ (آئندہ) خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے اور یہ خداوندی ضابطے

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

ہیں حق تعالیٰ انکو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے جو دانشمند ہیں اور جب تم نے عورتوں کو (رجعی) طلاق دی ہو پھر وہ اپنی عدت

أَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج

گذرنے کے قریب پہنچ جاویں تو (یا تو) تم انکو قاعدہ کے موافق (رجعت کرکے) نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق انکو رہائی دو اور انکو تکلیف

مطلقہ ثلاثہ — اب پھر حق تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ والے مضمون کی طرف رجوع فرماتے ہیں کہ اگر تیسری طلاق دیدے تو پھر یہ عورت اس تیسری طلاق کے بعد اس کے لئے حلال نہیں، تاوقتیکہ یہ عورت دوسرے شوہر سے شادی کرلے اور وہ دوسرا خاوند اس کے ساتھ ہمبستری بھی کرلے، پھر اس کے بعد وہ دوسرا شوہر طلاق دیدے، یہ آیت عبدالرحمٰن بن زبیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، تو اب پہلے خاوند اور اس عورت پر عدت گذرنے کے بعد آپس میں مہر کے ساتھ نیا نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر اس بات کو جانتے ہوں کہ میاں بیوی کے درمیان جو حقوق خداوندی ہیں انکی پورے طریقہ پر ادائگی کریں گے، یہ حق تعالیٰ کے احکام اور ان کے فرائض ہیں، انکی تسلیم و تصدیق ضروری ہے۔

اور جب تم عورتوں کو طلاق رجعی دے دو اور وہ عدت کے قریب پہنچیں تو تیسرے حیض میں غسل سے پہلے تو خواہ حسن صحبت اور معاشرت کے ساتھ ان سے رجوع کرلو یا ان کے حقوق کی ادائگی کرتے ہوئے ان کو چھوڑ دو تاکہ وہ غسل کرلیں اور انکی عدت پوری ہوجائے اور انکو تکلیف پہنچانے اور ظلم کرنے کے ارادہ سے نہ رکھو کہ ان پر عدت کو دراز کرو

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی فَاِنْ طَلَّقَهَا الخ ابن منذر نے مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت عائشہ بنت عبدالرحمان بن عتیک کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ اپنے چچازاد بھائی رفاعۃ بن عتیک کے نکاح میں تھیں، رفاعہ نے انکو طلاق بائنہ دیدی۔ اس کے بعد انہوں نے عبدالرحمان بن زبیر قرظی رضہ سے شادی کرلی، انہوں نے بھی ان کو طلاق دیدی یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ عبدالرحمان نے صحبت کرنے سے قبل ہی مجھے طلاق دیدی تو کیا اب میں پہلے خاوند سے نکاح کرسکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں، تاوقتیکہ وہ تم سے ہمبستری نہ کرلے اور یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ طَلَّقَهَا الخ یعنی تیسری طلاق کے بعد بغیر دوسرے خاوند سے نکاح اور ہمبستری کئے ہوئے پہلے خاوند کے لئے اس سے نکاح کرنا حلال نہیں۔

فرمان الٰہی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ الخ ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر عدت پوری ہونے سے قبل اس سے رجوع کرلیتا تھا اس کے بعد پھر اسے طلاق دیدیتا تھا اسی طرح اس کو نقصان پہنچاتا اور لٹکائے رکھتا تھا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اور ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ ثابت بن یسار نامی انصار میں ایک شخص تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی جب اس کی عدت پوری ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے رجوع کرلیا، پھر اسے تکلیف پہنچانے کے لئے طلاق دیدی اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ الخ ؛

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ

اس ارادہ سے کہ ان پر ظلم کیا کروگے اور جو شخص ایسا برتاؤ کریگا سو وہ اپنا ہی نقصان کریگا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو لہو ولعب

هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ

کی طرح بے وقعت مت سمجھو اور حق تعالیٰ کی جو تم پر نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو اور (خصوصاً) اس کتاب اور (مضامین) کو جو

الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ع (۲۳۱)

اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

الثلث ۳ ع ۱۳ ع ۲۹

استہزاء سے گریز

اور جو تکلیف پہنچانے کا کام کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اوامر و نواہی خداوندی کو مذاق مت بناؤ کہ تم اس کو جانتے ہی نہیں، اور حق تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا کرکے جو تم پر احسان کیا ہے اور جو کتاب اللہ میں اوامر و نواہی اور حلال و حرام کو بیان کیا گیا ہے ان سب باتوں کو یاد کرو اور کسی کو تکلیف پہنچانے کے بارے میں حق تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اور کسی کو تکلیف پہنچانے سے حق تعالیٰ سے ڈرو حق تعالیٰ اس چیز کو خوب جانتے ہیں ∴

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم الٰہی وَلَا تَتَّخِذُوا آیَاتِ اللّٰہِ الخ ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہ نے ابوالدرداء رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی طلاق دیتا تھا پھر بعد میں کہتا تھا کہ میں کھیل کر رہا ہوں اور غلام کو آزاد کرتا اور بولتا کہ میں مذاق کر رہا ہوں اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ حق تعالیٰ کے احکام کو مذاق مت سمجھو، اور ابن منذر نے عبادہ بن صامت رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن جریر نے حسن سے مرسل اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ

اور جب تم میں ایسے لوگ پائے جاویں کہ وہ اپنی بیبیوں کو طلاق دیدیں پھر وہ عورتیں اپنی میعاد (عدت) بھی پوری کر چکیں تو تم

أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ

ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں جبکہ باہم سب رضامند ہو جاویں قاعدہ کے موافق اس مضمون سے

مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَ

نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو کہ تم میں سے اللہ پر اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو اس نصیحت کو قبول کرنا تمہارے لئے

أَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدَاتُ

زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ تو جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل

يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ

دودھ پلایا کریں یہ بات اسکے لئے ہے جو کوئی شیرخوارگی کی تکمیل کرنا چاہے اور جس کا بچہ ہے (یعنی باپ) اُسکے

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ

ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا مگر اس کی برداشت کے

اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق

موافق کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیئے

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ

اُسکے بچہ کی وجہ سے اور مثل طریق مذکور کے اُسکے ذمہ جو وارث ہو

قابلِ عمل باتیں

اور جب عورتوں کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دیدو، اور پھر انکی عدت پوری ہو جائے اور اپنے پہلے شوہروں کے پاس مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانا چاہیں تو ان کو اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت منع کرو اور یَعْضُلُوْهُنَّ ضاد کے کسرہ کے ساتھ ہو تو مطلب یہ کہ انکو مت روکو جبکہ وہ آپس میں مہر اور نکاح جدید کے ساتھ اتفاق کرلیں ان مذکورہ باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اور یہ باتیں تمہارے لئے درستگی کا باعث ہیں، اور ان عورتوں کے دلوں کو بدگمانی اور عداوت سے پاک کرنے والی ہیں، اور حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ عورت کو خاوند سے کس قدر محبت ہے اور تم یہ نہیں جانتے۔

یہ آیت کریمہ معقل بن یسار مزنی کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے اپنی بہن جمیلہ کو ان کے پہلے خاوند عبداللہ بن عاصم کے پاس مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانے سے روکا تھا، حق تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے منع کر دیا۔

اور (مائیں اپنے بچوں کو خواہ وہ) طلاق دی ہوئی ہوں دو سال تک دودھ پلائیں اور یہ اس کے لئے ہے جو شیر خوارگی کی تکمیل کرے اور باپ پر ان عورتوں کا نفقہ دودھ پلانے کے زمانہ میں بھی اور ایسا ہی کپڑا قاعدہ کے موافق واجب ہے، جس میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو، دودھ پلانے وغیرہ کے خرچہ میں اتنا ہی انسان کو خدا کی طرف سے مکلف کیا گیا ہے جتنا کہ حق تعالیٰ نے اس کو مال عطا کیا ہے کسی ماں سے اس کا بچہ نہ لینا چاہیئے جبکہ وہ اتنے پیسوں پر دودھ پلانے کے لئے راضی ہو گئی جتنے پیسے دوسری لیتی ہے اور نہ باپ کے ذمہ بچہ کو ڈالا جائے جبکہ وہ اپنی ماں کو پہچان لے اور کسی دوسری عورت کے پستان منہ میں نہ لے، اور باپ یا بچہ کے وارث پر جبکہ بچہ کا باپ نہ ہو تو اسی طرح بچہ کا نفقہ اور تکلیف نہ پہنچانا واجب ہے، جیسا کہ باپ پر تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی واذا طلقتم النساء امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ نے حضرت معقل بن یسار رض سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کی مسلمانوں میں سے ایک شخص کے ساتھ شادی کر دی، ان کی بہن اس کے پاس تھیں

اس نے اس کو ایک طلاق رجعی دیدی، اور پھر رجوع نہ کیا تا آنکہ عدت گذر گئی، اسکے بعد انکی بہن کی مرضی اسی کی طرف ہوئی اور اس کی مرضی انکی بہن کی جانب ہوئی، غرضیکہ اس نے پھر اس سے نکاح کرنے کا پیغام دیدیا، حضرت معقل رضہ نے غیرت کے جوش میں فرمایا کہ میں نے اول تم کو اسکے ساتھ عزت دی اور پھر اس سے تمہاری شادی کردی مگر تم نے اسکو طلاق دی اور پھر رجوع نہ کیا، خدا کی قسم اب وہ تمہارے نکاح میں ہرگز نہیں جاسکتیں، حق تعالی نے ان دونوں میاں بیوی کی آپس کی خواہش اور حاجت کو جان لیا اور اس نے فوراً یہ آیت کریمہ واذا طلقتم النساء سے لا تعلمون تک نازل فرمائی جب حضرت معقل رضہ نے یہ آیت سُنی تو فرمایا کہ میرے پروردگار نے اس کی خواہش کو سُن لیا، اس کے بعد انکو بلایا اور فرمایا میں پھر تمہاری اپنی بہن سے شادی کرتا ہوں اور تم کو عزت دیتا ہوں۔

ابن مردویہ رضہ نے اس روایت کو بہت سے طریقوں سے نقل کیا ہے، پھر بعد میں سدی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت جابر رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حضرت جابر بن عبداللہ کی چچازاد بہن تھیں ان کے خاوند نے انکو ایک طلاق دے دی، اور انکی عدت بھی گذر گئی، اس کے بعد ان سے پھر شادی کرنے کا اس نے ارادہ کیا، حضرت جابر رضہ نے انکار کیا، کہ اولاً میری چچازاد بہن کو طلاق دیدی، اور اب پھر اس سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے، اور انکی بہن بھی اسی خاوند کے پاس جانا چاہتی تھیں، تب حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی، مگر پہلی روایت زیادہ صحیح اور قوی ہے ؛

فَاِنۡ اَرَادَا فِصَالًا عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا ؕ

پھر اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں اپنی رضامندی اور مشورہ سے تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اگر تم لوگ

وَاِنۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ تَسۡتَرۡضِعُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا سَلَّمۡتُمۡ

اپنے بچوں کو کسی اور انّا کا دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ انکے حوالہ کردو جو کچھ ان کو دینا کیا ہے قاعدہ

مَّآ اٰتَيۡتُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا

کے موافق اور حق تعالی سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالی تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب دیکھ رہے ہیں اور جو لوگ تم میں

تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ‏ وَالَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَيَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا

وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) روکے رکھیں

يَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّعَشۡرًا ۚ فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ

چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی میعاد (عدت) ختم کر لیں تو تم کو کچھ گناہ نہ ہوگا ایسی بات میں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا

کہ وہ عورتیں اپنی ذات کے لئے کچھ کارروائی (نکاح کی) کریں قاعدہ کے موافق اور اللہ تم تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ

ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہو گا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام (نکاح) دینے کے بارے میں

خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ

کوئی بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں (ارادہ نکاح کو) پوشیدہ رکھو اللہ تم کو یہ بات معلوم ہے کہ تم

وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا

ان عورتوں کا (ضرور) ذکر مذکور کرو گے لیکن اس سے نکاح کا وعدہ (اور گفتگو) مت کرو مگر یہ کہ کوئی بات قاعدہ کے

عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

موافق کہو اور تم تعلق نکاح (فی الحال) کا ارادہ بھی مت کرو یہاں تک کہ عدت مقررہ اپنی ختم کو نہ پہنچ جاوے اور یقین رکھو کہ

مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع

اللہ تم کو اطلاع تمہارے دلوں کی بات کی ہے سو اللہ تم سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ اللہ تم معاف بھی کرنے والے ہیں حلیم بھی ہیں۔

۳۰ ع ۱۴

زوجین کے احکام

اور جب میاں بیوی دو سال سے قبل آپس کی رضامندی اور مشورہ سے بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں تو اگر وہ اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ نہ پلائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، اور جب ماں کے علاوہ کسی انا سے دودھ پلوانا چاہو اور ماں کا عدت پوری ہونے کی وجہ سے شادی کا ارادہ ہو تب بھی ماں باپ پر کوئی گناہ نہیں، جبکہ قاعدہ کے موافق جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے بغیر کسی مخالفت کے تم اس کو دے دو، اور تکلیف پہنچانے اور مخالفت کرنے میں حق تعالیٰ سے ڈرو، اس لئے کہ حق تعالیٰ موافقت اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے مخالفت کرنے کو دیکھ رہا ہے۔ اور تم میں سے جو حضرات مر جائیں اور اپنے بعد اپنی عورتیں چھوڑ جائیں، تو وہ عورتیں چار ماہ اور دس دن تک عدت گذاریں، جب ان کی عدت گذر جائے تو شادی کے لئے بناؤ سنگار کرنے میں میت کے وارثوں کو ان عورتوں کے چھوڑنے میں کوئی گناہ نہیں، اور حق تعالیٰ خیر و شر کو بخوبی جانتا ہے۔

اور جن عورتوں کے شوہر انتقال کر گئے اور ابھی انکی عدت پوری نہیں ہوئی تو انکو نکاح کا پیغام دینے میں کہ عدت گذرنے کے بعد اس سے شادی کر لیں کوئی مضائقہ نہیں بایں طور اشارۃً اس سے کہا جائے کہ اگر حق تعالیٰ ہم دونوں کا حلال طریقہ پر ساتھ کر دے تو کیا خوب ہو یا اپنے دلوں میں اس چیز کو پوشیدہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم ضرور اس سے نکاح کا ذکر کرو گے مگر صاف الفاظ میں نکاح کا وعدہ مت کرو، مگر یہ کہ صحیح طریقہ پر اشارۃً اس کا ذکر کرو، بایں طور کہ اگر حق تعالیٰ ہم دونوں کا ساتھ کر دے تو بہت اچھا ہو، اور تم تعلق نکاح کا پختہ ارادہ بھی مت کرو تا وقتیکہ اسکی عدت پوری نہ ہو جائے اور حق تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی پوری خبر ہے کہ تم اپنے اقوال میں سے کس کو پورا کرتے ہو، اور کس کی خلاف ورزی کرتے ہو، تو وعدہ خلافی سے ڈرتے رہو، اور جو وعدہ خلافی سے توبہ کرے، حق تعالیٰ غفار ہے اور وہ حلیم بھی ہے کہ جلدی انتقام نہیں لیتا۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ

تم پر (مہر کا) کچھ مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دیدو کہ نہ ان کو تم نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ ان کے لئے کچھ مہر مقرر کیا

فَرِيضَةً ۖ وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ

ہے اور (صرف) ان کو ایک جوڑا دیدو صاحب وسعت کے ذمہ اسکی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اسکی

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ

حیثیت کے موافق ہے جوڑا دینا قاعدہ کے موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگوں پر اور اگر تم ان بیبیوں کو طلاق دو قبل

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

اسکے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ اور انکے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو اسکا نصف (واجب) ہے

إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ

مگر یہ کہ وہ عورتیں (اپنا نصف) معاف کر دیں یا یہ کہ وہ شخص رعایت کرے جسکے ہاتھ میں نکاح کا تعلق (رکھنا اور توڑنا) ہے

لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾

اور تمہارا معاف کر دینا (بہ نسبت وصول کرنے کے) تقویٰ سے زیادہ قریب ہے، اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو بلا شبہ

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا

اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتے ہیں محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً)، اور درمیان والی نماز کی

لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (۲۳۸)

(خصوصاً) اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔

جوازِ طلاق

تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم عورتوں کو ایسی حالت میں طلاق دیدو کہ نہ تم نے انکے ساتھ صحبت کی ہو، اور نہ ان کے لئے مہر کی کوئی مقدار بیان کی ہو، اور اس طلاق کا ایک جوڑا دیدو، جو صاحبِ وسعت پر اسکے مال کی حیثیت کے مطابق اور تنگدست پر اسکی حیثیت کے مطابق واجب ہے، یہ جوڑا دینا مہر کے اوپر ہے (کہ اس صورت میں مہر نہیں) جس میں تین کپڑے دیئے جائیں گے، ایک کرتہ، اور ایک سربند اور ایک بڑی چادر یہ چیز مسلمانوں پر ضروری ہے اسلئے کہ یہ جوڑا مہر کے قائم مقام ہے، اب حق تعالیٰ اس شخص کا حکم بیان کرتا ہے جو عقد نکاح کے وقت مہر متعین کرے اور اگر صحبت یا خلوت صحیحہ سے پہلے انکو طلاق دیدو انکے لئے تم نے مہر بھی مقرر کیا ہے، تو جو تم نے مہر متعین کیا ہے اس کا آدھا دینا تم پر واجب ہے (مگر دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، عابد) ایک یہ کہ عورت ہی خود اپنے مہر کو جو خاوند پر واجب ہے معاف کردے یا خاوند کا جو عورت پر حق ہے خاوند اسکو چھوڑ دے اور پورا مہر عورت کو دیدے (کہ ان دونوں صورتوں میں دونوں کو لینے دینے کا کچھ حق نہیں۔ عابد) اور تمہارا خود اپنے حق کو چھوڑ دینا یہ متقین حضرات کے لئے تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، یعنی میاں بیوی سے کہا جائے کہ جو اپنے اس حق کو معاف کردے جو ایک دوسرے پر واجب ہے تو یہ چیز تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، زوجین کو آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنے سے غفلت نہ کرنی چاہیئے حق تعالیٰ اس احسان اور بھلائی کو خوب دیکھ رہے ہیں۔ اب حق تعالیٰ پانچوں نمازوں کی (جو کہ مقصود حقیقی ہے) تاکید فرماتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کی وضو رکوع سجود اور جو چیزیں ان میں واجب ہیں ان کا اور ان کے اوقات کا خاص طور پر اہتمام کرو اور خصوصیت کے ساتھ عصر کی نماز کا خاص اہتمام کرو خاص حق تعالیٰ ہی کے لئے نماز پڑھو کہ قیام رکوع و سجود کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرو اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز اور فرمانبردار بنے ہوئے کھڑے ہو کسی کلام وغیرہ سے اس کی نافرمانی نہ ظاہر ہو:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی حافظوا علی الصلوات الخ امام احمد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد بیہقی اور ابن جریر نے زید بن ثابت رضہ سے روایت نقل ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ ظہر کی نماز شدت گرمی کے وقت

پڑھا کرتے تھے (اور اس گرمی کے وقت) یہ نماز صحابہ کرام پر سب نمازوں سے زیادہ گراں ہوتی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچوں نمازوں خصوصیت کے ساتھ درمیانی نماز یعنی نماز ظہر کا اہتمام کرو۔ امام احمد نسائی اور ابن جریر نے زید بن ثابت ہی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ٹھیک دوپہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، اور آپکے پیچھے صرف ایک دو صفیں ہوتی تھیں، اور لوگ اس وقت قیلولہ اور اپنی تجارتوں میں مصروف ہوتے تھے، اسوقت حق تعالٰی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰاتِ الخ

اور ائمہ ستہ وغیرہ نے زید بن ارقم سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے حتیٰ کہ ہم میں سے کوئی بھی جو اس کے پاس کھڑا ہوتا تھا نماز میں اس سے گفتگو کر لیا کرتا تھا تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ الخ یعنی اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوتے کھڑے رہو، اس کے بعد ہم خاموشی کے ساتھ مامور اور کلام کرنے سے روک دیئے گئے، اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے، حتیٰ کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو کسی ضرورت کے بارے میں بھی کہہ دیا کرتا تھا، تب حق تعالٰی نے یہ آیت وقوموا اللہ قانتین نازل فرمائی ؛

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم

پھر اگر تم کو اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لیا کرو پھر جب

مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ

تم کو اطمینان ہو جاوے تو تم خدا تعالٰی کی یاد اس طریق سے کرو جو تم کو سکھلایا ہے جس کو تم نہ جانتے تھے اور جو لوگ

أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ

وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جایا کریں اپنی ان بیبیوں کیواسطے

غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ

ایک سال تک منتفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاویں۔

رعایت: اور اگر نماز کے قیام میں کسی دشمن کا خوف ہو، تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے جس طرح ممکن ہو خواہ اشارۃً ہو یا قبلہ کی طرف منہ بھی نہ ہو سکے نماز پڑھ لیا کرو ؛

اور جب دشمن وغیرہ سے بالکل اطمینان ہو جائے، تو پھر خاص اللہ تعالیٰ کے لئے رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھو، اس طریقہ پر جس کا تم کو قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے کہ مسافر (رباعی نماز میں) دو رکعتیں پڑھے اور مقیم چار نزول قرآن کریم سے پہلے تم اس کو نہیں جانتے تھے، اور جو لوگ تم میں سے مرجاتے ہیں اور مرنے کے بعد بیبیوں کو چھوڑ جاتے ہیں تو ان پر وصیت واجب ہے اور اگر اس لفظ کو حا کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ ان کو وصیت کرنی چاہیئے تو اپنے مالوں میں یہ وصیت کرنا چاہیئے کہ انکے لئے ایک سال تک نان نفقہ اور رہائش ہے، بغیر اسکے کہ ان کو شوہر کے مکان سے نکالا جائے ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم الٰہی وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الخ اسحاق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اہل طائف میں سے مدینہ منورہ آگیا اور اس کی اولاد اور مرد و عورتیں اور ماں باپ بھی تھے وہ مدینہ منورہ میں انتقال کر گیا اس چیز کی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی، آپ نے اس کے والدین اور اولاد کو قاعدہ کے مطابق مال دیدیا مگر اس کی بیوی کو کچھ نہیں دیا، البتہ اس کے وارثوں کو حکم دیا کہ اس کے خاوند کے مال میں سے ایک سال تک اسکو خرچ دیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو الخ۔

فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ

ہاں اگر خود نکل جاویں تو تم کو کوئی گناہ نہیں اس قاعدہ کی بات میں جس کو اپنے بارہ میں کریں اور اللہ تعالیٰ زبردست

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾

ہیں حکمت والے ہیں اور سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا قاعدہ کے موافق (دینا) مقرر

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا

ہوا ہے ان پر جو (شرک و کفر سے) پرہیز کرتے ہیں اسی طرح حق تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں اس توقع پر کہ تم

مِنْ دِيَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ

سمجھو (اور عمل کرو) (اے مخاطب) تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو کہ اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں

ثُمَّ اَحْيَاھُمْ ۭ

ہی تھے موت سے بچنے کے لئے سو اللہ تعالیٰ نے انکے لئے حکم فرمادیا کہ مرجاؤ (سب مرگئے) پھر ان کو جلادیا۔

۳۱ ع ۷ ۱۵

وارث پری الذمہ ہیں

اور اگر وہ عورتیں خود چلی جائیں، یا سال پورا ہونے سے قبل وہ کسی اور سے شادی کرلیں تو ان کے اپنے خاوند کے گھر سے نکلنے یا کسی اور سے شادی کرنے پر نان و نفقہ اور رہائش کے روک لینے میں تو میت کے وارثوں پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں، اور نہ ان کاموں میں اولیاء پر کوئی گناہ ہے جو یہ عورتیں اپنی شادی کے لئے (عدت کے بعد) بناؤ سنگار کریں۔

مگر یہ نفقہ وغیرہ کا حکم آیت میراث سے منسوخ ہو گیا (کیونکہ میراث میں حق تعالیٰ نے خاوند کی ہر ایک چیز میں عورت کا حصہ رکھدیا۔ عابد) اور جو احکام الٰہی کو ترک کرے حق تعالیٰ اس کی دار و گیر پر غالب ہیں، اور حکمت والے ہیں کہ میراث کے حکم سے پہلے یہ ایک سال تک نفقہ رہائش کا حکم دیا تھا پھر بعد میں میراث سے اس کا حکم منسوخ کر دیا۔

ان عورتوں کو کچھ فائدہ پہونچانا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا مقرر ہوا ہے، واجب نہیں کیونکہ یہ بطور احسان کے مہر کے علاوہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے، جیسا کہ ان چیزوں کو بیان کیا ہے تاکہ تم اوامر کو سمجھو۔

اب حق تعالیٰ بنی اسرائیل کی ایک جہاد والی جماعت کا تذکرہ فرماتے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں آپ کو ان لوگوں کا واقعہ نہیں معلوم ہوا، جو اپنے گھروں سے اپنے دشمنوں سے قتال کرنے کے لئے نکلے تھے اور وہ تقریباً آٹھ ہزار تھے پھر موت کے ڈر سے وہ قتال سے بچ گئے، حق تعالیٰ نے ان سب کو اسی جگہ پر موت دیدی، اور پھر آٹھ دن کے بعد ان کو زندہ کر دیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ الخ ابن جریر نے ابن زید سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ (وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ) نازل ہوئی، تو اس پر ایک شخص بولا کہ اگر اس نے بھلائی کی تو میں بھی ایسا کروں گا، اور اگر بھلائی دیکھنے میں نہ آئی تو میں یہ سلوک نہیں کروں گا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا مقرر ہوا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۲۴۳﴾

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرتے والے ہیں لوگوں (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس قصہ میں

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۴۴﴾

غور کرو) اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے (اور)

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا

خوب جاننے والے ہیں کون شخص ہے (ایسا) جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اس (کے ثواب) کو

كَثِيرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۴۵

بڑھا کر بہت سے حصے کر دیوے اور اللہ کمی کرتے ہیں اور فراخی کرتے ہیں اور تم اسی کی طرف (بعد مرنے کے) لیجائے جاؤ گے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ

(اے مخاطب) تجھ کو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا جبکہ ان لوگوں نے اپنے ایک

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ

پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں ان پیغمبر نے فرمایا کہ

اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ

کیا یہ احتمال ہے کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جاوے تو تم (اس وقت) جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ

کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بستیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیئے گئے ہیں پھر

عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۲۴۶

جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں،

حیاتِ نو

حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو زندہ کر کے ان پر بڑا فضل کیا ہے مگر اس زندگی کی قدر نہیں کرتے، ان کو زندہ کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنے دشمن کے ساتھ قتال کرو، حق تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے، اور تمہاری نیتوں کو اگر تم اس چیز کی بجا آوری نہ کرو، جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، تو اس پر تمہاری سزا کو بھی بخوبی جاننے والا ہے۔

اب اس کے بعد حق تعالیٰ نے مومنین کو صدقہ وخیرات کی ترغیب فرمائی جو شخص صدقہ ثواب کی اُمید رکھ کر خلوص اور سچائی کے ساتھ دے تو حق تعالیٰ ایک نیکی کو بڑھا کر ہزاروں تک پہنچا دیتا ہے اور دنیا میں جس پر حق تعالیٰ چاہتا ہے، مال کی تنگی اور فراخی کرتا ہے، اور مرنے کے بعد جب پیشی ہوگی، تو وہ تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا، یہ آیت کریمہ انصار کے ایک شخص ابو الدحداح یا ابو الدحداحۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وقف لازم

اے مخاطب تجھے اس قوم کا واقعہ معلوم ہے، جس وقت انہوں نے اپنے نبی اشموئیل سے کہا کہ ہمارے لشکر پر ایک بادشاہ متعین کر دیجیے کہ جس کے حکم سے ہم اپنے دشمن (جالوت) سے راہ خدا میں قتال کریں، ان کے نبی نے فرمایا کیا تم اس پر قادر ہو، (اور اگر عَسَیْتُمْ سین کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کیا تم یہ سمجھتے ہو) اگر تم پر تمہارے دشمن کے ساتھ جہاد کو فرض کیا جائے تو تم جہاد نہیں کر سکو گے وہ بولے ایسا کیا سبب ہے کہ ہم راہ خدا میں جہاد نہ کریں در آں حالیکہ ہم اپنی بستیوں سے جدا کر دیئے گئے۔ اور ہمارے فرزندوں کو بھی قید کر لیا گیا۔ چنانچہ جب ان پر قتال فرض ہوا تو تقریباً تین سو تیرہ آدمیوں کے علاوہ سب اپنے دشمنوں سے قتال کرنے سے پھر گئے، اور جو اپنے دشمن کے قتال سے پھر گئے، اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ الخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ الخ یعنی سات سو تک ثواب کی زیادتی والی آیت نازل ہوئی، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، کہ اے رب میری امت کو اور زیادہ ثواب دیجیے اس پر یہ آیت کریمہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ الخ نازل ہوئی، یعنی جو شخص راہ خدا میں حسن نیت کے ساتھ خرچ کرے تو حق تعالیٰ اسے بڑھا کر اور بہت زیادہ کر دیتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ

اور ان لوگوں سے انکے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے ان کو ہم پر

قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ

حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو تو

وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ

کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی ان پیغمبر نے (جواب میں) فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں

وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ

انکو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں ان کو زیادتی دی ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ

جسکو چاہیں دیں اور (چونکہ) اللہ تو وسعت دینے والے ہیں جاننے والے ہیں اور ان سے اُنکے پیغمبر نے فرمایا کہ اُنکے

اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

(منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جس میں تسکین (اور برکت کی چیز) ہے

بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ

تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام چھوڑ گئے ہیں اس

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع

صندوق کو فرشتے لے آویں گے اس میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو۔

۳۲ ع ۱۶

غلو کا جذبہ

اور شمویل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ حق تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے، کہنے لگے ان کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہوسکتا ہے، وہ بادشاہ کے خاندان سے نہیں ہے بہ نسبت اس کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ ہم شاہی خاندان سے ہیں، اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ وہ لشکر پر خرچ کر سکے، شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہت کے لئے حق تعالیٰ نے ان کو منتخب کیا ہے ان کو جنگ اور سیاست میں فضیلت حاصل ہے اور جسمانی طور پر بھی قوت میں وہ تم سے بڑھ کر ہیں۔

اور حق تعالیٰ اپنی بادشاہت دنیا میں جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اگرچہ وہ شاہی خاندان سے نہ ہو، اور حق تعالیٰ وسعت دینے والا ہے اور یہ بات بھی جاننے والے ہیں کہ کون وسعت کا مستحق ہے، وہ بولے اسکی بادشاہت منجانب اللہ نہیں ہے، بلکہ آپ نے ہم پر اسے بادشاہ متعین کیا ہے۔

شمویل علیہ السلام نے فرمایا ان کی بادشاہت منجانب اللہ ہونے کی یہ علامت ہے، کہ وہ صندوق جو تم سے لیا گیا تھا (وہ تمہارے لائے بغیر) تمہارے پاس آجائے گا اس میں رحمت اور طمانیت ہوگی، اور سکینت کے معنی ریح نصرت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں یعنی اس میں اس قسم کی زردی ہوگی جیسے انسان کی صورت ہوتی ہے اور کچھ چیزیں بھی ہونگی جن کو حضرت موسیٰؑ چھوڑ گئے یعنی حضرت موسیٰؑ کی کتاب اور الواح اور ان کا عصا اور جو ہارونؑ چھوڑ گئے ہیں جیسے انکی چادر اور ان کا صافہ اس صندوق کو تمہارے پاس فرشتے اُٹھا کر لائیں گے اور صندوق کو تمہارے پاس لوٹائے جانے میں اس بات کی علامت اور نشانی ہوگی کہ طالوت کی بادشاہت منجانب اللہ ہے، اگر تم اس

بات کی تصدیق کرو، جب یہ صندوق ان کے پاس پہنچ گیا، تو ان لوگوں نے طالوت کی بادشاہت کو قبول کر لیا۔ اور ان کے ساتھ جہاد کے لیے نکل پڑے ؛

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ۙ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن

پھر جب طالوت فوجوں کو لیکر (بیت المقدس سے عمالقہ کی طرف) چلے تو انہوں نے کہا کہ حق تعالیٰ تمہارا امتحان کریں گے

شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ

ایک نہر سے سو جو شخص (افراط کے ساتھ) اس سے پانی پیویگا تو وہ میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اس کو زبان پہ

غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ

بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے، سو سب نے اس سے (بے تحاشا)

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ

پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے آدمیوں نے ان میں سے سو جب طالوت اور جو مومنین انکے ہمراہ تھے نہر سے پار اتر گئے

قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ

کہنے لگے کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں معلوم ہوتی (یہ سنکر) ایسے لوگ جنکو

فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا

یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہوتے والے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی

لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا

بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں اور جب طالوت اور

وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ

اسکی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ

ہمارے قدم جمائے رکھئے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجئے پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا کے حکم سے شکست

مِمَّا يَشَآءُ ط

دیدی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر ڈالا اور ان کو (یعنی داؤد کو) اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی

آزمائش جب طالوت لشکر لے کر روانہ ہوئے تو ایسی چٹیل زمین سے سابقہ پڑا جہاں گرمی اور پیاس کی سخت شدت تھی، انہوں نے پانی مانگا، طالوت نے کہا کہ اللہ تو ایک بہتی ہوئی نہر سے تمہاری آزمائش کریگا، سو جو شخص اس نہر سے افراط کے ساتھ پانی پیئے گا وہ تو میرے ساتھ میرے دشمن کے مقابلہ کے لئے نہیں جائیگا، اور نہ اس نہر کو پار کر سکے گا۔

اور جو اس میں سے نہیں پیئے گا وہ میرے ساتھ ہوگا، لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے تو غرفۃ غین کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس میں ایک چلو مراد ہوگا، جو ان کی پیاس اور ان کے جانوروں کے لئے کافی ہو جائیگا، چنانچہ جب لوگ نہر پر پہنچے تو نہر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر سب نے بے تحاشا پانی پینا شروع کر دیا، مگر تین سو تیرہ آدمیوں نے احتیاط کی، اور حکم الٰہی کے مطابق انہوں نے اس میں سے پانی پیا۔ چنانچہ جب طالوت اور سچے حضرات نے نہر کو پار کر لیا، تو آپس میں کہنے لگے کہ آج تو جالوت کے مقابلہ کی طاقت معلوم نہیں ہوتی، لیکن جن حضرات کو اس بات کا علم اور یقین تھا کہ مرنے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، وہ بولے کہ گزشتہ سے ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ حکم الٰہی سے بہت سے مسلمانوں کی چھوٹی جماعتیں کفار کے بڑے بڑے لشکروں پر غالب آگئی ہیں، اور لڑائی میں استقلال والوں کے ساتھ خدا کی مدد شامل حال ہے، چنانچہ جب یہ جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے آئے تو سچے حضرات دعا مانگنے لگے کہ پروردگار صبر کے ساتھ ہمیں عزت عطا فرما اور لڑائی میں ثابت قدم رکھ، اور جالوت اور اسکے لشکر پر ہمیں غلبہ عطا فرما، چنانچہ ان لوگوں نے حق تعالیٰ کی مدد سے ان کو شکست دی، اور داؤد علیہ السلام نے (جو طالوت کے لشکر میں تھے اور ابھی تک ان کو نبوت نہیں ملی تھی۔ عابد) جالوت کافر کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی بادشاہت عطا فرمائی، اور ان کو فہم اور نبوت عطا فرمائی، اور بغیر آلات کے زرہ بنانا ان کو سکھایا۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں کو بعضوں کے ذریعہ دفع کرتے رہا کرتے تو سرزمین (تمام تر)

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

فساد سے پُر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط

صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں - اور

وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

(اس میں بات ہے کہ) آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں۔

بنیادی بات

جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کے ذریعہ بنی اسرائیل سے جالوت کے شر کو دفع کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو سرزمین تمام تر فساد سے پُر ہو جاتی، یعنی حق تعالیٰ انبیاء کرام کے ذریعہ مؤمنین سے ان کے دشمنوں کے شر کو اور مجاہدین کے ذریعہ جہاد نہ کرنے والوں سے انکے دشمنوں کے شر کو دور فرماتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو روئے زمین فساد سے پُر ہو جائے۔

لیکن حق تعالیٰ دشمن کے دور کرنے میں بڑا فضل والا ہے یہ قرآن کریم جو گذشتہ قوموں کے واقعات بیان فرماتا ہے ہم جبریل امین کے ذریعہ آپ پر نازل کرتے ہیں، تاکہ حق اور باطل واضح اور روشن ہو جائے اور بلاشبہ آپ تمام جنات اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، جن رسولوں کا آپکے سامنے ذکر کیا گیا ہے ۞

بحمداللہ پارہ سیقول ختم ہوا۔

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند یوپی

سالم نیوری

کتبہ فاروقی

۸۶

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَاب

"اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآنِ کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما۔"

(صحیح بخاری شریف)

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

کامل اردو

پارۂ تِلْکَ الرُّسُلُ ۳

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ
مع ترجمہ:- لباب النقول فی اسباب النزول
از:- علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

ترجمۂ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر

ادارہ:- درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند۔ یوپی

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر
جس کی
صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے !

تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس ——— جامع مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی رح
ترجمۂ تفسیر ——— مولانا عابد الرحمٰن صدیقی رح
تفسیری عنوانات ——— مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

تعارف !
تفسیر ابن عباس اُردو
رضی اللہ عنہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روح پرور تقریر، جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے ۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے ۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں ۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کے مرتبہ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے ۔

ترتیب (۱) متن قرآن کریم ۔ (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ (۳) صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر ۔ (۴) آیات قرآنی کی دلنشین شانِ نزول از علامہ سیوطی ۔ (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات

طریق اشاعت :- ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہو رہا ہے ۔

ھدیہ :- فی پارہ - چار روپے ۔/4 ۔

رعایت :- ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ بھیجئے ۔ آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی، پی جائے گی ۔ اور محصول ڈاک بذمہ ادارہ ہوگا ۔

تعاون :- ایک عظیم صحابی رسولؐ کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں دامے سے تعاون فرمایئے

دو ماہی پروگرام بابت ماہ مئی ۱۹۷۲ء
ممبران کے لئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے ۔/4
مطبوعہ ——— محمدی پریس دیوبند

ناشر :- ادارہ :- درس قرآن دیوبند ۔ یو ۔ پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن | قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین!

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ تِلْكَ الرُّسُلُ ۳

ناشر:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارۂ درس قرآن دیوبند۔ یو۔پی

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ

یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے (مثلاً) بعضے اُن میں وہ ہیں جو

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے ہیں (یعنی موسیٰ ع) اور بعضوں کو ان میں بہت سے درجوں میں سرفراز کیا اور ہم نے حضرت عیسیٰ بن

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

مریم ع کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور ہم نے اُنکی تائید روح القدس (یعنی جبریل ع) سے فرمائی اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور

مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

ہوتا تو (امت کے) جو لوگ انکے بعد ہوئے ہیں باہم قتل و قتال نہ کرتے بعد اسکے کہ انکے پاس (امر حق کے) دلائل پہنچ چکے تھے

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

لیکن وہ لوگ باہم (دین میں) مختلف ہوئے سو ان میں کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر رہا (اور نوبت قتل و قتال کی

مَا اقْتَتَلُوْا قف وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

پہنچی) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں

فرقِ مراتب ہم نے ان میں سے بعض کو بعض بزرگی عطا کی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ ع ہیں اور ابراہیم ع ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کو خلیل بنایا۔ اور ادریس ع ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے انکو درجات عالیہ عطا فرمائے، اور حضرت عیسیٰ ع کو ہم نے اوامر و نواہی اور عجائبات عطا کئے اور جبریل امین سے انکی تائید فرمائی۔

اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے بعد باوجودیکہ انکی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت آچکی ہے۔ اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا یہ لوگ باہم اختلاف نہ کرتے مگر انہوں نے اختلاف کیا کچھ لوگ تو تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے، اور کچھ نے تمام کتابوں اور رسولوں کا انکار کیا، اور اگر خدا کو منظور ہوتا تو دین میں یہ لوگ اختلاف نہ کرتے، مگر جو حق تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ::

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

اے ایمان والو خرچ کرلو ان چیزوں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اسکے کہ وہ دن (قیامت کا) آجاوے جس میں نہ تو خرید و

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ (بلا اذن الٰہی) کوئی سفارش ہوگی اور کافر ہی لوگ ظلم کرتے ہیں (تو تم ایسے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ

مت بنو) اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہے سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) نہ اسکو

سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ

اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند اُسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں ایسا کون

ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

شخص ہے جو اُسکے پاس (کسی کی) سفارش کرسکے بدون اسکی اجازت کے وہ جانتا ہے انکے تمام حاضر اور غائب کے حالات کو

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

اور وہ موجودات اُسکے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لاسکتے مگر جس قدر (علم دینا ہی) چاہے

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

گراں نہیں گذرتی اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے۔

ترغیب صدقات

اب حق تعالیٰ صدقہ و خیرات کی ترغیب فرماتے ہیں کہ جو اموال ہم نے تم کو دیئے ہیں، قیامت کے آنے سے پہلے وہ راہ خدا میں خرچ کرلو۔ جس دن نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی اور نہ کافروں کے لئے کسی قسم کی شفاعت اور کفار تو حق تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانیوالے ہیں

اب حق تعالیٰ اپنی مدح وصفات بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایسا ہے جس کو کبھی موت نہیں، سارے عالم کا سنبھالنے والا ہے، جس کی کوئی ابتداء نہیں اور نہ اس کو اونگھ آسکتی ہے اور نہ ہی نیند جو کہ عالم کی تدبیر اور احکام سے مصروف کردے تمام فرشتے اور سب مخلوقات اسی کی مملوک ہیں، تمام آسمان اور زمین والوں میں سے قیامت کے دن اسی کی اجازت سے کوئی سفارش کرسکتا ہے، امور آخرت میں سے جو چیزیں فرشتوں کے سامنے ہیں، اور امور دنیا میں سے سب کو وہ جانتا ہے ان چیزوں کے علاوہ جن کی حق تعالیٰ نے فرشتوں کو اطلاع کی ہے، فرشتے دنیا و آخرت کے امور میں سے کسی چیز کو نہیں جانتے اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ وسیع ہے (سب کو اس نے اپنے اندر لے رکھا ہے) بغیر فرشتوں کے حق تعالیٰ کو عرش و کرسی (اور تمام آسمان و زمین) کی حفاظت کوئی گراں نہیں گذرتی اور وہ ہر چیز سے زیادہ عالیشان اور عظیم ہے ؛

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۗ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ

دین میں زبردستی (کافی نفسہ کوئی موقع) نہیں (کیونکہ) ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے سو جو شخص

بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ

شیطان سے بداعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ سے خوش اعتقاد ہو (یعنی اسلام قبول کرے) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ

لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۲۵۶)

تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں (ہوسکتی) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں (اور) خوب جاننے والے ہیں

اکراہ سے احتراز { عرب کے اسلام قبول کرلینے کے بعد اہل کتاب اور مجوسیوں میں سے کسی شخص کو توحید پر مجبور نہیں کیا جائے گا، ایمان کفر سے اور حق و باطل سے ممتاز ہوچکا ہے، اور یہ آیتیں منذر بن ساوی التمیمی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں.

اور جو شخص شیطان کی باتوں اور بتوں کی عبادت سے انکار کرے اور جو باتیں حق تعالیٰ کی طرف سے آئی ہیں ان پر ایمان لائے تو اس نے مضبوطی کے ساتھ حلقہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تھام لیا ہے، جس کو کسی طرح شکستگی زوال اور ہلاکت نہیں ہوسکتی، اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ اس مضبوط حلقہ کے تھامنے والے سے جس کی نعمتیں ختم اور زائل نہیں ہونگی اور نہ یہ ہمیشہ دوزخ میں رہ کر ہلاک و برباد ہوگا، اللہ تعالیٰ ان باتوں کو سننے والے اور اس کی نعمتوں اور ثواب کو جاننے والے ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الہٰی لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ الخ امام ابو داؤد، نسائی اور ابن حبان نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، ایک عورت کے لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا تو اس نے جلدی کر کے یہ نذر مان لی کہ اگر اس کے لڑکا زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنا دے گی جب یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر جلاوطن کیا گیا تو وہ بچہ بھی انصار کی اولاد میں سے ان میں تھا۔ انصار بولے ہم تو اپنی اولاد کو نہیں چھوڑیں گے (واپس لے کر مسلمان بنائیں گے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ دین میں زبردستی نہیں۔

اور ابن جریر نے سعید، یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کی ہے کہ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ انصار میں سے حصین نامی سالم بن عوف کی اولاد کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، انکے دو لڑکے نصرانی تھے اور یہ مسلمان تھے، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ دونوں نصرانیت کے علاوہ اور کسی دین کو قبول نہیں کرتے تو ان کو اسلام لانے پر مجبور کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۥ

اللہ تو ساتھی ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر یا بچاکر نور (اسلام) کی طرف لاتا ہے

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ

اور جو لوگ کافر ہیں انکے ساتھی شیاطین ہیں (انسی یا جنی) وہ ان کو نور (اسلام) سے نکال کر یا بچاکر (کفر کی)

اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ 　ع ۳۴ / ۲

تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں (اور) یہ لوگ اس میں ہمیشہ کو رہیں گے۔

مدد کی بشارت

جو حضرات ایمان لائے یعنی عبداللہ بن سلام اور انکے ساتھی حق تعالیٰ انکا معین و مددگار اور محافظ ہے، حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو نکالا اور توفیق عطا کی تا آنکہ یہ کفر سے نکل کر ایمان میں داخل ہو گئے، اور کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی ان کا دوست شیطان ہے، وہ ان کو ایمان سے کفر کی طرف بلاتا ہے، یہ سب دوزخ والے ہیں، جس میں نہ کسی کو کبھی موت آئے گی، اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ ابن جریر نے عبدۃ ابن ابی لبابہ سے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ الخ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ پر یہ ایمان لائے ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ اور مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائی تھی، اور ایک جماعت نے ان کا انکار کیا تھا جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو جن لوگوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا انکار کیا تھا، وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، انھوں نے آپ کا انکار کیا، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ م

(اے مخاطب) تجھ کو اس شخص کا قصہ تحقیق نہیں ہوا (یعنی نمرود کا) جس نے حضرت ابراہیمؑ سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے

اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ط

(وجود کے) بارہ میں اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سلطنت دی تھی جب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے

قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا

اور مارتا ہے کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے

مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (۲۵۸)

تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال دے اس پر متحیر رہ گیا وہ کافر (اور کچھ جواب نہ بن آیا) اور اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ (ایسے) بے جا راہ پر چلنے والوں کو ہدایت

نمرود کی سرکشی

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو اس شخص کا واقعہ معلوم نہیں، جس نے حضرت ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار کے دین کے متعلق جھگڑا کیا تھا، اس بنا پر کہ حق تعالیٰ نے اس کو سلطنت عطا کی تھی اور وہ نمرود بن کنعان ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا حق تعالیٰ مُردوں کو زندہ اور زندوں کو موت دیتا ہے، اس نے بھی یہی دعویٰ کیا، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس کا ثبوت پیش کرو، چنانچہ اس نے قید خانہ سے دو آدمی بلائے۔ ایک کو قتل کر دیا، اور دوسرے کو چھوڑ دیا، اور بولا یہ اس بات کی دلیل ہے، اب حضرت ابراہیمؑ دوسری دلیل کی

جانب متوجہ ہو کر بولے کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو مغرب سے لے آ، تو یہ جھگڑالو کافر بلا کسی دلیل کے خاموش ہو گیا، اور کافروں یعنی نمرود کو دلیل کی رسائی نہیں ہوتی ؛

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى

یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اسکا گذر ہوا کہ اسکے مکانات اپنی چھتوں پر

يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ

گر گئے تھے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی (کے مردوں) کو اسکے مرے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کر دینگے سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ

مردہ رکھا پھر اسکو زندہ کر اٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے (دنوں) اس حالت میں رہا اس نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہونگا یا ایک دن سے بھی کم

مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے (کی چیز) اور پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور (دوسرے) اپنے

اِلٰى حِمَارِكَ ۚ قف وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ

گدھے کی طرف نظر کر اور تاکہ ہم تجھ کو ایک نظیر لوگوں کے لئے بنا دیں اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم انکو

كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ

کسطرح ترکیب دئیے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھائے دیتے ہیں پھر جب یہ کیفیت اس شخص کو واضح ہو گئی تو کہہ اٹھا کہ

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾

میں یقین رکھتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں

حضرت عزیرؑ کا واقعہ

اور اسی طرح عزیر بن شرحیا کا واقعہ ہے، جن کا دیر ہرقل بستی پر سے گذر ہوا، وہ بستی چھتوں کے بل گری ہوئی تھی، بولے حق تعالیٰ ان بستی والوں کو ان کے مر جانے کے بعد کس طریقہ پر زندہ کرے گا، حق تعالیٰ نے ان کو اسی جگہ پر سو سال تک سلا دیا، اسکے بعد

دن کے اخیر حصہ میں حق تعالیٰ نے ان کو بیدار کیا۔
پھر ارشاد ہوا۔ عزیر کتنا قیام ہوا۔ بولے ایک دن لیکن جب سورج پر نظر پڑی تو بولے دن کا کچھ حصہ ارشاد ہوا کہ سو سال تک انجیر، انگور اور اس کے شیرے کو دیکھو، اس میں اتنی مدت میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اور اپنے گدھے کی ہڈیاں دیکھو کیسی سفید چمک رہی ہیں (اس لئے کیا) تاکہ ہم مردوں کے زندہ کرنے میں تمہاری ایک علامت اور نشانی کر دیں۔
کہ جس صورت پر انسان مرتا ہے اسی حالت میں حق تعالیٰ زندہ کر دیتا ہے، چنانچہ حضرت عزیر کو جوانی کی حالت میں حق تعالیٰ نے موت دی تھی اور پھر جوانی کی حالت میں زندہ کر دیا۔
اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ لوگوں کے لئے ایک عبرت کا نمونہ بنا دیا، کیونکہ جب وہ زندہ ہوئے تو وہ چالیس سال کے تھے اور ان کا لڑکا ایک سو بیس سال کا اور اب اس گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم کس طرح اسے ترکیب دیئے دیتے ہیں، اور اگر لفظ ننشز ہا کو راء کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کس طرح ہم اس کو پیدا کرتے ہیں، کہ اس میں پٹھے، رگیں، گوشت کھال اور بال یہ تمام چیزیں پیدا کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس میں روح ڈالتے ہیں، جب یہ باتیں مشاہدہ کے طور پر واضح ہوگئیں کہ حق تعالیٰ مردوں کی ہڈیوں کو جمع کر کے کس طرح ان میں روح ڈالتے ہیں تو بے اختیار جوش میں آکر بول اٹھے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ موت و حیات ہر ایک چیز پر قادر ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهٖمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ أَوَلَمْ

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے

تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً

ارشاد فرمایا کیا تم یقین نہیں لائے انہوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

سکون ہو جاوے، ارشاد ہوا کہ اچھا تو تم چار پرندے لو پھر ان کو (پال کر) اپنے لئے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۶۰) ع

(اور) پھر ان سب کو بلاؤ دیکھو تمہارے پاس سب دوڑے چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں

۳۵ ع ۳

حضرت ابراہیمؑ کی استدعاء

اور حضرت ابراہیمؑ نے بھی عرض کیا تھا کہ پروردگار کس کیفیت کے ساتھ آپ مُردوں کو زندہ کریں گے (کیونکہ عقلاً اس کی صورتیں بہت ہیں) ارشاد باری ہوا کیا تم اس پر یقین نہیں لائے عرض کیا میں کیوں نہ لاتا لیکن اسلئے گذارش ہے تاکہ (مشاہدہ کرکے) میرے دل کو سکون ہوجائے اور بطور مشاہدہ کے یہ چیز بھی واضح ہوجائے کہ میں آپ کا خلیل مستجاب الدعوت ہوں، ارشاد ہوا کہ مختلف قسم کے چار پرندے لے لو یعنی مور مرغا کوا اور بطخ اور پھر ان سب کا خوب قیمہ کرکے اور ان کو اچھی طرح ملا کر چار پہاڑوں پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھدو پھر ان کا نام لے کر بلاؤ وہ سب زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

اور ابراہیمؑ اس بات کا خوب یقین رکھو کہ جو شخص مُردوں کے زندہ کرنے پر ایمان نہ لائے، حق تعالیٰ اس پر عذاب نازل کرنے میں زبردست ہیں اور مُردوں کی ہڈیاں جمع کرنے اور پھر ان کے زندہ کرنے میں جیسا کہ ان پرندوں کو زندہ کیا ہے حکمت والے ہیں ؛

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں انکے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت (عنداللہ)

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ

جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بال کے اندر سَو دانے ہوں اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جاننے والے ہیں

انفاق کا درجہ

اب اس کے بعد حق تعالیٰ مسلمانوں کے راہ خدا میں خرچ کرنے کو بیان فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے مالوں کی مثال جو اپنے اموال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانہ کی مثال ہے کہ اس سے سات بالیں اُگتی ہیں، اور ہر ایک بالی میں سَو دانے ہوتے ہیں۔

اسی طرح حق تعالیٰ مسلمانوں کے راہ خدا میں خرچ کئے ہوئے مالوں کو سات سَو تک بڑھاتا ہے، اور جو اس کا اہل ہو یا جس کا صدقہ قبول کیا جائے، اسے اس سے زیادہ ثواب عطا کرتا ہے۔

اور ثواب دینے میں حق تعالیٰ بڑے وسعت والے ہیں، اور مسلمانوں کے خرچ کرنے اور انکی نیتوں کو جاننے والے ہیں ؛

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

جولوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (اُس پر) احسان جتلاتے ہیں

مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور نہ (برتاؤ سے) اس کو آزار پہنچاتے ہیں اُن لوگوں کو اُن (کے اعمال) کا ثواب ملے گا انکے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

کوئی خطرہ ہوگا اور نہ یہ مغموم ہونگے مناسب بات کہدینا اور درگذر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے

صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾

جس کے بعد آزار پہنچایا جاوے اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں حلیم ہیں

خرچ کرنیوالوں کی شان

اگلی آیت حضرت عثمان بن عفان رضہ اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جولوگ خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں، اور نہ جس کو دیا ہے اسے کسی قسم کا کوئی آزار پہنچاتے ہیں۔

ان کو اس کا جنت میں ثواب ملے گا، جہاں نہ آئندہ کسی قسم، کے عذاب کا خوف ہوگا، اور اپنے بعد جو چھوڑ گئے ہیں نہ ہی اس کا غم ہوگا۔

اپنے مسلمان بھائی کے پس پشت اس کے لئے اچھی بات کہنا اور اس کے حق میں دعا کرنا اور اسکی غلطیوں سے تجاوز کرنا یہ تیرے لئے اور اس کے لئے ایسے صدقہ خیرات سے بہتر ہے کہ جس کے بعد تو اس پر احسان جتلائے، یا اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائے، اور حق تعالیٰ احسان جتلانے والے کے صدقہ سے غنی ہیں اور حلیم ہیں کہ ایسے شخص پر جلد عذاب نازل نہیں فرماتے ؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ

اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جسطرح وہ شخص جو اپنا

يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ

مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور یوم قیامت پر سو اس

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ

شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر ہو جس پر کچھ مٹی (آ گئی) ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جاوے

لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦٤﴾

سو اسکو بالکل صاف کر دے ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (جنت کا) راستہ نہ بتلاوینگے

زریں نصیحت | بڑائی کرکے اور جس کو دیا ہے اسے تکلیف پہنچا کر اپنے صدقات کے ثواب کو اس شخص کی طرح برباد مت کرو، جو ریاء کے لئے صدقہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔

احسان جتانے والے اور مشرک کے صدقہ کی مثال چکنے پتھر کی طرح ہے کہ جس پر کچھ مٹی آ گئی ہو اور پھر اس پر زور کی بارش پڑ گئی، تو اس نے جیسا وہ چکنا صاف تھا، پھر اسی طرح کر دیا دنیا میں اس طرح کے خرچ کرنے والوں کو آخرت میں کسی قسم کا ثواب ہاتھ نہیں لگے گا یعنی احسان جتانے والے اور تکلیف پہنچانے والے کے ثواب کی یہ حالت ہو جائے گی، جیسا کہ صاف پتھر پر بارش پڑنے کے بعد مٹی کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا، اور حق تعالیٰ منافقین اور لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرنے والوں اور اسی طرح صدقہ خیرات پر احسان جتانے والوں کو ان کے صدقات پر کسی قسم کا کوئی ثواب نہیں عطا فرمائیں گے۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ

اور ان لوگوں کے خرچ کئے ہوئے مال کی حالت جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی غرض سے اور اس غرض

وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ

سے کہ اپنے نفسوں (کو اس عمل شاق کا خوگر بنا کر اُن) میں پختگی پیدا کریں مثل حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیلے پر ہو

فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ

کہ اُس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دونا (چوگنا) پھل لایا ہو اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی اسکو

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾

کافی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں

مخلصین کی مثال

اور ان لوگوں کے اموال کی مثال جو حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور اپنے نفسوں کو سچائی اور پختگی کا خوگر بنانے کے لئے ثواب ملنے کا یقین کامل رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں، ایک باغ کی طرح ہے جو کسی صاف بلند مقام پر ہو اور اس پر خوب زور کی بارش ہو، جس کی وجہ سے اور باغوں سے دوچند وہ پھل لایا، اور اگر ایسی زور کی بارش نہ ہو تو ہلکی سی بارش پھوار کی طرح بھی اس کے لئے کافی ہے۔

یعنی مومن کی راہ خدا میں خرچ کرنے کی مثال ہے، خواہ وہ کم خرچ کرے یا زیادہ جبکہ اخلاص اور خشیت خداوندی کے ساتھ ہو۔ حق تعالیٰ اس کے ثواب کو دوچند فرماتا ہے، جیسا کہ ایسے باغ کے پھلوں کو زیادہ کرتا ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو حق تعالیٰ اسے خوب دیکھتے ہیں۔

اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِیْ

بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اسکا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اسکے (درختوں کے) نیچے نہریں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ

چلتی ہوں اس شخص کے ہاں اس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو

الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ فِیْهِ

اور اُسکے اہل و عیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں سو اس باغ پر ایک بگولا آیا جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر

نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ

وہ باغ جل جاوے — اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمہارے لئے

تَتَفَكَّرُوْنَ (۲۶۶)

تاکہ تم سوچا کرو

ایک سوال

بھلا تم میں سے کسی شخص کو یہ بات پسند ہے، کہ اس کے پاس انگوروں کا باغ ہو اور درختوں اور مکانات کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور اس باغ میں قسم قسم کے پھل ہوں پھر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کسی کام کا نہ رہے، اور اچانک اس باغ کو ایک بگولہ بہت گرم یا ٹھنڈا آن گھیرے

جس سے وہ بالکل ختم ہو جائے (کوئی بھی یہ چیز گوارا نہیں کر سکتا) حق تعالیٰ اوامر و نواہی کی یہ نشانیاں بیان فرماتے ہیں، تاکہ قرآنی مثالوں میں غور کرو، آخرت میں کافروں کی (اور ان لوگوں کی جو نیکیاں کرنے کے بعد پھر گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ عابد) یہی مثال ہوگی کہ وہ وہاں بغیر کسی تدبیر کے باقی رہ جائے گا۔ اور نہ دنیا ہی میں پھر لوٹ کر آنے کا موقع ملے گا، جیسا کہ بوڑھا بغیر تدبیر کے رہ جاتا ہے کہ اب جوانی کی قوت و طاقت بھی واپس نہیں لے سکتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا

اے ایمان والو (نیک کام میں) خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے لئے

لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ

زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی (ناکارہ) چیز کی طرف نیت مت لیجایا کرو کہ اس میں سے خرچ کرو حالانکہ

وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

تم کبھی اسکے لینے والے نہیں ہاں چشم پوشی کر جاؤ (تو اور بات ہے) اور یقین کر رکھو کہ اللہ تم کسی کے محتاج نہیں

غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾

تعریف کے لائق ہیں

انفاق کے قابل

(حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ یہ آیت تمام طاعات کو عام ہے عابد) سونا اور چاندی اور زمین سے جو قسم قسم کے غلے اور پھل پیدا کئے ہیں

ان میں سے عمدہ اور حلال چیز کو خرچ کرو، اور اپنے اموال میں سے ردی چیز کے خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کیا کرو حالانکہ اگر ایسی ردی چیز تم کو کوئی تمہارے حق میں واجب کے عوض میں دے تو تم کبھی بھی اسے قبول نہ کرو، مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ اور اپنے بعض حق کو چھوڑ دو (تو اور بات ہے) اسی طرح حق تعالیٰ تم سے ایسی بیکار اور ردی چیز کو قبول نہیں فرماتا، اور حق تعالیٰ تمہارے خرچ کا محتاج نہیں اور وہ اپنے تمام امور میں قابل ستائش ہے۔

اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ وہ تھوڑی چیز کو قبول کرتا ہے اور ثواب بہت زیادہ دیتا ہے، یہ آیت کریمہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا الخ امام حاکم ترمذی ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت براء رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہم کھجوروں کے باغوں والے تھے، ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی کھجوروں میں سے ان کی کمی زیادتی کے لحاظ سے راہ خدا میں دینے کے لیے لایا کرتا تھا، اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ وہ اس قسم کے نیک کاموں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لیتے تھے، چنانچہ ان میں سے کوئی شخص ایسا خوشہ لے کر آتا تھا جس میں معمولی اور ہلکی قسم کی ٹوٹی ہوئی کھجوریں ہوتی تھیں اس پر حق تعٰہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے عمدہ مال خرچ کرو ؛

اور ابو داؤد، نسائی اور حاکم نے سہل بن حنیف سے نقل کیا ہے، کہ لوگ اپنے پھلوں میں سے بُرا اور ردّی پھل صدقہ وخیرات کے لیے نکالا کرتے تھے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، کہ ردّی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو، کہ اس میں سے تم خرچ کرو۔

اور امام حاکم نے جابر رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر میں کھجوروں کا ایک صاع دینے کا حکم دیا تو ایک شخص ردّی کھجوریں لے کر آئے، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:— یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا الخ۔

اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام کھانے کی سستی چیزیں خرید کر ان کو صدقہ کیا کرتے تھے اس پر حق تعٰہ نے یہ آیت نازل فرمائی ؛

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰہُ

شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور تم کو بُری بات (یعنی بخل) کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعٰہ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف

یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۸﴾

سے گناہ معاف کردینے کا اور زیادہ دینے کا اور اللہ تعٰہ وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں

یُّؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ

دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دیدیتے ہیں اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس کو دین کا فہم ملجاوے اُسکو بڑی

اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں (یعنی جو عقل صحیح رکھتے ہیں)

شیطان کا حربہ شیطان صدقہ وخیرات کے وقت تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور اس طریقہ پر زکوٰۃ سے روکتا ہے، اور حق تعالیٰ زکوٰۃ وخیرات کی ادائیگی پر گناہوں کی معافی اموال کی زیادتی اور آخرت میں ثواب کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخششوں اور گناہوں کی معافی میں بڑی وسعت والے اور تمہاری نیتوں اور تمہارے صدقات کو خوب جاننے والے ہیں، اب حق تعالیٰ اپنی بخششوں کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی، اور حکمت کی تفسیر معانی قرآن کے ساتھ بھی کی گئی ہے، اور قول وفعل اور رائے کی درستگی بہت بڑی چیز ہے اور امثال قرآنی اور حکمت قرآنیہ سے نصیحت عقل والے ہی حضرات حاصل کرسکتے ہیں ؛

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو حق تعالیٰ کو سب کی یقیناً اطلاع ہے اور

يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

بیجا کام کرنے والوں کا کوئی ہمراہی (اور حمایتی) نہ ہوگا اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور

فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

اگر ان کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ (اسکی برکت سے)

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

تمہارے کچھ گناہ بھی دور کردیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خوب خبر رکھتے ہیں

ثواب کی بخشش اور جو تم راہ میں خرچ کرو یا اطاعت خداوندی کے دائرہ میں نذر مان کر اسکو پورا کرتے ہو جبکہ نیت خالص ہو تو حق تعالیٰ اسے قبول فرماتا اور اس پر ثواب عطا کرتا ہے اور مشرکین سے تو عذاب خداوندی کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی۔

ظاہر کرکے یا چھپا کر صدقہ وخیرات کرنا ان میں سے کونسا طریقہ افضل ہے اب حق تعالیٰ اسکو بیان فرماتے ہیں، اگر صدقہ واجبہ کو ظاہر کرکے ادا کرو تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر صدقات نفلیہ کو پوشیدہ طریقہ پر مثلاً اصحاب صفہ کو دے دو تو یہ ظاہر کرنے سے بہتر ہے، اور یہ دونوں طریقے مقبول ہیں

اور تمہارے صدقات کے بقدر حق تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور تمہارے صدقات کی حق تعالیٰ کو خوب خبر ہے :

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

ان (کافروں) کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ (فرض واجب) نہیں ولیکن خدا تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت پر لے آویں

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ

اور (اے مسلمانو) جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز

وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ

رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کے اور (نیز) جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب (یعنی اس کا ثواب) پورا پورا تم کو مل جاویگا

لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

اور تمہارے لئے اس میں ذرا کمی نہ کی جاوے گی۔

عموم صدقات } اب حق تعالیٰ اہل کتاب اور مشرکین پر نفلی صدقات وغیرہ خرچ کرنیکی اجازت دیتا ہے، اور سبب یہ ہوا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بنت ابوالنضر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے لئے اپنے ان قریبی رشتہ داروں کو جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا، صدقات دینا جائز ہیں۔ اسپر حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔

آپ کے ذمہ ان کافروں کو ہدایت پر لانا واجب نہیں کہ آپ ان فقراء اہل کتاب اور مشرکین سے (صدقہ و) خیرات کو روکیں محض اس بنا پر کہ ممکن ہے وہ اس طرح ایمان لے آئیں) اور جو تم اپنا مال خرچ کرتے ہو وہ اپنے ثواب کے لئے کرتے ہو، اور تم فقراء پر محض حق تعالیٰ کی رضا جوئی پر خرچ کرتے ہو۔ اور فقراء مثلاً اصحاب صفہ پر جو تم مال خرچ کر رہے ہو، اس کا پورا پورا ثواب تم کو آخرت میں مل جائے گا نہ تمہاری نیکیوں میں میں کچھ کمی کی جائے گی، اور نہ برائیوں میں کسی قسم کا کوئی اضافہ ؛

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمان الٰہی لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ الخ امام نسائی حاکم، بزار، طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

روایت نقل کی ہے کہ صحابۂ کرام اپنے ان رشتہ داروں کو جو کہ مشرک تھے کچھ دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ نے ان کو اسکی اجازت عطا فرمائی، اس پر لَيْسَ عَلَيْكَ سے وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ تک آیت کریمہ نازل ہوئی، اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بات کا حکم دیتے تھے کہ صرف اہلِ اسلام ہی کو دیا جائے، اس پر لَيْسَ عَلَيْكَ الخ یہ آیت نازل ہوئی۔

چنانچہ جو بھی سوال کرے خواہ کسی دین کا ہو، اسے صدقہ دینے کا حکم دے دیا گیا ؛

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

(صدقات) اصل حق ان حاجت مندوں کا ہے جو مقید ہوگئے ہوں اللہ کی راہ میں (اور اسی وجہ سے) وہ لوگ کہیں ملک

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

میں چلنے پھرنے کا (عادۃً) امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف ان کو تونگر خیال کرتا ہے انکے سوال سے بچنے کے سبب سے (ان کو)

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا

تم ان کو انکے طرز سے پہچان سکتے ہو (کہ فقر و فاقہ سے چہرہ پر ضرور اثر آجاتا ہے) اور لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے اور

تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢٧٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

جو مال خرچ کروگے بے شک حق تعالیٰ کو اس کی خوب اطلاع ہے۔ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات

اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات)

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾

سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا انکے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے

حقیقی حقدار — اور صدقات کے حقیقی مستحق تو وہ حضرات ہیں جنہوں نے اطاعت خداوندی کیلئے اپنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں روک رکھا ہے (اور وہ اصحاب

صفہ ہیں) اور وہ طلب معاش کے لئے کہیں جا بھی نہیں سکتے، ناواقف ان کو تونگر سمجھتا ہے ان کے سوال سے بچنے کی وجہ سے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ انکی ہیئت سے پہچان سکتے ہو، وہ کسی سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔
اور اصحاب صفہ پر جو مال بھی تم خرچ کرو، حق تعالیٰ کو اس مال اور تمہاری نیتوں کی خوب اطلاع ہے۔
جو حضرات پوشیدہ اور آشکارا کر کے صدقہ و خیرات کرتے ہیں، جنت میں ان کو اس کا ثواب ملے گا اور انھیں نہ ہمیشہ کا خوف ہوگا، اور نہ غم، یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ الخ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ یزید، عبداللہ غریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ (جہاد کے لئے) گھوڑے رکھنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یزید اور عبداللہ دونوں راوی مجہول ہیں، اور عبدالرزاق اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے، کہ یہ آیت حضرت علی رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کے پاس چار درہم تھے، انہوں نے اس میں سے ایک رات کو اور ایک دن کے وقت اور ایک پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر کر کے راہ خدا میں خرچ کئے تھے، اور ابن منذر نے ابن مسیب سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ اور حضرت عثمان بن عفان رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان حضرات نے جیش عسرت کے لئے سامان جہاد فراہم کیا تھا۔

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ

اور جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہونگے (قیامت میں قبروں سے) مگر جسطرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص

یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا

جس کو شیطان خبطی بنادے لپٹ کر (یعنی حیران و مدہوش) یہ (سزا) اسی لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا

اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو جو کچھ پہلے (لینا) ہو چکا ہے

وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

وہ اسی کا رہا اور (باطنی) معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود کرے تو یہ لوگ دوزخ میں جاوینگے

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

سود خوری کا انجام

اب حق تعالیٰ سود خواروں کا انجام بیان فرماتے ہیں، کہ یہ لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے اس طرح کھڑے ہونگے، جیسا کہ دنیا میں شیطان کسی کو جنون سے خبطی اور دیوانہ بنادے، آخرت میں یہ خبطی پن اور دیوانگی سود خوار کی علامت اور نشانی ہوگی اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ ان لوگوں نے سود کے حلال سمجھنے کے لئے یہ علت نکال لی ہے کہ جب کسی چیز کو ادھار فروخت کیا جائے اور پھر اس کی قدرت پوری ہوجائے تو قرض میں اور اضافہ کرکے مدت بڑھا دینا اسی طرح حلال ہے، جیسا کہ کسی چیز کے پہلی مرتبہ نقد فروخت کرنے پر نفع لینا حلال ہے، حق تعالیٰ نے کسی چیز کے فروخت کرتے وقت پہلی مرتبہ نفع لینا حلال فرمایا ہے، اور بعد میں ادھار کی مدت بڑھانے پر اس نفع اور زیادتی کو حرام قرار دیا ہے سو جس شخص کو سود کے بارے میں اس کے پروردگار سے ممانعت پہنچی، اور اس نے اس فعل سے توبہ کرلی، تو حرمت سود سے قبل جو کچھ اس نے کیا اس پر ظاہراً اب کوئی دار وگیر نہیں، اور اس کی یہ توبہ بقیہ زندگی کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے چاہے عذاب سے (توبہ قبول کرکے) محفوظ رکھے اور چاہے ذلیل ورسوا کرے، اور جو اسکی حرمت سنکر پھر بھی سود کا طریقہ اختیار کرے، تو وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، تا وقتیکہ حق تعالیٰ اس کو (اگر وہ سود کو حلال نہ سمجھتا ہو) اس سے نجات دے، حق تعالیٰ دنیا وآخرت میں سود کو مٹاتے، اور صدقات واجبہ اور نفلیہ کو جبکہ خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہوں قبول فرماتے ہیں:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کسی کفر کرنے والے کو (اور)

كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کسی گناہ کے کام کرنے والے کو بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور (بالخصوص) نماز کی پابندی کی

وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ

اور زکوٰۃ دی اُنکے لئے ان کا ثواب ہوگا اُن کے پروردگار کے نزدیک اور (آخرت میں) ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ

رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲۷۷)

مغموم ہوں گے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور حق تعالیٰ ہر ایک کفر کرنے والے اور سود کی حرمت کا انکار کرنے والے اور سود کھا کر اس کے گناہ میں گرفتار ہونے والے کو پسند نہیں کرتے (بلکہ اس سے دشمنی رکھتے ہیں) جو حضرات حق تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں اور سود کے حرام ہونے پر ایمان لائے اور ان پر جو حقوق خداوندی ہیں ان کو خوبی کے ساتھ ادا کرتے، اور سود کو قطعی طور پر چھوڑتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے، اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔

تو ان کو اس کا ثواب جنت میں ملے گا اور جب موت کو ذبح اور دوزخ کو پر کیا جائے گا، ان پر کوئی خوف وہراس نہیں ہوگا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو

اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۲۷۸) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ

پھر اگر تم اس پر عمل نہ کروگے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے

مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ج

(یعنی تم پر جہاد ہوگا) اور اگر تم توبہ کرلوگے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جاویں گے نہ تم کسی پر

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (۲۷۹)

ظلم کرنے پاؤگے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا

خوفِ خدا کی تلقین ثقیف اور مسعود، حبیب عبد یا لیل اور ربیعہ سود کے بارے میں حق تعالیٰ سے ڈرو

اور بنی مخزوم پر تمہارے سودی کاروبار میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو، اگر تم سود کی حرمت پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اس سود کو نہیں چھوڑتے تو آخرت میں منجانب اللہ دوزخ کے عذاب کے لئے اور دنیا میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے تلوار کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اور اگر سود سے توبہ کرتے ہو تو بنی مخزوم پر تمہارا جو اصل مال ہے وہ مل جائے گا، اور جب کوئی شخص سودی زیادتی کا مطالبہ نہ کرے تو اس پر کوئی ظلم نہیں، اور جس وقت تم اصل مال دیدو گے تو تم پر بھی کوئی شخص ظلم نہیں کرے گا، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، کہ نہ تم کسی کے قرض میں کمی کرو، اور نہ تمہارے قرضوں میں کمی کی جائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا الخ ابو یعلی نے اپنی سند میں اور ابن مندہ نے کلبی کے طریق سے بواسطۂ ابو صالح ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت قبیلۂ ثقیف میں سے بنی عمرو بن عوف اور بنی مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بنی مغیرہ ثقیف کو سود پر مال دیا کرتے تھے، جب حق تعالیٰ نے اپنے رسول صؐ کے ذریعہ مکہ مکرمہ فتح کر دیا، اور اس دن تمام سودی کاروباروں کا خاتمہ کر دیا گیا تو بنی عمرو اور بنی مغیرہ عتاب بن اسید کے پاس آئے بنی مغیرہ نے آکر کہا کہ اس سود کی وجہ سے ہم تمام لوگوں سے بدتر ہو گئے، اور ہمارے علاوہ اور لوگوں نے سود کا خاتمہ کر دیا تو بنی عمرو بولے کہ آپس میں ہم اس شرط پر صلح کر لیں کہ ہمارے لئے ہمارا سود ہے، ان کی یہ بات عتاب بن اسید رضؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھ کر روانہ کی تو اس پر یہ آیت اور اس سے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ اور ابن جریر نے عکرمہ رضؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قبیلۂ ثقیف میں سے مسعود، حبیب، ربیعہ اور عبدیا لیل، بنو عمرو اور بنو عمیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا

اور اگر تنگدست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک اور یہ (بات) کہ معاف ہی کر دو اور زیادہ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ

بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو اس کے ثواب کی خبر ہو اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں

فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع ۳۸ ۸ ۶

لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا (یعنی بدلہ) پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا

ناگزیر مہلت

اور اگر بنی مخزوم تنگی کی وجہ سے (مدت پر) تمہارے قرضے نہ ادا کر سکیں، تو آسودگی تک ان کو مہلت دے دو اور اگر اپنے اصل کو بالکل ہی معاف کر دو تو یہ بات یعنی اور مدت بڑھانی بہتر ہے، اگر تم اس کے ثواب کو جانتے ہو، اور اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور برائی کا پورا پورا بدلہ ملے گا، نہ انکی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کمی کی جائے گی، اور نہ انکی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اے ایمان والو جب معاملہ کرنے لگو اُدھار کا ایک میعاد معین تک (کے لئے) تو اُس کو لکھ لیا کرو

فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ

اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں (جو) کوئی لکھنے والا (ہو وہ) انصاف کے ساتھ لکھے اور

كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ

لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو (لکھنا) سکھلا دیا اسکو چاہیے کہ لکھ دیا

عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ

کرے اور وہ شخص لکھوا دے جسکے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اسکا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں سے

فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ

ذرہ برابر (بتلانے میں) کمی نہ کرے پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل ہو یا ضعیف البدن ہو

اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ

یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسکا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے

انصاف کا خیال

اب حق تعالیٰ ادھار کے معاملات کرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں، حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والو جب وقت مقرر کے لئے قرض کا معاملہ کرو، تو قرض دار اور قرض دینے والے کے درمیان جو معاملہ ہوا ہے اسے انصاف کے ساتھ لکھ لیا کرو، اور لکھنے والا جیسا کہ حق تعالیٰ نے اس کو سکھایا ہے وہ ان دونوں کے درمیان لکھنے سے انکار نہ کرے۔

اور وہ بغیر کسی قسم کی زیادتی اور کمی کے اس دستاویز کو لکھے اور کاتب کو وہ شخص بتلا دے جس پر قرض ہے، اور قرضدار حق تعالیٰ سے ڈرے، اور قرض کی رقم لکھواتے وقت اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرے، اور اگر قرضدار لکھوانے کے معاملہ میں جاہل ہے یا کاتب کو لکھوانے سے عاجز ہے، یا اچھی طرح اس چیز کو نہیں لکھوا سکتا تو پھر قرض دینے والا بغیر کسی زیادتی کے ٹھیک ٹھیک لکھوا دے ؛

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ج فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا

اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ (بھی) کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو

رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں) ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تاکہ ان دونوں عورتوں

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط

میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے تو ان میں ایک دوسری کو یاد دلادے اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب (گواہ بننے

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

کے لئے) بلائے جایا کریں اور تم اس (دین) کے (بار بار) لکھنے سے اُکتایا مت کرو خواہ وہ (معاملہ)

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ط

چھوٹا ہو یا بڑا ہو یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے۔

دو گواہ } اور اپنے ان حقوق کے اجراء کے لئے دو آزاد مسلمان پسندیدہ لوگوں کو مزید گواہ بھی کر لیا کرو، اور اگر مرد نہ ہوں تو پسندیدہ اور معتبرہ عورتوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ کر لیا کرو، کیونکہ ان دونوں عورتوں میں اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری بھولنے والی کو یہ شہادت یاد دلادے، اور گواہوں کو جب حاکموں کے پاس بلایا جائے، تو وہ بھی انکار نہ کیا کریں۔

اور تم اس قرض کے معاملہ لکھنے میں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اُکتایا مت کرو ؛

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا

اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ

(معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اسکے نہ لکھنے

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪

پر کوئی تم پر الزام نہیں اور (اتنا اس میں بھی ضرور کیا کرو کہ) خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ۬ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ

اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جاوے اور نہ کسی گواہ کو اور اگر تم ایسا کروگے تو اس میں تم کو

فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

گناہ ہوگا اور خدا سے ڈرو اور اللہ تعو (کا تم پر احسان ہے کہ) تم کو تعلیم

بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

فرماتا ہے اور اللہ تعو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں

تحریر کی اہمیت

اور یہ قرض کی دستاویز لکھنے کا معاملہ حق تعو کے نزدیک عدل و انصاف کو زیادہ قائم رکھنے والا اور شہادت کو زیادہ واضح کرنے والا ہے جبکہ شاہد شہادت کو بھول جائے۔ ۲ور تمہارے لئے یہ چیز زیادہ سزاوار ہے کہ تم قرض کے معاملہ میں اور اس کی مدت میں شک میں نہ پڑو۔

الا یہ کہ کوئی سودا فوراً دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر اس میں مدت مقرر کرو تو گواہ کر لیا کرو، کاتب کو کتابت پر اور گواہ کو گواہی پر تکلیف مت پہنچاؤ، اور اگر تکلیف پہنچاؤ گے تو تم کو گناہ ہوگا، لہٰذا اس تکلیف پہنچانے میں حق تعو سے ڈرو، اور جو احکام معاملات میں تمہارے لئے مفید ہیں، حق تعو ان کی تم کو تعلیم فرماتے ہیں، اور وہ ان سب باتوں کو جاننے والا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ

اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور (وہاں) کوئی کاتب نہ پاؤ سو رہن رکھنے کی چیزیں (رہیں) جو قبضہ میں

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ

دیدی جائیں اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہے (یعنی مدیون) اسکو

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ

چاہیئے کہ دوسرے کا حق پورا پورا ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ اس کا پروردگار ہے ڈرے اور شہادت کا اخفا مت

اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع

کرو اور جو شخص اس کا اخفا کریگا اس کا قلب گنہگار ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتے ہیں

ع ۳۹ / ۲

رہن کا جواز } اور اگر حالت سفر میں لکھنے وغیرہ کی کوئی چیز نہ ہو تو اس میں قرض دینے والا اپنے قرض کے بدلہ قرضدار سے کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھ لے، اور اگر بغیر رہن رکھے ہوئے اطمینان کی وجہ سے قرض دے دیا تو قرضدار کو چاہیئے کہ وہ اپنے ساتھی کا پورا پورا حق ادا کر دے، اور قرض کی ادائیگی میں حق تعالیٰ سے ڈرے، اور حکام کے سامنے شہادت کا اخفا مت کرو، جو اس کا اخفاء کرے گا تو اس کا قلب گنہگار ہوگا، اور حق تعالیٰ شہادت کے اخفاء اور اس کے بیان کر دینے کو خوب جانتے ہیں:

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ

اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور جو باتیں تمہارے نفسوں

اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ

میں ہیں ان کو اگر تم ظاہر کرو گے یا کہ پوشیدہ رکھو گے حق تعالیٰ تم سے حساب لیں گے پھر (بجز کفر و شرک کے) جسکے لئے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

منظور ہوگا بخشدینگے اور جس کو منظور ہوگا سزا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں

ملکیت ربانی

تمام مخلوقات اور تمام چیزیں حق تعالیٰ کی ملک ہیں، اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، اور اگر تم اپنے دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو، یہ ظہور سے قبل وسوسہ کے بعد کا درجہ ہے یا اس کا اخفاء کرو تمہیں ان سب کا بدلہ دیا جائے گا، اسی طرح یاد کے بھولنا اور درستگی کے بعد غلطی کر جانا، اور جہاد کے بعد زبردستی کرنا جو ان تمام گناہوں سے توبہ کرے اسے بخشش دیں گے اور جو توبہ نہ کرے تو اسے حق تعالیٰ سزا دیں گے۔

اور حق تعالیٰ مغفرت اور عذاب ہر ایک کے اوپر قادر ہیں، جب آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمانوں کو اسکے مضمون میں بہت پریشانی ہوئی ——— جب آپ کو معراج ہوئی، تو آپ حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے اگلی آیتیں نازل فرمائیں:۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ

اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلعم) اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین

كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ قف لَا نُفَرِّقُ

بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اسکی کتابوں کے ساتھ اور

بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ قف وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ

اسکے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اُسکے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے

رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿۲۸۵﴾

(آپکا ارشاد) سُنا اور خوشی سے مانا ہم آپکی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف (ہم سبکو) لوٹنا ہے

صادق الامین

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور اس کے معانی کے بیان فرما دینے میں صادق الامین ہیں، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی زبانی فرماتے ہیں اور مسلمانوں میں سے ہر ایک ان تمام باتوں کا اعتقاد رکھتا ہے، اور مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ ہم رسولوں میں سے کسی بھی رسول کا انکار نہیں کرتے اور نیز ہم حکم خداوندی کو سُنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں، پھر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہمارے پروردگار ہم حدیث نفس (دل کی غلط باتوں) سے مغفرت طلب کرتے، اور مرنے کے بعد آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے:۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی آمن الرسول الخ امام احمد اور امام مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ الخ یعنی اگر تم اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کرو یا اسے پوشیدہ رکھو سب پر مواخذہ ہوگا، نازل ہوئی تو صحابہ کرام کے لئے یہ چیز سخت حیرانی اور پریشانی کا باعث ہوئی، چنانچہ حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل گر گئے اور عرض کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس حکم کی کہاں طاقت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا تم اسی طرح کہنا چاہتے ہو جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے تم سے پہلے کہا تھا کہ ہم نے سُنا اور نافرمانی کی، بلکہ یہ کہو ہم نے سُنا اور اطاعت کی پروردگار ہم آپ سے اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، چنانچہ جب صحابہ کرام نے یہ جملہ دہرایا، اور اس سے انکی زبانیں تر ہوگئیں، تو حق تعالیٰ نے اس کے بعد آمَنَ الرَّسُوْلُ یہ آیت نازل فرمائی، جب اس پر سب نے گواہی دے دی تو حق تعالیٰ نے پہلے حکم کو منسوخ کر کے یہ آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا نازل فرمائی، یعنی حق تعالیٰ ہر ایک انسان کو اس کی طاقت کے بقدر مکلّف فرماتا ہے، نیز امام مسلم وغیرہ نے ابن عباس رض سے اسکے مثل روایت نقل کی ہے :

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اسکی طاقت (اور اختیار) میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ملے گا

مَا اکْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج

جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے اے ہمارے رب ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے اگر ہم

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ

بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجیے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر

مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ ج

آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا نہ) ڈالئے جسکی ہم کو سہار نہ ہو

وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ

اور درگزر کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں

مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

(اور کارساز طرفدار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجیے۔

دستورِ خداوندی

نیز حق تعالیٰ احکام شرعیہ کا طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتا ہے یعنی نفس کی پوشیدہ باتوں پر مواخذہ کو جو ہم نے بیان کیا ان سے امور غیر اختیاریہ مراد نہیں بلکہ صرف امور اختیاریہ مراد ہیں۔ عابد) اس کو ثواب نیکیوں پر مثلاً حدیث نفس بھول اور غلطی اور مجبور کرنے کے ترک کرنے پر ثواب ہے، اور برائیوں مثلاً حدیث نفس نسیان اور زبردستی پر عذاب ہے،

اب حق تعالیٰ دعا کے طریقہ کی تعلیم دیتا ہے، کہ اس طریقہ کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا کرنی چاہیے، تاکہ حدیث نفس (دل کی غلط باتیں) بھول اور غلطی یہ تمام چیزیں معاف ہو جائیں کہ یوں کہو اے ہمارے پروردگار اگر ہم تیری اطاعت میں بھول جائیں یا تیرے حکم میں غلطی کر جائیں تو ہم پر دار و گیر نہ فرمایئے، اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا کوئی شاق حکم نہ نازل کیجیے، کہ جس کے چھوڑ دینے سے ہم پر پاکیزہ اور حلال چیزوں کو حرام کر دیا جائے جیسا کہ بنی اسرائیل کے نقض عہد پر تو نے ان پر اونٹ گائے بکریوں کے گوشت اور دیگر طیبات کو حرام کر دیا تھا، اور یہ بھی درخواست ہے کہ ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالیے جس میں ہمیں کسی قسم کی راحت اور نفع نہ ہو ہم سے معاف اور درگزر فرمایئے، آپ ہمارے کارساز ہیں

اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے کہ ہم کو مسخ کے عذاب سے بچایئے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کی قوم کو مسخ کیا گیا، اور زمین میں دھنسا دینے سے ہماری مغفرت فرمایئے، جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔ اور سنگسار کر دینے سے بھی ہم پر رحم فرمایئے، جیسا کہ حضرت لوطؑ کی قوم کو پتھروں سے سنگسار کیا گیا، جب انہوں نے یہ دعا کی تو حق تعالیٰ نے دل کی غیر اختیاری باتوں اور بھول چوک سے مواخذہ کو اٹھا لیا، اور خسف، مسخ اور سنگسار کر دینے سے بھی ان کو اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو محفوظ رکھا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اٰیاتُھا ۲۰۰ ـــــ (۳) سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ (۸۹) ـــــ رُکُوْعَاتُھَا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ط﴾

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ

اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ

اللہ تعالیٰ نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابوں کی

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ

جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں اور (اسی طرح) بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگوں کی ہدایت کیواسطے اور اللہ تعالیٰ نے

كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ

بھیجے معجزات بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے انکے لئے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت)

ذُو انْتِقَامٍ ④

والے ہیں بدلہ لینے والے

اوصافِ ربّانی

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں دو سو آیتیں اور تین ہزار چار سو ساٹھ کلمات اور چودہ ہزار پانچسو پچیس حروف ہیں۔

حق تعالیٰ ہی وفد بنی نجران کی حالت کو زیادہ جاننے والا ہے، اور الم کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، اولاد سے منزہ اور پاک ہے۔

اور وہ زندہ جاوید ہیں، تمام چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں، جبریل امین کے ذریعہ ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل کو بیان کرنے والی اور توحید کی تصدیق کرنے والی ہے، جو اس سے پہلے آسمانی کتابوں میں بیان ہو چکی ہے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے قبل اسی طرح بنی اسرائیل کو گمراہی سے راہ راست پر لانے کے لئے حضرت موسیٰؑ پر توارت اور حضرت عیسیٰؑ پر انجیل کو نازل فرمایا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر حلال و حرام کو بیان کر دینے والی کتاب نازل فرمائی۔

اور وفد نجران جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے، ان کے لئے دنیا و آخرت میں سخت سزا ہے اور حق تعالیٰ عذاب اور عذاب دینے پر قادر ہے :-

لباب النقول فی اسباب النزول

سورۂ آل عمران۔ ابن ابی حاتم نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ عیسائی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے، اس پر حق تعالیٰ الم۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ سے تقریباً اسّی آیتیں نازل فرمائیں۔

اور ابن اسحٰق محمد بن سہل بن ابی امامہ سے نقل کرتے ہیں کہ وفد نجران نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر حضرت عیسیٰ ؑ کے بارہ میں گفتگو شروع کی تو ان کے بارے میں سورۃ آل عمران کی ابتدائی تقریبًا اسی آیتیں نازل ہوئیں اور اس روایت کو امام بیہقی نے دلائل میں بھی نقل کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (کوئی چیز) آسمان میں

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے ارحام میں جس طرح چاہتا ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

بجز اسکے کہ وہ غلبہ والے ہیں اور حکمت والے ہیں

وفد نجران حق تعالیٰ پر وفد نجران اور اسی طرح فرشتوں کی کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں وہ ایسی ذات ہے کہ جس طرح چاہتا ہے کوتاہ یا لمبی خوبصورت یا بدصورت لڑکا یا لڑکی نیک یا بد بناتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی صورت بنانے والا اور نہ کوئی خالق ہے، جو اس پر ایمان نہ لائے، اس کو عذاب دینے میں بڑی قدرت والا اور شکل انسانی کے بنانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ

وہ ایسا ہی ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی

اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ

آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں سو جن لوگوں کے دلوں میں

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ

کجی ہے وہ اسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

اور اسکے (غلط) مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ انکا (صحیح) مطلب بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا جو لوگ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُولُونَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ

(علم دین) میں پختہ کار (اور فہیم) میں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں (یہ) سب ہمارے

اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞

پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں

آزمائش اسی ذات نے جبریل امین کے ذریعہ تم پر قرآن کریم کو نازل کیا جس میں ایک حصہ اشتباہِ مراد سے محفوظ ہے یعنی حلال و حرام تمام چیزوں کو بیان کرنے والا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی منسوخ نہیں ہوئی، یہ آیتیں کتاب اللہ کی اصلی مدار ہیں، اور ہر ایک کتاب آسمانی پر عمل کرنے کے لئے اصل اصول ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو یہودیوں کے لئے مشتبہ المراد ہیں، جیسا کہ حروف مقطعات اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے کہ ان پر عمل منسوخ کر دیا گیا (یعنی ان آیتوں کا مطلب مخفی ہے) اور جن لوگوں کے دلوں میں شک اور حق سے روگردانی ہے، جیسا کہ یہودیوں میں سے کعب بن اشرف، حیی بن اخطب، جدی بن اخطب تو وہ لوگ قرآن کریم کی ان آیتوں کے پیچھے کفر و شرک اور گمراہی پر قائم رہنے اور اس امت کا انجام دیکھنے کی غرض سے تاکہ بادشاہت انہی کے لئے رہے ہو لیتے ہیں، اور انجام کار اور صحیح مطلب سے حق تعالیٰ ہی واقف ہے، یہ بات ختم کر کے اب حق تعالیٰ از سر نو پھر کلام کو شروع فرماتا ہے، اور جو حضرات مثلاً تورات کے علم میں پختہ کار ہیں، جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر مجملاً یقین رکھتے ہیں کہ محکم و متشابہ سب آیتیں حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اور احکام قرآنیہ سے عقل والے حضرات ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ۞

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اسکے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہمکو اپنے پاس سے

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ رَبَّنَآ

رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ

اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞ ع

بلاشبہ تمام آدمیوں کو میدان حشر میں جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس میں ذرا شک نہیں (اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو ۞

ع ۹/۹ ۱

ہدایت یافتہ کی دعاء جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ بھی کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہدایت حق عطا کر دینے کے بعد ہمارے دلوں کو حق سے کج نہ کیجیے اور اپنے دین پر ہمیں ثابت قدم رکھیے، اور ہم سے پہلے مسلمانوں کو یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نبوت اور دین اسلام عطا فرمانے والے ہیں، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! آپ مرنے کے بعد تمام انسانوں کو بلاشبہ ایسے دن جمع کرنے والے ہیں، جس میں ذرا بھی شک نہیں۔
مرنے کے بعد زندہ ہونا حساب پل صراط جنت دوزخ میزان عمل ان میں بلاشبہ کوئی وعدہ خلافی نہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُم
بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز انکے کام نہیں آسکتے اُن کے مال (و دولت) اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ

مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ
میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہوں گے جیسا معاملہ تھا فرعون

آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ج
والوں کا اور ان سے پہلے والے (کافر) لوگوں کا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾
اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر داروگیر فرمائی ان کے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں

قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ
آپ ان کفر کرنے والوں سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کیے جاؤ گے اور (آخرت میں)

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾
جہنم کی طرف جمع کر کے لیجائے جاؤ گے اور (جہنم) ہے برا ٹھکانہ

اصحاب جہنم کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی یا ابوجہل اور اسکے ساتھی ہرگز ان کے اموال اور اولاد کی زیادتی عذاب الٰہی کے مقابلہ میں کارآمد نہیں ہوسکتی یہ لوگ جہنم کے سوختہ ہونگے، جیسا کہ فرعون والوں کا معاملہ تھا، یعنی آپ کے ساتھ بھی آپ کی قوم نے وہی معاملہ کیا کہ آپ کی تکذیب کی اور ستایا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ ع کی تکذیب کی اور انکو

ستایا تو ہم غزوہ بدر کے دن ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کریں گے، جیسا کہ غرق کرنے کے دن موسیٰؑ کی قوم کے ساتھ ہم نے کیا، اور جیسا کہ قوم موسیٰ سے پہلے لوگوں کا معاملہ تھا کہ انہوں نے ہماری بھیجی ہوئی کتابوں اور رسولوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جھٹلانے کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا، اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار مکہ سے یہ بھی فرما دیجیے کہ تم دنیا میں بھی بدر کے دن مارے جاؤ گے اور اور قیامت کے روز جہنم میں جمع کیے جاؤ گے، وہ بہت بدترین ٹھکانا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے دلائل میں بواسطہ ابن اسحٰق، محمد بن ابی محمد سعید یا عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل بدر سے جو واقعہ پیش آیا، اس کے بعد جب آپ مدینہ منورہ لوٹ کر تشریف لائے تو آپ بازار بنی قینقاع میں تشریف لے گئے، جو یہودیوں کے اجتماع کا مرکز تھا اور ان سے فرمایا اے گروہ یہود ایمان لے آؤ قبل اسکے کہ حق تعالیٰ کہیں تمہارے ساتھ بھی وہ معاملہ کرے جو قریش کے ساتھ کیا گیا، تو انہوں نے کہا اے محمد العیاذ باللہ خود پسندی اور بڑائی میں مبتلا نہ ہو اگر تم نے کفار کی ایک جماعت کو قتل کر دیا تو وہ بے وقوف تھے لڑنا نہیں جانتے تھے، واللہ اگر آپ ہمارے ساتھ لڑیں گے تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم ہیں آدمی اور ہمارے جیسوں سے آپ کا سامنا نہ ہوا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُولِی الْاَبْصَارِ تک نازل فرمائی۔

اور ابن منذر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی نے بدر کے دن کہا تھا کہ اگر محمدؐ نے قریش کو قتل کر دیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا تو یہ چیز ان کو دھوکہ میں نہ ڈالے، کیونکہ قریش تو لڑنا نہیں جانتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ

بیشک تمہارے لیے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے تھے (یعنی مسلمان) اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے

وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

کئی حصہ زیادہ) ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں (سو) بلاشک

لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

اس میں بڑی عبرت ہے

کھلا فرق

اے کفار مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت کے لئے دو جماعتوں میں بڑی علامت ہے کہ غزوہ بدر میں ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور دوسری جماعت ابو سفیان کی تھی، ایک جماعت تو حق تعالیٰ اور اس کے رسول ص کی اطاعت میں لڑ رہی تھی اور وہ صحابۂ کرام رضی کی جماعت تھی، جو تعداد میں صرف تین سو تیرہ تھے۔

اور دوسری جماعت حق تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرنے والوں کی تھی وہ ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کی جماعت تھی، جو تعداد میں ایک ہزار تھے، یہ لوگ کھلی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ ہم تعداد میں اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی حصہ زیادہ ہیں۔ اور قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے معنی یہ بھی بیان کئے گئے ہیں کہ آپ بنی قریظہ اور نضیر سے فرما دیجئے کہ عنقریب تم قتل اور جلا وطنی کے ساتھ مغلوب کئے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

غزوۂ بدر سے دو سال قبل ان کو اس چیز کی اطلاع دی گئی پھر حق تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ اے گروہ یہود تمہارے لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے دو جماعتوں میں جن کا بدر میں مقابلہ ہوا علامت ہے، ان میں ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی جو راہ خدا میں لڑ رہی تھی، دوسری جماعت ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کی تھی، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ص کا انکار کرنے والی تھی، اور وہ ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کی جماعت تھی، اور اے یہودیو! تم ابو سفیان کی جماعت کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی آنکھوں سے کئی گنا زیادہ دیکھ رہے تھے، اور حق تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قوت دی اور غزوہ بدر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمانے میں مؤمنین اور بینش والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ

(دانش) بینش والے لوگوں کے لئے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں

وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ

بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر (یعنی نشان) لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے)

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ

مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور

الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

انجام کار کی خوبی تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

عارضی فائدہ

اس کے بعد حق تعالیٰ ان دنیاوی نعمتوں کو بیان فرماتے ہیں جو کفار کو خوشنما معلوم ہوتی ہیں، ان لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً باندیاں اور عورتیں غلام اور لڑکے اور مالوں کے ڈھیر سونے اور چاندی کے سکے قناطیر قنطار کی جمع ہے سونے اور چاندی سے بھری ہوئی تھیلی کو کہتے ہیں، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، ایک ہزار دو سو مثقال کو قنطار کہتے ہیں۔ اور قناطیر تین اور مقنطرۃ نو کو بولتے ہیں، اور نشان لگائے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور اونٹ گائے بکریاں اور کھیتیاں یہ سب چیزیں ان کو خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔

مگر یہ تمام چیزیں دنیاوی زندگی میں کار آمد ہیں پھر ان کا خاتمہ ہو جاتے گا، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ ان مذکورہ چیزوں کی بقا اور زندگی گھر کے سامان رکابی اور پیالہ کے طریقہ پر ہے، اور جو ان تمام چیزوں کو چھوڑے اس کے لئے حقیقی خوبی آخرت میں یعنی جنت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے دنیاوی نعمتیں بیان کی ہیں ❊

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

آپ فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلادوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کیلئے

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں جن میں نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾

ہمیشہ کو رہیں گے اور (انکے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (ان کیلئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب [illegible]

اخروی نعمتوں کا مقام

اب اسی طرح آخرت کی نعمتیں اور ان کا بقاء اور انکی افضلیت بیان فرماتے ہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار سے فرما دیجئے کہ تمہیں ایسی چیز بتلاؤں جو ان مذکورہ دنیاوی چیزوں سے بدرجہا بہتر ہو تو سنو ایسے حضرات کے لئے جو کفر و شرک اور تمام بےحیائیوں کی باتوں سے ڈرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضا اور ان کے ساتھی ان کے لئے ایسے باغات ہیں، جن میں درختوں اور مکانوں کے نیچے سے شراب طہور شہد دودھ اور پانی کی نہریں جاری ہیں، یہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جس میں نہ موت آئے گی، اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے، ان کے لئے ایسی بیبیاں ہونگی، جو حیض وغیرہ اور تمام چیزوں سے ہر طرح صاف ستھری ہوں گی اور ہر ایک ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی جو خوشنودی ہوگی وہ ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

اور حق تعالیٰ مسلمانوں اور ان کے جنت میں مراتب اور ان کے تمام اعمال دنیوی سے بخوبی واقف ہیں، اب

آگے ایسے حضرات کی بعض تفصیلی صفات بیان فرماتے ہیں :۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ

وہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہم کو دوزخ

النَّارِ ﴿١٦﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ

سے بچا لیجئے (اور وہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور راست باز ہیں اور (اللہ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں اور

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿١٧﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

(مال) خرچ کرنیوالے ہیں اور اخیر شب میں (اٹھ اٹھ کر) گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں گواہی دی ہے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

اللہ تعالیٰ نے اسکی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور وہ معبود بھی

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾

وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں اسکے سوا کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

النصف

صالحین کا طریقۂ دعاء

ایسے حضرات دنیا میں بارگاہ الہٰی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ پر اور آپکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں، تو ہمارے زمانہ جاہلیت والے اور جاہلیت کے بعد والے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہم سے دوزخ کے عذاب کو دور کر دیجئے یہ ایسے حضرات ہیں جو فرائض خداوندی اور گناہوں سے بچنے میں ثابت قدم رہنے والے ہیں، اور ایمان میں راست باز ہیں اور حق تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہیں، اور راہ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں نمازیں پڑھنے والے ہیں۔

اب حق تعالیٰ اپنی توحید کو خود بیان فرماتے ہیں، اگرچہ اس کی ذات کے علاوہ اور کوئی اس کی توحید کے متعلق گواہی نہ دے ؟ اور فرشتے اور انبیاء کرام اور مومنین بھی اس کی توحید کی گواہی دیتے ہیں۔

اور معبود حقیقی ہر ایک چیز کا اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں، اور جو اس پر ایمان نہ لائے اس سے انتقام لینے میں غالب ہیں اور حکمت والے ہیں کہ اس بات کا حکم دیا کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ قف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ

بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور (اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (کہ اسلام کو

أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط

باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ انکو دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے اور جو شخص

وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾

اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے گا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں

محبوب دین بلاشبہ پسندیدہ دین اسلام ہے اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ اس مقام پہ تقدیم و تاخیر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اور اس چیز کی حق تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انبیاء کرام اور مومنین نے گواہی دی ہے یہ آیت شام کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ کون سی گواہی کتاب اللہ میں سب سے بڑی ہے چنانچہ آپ نے یہ بیان کی اور وہ مشرف باسلام ہو گئے، یہود و نصاریٰ نے اسلام اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باوجودیکہ ان کی کتابوں میں اس چیز کے متعلق دلیل پہنچ چکی تھی جو اختلاف کیا ہے اس کا منشاء محض حسد ہے، اور جو شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرے تو حق تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں ؛

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط

پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا

وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ط فَإِنْ

اور جو جو میرے پیرو تھے وہ بھی اور کہئے اہل کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ

أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ج وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ط

لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ پر آ جاویں گے اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں تو

وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾

آپکے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ) لیں گے بندوں کو

خصومت کفار ان لوگوں کو دین اسلام کے بارے میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصومت تھی اب حق تعہ اس کو بیان فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ اسکے بعد بھی آپ سے دین میں جھگڑیں تو آپ فرمادیجئے کہ میں تو اپنے دین اور عمل کو خالص حق تعہ کے لئے کر چکا ہوں اور میرے پیرو بھی اور آپ یہود و نصاریٰ اور عرب سے فرمادیجئے کہ جیسا کہ ہم اسلام لائے ہیں کیا تم بھی اسلام لاتے ہو اللہ تعہ فرماتے ہیں اگر وہ اسلام لے آئیں تو راہ راست پر آگئے، اور اگر اس سے روگردانی کی تو آپ پر تو احکام کا پہنچا دینا ہے۔ اللہ تعہ خود سمجھ لیں گے کہ کون ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لایا ؛

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ

بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعہ کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے

وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ

ہیں وہ ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾

خبر سنا دیجئے ایک سزائے دردناک کی ۔

کفر کا مآل بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا اور انبیاء کرام کو قتل کرتے ہیں در آنحالیکہ یہ قتل کرنا خود ان کے نزدیک بھی برا ہے نیز ایسے لوگوں کو بھی قتل کرتے ہیں جو انبیاء کرام پر ایمان لائے اور توحید کا حکم دیتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو ایک سزائے دردناک کی خبر سنا دیجئے کہ شدت انکے دلوں تک سرایت کر جائے گی ؛

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ

(اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سب اعمال (صالحہ) غارت ہوگئے دنیا میں اور آخرت میں اور (سزا کے

وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

وقت) ان کا کوئی ساتھی مددگار نہ ہوگا (اے محمد ﷺ) کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو کتاب (توراۃ) کا ایک

مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى

(کافی) حصہ دیا گیا اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے ان کو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿۲۳﴾

فیصلہ کر دے پھر (بھی) ان میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے

خسارہ میں رہنے والے ایسے لوگوں کی سب نیکیاں غارت ہو گئیں، اور ان کو آخرت میں بھی اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

خیبر والوں میں سے بنی قریظہ اور نضیر نے زانی کے سنگسار کرنے سے انکار کیا تھا، اس کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں علم تورات کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے، جس میں رجم وغیرہ کا بھی بیان ہے۔

اور اسی غرض سے قرآن کریم کی طرف ان کو بلایا بھی جاتا ہے، تاکہ ان شادی شدہ مرد و عورت کے درمیان جنہوں نے خیبر میں زنا کیا ہے، سنگسار کرنے کا اپنی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں تو اس میں سے بنو قریظہ اور اہل خیبر اس حکم سے اعراض کرتے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں اور یہ اعراض و تکذیب محض اس وجہ سے ہے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہمیں آخرت میں دوزخ کی آگ صرف چالیس دن تک چھوئے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الخ ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المدراس میں یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے، اور ان کو توحید خداوندی کی دعوت دی تو ان میں سے نعیم بن عمرو اور حارث بن زید بولے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کون سے دین پر ہو، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور انکی ملت پر تو وہ بولے ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چلو تورات دیکھ لیں، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصل ہے اس چیز سے انہوں نے انکار کیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھے، جن کو کتاب سماوی کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪

(اور) یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم کو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی اور انکو

وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا

دھوکہ میں ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتوں نے سو ان کا کیا (برا) حال ہوگا جبکہ ہم ان کو اس تاریخ میں

جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ قف وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ

جمع کر لینگے جسکے (آنے) میں ذرا شبہ نہیں اور (اس تاریخ میں) پورا پورا بدلہ مل جاویگا ہر شخص کو

مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾

جو کچھ اس نے (دنیا میں کیا تھا اور ان) شخصوں پر ظلم نہ کیا جاوے گا۔

یہود کی خوش فہمی

اور ان یہودیوں کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ آخرت کے دنوں میں سے سات دن ہم دوزخ میں جائیں گے کہ ان میں ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا، اور یہ سزا کے وہ دن ہونگے، جن میں ہمارے آباؤ اجداد نے گوسالہ کی پرستش کی تھی، اور ان کی اس گڑھی ہوئی باتوں نے یہودیت پر قائم رہنے کے لئے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے یا یہ کہ عذاب کی تاخیر نے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرنے کے بعد اس دن جس کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں ان لوگوں کا کیا ہوگا، اور یہ کیا کریں گے اور اس دن ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا، درآں حالیکہ نہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی کی جائے گی، اور نہ انکی برائیوں میں کوئی اضافہ اور زیادتی کی جائے گی :

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ

(اے محمد) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہیں دے دیتے ہیں اور جس سے

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ

چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ

تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾

ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں

طریقۂ حمدِ باری

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیجئے، اے اللہ ہمیں نیکی کے راستہ پر ڈال، اے تمام ملک کے مالک آپ ملک کا جتنا حصہ جسکو چاہیں دے دیتے ہیں یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کو اور جس سے چاہیں مثلاً فارس و ملک روم لے لیتے ہیں، اور جسے چاہیں یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عزت دیتے ہیں، اور عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے ساتھیوں اور اہل فارس اور روم کو ذلیل کرتے ہیں، عزت و ذلت بادشاہت اور مال غنیمت نصرت و دولت یہ سب آپ کے قبضہ قدرت میں ہے، اور آپ تمام چیزوں پر قادر ہیں۔

یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا، تو اس نے کہا کہ فارس و روم کی بادشاہت ان کو کہاں سے حاصل ہوگی، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ کسریٰ بادشاہ دیباج کے بستروں پر سوتا ہے، اگر آپ نبی ہیں تو پھر آپ کی بادشاہت کہاں گئی ؞

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ الخ ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے دعا فرمائی کہ روم اور فارس کی بادشاہت آپ کی امت کو دے دی جائے، اس پر حق تعالیٰ نے (قبولیت دعا میں) یہ آیت نازل فرمائی ؞

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ

آپ رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کر دیتے ہیں اور (بعض فصلوں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتے ہیں

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ

اور آپ جاندار چیز کو بیجان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرندہ سے

مَنْ تَشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

بیضہ) اور جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں

نظارہ قدرت اس کے بعد حق تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ کراتے ہیں کہ وہ کبھی دن کو رات سے زیادہ بڑا کرتا اور کبھی رات کو دن سے بڑا کر دیتا ہے، اور وہ ذات نطفہ سے بچہ کو پیدا کر دیتی ہے اور نطفہ کو انسان سے نکالتی ہے، اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں، کہ وہ ذات انڈے سے مرغی کو اور مرغی سے انڈے کو اور گیہوں کے دانے سے بالوں کو اور بالوں سے دانوں کو نکال دیتی ہے، اور جس کو چاہتا ہے، بغیر محنت و مشقت کے رزق دیتا ہے، یا یہ کہ جس پر چاہتا ہے بغیر کسی تنگی اور سختی کے مال کی فراخی کر دیتا ہے ؞

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج

مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کو (ظاہراً یا باطناً) دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا

اور جو شخص ایسا (کام) کرے گا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں مگر ایسی

مِنْهُمْ تُقٰىةً ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

نازیبا بات

مسلمانوں کے لئے یہ چیز زیبا نہیں کہ وہ عبداللہ بن ابی یہودی اور اس کے ساتھیوں کو خالص ایمان والوں سے تجاوز کرکے دوست بنائیں۔

اور جو ایسی دوستی رکھے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور دوستی کے کسی شمار میں نہیں ہوگا، مگر یہ کہ صرف زبانی دوستی کرکے ان سے نجات حاصل کرنا چاہتے، اور اللہ تعالیٰ تم کو ناحق قتل کرنے اور حرام کاری اور حرام مال شراب پینے اور جھوٹی گواہیوں اور حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے ڈراتا ہے اور مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ۔ ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو اور ابن الحقیق اور قیس بن زید نے انصار کی ایک جماعت سے دوستی کی تاکہ ان کے دین میں فتنہ ڈالیں، تو رفاعہ بن منذر اور عبداللہ بن جبیر اور سعد بن حثمہ ان حضرات نے انصار سے کہا، یہودیوں کی اس جماعت سے بچو، اور ان سے دوستی کرنے میں احتیاط کرو کہ کہیں ایسا نہو کہ یہ لوگ تمہارے دین میں کوئی فتنہ پردازی کریں، مگر ان انصاریوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کفار کو دوست نہ بنائیں۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم پوشیدہ رکھو گے اپنا مافی الضمیر یا اس کو ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اسکو (ہر حال میں) جانتے ہیں

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

رکھتے ہیں جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا

مُّحْضَرًا ج صلے وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ج تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ

پائیگا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی اور (اس بات کی تمنا کرے گا کہ خوب ہوتا جو اس شخص کے اور

اَمَدًۢا بَعِيۡدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

اُس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت (حائل) ہوتی اور خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذات (عظیم الشان) سے

رَءُوۡفٌ ۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع

ڈراتے ہیں اور اللہ تو نہایت مہربان ہیں بندوں پر

عَالِمُ الغَیب ذات

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمادیجئے کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی دل ہی میں پوشیدہ رکھو یا آپ کی شان میں گستاخیاں کرکے زبان سے ظاہر کرو، وہ سب کو جانتا ہے، اور سب پر بدلہ دے گا، اور اسی کی کیا تخصیص ہے، وہ تو تمام خیر و شر اور ہر ایک ظاہر و پوشیدہ باتوں کو جانتے ہیں، وہ تو تمام آسمانوں اور زمینوں پر اور آدمیوں کو جزاو سزا دینے پر قادر مطلق ہیں، یہ آیت منافقین اور یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور قیامت کا دن تو ایسا ہوگا جس دن ہر ایک اپنے اچھے اور بُرے کاموں کو اپنے سامنے نامۂ اعمال میں مکتوب پائے گا اور یہ تمنا کرے گا کہ کیا اچھا ہوتا اس نفس اور اس بُرے عمل کے درمیان ایک دور دراز زمانہ کی مسافت حائل ہوجاتی، اور تم کو حق تعالیٰ گناہ کرنے سے ڈراتے ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہیں ۞

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ

آپ فرمادیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور

ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۱﴾ قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ

تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں (اور)

وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۲﴾

آپ (یہ بھی) فرمادیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ اعراض کریں سو

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ

(سن رکھیں کہ) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے بیشک اللہ تعالیٰ نے (نبوت کے لئے) منتخب فرمایا ہے حضرت آدم ع کو

عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۳۳﴾

(اور حضرت) نوح کو اور (حضرت) ابراہیم علیؑ کی اولاد (میں سے بعضوں) کو اور عمران کی اولاد (میں سے بعضوں) کو تمام جہان پر

تقاضائے محبت

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم حق تعالیٰ اور اس کے دین سے محبت رکھتے ہو، تو میرے دین کی اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری محبت میں اضافہ فرمائیں گے، اور تمہاری یہودیت کو معاف فرمائیں گے۔ کیونکہ جو توبہ کرے حق تعالیٰ غفور ہیں اور جو توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ رحیم ہیں، یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو عبداللہ ابن ابی بولا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم ان سے اس طرح محبت کریں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ع سے محبت کی اور بقیہ یہودی بولے ان کا منشا یہ ہے کہ ہم ان کو رب حنان بنالیں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ع کو حنان بنایا۔

تو حق تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ فرائض و واجبات میں اطاعت کرو اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ص کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہو، تو حق تعالیٰ یہودیوں اور کافروں سے محبت نہیں فرماتے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، تو یہودی بولے کہ ہم تو آدم علیہ السلام کے دین پر ہیں، اور مسلمان ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور اولاد ابراہیم موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو اسلام کی وجہ سے تمام جہان والوں پر فضیلت عطا کی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمران سے حضرت موسیٰ ع کے والد مراد ہیں

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾

بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں جبکہ عمران (پدر مریم ع) کی

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي

بی بی نے (حالت حمل میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے آپکے لئے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا

وہ آزاد رکھا جاویگا سو آپ مجھ سے (بعد ولادت) قبول کر لیجئے بیشک آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں پھر جب

وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں

وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ

اسکو جو انہوں نے جنی اور وہ لڑکا (جو انہوں نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہیں اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾

اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے

علیم و خبیر

بعض ان میں سے بعض کے دین پر ہیں اور بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں، اور حق تعالیٰ یہود کے اس دعوے کو خوب سننے والے اور ان کے انجام کو، اور جو ان کے دین پر ہو، اس کے انجام و سزا کو بخوبی جاننے والے ہیں۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ وقت بھی یاد کیجئے جبکہ حسنہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے کہا کہ جو میرے شکم میں ہے میں نے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے کر دیا ہے، آپ دعاؤں کے سننے والے اور اسکی قبولیت اور جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اس کو بخوبی جاننے والے ہیں، چنانچہ جب انہوں نے لڑکی جنی تو حسرت سے عرض کرنے لگیں۔ پروردگار میں نے تو لڑکی جنی ہے، حالانکہ جو انہوں نے جنا حق تعالیٰ اسے زیادہ جانتے تھے، اور لڑکا خدمت وغیرہ میں کسی طرح اس لڑکی کے برابر نہیں ہو سکتا، اور میں اس لڑکی کو اور اگر اس کے اولاد ہو تو آپ کی پناہ اور حفاظت میں دیتی ہوں شیطان مردود سے۔

فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ

پس اُن (مریم علیہا السلام) کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرما لیا اور عمدہ طور پر اُن کو نشوونما دیا اور

وَّکَفَّلَھَا زَکَرِیَّا ۭ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ

(حضرت زکریاؑ کو ان کا سرپرست بنایا سو) جب کبھی زکریا (علیہ السلام) اُنکے پاس عمدہ مکان میں

وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَکِ ھٰذَا ۭ قَالَتْ

تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریمؑ یہ چیزیں تمہارے

ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ۭ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں بیشک اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں

احسانِ ربّانی

غرضکہ حق تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا، اور لڑکے کی جگہ مریم علیہا السلام کو قبول فرما لیا، اور عبادات کے سالوں، مہینوں، دنوں اور گھڑیوں میں عمدہ طور پر غذاؤں سے انکی نشوونما فرمائی اور ان کو زکریا علیہ السلام کی تربیت کے لئے سپرد فرمایا۔

اور اس عمدہ مکان میں جس میں مریم علیہا السلام عبادت خداوندی میں مصروف تھیں،

جس وقت حضرت زکریا تشریف لاتے تو سردیوں کے میوے گرمیوں میں جیسا کہ گنا، اور گرمیوں کے میوے سردیوں میں جیسا کہ انگور ان کے پاس پاتے، تو وہ یہ دیکھ کر فرماتے کہ بغیر وقت کے یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں وہ فرماتیں کہ منجانب اللہ بواسطہ جبریل امین آئی ہیں بے شک حق تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں وقت بے وقت کے بغیر استحقاق اور اندازہ کے عطا فرماتے ہیں ؛

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ

اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجیے مجھ کو خاص

لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ

اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بیشک آپ بہت سننے والے ہیں دعاء کے پس پکار کے کہا

الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ۙ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ

اُن سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپکو بشارت دیتے ہیں

بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا

یحییٰؑ کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنیوالے ہوں گے اور مقتدا ہونگے اور اپنے نفس کو

مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾

(لذات سے) بہت روکنے والے ہونگے اور نبی بھی ہونگے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے

حضرت زکریاؑ کی دُعاء اسی موقع پر حضرت زکریاؑ نے دعا فرمائی کہ خاص اپنے پاس سے کوئی نیک اولاد عطا فرمائیے، بے شک آپ دعا کے قبول فرمانے والے ہیں، سو ان سے پکار کر جبریل نے کہا، اور وہ بحالت نماز مسجد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں، جس کا نام یحییٰ ہوگا، جن کی شان یہ ہوگی کہ وہ کلمۃ اللہ یعنی عیسیٰ بن مریم کی جو کہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے ہیں تصدیق کرنے والے ہونگے، دوسرے بردبار ہوں گے، تیسرے اپنے آپ کو لذات سے روکنے والے ہوں گے، اور چوتھے اعلیٰ درجہ کے نبی ہوں گے ؛

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي

زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھ کو بڑھاپا آپہنچا اور میری بی بی بھی بانجھ

عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾

جننے کے قابل نہیں رہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہو جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں

عرض زکریا ؑ حضرت زکریا علیہ السلام نے بواسطۂ جبریل جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا، کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا، حالانکہ مجھے بڑھاپا آ پہنچا اور میری بیوی بھی بچہ جننے کے قابل نہیں ہے، لہذا آئی کہ جیسا تم سے کہا گیا اسی طرح ہوگا۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

انہوں نے عرض کیا اے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ

تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو (دل سے) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (و

بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اسکی قدرت رہیگی) اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ

مریمؑ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

میں منتخب فرمایا ہے۔

بشارت کی علامت حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بیوی کے حمل کے ٹھہر جانے پر کوئی نشانی مقرر فرما دیجیے، ارشاد ہوا کہ تمہاری بیوی کے حاملہ ہونے پر تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے بات نہ کر سکو گے اس میں گونگے ہونے کا کوئی عیب نہ ہوگا، بجز ہونٹوں آنکھوں اور ہاتھوں سے اشارہ کرنے کے یا یہ کہ زمین وغیرہ پر لکھنے کے۔

سوا اپنے رب کو دل اور زبان سے بکثرت یاد کیجیو، اور صبح و شام نماز پڑھیو، جیسا کہ پڑھتے ہو، جس وقت جبریل امین (اور فرشتوں) نے فرمایا، اے مریم حق تعالیٰ نے تم کو اسلام اور عبادت کے لئے منتخب فرما لیا،

اور کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے اور کہا گیا ہے قتل وغیرہ سے پاک صاف فرما لیا، اور تمام جہان بھر کی عورتوں کے مقابلہ میں تم کو چن لیا ہے ؛؛

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾ ذٰلِكَ

اے مریمؑ اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ

والے ہیں یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس اور آپ ان لوگوں کے پاس تو اسوقت

اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

موجود تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریمؑ کی کفالت

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ

کرے اور نہ آپ انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے (اسوقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (یہ بھی) کہا

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۙ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا

اے مریمؑ بیشک اللہ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰؑ بن مریم ہوگا

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٥﴾

باآبرو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوں گے

تلقین اطاعت

لہٰذا اس چیز کے شکر ادا کرنے کے لئے اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہو، یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، کہ اس چیز کے شکر یہ میں نمازیں خوب لمبی پڑھو، اور نماز والوں کے ساتھ نماز میں رکوع و سجدہ میں بھی مصروف رہو، اور حضرت مریمؑ اور زکریاؑ کے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، یہ منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ جن کو اے نبی کریم ہم آپ پر بواسطہ جبریل امین وحی بھیجتے رہتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ ان لوگوں کے پاس اس وقت موجود تھے جبکہ وہ حضرت مریمؑ کی تربیت کے بارے میں کہ کون کرے، قرعہ اندازی کے لئے پانی میں اپنے قلموں کو ڈال رہے تھے اور نہ آپ اس وقت ہی ان لوگوں کے پاس موجود تھے جبکہ وہ قبل قرعہ اندازی حضرت مریمؑ کی تربیت کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے ؛؛

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور آدمیوں سے کلام کریں گے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ

حضرت مریم علیہا السلام، یوں بیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا،

اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں

فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انکو تعلیم فرماوینگے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور بالخصوص

مقرب خدا وہ وقت یاد کرو جبکہ فرشتوں نے مریم علیہا السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں، ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا

کیونکہ وہ تمام شہروں میں سیاحت کریں گے، یا یہ کہ بادشاہت والے ہونگے، اسواسطے مسیح لقب ہوگا، اور دنیا میں بھی لوگوں میں انکی قدر و منزلت ہوگی، اور آخرت میں بھی عنداللہ وہ باآبرو ہوں گے، اور جنت عدن میں وہ منجانب اللہ مقربین میں سے ہوں گے ؛

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۥ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ

اور اُن کو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے (پیغمبر بنا کر) کہ میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لیکر

رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ

آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اسکے اندر پھونک

فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

مار دیتا ہوں جس سے وہ (جاندار) پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور

وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ

برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مُردوں کو خدا کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے

وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن

گھروں میں کھا کر آتے ہو اور جو رکھ آتے ہو بلاشبہ ان میں (میری نبوت کی) کافی دلیل ہے تم

كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾

لوگوں کے لئے اگر تم ایمان لانا چاہو

پیش گوئی اور وہ گہوارہ میں جبکہ چالیس دن کے ہونگے، اور نبوت ملنے کے بعد ایک ہی جیسا کلام کرینگے حضرت مریم ع نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے لڑکا کیسے ہوگا، جبکہ کسی بشر نے جائز یا ناجائز طریقہ پر میرے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جبریل امین کے واسطہ سے کہا جیسا تم سے کہا گیا اسی طرح ہوگا،

جب حق تعٰ تم سے بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہے گا تو کُن کہتے ہی وہ پیدا ہو جائے گا، اور حق تعٰ ان مولود کو انبیاء کرام کی کتابوں کی تعلیم فرمائے گا اور حلال و حرام کی یا انبیاء سابقین کی حکمت اور ماں کے پیٹ میں توراۃ کی اور پیدا ہونے کے بعد انجیل کی۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ

اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلئے آیا ہوں کہ

الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ

تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس دلیل (نبوت) لیکر

وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾

آیا ہوں حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

حضرت عیسیٰ ع کے معجزات اور تیئس سال کے بعد تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ان سے جا کر کہیں گے کہ میں تم لوگوں کے پاس اپنی نبوت پر کافی دلیل لیکر آیا ہوں وہ یہ کہ پرندے کی شکل کی طرح مٹی کی مصنوعی صورت تمہارے سامنے بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ پرندہ بن کر بحکم الٰہی آسمان و زمین کے درمیان اڑنے لگے گا، چنانچہ ان کے سامنے چمگادڑ بنا دی وہ لوگ بولے یہ تو جادو ہے، اس کے علاوہ اور کوئی دلیل لاؤ، حضرت عیسیٰ ع بولے کہ میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں تو اس پر بھی وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے تب حضرت عیسیٰ ع نے فرمایا میں تم کو وہ بھی بتا دیتا ہوں

جو تم صبح و شام کھا کر آتے ہو، اور جو صبح و شام کے لئے گھروں میں ذخیرہ کر کے آتے ہو اگر تم تصدیق کرنے والے ہو تو ان باتوں میں میری نبوت کے لئے کھلے دلائل موجود ہیں ؛

إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾

بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں سو تم لوگ اسکی عبادت کرو بس یہ ہے راہ راست سو جب

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے

قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ

مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان

بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ

لائے اور آپ اسکے گواہ رہیئے کہ ہم فرمانبردار ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ

احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیئے جو تصدیق کرتے ہیں اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں

خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٥٤﴾ ع

کرنے والوں سے اچھے ہیں

ع ۵ | ۱۳

حضرت عیسیٰ کا ارشاد اور میں تمہارے پاس ایسا دین اور توحید لے کر آیا ہوں جو تورات اور مجھ سے پہلی ساری کتابوں کے موافق ہے، اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے لئے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں، مثلاً اونٹ کا گوشت اور گائے بکری کی چربی اور شنبہ کو شکار کھیلنا وغیرہ لہٰذا جن باتوں کا میں تم کو حکم دیتا ہوں انہیں اللہ رب العزت سے ڈرو اور کفر و شرک سے توبہ کرو اور میرے دین اور میرے حکم کی اتباع کرو ؛

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بیشک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور (فی الحال) میں تم کو

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنیوالا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں انکو

كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ

غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی

بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

واپسی سو میں تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کر دوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے

لائق عبادت

بے شک حق تعالیٰ میرے بھی اور تمہارے بھی رب ہیں اسی کی توحید بیان کرو، یہی راہ راست اس کو خوش کرنے والا دین اسلام ہے سو جب حضرت عیسیٰ ؑ نے ان کے قتل کی سازش محسوس کی، یا یہ کہ ان کے انکار کو دیکھا تو بولے کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو دین حق اور کفر کے ابطال میں میرے معین و مددگار ہوں تو بارہ مخلص آدمی بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہم مددگار ہیں، اور آپ اے عیسیٰ ؑ ہمارے اقرار عبادت اور توحید پہ گواہ رہیے، اے ہمارے پروردگار ہم خصوصاً انجیل پر ایمان لائے، اور حضرت عیسیٰ ؑ کے دین کی اتباع و پیروی کی۔

سو ہمیں ان سابقین اولین کے ساتھ لکھ دیجئے جنہوں نے ہم سے پہلے گواہی دی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ، یہودیوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کو قتل کرنے اور ان کو سولی چڑھانے کی تدبیر کی، حق تعالیٰ نے ان ہی کے لوگوں میں سے طیطانوس نامی کو حضرت عیسیٰ ؑ کی شکل میں کر کے سولی پر چڑھوا دیا۔ اور حق تعالیٰ جل شانہٗ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں ۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا

تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنے والوں میں) کافر تھے سو ان کو سخت سزا دونگا دنیا میں بھی

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور آخرت میں بھی اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک کام کئے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾

تھے سو ان کو اللہ تعالیٰ انکے (ایمان اور نیک کاموں کے) ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے ظلم کرنے والوں سے

عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾
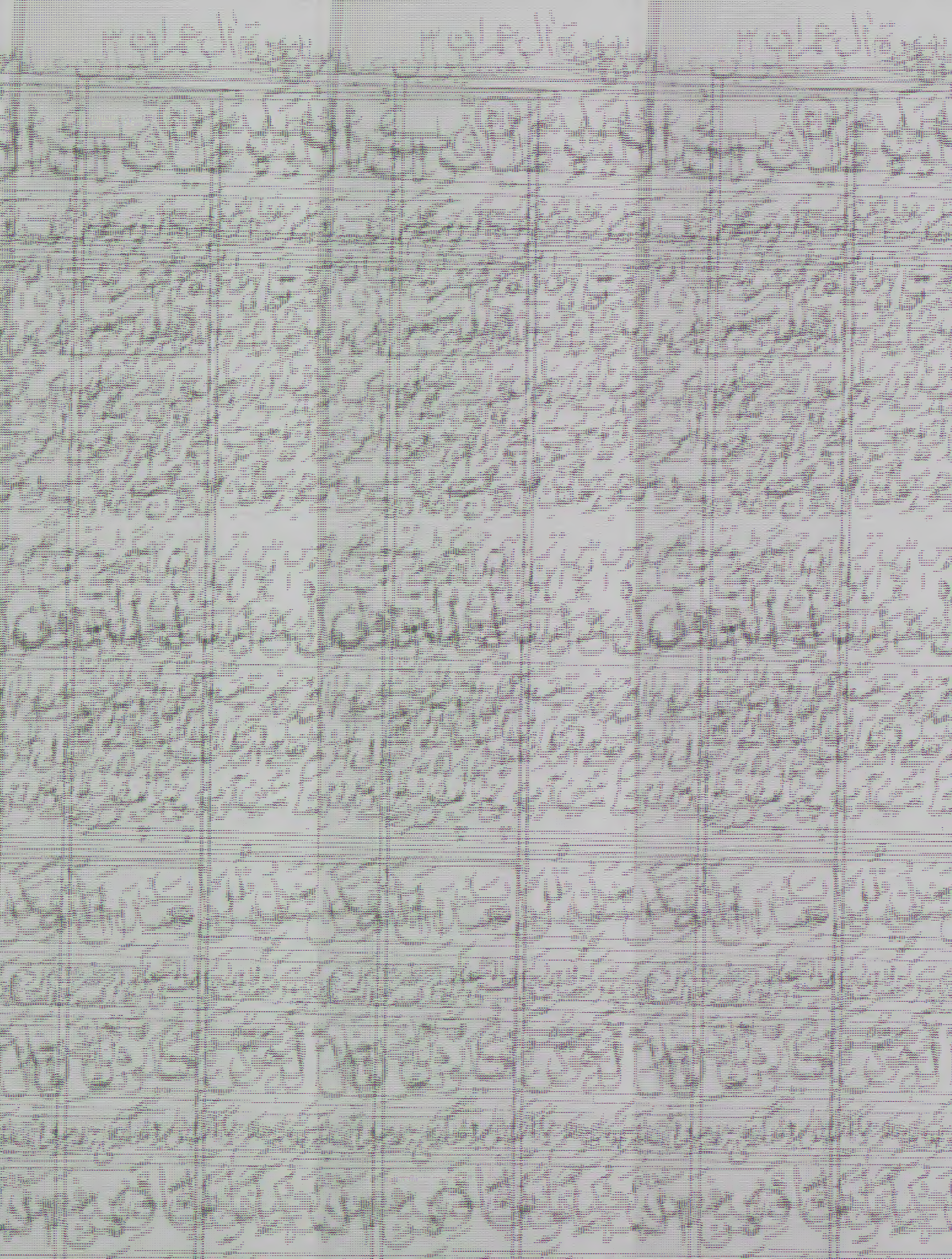
اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں۔

مَا ثَلت

اب حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے جو خلقت ہوئی، اس کو بیان فرماتے ہیں۔ کیونکہ وفد بنی نجران نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے نہیں ہیں اس پر کچھ ثبوت قرآنی لے کر آؤ، تو حق تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتے ہیں، کہ حضرت عیسیٰؑ کی حالت عجیبہ اللہ تعالیٰ کی تجویز ازلی میں حضرت آدمؑ کی حالت عجیبہ کے طریقہ پر ہے کہ ان کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور پھر ان کے قالب کو یا حضرت عیسیٰ کو حکم دیا کہ جاندار با پیدا ہوجا سو وہ ہو گئے، یہ امر واقعی کہ حضرت عیسیٰ العیاذ باللہ خدا تھے، اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک یہ آپکے پروردگار کی طرف سے ہے، سو آپ خلقت عیسوی میں شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوجیے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور عوفی کے واسطے سے ابن عباسؓ سے اس طرح روایت نقل کی ہے، کہ نجران سے ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس میں انکے سردار اور پیرو بھی تھے۔ اور بولے کہ آپ ہمارے صاحب کا کیا تذکرہ کرتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ کون ہیں، وہ بولے عیسیٰ علیہ السلام آپ کا خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپ نے فرمایا جی ہاں وہ بولے کیا عیسیٰ علیہ السلام جیسا تم نے کوئی دیکھا ہے یا ان کے متعلق تم کو کوئی اطلاع دی گئی ہے پھر اس کے بعد وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے، اس کے بعد جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے کہدو کہ بے شک حالت عجیبہ عیسیٰؑ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ آدمؑ کے ہے الخ۔

اور بیہقی نے دلائل میں بواسطہ سلمہ، عبد یشوع بواسطہ ان کے والد روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر طس سلیمان۔ نازل ہونے سے قبل آپ نے اہل نجران کے پاس یہ لکھکر روانہ کیا، کہ ابراہیم، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام کے خدا کے نام سے یہ خط شروع کرتا ہوں اور نبی کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے الخ اور آپ نے انکی طرف شرحبیل بن وداعہ ہمدانی اور عبد اللہ بن شرحبیل اصبحی اور جبار حرثی کو بھی روانہ کیا۔ چنانچہ ان حضرات نے ان سے جاکر گفت وشنید کی اور ان لوگوں نے ان سے گفتگو کی، یہاں تک کہ آپسمیں گفتگو جاری رہی، پھر وہ لوگ حضورؐ کو مخاطب کرکے بولے کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا ابھی تک میرے اوپر ایسی بات نازل نہیں ہوئی، جس کی یہ لوگ اقتدا کریں۔ لہذا یہ لوگ قیام کریں، تاکہ میں ان کو وحی الٰہی سے آگاہ کردوں چنانچہ اگلے دن صبح ہوگئی، تب حق تعالیٰ نے اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى سے كٰذِبِيْنَ تک یہ آئتیں نازل فرمائیں۔

ور ابن سعد نے طبقات میں ازرق بن قلیس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کا راہب اور اس کے پیرو آئے، آپ نے ان دونوں پر اسلام کو پیش کیا وہ بولے ہم تو آپ سے پہلے ہی سے مسلمان ہیں، آپ نے فرمایا جھوٹ بولتے ہو تم کو اسلام قبول کرنے سے تین چیزوں نے روک رکھا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ العیاذ باللہ حق تعالیٰ نے لڑکا بنا لیا ہے تمہارا سور کا گوشت کھانا تیسرے بتوں کو سجدہ کرنا، وہ بولے تو پھر حضرت عیسیٰؑ کے والد کون ہیں، آپ فی الحال بغیر وحی الٰہی کے ان کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ تا آنکہ حق تعالیٰ نے آپ پر اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى الخ یہ آیت نازل فرمائی اس کے بعد آپ نے انکو

مباہلہ کے لئے بلایا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا آپ نے ان پر جزیہ مسلط کر دیا۔ اور وہ واپس ہو گئے ؛

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ

بیشک یہ (جو کچھ مذکور ہوا) وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ کے اور بلاشک اللہ تعالیٰ

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع

ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں پھر (بھی) اگر سرتابی کریں تو بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو

بنی نجران کا مخاصمہ

وفد بنی نجران نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ناچیز کے بیان کر دینے کے بعد کہ حق تعالیٰ کے یہاں حضرت عیسیٰ کی مثال حضرت آدم کے طریقہ پر ہے، جو مخاصمہ کیا اس کا حق تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں :۔ "وہ لوگ بولے کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ وہ نہ خدا ہیں اور نہ اس کے لڑکے اور نہ اس کے شریک ہیں ایسا نہیں، تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کے بارے میں اب بھی آپ سے حجت کرے جبکہ آپکے پاس علم واقعی آچکا، کہ حضرت عیسیٰ نہ خدا ہیں اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں، تو اگر دلیل سے نہیں مانتے تو فرما دیجئے کہ ہم بھی اپنے بیٹوں کو باہر نکالتے ہیں تم بھی نکال لو اور ہم بھی اپنی عورتوں کو باہر لاتے ہیں، تم بھی لے آؤ اور ہم خود بھی آتے ہیں تم بھی آجاؤ پھر سب مل کر خوب جدوجہد اور آہ و زاری کے ساتھ دعا کریں اس طور پر کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو ہم میں سے جھوٹا ہو، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں ؛

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے یہ کہ بجز

اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ

اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو

دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

رب قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ (حق سے) اعراض کریں تو تم لوگ کہدو کہ تم (ہمارے اس اقرار) کے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں

سچی بات

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپکے سامنے حضرت عیسیٰؑ اور وفد نجران کے بارے میں بیان کیا گیا ہے وہ ہی سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں اور وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور جو ایمان نہ لائے اس پر حق تعالیٰ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں کہ اس کے علاوہ اور

کسی کی عبادت نہ کی جائے، اور حکیم کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ ان پر لعنت پختہ ہو گئی۔ اس لئے انہوں نے اس سے روگردانی کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کے لئے نہیں آئے کیونکہ یہ جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہیں اور حضور سچے ہیں، اور آپکے اوصاف اور نعت خود ان کی کتابوں میں موجود ہیں، پھر اگر یہ آپ کے مباہلہ کے لئے بلانے کے باوجود بھی آپکے ساتھ نہ نکلیں، اور حق کو قبول نہ کریں، تو حق تعالیٰ بنی نجران کے ان مفسد عیسائیوں کو خوب جاننے والے ہیں۔

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوْرَىٰةُ

اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو (حضرت) ابراہیم ؑ کے بارے میں حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر

وَٱلْإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعْدِهِۦٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ

ان کے (زمانہ کے بہت) بعد کیا پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات تو حجت کر ہی چکے تھے جس سے تم کو

حَٰجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ

کسی قدر تو واقفیت تھی سو ایسی بات میں حجت کرتے ہو جس سے تم کو اصلاً واقفیت نہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں

عِلْمٌ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ إِبْرَٰهِيمُ

اور تم نہیں جانتے ابراہیم (علیہ السلام) نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن

يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ

(البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی)

مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾

نہ تھے

دعوت توحید اب ان کو توحید کی دعوت دی جاتی ہے کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلم ہے۔ اور یہ کہ ہم حق تعالیٰ ہی کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان میں سے کوئی کسی دوسرے کو حق تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنا رب نہ بنائے، چنانچہ انہوں نے اس کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اعراض اور توحید کے اقرار سے انکار کریں تو تم کہدو کہ تم لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ ہم حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کا اقرار کرنے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ الخ ابن اسحٰق نے اپنی سند متصل کے ساتھ ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ نجران کے عیسائی اور یہود کے عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر جھگڑنے لگے، یہود کے عالم بولے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے اور نجران کے عیسائی بولے حضرت ابراہیم عیسائی تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ حضرت ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو تورات انجیل تو ان کے بہت بعد نازل ہوئیں اس روایت کو بیہقی نے بھی دلائل میں نقل کیا ہے :-

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ

بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے (حضرت) ابراہیم ؑ کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کا اتباع کیا

اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ

تھا اور یہ نبی (صلعم) ہیں اور یہ ایمان والے اور اللہ تعالیٰ حامی ہیں ایمان والوں کے دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے

الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

اس امر کو کہ تم کو (دین حق سے) گمراہ کردیں اور وہ کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے مگر خود اپنے آپ کو اور اس کی اطلاع

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾

نہیں رکھتے اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ حالانکہ تم اقرار کرتے ہو

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی سے اور چھپاتے ہو واقعی

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع

بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔

ع ۸ ۱۵

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مباحثہ

اب حق تعالیٰ ان نصاریٰ کے محاجہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اکرم ؐ سے آکر مباحثہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم دین ابراہیمؑ پر مسلمان ہیں، اور تورات کو ثبوت میں پیش کرنے لگے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کیوں حضرت ابراہیمؑ کے دین کے بارے میں حجت کرتے ہو، یہ کتابیں تو حضرت ابراہیمؑ کے بہت بعد نازل ہوئی ہیں، تورات و انجیل میں کسی مقام پر یہ نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی یا نصرانی تھے، اے گروہ یہود اور نصاریٰ تم اپنی کتاب میں تو حجت کر چکے ہو، جس میں یہ صراحتہً موجود ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نبی مرسل ہیں، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور پھر تم اس بات کا انکار کرتے ہو، تو پھر ایسے امور میں کیوں حجت کرتے ہو، جو تمہاری کتابوں میں موجود نہیں، اور پھر بکواس کرتے ہو کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے، حق تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، اور تم نہیں جانتے کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی، اب حق تعالیٰ صاف طور پر ان کے اقوال کی تکذیب فرماتے ہیں، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ دین یہودیہ تھے اور نہ دین نصاریٰ پر البتہ طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے:۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ

اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اس پر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر (یعنی قرآن پر) شروع دن

اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾

میں اور (پھر) انکار کر بیٹھو آخر دن میں (یعنی شام کو) عجب کیا وہ پھر جاویں۔

دین ابراہیمی کے متبع

اب حق تعالیٰ ان حضرات کو بیان فرماتے ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے البتہ سب سے زائد دین ابراہیمی کے وہ حقدار ہیں، جنہوں نے ان کے زمانہ میں ان کا اتباع کیا۔ اور یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے دین پر ہیں، اور جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے وہ دین ابراہیمی پر ہیں، اور حق تعالیٰ ہی ایمان والوں کا محافظ و مددگار ہے۔

اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت معاذ حذیفہ اور عمار کو غزوۂ احد کے دن کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے اپنے دین یہودیت کی دعوت دی کہ اسلام کو چھوڑ دیں، اور اس کو قبول کر لیں، حق تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، اہل کتاب کی جماعت اس بات کی تمنا و آرزو کرتی ہے، کہ تمہیں تمہارے دین اسلام سے گمراہ کر دیں، مگر حقیقت میں وہ خود دین الٰہی سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ اپنے نبی کو اس چیز کی اطلاع کر دے گا، جن باتوں کا تم اپنی کتابوں میں اقرار کرتے ہو، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مرسل ہیں، پھر کیوں انکار کرتے ہو، اور کیوں اپنی کتابوں میں حق بات کے ساتھ باطل کو ملاتے ہو۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت میں تبدیلی کرتے ہو۔ اور کیوں آپ کی نعت وصفت کو چھپاتے ہو، حالانکہ تم اپنی کتابوں میں اس چیز کو جانتے ہو؛

تحویل قبلہ کے بعد کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے جو مشورہ کیا حق تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، یعنی کعب وغیرہ سرداران یہود نے اپنے لوگوں سے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر دن کے شروع میں یعنی صبح کی نماز کے وقت ایمان لے آؤ اور ظہر کی نماز کے وقت انکار کر بیٹھو، تو لوگ یہ دیکھ کر کہیں گے کہ اہل کتاب اس قبلہ پر ایمان لے آئے، جس کی طرف منہ کر کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے صبح کی نماز پڑھی اور اس قبلہ سے انکار کیا، جس کی طرف منہ کر کے ان لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھی ممکن ہے اس طرح شبہ میں ڈالنے سے عوام الناس تمہارے قبلہ اور تمہارے دین کی طرف لوٹ آئیں؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ الخ ابن اسحٰق نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن صیف، عدی بن زید، اور حارث بن عوف ان لوگوں میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جو احکام بیان کرتے ہیں ہم ان پر صبح کو ایمان لائیں اور شام کو ان کا انکار کر دیں، تاکہ انکے اصحاب پر ان کا دین ملتبس ہو جائے، اور یہ لوگ بھی اسی طرح کرنے لگیں اور پھر ممکن ہے کہ یہ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں، اس پر حق تعالیٰ نے یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ سے وَاسِعٌ عَلِیْمٌ تک آیتیں نازل فرمائیں۔

اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ سدی ابو مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ یہود کے علماء اپنے متبعین سے کہتے تھے کہ جو تمہارے دین کی پیروی کرے اس پر ایمان لاؤ، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ، اور امام بخاری رحؒ اور مسلمؒ نے اشعث رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میری اور ایک یہودی کی مشترک زمین تھی، اس نے میرا حصہ دینے سے انکار کیا، میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ موجود ہیں، میں نے کہا نہیں پھر آپ نے اس یہودی سے کہا، کہ قسم کھا، اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ یہ تو جھوٹی قسم کھا کر میرا ابھی حصہ لے جائیگا تب حق تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ الخ یہ آیت نازل فرمائی۔

اور امام بخاریؒ نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص بازار میں سامان لایا اور خدا کی قسم کھائی کہ میں جس قیمت پر فروخت کر رہا ہوں اس پر کوئی نہیں دے گا، تاکہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کے جال میں پھنس جائے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ نازل فرمائی، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثوں میں کسی قسم کی کوئی منافات نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ دونوں واقعے ایک ساتھ آیت کریمہ کے نزول کا سبب ہوں۔

اور ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہود میں سے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حق تعالیٰ نے توراۃ میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت بیان فرمائی تھی ان لوگوں نے اس کو چھپا لیا تھا، اور اس میں تبدیلی کر کے قسمیں کھاتے تھے کہ یہی منجانب اللہ ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اس معنی کا بھی احتمال ہے، مگر زیادہ صحیح وہی شان نزول ہے جو بخاری میں مروی ہے۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ

اور (صدق دل سے) کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو اے محمدؐ آپ کہدیجئے کہ

اَنْ یُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ

یقیناً ہدایت ہدایت اللہ کی ہے ایسی باتیں اسلئے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تم کو ملی تھی یا وہ لوگ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ۚۙ

تم پر غالب آجاویں تمہارے رب کے نزدیک (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجئے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرماویں۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؁

اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے خوب جاننے والا ہے خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت (و فضل) کے ساتھ جس کو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

معیارِ تصدیق

اور نبوت میں کسی کی بھی تصدیق مت کرو۔ الا یہ کہ جو یہودیت اور تمہارے قبلہ بیت المقدس کی پیروی کرے، حق تعالیٰ ان کی تدبیر کے لچر ہونے کا اظہار فرماتے ہیں، کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں سے فرما دیجئے کہ دین الٰہی وہ اسلام ہے، اور قبلہ خداوندی بیت اللہ ہے اور تم اے اہل کتاب ایسی باتیں اس لئے کرتے ہو کہ کسی اور کو ایسا دین اور ایسا قبلہ ملا ہے، جیسا کہ اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے یا یہ کہ یہود قیامت کے دن اس دین اور اس قبلہ میں تم سے مخاصمت کر سکیں گے (ہر گز نہیں یہ صرف حسد و بغض ہے عابد) آپ فرما دیجئے کہ بے شک نبوت و اسلام اور قبلہ ابراہیمی کی عطا حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو اس رحمت عظمیٰ کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔

اور حق تعالیٰ بخششوں میں وسعت والا اور جس کو دے رہا ہے جاننے والا ہے اس نے اپنے دین کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو منتخب فرمایا، اور حق تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں کہ نبوت و اسلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔

وَمِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ

اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ (اے مخاطب) اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی) اسکو

مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ

تمہارے پاس لا رکھے اور ان ہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تم کو ادا نہ کرے مگر جبتک

ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

کہ تم اس کے سر پر کھڑے رہو یہ (امانت کا ادا نہ کرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب (مال کے) بارہ میں کسی طرح

عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ؁ بَلٰي مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى

کا الزام نہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں (کہ خائن پر) الزام کیوں نہ ہوگا جو

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ؁

شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں ایسے متقیوں کو۔

امانت وخیانت کی وضاحت

اب اہل کتاب کی امانت وخیانت کو حق تعالیٰ واضح فرماتے ہیں یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ایسے ہیں، کہ اگر سونے کی تھیلیاں اور انبار ان کے پاس بطور امانت کے رکھ دو، تو وہ بغیر کسی قسم کی رکاوٹ کے مانگتے ہی اسی طرح تم کو لا کر دے دیں، اور بعض ایسا ہے کہ اگر دینار بھی تم اس کو دو گے تو وہ بھی چٹ کر جائے گا، اور واپس نہیں دے گا الا یہ کہ تم اس کے سر پر تقاضہ کرتے رہو، اور یہ کعب اور اس کے ساتھی ہیں۔

اور یہ دوسرے کے مالوں کا کھا جانا اور خیانت کرنا اس بنا پر ہے کہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ اہل کتاب کے علاوہ عربوں کا مال کھا جانے میں کوئی گناہ نہیں، اور وہ خود جانتے ہیں کہ ہم اس چیز میں یقیناً جھوٹے ہیں، خائن پر الزام ضرور ہوگا، کیونکہ جو شخص عہد خداوندی اور لوگوں کے وعدوں کو پورا کرے، اور خیانت اور نقض عہد سے ڈرے، تو یقیناً حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو محبوب رکھتے ہیں اور وہ عبداللہ بن سلام رضہ اور ان کے ساتھی ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ

یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے (انہوں نے) کیا ہے اور (بمقابلہ) اپنی قسموں کے ان لوگوں کو

لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ

کچھ حصہ آخرت میں (وہاں کی نعمت کا) نہ ملے گا اور نہ خدا تعالیٰ ان سے (لطف کا) کلام فرماویں گے اور نہ انکی طرف (نظر محبت سے) دیکھیں گے قیامت

الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

کے روز اور نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا

عہد توڑنے والے

اب اس قسم کے یہودیوں کا انجام بیان فرماتے ہیں، کہ جو لوگ اس عہد کو جو انہوں نے خدا سے کیا اور اپنی ان قسموں کو جو انبیاء کرام کے ساتھ کھائیں حقیر سے دنیاوی نفع کے بدلہ میں توڑتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے لئے جنت میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں، اور نہ ان سے حق تعالیٰ کلام فرمائے گا، اور نہ رحمت فرمائے گا اور نہ یہودیت سے ان کو پاک صاف کرے گا، اور ان کے لئے ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عبدان بن اشوع اور امرئ القیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ ان دونوں میں باہمی خصومت تھی نیز یہود کے بارے میں حسب ذیل آیات بھی نازل ہوئی ہیں۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

اور بیشک ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) میں تاکہ تم لوگ اس (ملائی ہوئی چیز) کو (بھی)

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کتاب کا جز سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جز نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ (لفظ یا مطلب) خدا کے پاس سے ہے حالانکہ وہ (کسی طرح)

وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے ہیں ؏

یہودیوں کا افترا

اور ان میں کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کی جماعت ہے جو توریت میں تبدیلی کر کے دجال کی حالت پڑھتے ہیں اور اپنی زبانوں کو کج کر لیتے ہیں، تاکہ بے وقوف اس کو توریت سمجھیں حالانکہ یہ خود اس بات کو سمجھتے ہیں کہ یہ توریت میں نہیں ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے دو عالموں کے بارے میں نازل ہوئی، توریت میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت موجود تھی، اس میں ان لوگوں نے تبدیلی کر دی تھی ؏

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرماویں پھر وہ لوگوں سے

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ

کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر (ولیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اسکے

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ

کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ پڑھتے ہو اور نہ یہ بات بتلا دے کہ تم فرشتوں

اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ

کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلا دے گا

بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع

بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو

امر حال

انبیاء کرام میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا، کہ دین کی فہم عطا ہونے کے بعد وہ کہے تم لوگ میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم علماء، فقہاء، تابعدار حق تعالیٰ کے بندے ہو جاؤ، کیونکہ تم خود بھی کتاب الہٰی کو جانتے ہو اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہو، اور اے گروہ قریش یہود و نصاریٰ وہ فرشتوں کو بیٹیاں

بنانے کے متعلق ہرگز نہیں کہے گا اور مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ تم کو اسلام کا حکم دے چکے کہ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پھر العیاذ باللہ وہ کفر کے بارے میں کیسے فرمائیں گے۔

حق تعالیٰ نے جس رسول کو بھی بھیجا، اسے دعوت اسلام پر مامور کرکے بھیجا ہے، یہودیت نصرانیت اور بت پرستی کے لئے نہیں بھیجا، جیسا کہ یہ کفار بکتے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کے مقولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضور سے کہتے تھے کہ آپ ان باتوں کا اس لئے ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپ سے محبت کریں، اور جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو معبود بنایا، اسی طرح آپ کو بھی معبود بنائیں، اسی طرح نصاریٰ اور مشرکین کہتے تھے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی مَا كَانَ لِبَشَرٍ الخ ابن اسحٰق اور بیہقی نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت اہل نجران میں سے یہود اور نصاریٰ کے عالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے، اور آپ نے سب کو اسلام کی دعوت دی، تو رافع قرظی بولا، کہ محمدؐ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو معبود بنالیں، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو معبود بنایا آپ نے یہ سنکر فرمایا معاذ اللہ اس پر حق تعہ نے یہ آیت کریمہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ الخ کسی انسان سے ایسی بات نہیں ہوسکتی، الخ نازل فرمائی اور عبد الرزاق نے اپنی تفسیر میں حسن رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچتی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں، جیسا کہ آپس میں کرتے ہیں تو کیا پھر آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا بلکہ اپنے نبی کی عزت کرو اور جو حق بات وہ کہتا ہے اسے سمجھو۔

کسی کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکائے، اس پر حق تعہ نے یہ آیت کریمہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ نازل فرمائی۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

اور جبکہ اللہ تعہ نے عہد لیا انبیاءؑ سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

آوے جو مصدق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا

اس کی طرفداری بھی کرنا فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

انبیاء کا عہد و میثاق

اب حق تعالیٰ اس عہد و میثاق کا تذکرہ فرماتے ہیں جو اس نے تمام انبیاء کرام (اور ان کی قوموں) سے لیا کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور آپکی مدد فرمائیں گے، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک نبی سے یہ میثاق لیا گیا کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت اور آپکے فضائل کو بیان کریگا، جبکہ میں تم کو ایسی کتاب دوں گا، جس میں حلال وحرام تمام چیزوں کا بیان ہوگا اور پھر تم اس بات کا اپنی امت سے بھی عہد لوگے کہ اگر تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی توحید کے بیان میں تصدیق کرنے والا ہو، تو ضرور تم لوگ اس پر اور اس کے فضائل پر ایمان لاؤ گے اور اس کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں اس کی مدد کرو گے۔

پھر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، آیا تم نے اقرار کیا اور میرا یہ عہد قبول کیا، تمام انبیاء کرام نے عرض کیا، بے شک ہم نے اس چیز کو قبول کیا ارشاد ہوا، اس اقرار نامہ پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

حق تعالیٰ نے انبیاء کرام سے اس چیز کا عہد لیا، اور خود بھی اس چیز پر گواہ بنے، چنانچہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کے سامنے اس چیز کو بیان کیا، اور ہر ایک نے اپنی امت سے اس چیز پر عہد لیا، اور خود بھی انبیاء کرام اس کے گواہ بنے ؎

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ

سو جو شخص روگردانی کرے گا بعد اس کے تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں کیا پھر دین خداوندی کے سوا

يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور

وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جاویں گے ؎

عدول حکمی پر تنبیہ

اب امتوں میں سے اس عہد و میثاق سے روگردانی کرے گا تو ایسے ہی لوگ پوری بے حکمی کرنے والے کافر ہیں۔

اب حق تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی خصومت اور ان کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنیکا ذکر فرماتے ہیں، انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی ملت ابراہیمی پر نہیں ہے، وہ بولے ہم آپ کی اس بات سے راضی نہیں ہیں اس پر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس دین اسلام کے علاوہ اور کسی طریقہ کو چاہتے ہو حالانکہ توحید اور اسلام کے سامنے تمام فرشتے اور مومنین سرافگندہ ہیں، تمام آسمانوں والے اور زمین والے زبردستی اور یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ اخلاص والے لوگ خوشی خوشی اور منافق بے اختیاری سے اور کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اولاد خوشی اور اختیار سے اور جو لوگ جہاد کے ڈر کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں وہ بے اختیاری کے ساتھ سرافگندہ ہیں۔ اور مرنے کے بعد سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے ؎

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ

آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیمؑ و اسمٰعیل

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسٰیؑ و

وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ

عیسٰیؑ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا

بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾

طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

حقیقتِ اسلام

اب حق تعالیٰ اسلام کی حقیقت کو واضح فرماتے ہیں، تاکہ ان لوگوں کو اس کی طرف راہنمائی ہو، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ حاصل دین اسلام کے لئے فرما دیجئے، کہ ہم اس ذات وحدہٗ لاشریک پر اور قرآن کریم اور حضرت ابراہیم اور ان کی کتاب پر اسمٰعیل اور ان کی کتاب پر اور اسحٰق اور ان کی کتاب پر اور یعقوب اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب کی اولاد میں جو انبیاء گذرے ہیں ان پر اور انکی کتابوں پر، موسیٰ علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت حضرت عیسٰیؑ اور انکی کتاب پر اور کلی طور پر تمام انبیاء کرام اور ان کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، اس کیفیت کے ساتھ کہ ہم ان انبیاء کرام میں سے کسی کا بھی انکار نہیں کرتے، یا یہ کہ نبوت و اسلام میں کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے، اور ہم اس ذات خداوندی کی عبادت کرنیوالے اور اس کی توحید اور دین کا اقرار کرنے والے ہیں۔

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا، تو وہ جنت اور اس کی نعمتوں سے محروم ہونے اور دوزخ اور اس کے عذاب کے لازم ہونے کی وجہ سے تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہوگئے بعد اپنے ایمان لانے کے اور بعد اپنے اس اقرار کے کہ رسول

اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

سچے ہیں اور بعد اس کے کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ

نہیں کرتے ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ

فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے ان پر سے

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾

عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پاویگا اور نہ ان کو مہلت ہی دی جاوے گی۔

ارتداد کا انجام

اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت فرمائیں گے، جو حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے، باوجودیکہ ان کو واضح دلائل حقانیت اسلام کے پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں کو جو اس چیز کے اہل نہ ہوں ہدایت نہیں کیا کرتے۔

ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ ان پر عذاب الٰہی اور فرشتوں اور تمام مسلمانوں کی لعنت نازل ہوتی ہے، اس لعنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کسی قسم کی ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا الخ امام نسائی حاکم اور ابن حبان نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر وہ مرتد ہو گیا، اس کے بعد اس کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی تو اس نے اپنی قوم کے پاس قاصد بھیجا، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرو کہ میرے لئے کچھ توبہ کا امکان ہے، اس پر كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ سے اخیر تک یہ آیتیں نازل ہوئیں، چنانچہ اس کی قوم نے اس کو اس چیز سے مطلع کر دیا اور وہ مشرف باسلام ہو گیا اور مسدد نے اپنی سند میں اور عبد الرزاق نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حارث بن سوید رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اس کے بعد وہ مرتد ہو کر پھر اپنی قوم سے جا کر مل گیا تو اس کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیتیں كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ الخ نازل ہوئیں تو اس کی قوم میں سے ایک شخص نے ان آیتوں کو یاد کر کے اس کو جا کر سنایا تو حارث سن کر بولے خدا کی قسم یقیناً تو سچا ہے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تجھ سے زیادہ سچے ہیں، اور حق تعالیٰ تم سے زیادہ سچا ہے

چنانچہ

اس نے کفر سے توبہ کی اور مشرف باسلام ہو گئے،

اور پھر ان کا اسلام بھی بہت اچھا ہوا۔
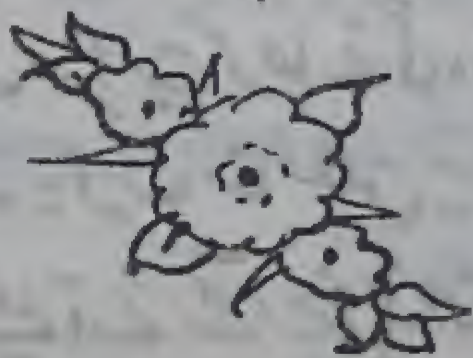
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾

ہاں مگر جو لوگ توبہ کر لیں اس کے بعد اور اپنے کو سنوار یں سو بیشک خدا تعالیٰ بخش دینے والے رحمت کرنیوالے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ

بیشک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں ان کی توبہ ہرگز مقبول نہ ہوگی

تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾

اور ایسے لوگ پکے گمراہ ہیں ۔

شانِ مغفرت البتہ جو لوگ مرتد ہونے کے بعد اس کفر و شرک سے توبہ کرلیں، اور خلوص کے ساتھ توحید خداوندی کے قائل ہو جائیں، تو حق تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس پر رحمت فرمانے والے ہیں اور جو لوگ ایمان باللہ کے بعد مرتد ہو کر اسی پر جمے رہے، تو جب تک اس پر قائم رہیں گے ہرگز انکی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اور یقیناً ایسے لوگ ہدایت اور دین اسلام سے بے راہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ

بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ مر بھی گئے حالت کفر میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

بھی نہ لیا جاوے گا اگرچہ معاوضہ میں اس کو دینا بھی چاہے ان لوگوں کو سزائے دردناک

وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾

ہوگی۔ اور ان کے لئے کوئی حامی بھی نہ ہوں گے۔

ع ۹ / ۱۷

ناگزیر سزا اور جو اسی حالت میں مر گئے، تو اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے زمین وزن بھر سونا دیں تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اور کوئی بھی ان سے اس عذاب الٰہی کو ٹالنے والا نہ ہوگا۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ سے لے کر یہاں تک یہ آیت منافقین میں سے دس آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو دین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے تھے، چنانچہ ان میں بعض مرتد ہونے کی حالت میں مر گئے تھے، اور بعض اسی حالت میں مارے گئے تھے۔ اور

بعض نے ان میں سے پھر اسلام کو قبول کر لیا تھا ؛

الحمد للہ
تفسیر ابن عباس کا
پارہ تلک الرسل ۳ ختم ہوا ؛

ناشر

ادارہ درسِ قرآن، دیوبند (یو، پی)
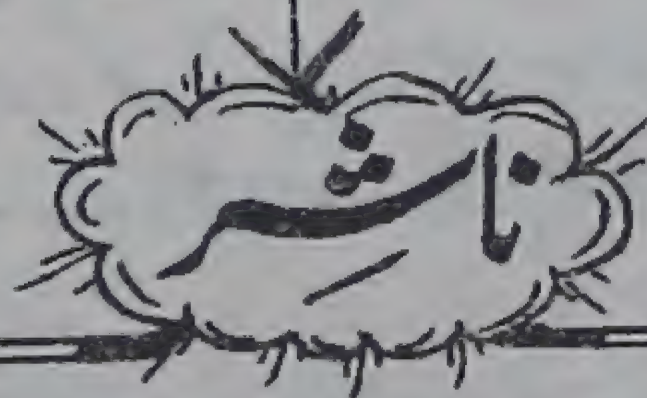
(کتبہ فاروقی سہارنپوری سنہ ۱۳۹۳ھ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ

اے اللہ! ابن عباس کو قرآنِ کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما (صحیح بخاری شریف)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

کامل اردو

پارہ لن تنالوا ۴

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

ترجمۂ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

مع ترجمہ
لباب النقول فی اسباب النزول
از
علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

ناشر
ادارۂ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یو۔پی

قرآنِ کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ ← جامع مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

ترجمۂ تفسیر ← مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات ← مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

تعارف!

تفسیر ابن عباسؓ اردو

رضی اللہ عنہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روح پرور تقریر، جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کے مرتبہ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جارہی ہے

ترتیب (۱) متن قرآنِ کریم - (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ - (۳) صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر (۴) آیات قرآنی کی دلنشین شانِ نزول از علامہ سیوطی - (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات -

طریق اشاعت ہر دو ماہ میں یک جا دو پارے شائع ہو رہے ہیں -

ھدیہ فی پارہ - چار روپے -/۴

رعایت ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ بھیجئے، آپ کو بحیثیت ممبر صرف چھ روپے کی وی پی ارسال کی جائیگی اور محصول ڈاک بذمہ ادارہ ہوگا -

تعاون ایک عظیم صحابی رسول کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارے سے تعاون فرمائیے

دو ماہی پروگرام بابت ماہ جولائی ۱۹۷۶ء
ممبران کے لئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ

ہدیہ فی پارہ ــــــ چار روپے -/۴
مطبوعہ ــ راحت پریس دیوبند

ناشر:- ادارۂ درسِ قرآن دیوبند - یو، پی

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

فہرست مضامین

پارۂ لن تنالوا ۴

ناشر:- قاری اخلاق احمد صدیقی، ناظم ادارہ درسِ قرآن، دیوبند، یوپی،

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا

تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے

تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ

اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں سب کھانے کی چیزیں نزول تورات

حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ

کے قبل باستثناء اس کے جس کو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا

قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ

بنی اسرائیل پر حلال تھیں فرما دیجئے کہ پھر تورات لاؤ پھر اس کو پڑھو اگر تم

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾

سچے ہو۔

اِنفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو راہ خدا میں اپنے اموال خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں، کہ حق تعالیٰ کے یہاں ثواب و بزرگی اور جنت نہیں حاصل کر سکو گے تاوقتیکہ اپنی بہت پیاری چیز کو راہ خدا میں نہ خرچ کرو، اور ایک معنی یہ بھی بیان کئے گئے کہ توکل اور تقویٰ اس کے بغیر ہرگز نہیں حاصل ہو سکتا، اور جو بھی اموال خرچ کرتے ہو وہ ذات اس میں تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے، کہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کیا ہے، یا لوگوں کی تعریف کے لئے سب کھانے کی چیزیں نزول تورات کے قبل باستثناء اس کے جس کو یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، بنی اسرائیل پر حلال تھیں وہ سب کھانے کی چیزیں آج رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی اُمت پر حلال ہیں۔

تورات کے نازل ہونے کے قبل حضرت یعقوب علیہ السلام نے نذر مانی تھی، جس کی بنا پر انہوں نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ حرام کر لیا تھا، (تورات میں اس کی حرمت نہیں)۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے دریافت کیا کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کون سے کھانوں کو حرام کیا تھا، وہ بولے حضرت یعقوب نے اپنے اوپر کھانے کی کسی بھی چیز کو حرام نہیں کیا تھا، اور جو چیزیں آج ہم پر حرام ہیں، جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے بکری کی چربی وغیرہ وہ حضرت آدم سے لے کر حضرت موسیٰ تک ہر ایک نبی پر حرام رہی ہیں اور تم ان چیزوں کو حلال سمجھتے ہو۔ پھر یہودی

بولے کہ ان چیزوں کی حرمت تورات میں موجود ہے، اس پر حق تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو تورات لاکر دکھا دو مگر وہ لے کر نہ آئے اور بخوبی سمجھ گئے، کہ ہم ہی جھوٹے ہیں، حق تعہ فرماتے ہیں کہ اس واضح بیان کے بعد جو حق تعہ پر افترا پردازی کرے، وہ پکا کافر ہے ؛

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعو پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط

آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعو نے سچ کہدیا سو تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ مشرک نہ تھے یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر

لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾

کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے جسکی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگوں کا راہنما ہے۔

سب سے پہلی مسجد اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ حق تعہ نے سچ کہا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی تھے۔ یا یہ کہ حلت و حرام جو بیان کی گئی ہے، اس میں حق تعہ نے سچ فرمایا، لہٰذا دین ابراہیمی کا اتباع کرو جس میں ذرہ برابر کجی نہیں۔

سب سے پہلی مسجد جو مسلمانوں کے لئے بنائی گئی، یعنی خانہ کعبہ اور مکہ کو بکہ اس واسطے کہا گیا، کیونکہ طواف میں ہجوم کی بناء پر ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور بڑے بڑے سرکش آکر وہاں آہ و زاری کرتے ہیں اور وہ مقام مغفرت و رحمت والا ہے، اور وہ ہر ایک نبی رسول صدیق اور مؤمن کا قبلہ ہے ؛

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط

اس میں کھلی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے ایک مقام ابراہیم ہے۔ اور جو شخص اس میں داخل ہو جاوے وہ امن والا

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے ذمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾

انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام کا حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتے ہیں۔

واضح نشانیاں اور اس میں کھلی ہوئی نشانیاں موجود ہیں، اور اسمٰعیل علیہ السلام کا پتھر اور حجر اسود موجود ہے اور اس میں جو داخل ہو وہ حملہ سے امن والا ہو جاتا ہے، اور مسلمانوں میں سے اس شخص پر جو وہاں تک جانے آنے کھانے پینے اور اپنی واپسی تک اپنے اہل و عیال کو خرچہ دینے کی طاقت رکھتا ہو تو اس پر زیارت بیت اللہ فرض ہے۔ اور جو شخص حق تعالیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن کریم اور حج کا منکر ہو، تو حق تعالیٰ کو ایسے لوگوں کے ایمان اور حج کی کوئی ضرورت نہیں۔

اے اہل کتاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا کیوں انکار کرتے ہو، حالانکہ حق تعالیٰ تمہارے کفر و معاصی کے چھپانے کو جانتا ہے:۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ الخ۔ سعید بن منصور نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جب وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، تو یہودی بولے کہ ہم مسلمان ہیں، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مسلمانوں پر حق تعالیٰ نے حج بیت اللہ فرض کیا ہے، وہ بولے ہم پر فرض نہیں ہے، اور حج کرنے سے انکار کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو منکر ہو تو حق تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں:۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا

آپ فرما دیجئے اے اہل کتاب کیوں ہٹاتے ہو اللہ کی راہ سے ایسے شخص کو جو ایمان لا چکا اس طور پر کہ کجی ڈھونڈتے ہو

عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

اس راہ کے لئے حالانکہ تم خود بھی اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

گمراہ کرنے کی سعی اور کیوں ایسے شخص کو حق تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے دین سے ہٹانے کی کوشش میں جو کہ حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لا چکا ہے، کجی اور گمراہی کے تلاش کرنے کی وجہ سے ہٹاتے ہو حالانکہ حق تعالیٰ تمہاری کفر و معاصی کی پوشیدہ کارروائیوں سے باخبر ہے۔ یہ آیت کریمہ حضرت عمار اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جبکہ یہودیوں نے

ان کو اپنے دین کی دعوت دی تھی ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے

يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ (۱۰۰) وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ

تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے کافر بنادیں گے اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم کو

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ

اللہ تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو

بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۱۰۱) ع

مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے۔

اہل کتاب کی آرزو اہل کتاب کی ایک جماعت تمہارے ایمان لانے کے بعد یہ چاہتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہو جاؤ اور تم کیسے حق تعالیٰ کے منکر ہو سکتے ہو درانحالیکہ تم پر قرآن کریم کے اوامر و نواہی پڑھے جاتے ہیں، اور تمہارے پاس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، لہٰذا جو شخص دین الٰہی اور اس کی کتاب پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہا تو ایسا شخص ضرور راہ راست یعنی ملت بیضاء کی ہدایت کیا جاتا ہے اور اس پر استقامت حاصل ہوتی ہے، یہ آیت حضرت معاذ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی، اور پھر اس کے بعد دو بارہ قبیلہ اوس اور خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ ان میں سے ثعلبہ بن غنم اور سعد بن ابی زیادہ نے اپنے زمانہ جاہلیت کی قتل و غارت گری پر فخر کیا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ فریابی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ اوس اور خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت سے لڑائی تھی ایک دن وہ سب مل کر بیٹھے اور آپس کی کشیدگی کا ذکر کیا تا آنکہ غصہ میں بھر گئے، اور ایک ایک پر ہتھیار لے کر کھڑا ہو گیا اس پر وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ اور اس کے بعد والی دو آیتیں نازل ہوئیں۔

ابن اسحاق اور ابوالشیخ نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ شاس بن قیس یہودی اوس اور خزرج کے پاس سے گذرا، اور ان کو آپس میں باتیں کرتا ہوا دیکھ کر غضبناک ہوا، کہ زمانہ جاہلیت میں ان میں کس قدر

دشمنی تھی۔ اور اب آپس میں کس قدر محبت ہوگئی چنانچہ آکر ایک یہودی نوجوان کو حکم دیا کہ ان کی مجلس میں جاکر بیٹھے، اور جنگ بعاث کا تذکرہ چھیڑے اور ان کو وہ وقت یاد دلائے چنانچہ اس نے آکر ایسا ہی کیا، انکی یہ باتیں سن کر انہوں نے آپس میں لڑائی اور ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا، تا آنکہ قبیلہ اوس سے اوس بن قیظی اور خزرج سے جبار بن صخر یہ دونوں آدمی کھڑے ہوگئے اور آپس میں گفتگو کی جس سے دونوں قبیلہ غضبناک ہوکر لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے، اس خبر کی اطلاع رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ وہاں تشریف لائے، اور ان کو نصیحت کرکے آپس میں صلح کرادی۔

ان سب حضرات نے آپ کی بات کو بسر و چشم سنا اور اطاعت و فرمانبرداری کے لئے اپنی گردنیں جھکادیں حق تعالیٰ نے قبیلہ اوس و خزرج اور جوان کے ساتھ تھے ان کے بارے میں یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الخ یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اور شاس بن قیس کے بارے میں یا اہل الکتاب لم تصدون یہ آیت نازل فرمائی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت

مُسْلِمُونَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

دینا اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ

اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اسکو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے

قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ

تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم لوگ

مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ

دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۰۳﴾

اپنے احکام بیان کرکے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو۔

استقامت ناگزیر ہے } حق تعالیٰ کی اس طریقہ پر اطاعت کرو کہ پھر اس کی نافرمانی نہ ہو اور ایسا

شکر کرو کہ پھر کبھی اس کی ناشکری نہ ہو، اور اس طرح یاد کرو کہ کبھی اس سے غافل نہ ہو، عبادت اور توحید کے اقرار کے بعد اسی پر خلوص کے ساتھ جمے رہو۔ اور دین الٰہی اور کتاب خداوندی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو، اور اسلام کی نعمت کو یاد کرو کہ جاہلیت میں دشمن تھے دین اسلام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

اور بوجہ کفر کے تم لوگ دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، اس دوزخ سے تم کو بذریعہ ایمان نجات عطا کی، اسی طرح حق تعالیٰ اپنے اوامر و نواہی اور اپنے احسانات کو بیان فرماتا رہتا ہے تاکہ تم کو گمراہی سے ہدایت حاصل ہو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا

کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے اور تم لوگ ان

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے باہم تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا ان کے پاس احکام واضحہ

الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی

خیر کی طرف بلانے والے

اب اللہ تعالیٰ امر بالمعروف اور آپس میں صلح کرانے کا حکم دیتا ہے کہ تم لوگوں میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہنی چاہیئے، جو نیکی اور صلح کی دعوت اور توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اور اطاعت، اور کفر و شرک سے روکتی اور منع کرتی رہے۔ ایسے ہی حضرات خدا کی ناراضگی اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں، اور یہود و نصاریٰ نے جس طرح دین میں اختلاف کیا تم اس طرح اپنی کتاب میں اسلام کے واضح اور روشن دلائل آجانے کے بعد اختلاف مت کرنا ان یہود و نصاریٰ کے لئے بہت بڑی سزا ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

اس روز کہ بعضے چہرے سفید ہو جاویں گے اور بعضے چہرے سیاہ ہوں گے سو جن کے

وُجُوهُهُمْ قف أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے اُن سے کہا جاوے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد سزا چکھو

تَكْفُرُونَ ﴿۱۰۶﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ

بسبب اپنے کفر کے — اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے — یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں

وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے — اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۱۰۹﴾ ع

اور زمین میں ہے — اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کیے جاویں گے۔

جنتی و جہنمی

جس دن بعض لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے، اور بعض کے سیاہ تو ان سیاہ چہرے والوں سے فرشتے کہیں گے کہ کیا تم نے ہی ایمان باللہ کے بعد کفر کیا تھا، اور سفید چہرے والے جنت میں رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی، اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، یہ حق تعالیٰ کی قرآنی آیتیں ہیں، جن کو جبریل امین کے ذریعہ حق اور باطل کے واضح کر دینے کے لیے ہم آپ پر نازل کرتے ہیں، حق تعالیٰ کی جانب سے جن وانس میں سے کسی پر ظلم نہیں ہوگا، تمام مخلوقات اور یہ عجائبات اسی کی ملک ہیں اور آخرت میں اسی کی طرف جانا ہے ۞

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ

تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں پر ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ

روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو — اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے زیادہ

خَيْرًا لَّهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَن

اچھا ہوتا ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں وہ تم کو ہرگز کوئی ضرر

يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِن يُقٰتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا

نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر کسی کی

يُنصَرُونَ ﴿١١١﴾

طرف سے انکی حمایت بھی نہ کی جاوے گی۔

خَيْرَ أُمَّةٍ تم لوگوں کے لئے بہترین جماعت ہو، اب بہتری کو بیان فرماتے ہیں کہ توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم کفر و شرک اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے روکتے ہو، اور حق تم اور تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔

اور اگر یہود و نصاریٰ ایمان لے آئیں تو ان کے لئے اچھا ہے، ان میں سے بعض مثلاً عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مومن اور اکثر کافر ہیں۔

یہود تم کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، مگر زبانی گالی گلوچ دیں گے، اور اگر دین کے اندر لڑائی کی جرأت کریں گے تو شکست کھا جائیں گے، نہ تمہاری تلواروں کے واروں کو روک سکیں گے اور نہ قید سے بچ سکیں گے

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ

جمادی گئی ان پر بے قدری جہاں کہیں بھی پائے جاوینگے مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک

مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ

ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی اور یہ اس وجہ سے

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ

ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق

حَقٍّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾

اور اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے۔

ناقدری کے حامل } جہاں کہیں بھی یہ موجود ہوں گے جزیہ کی ذلت ان پر عائد کی گئی ہے، مومنین کے مقابلہ میں ایمان باللہ یا جزیہ کے عہد و پیمان کے بغیر ہرگز نہیں ٹھہر سکیں گے، یہ لعنت کے مستحق ہو گئے، اور ان پر پستی جما دی گئی، یہ ذلت و مسکنت اسی بنا پر ہے، کہ یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے، اور یہ غصہ اور ذلت سنیچر کے دن میں نافرمانی کرنے انبیاء کرام کے قتل کرنے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے ہے ؂

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اور یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہیں اللہ کی آیتیں اوقات شب میں

اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

پڑھتے ہیں اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور

فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

یہ لوگ شائستہ لوگوں میں ہیں ؂

منصف گروہ } اہل کتاب میں سے جو حضرات مشرف باسلام ہو گئے ہیں، وہ ان کی طرح نہیں ہیں جو ایمان نہیں لائے، ان میں سے انصاف والی ایک جماعت وہ بھی ہے جو ہدایت اور توحید خداوندی پر قائم ہے، جیسا کہ یہ عبداللہ رضہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ حضرات راتوں کو نماز میں قرآن کریم پڑھتے ہیں، اور پابندی سے نمازوں کا اہتمام رکھتے ہیں، اور تمام کتب سماویہ اور تمام رسولوں اور مرنے کے بعد زندہ ہونے اور جنت کی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم اور کفر و شرک اور شیطان کی پیروی سے روکتے اور نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں۔ یہی لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نیکوکار ہیں۔ یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو حضرات سب سے بڑھ کر نیکوکار ہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور ان کے ساتھی یہ لوگ جنت میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے ؂

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمان الٰہی لَيْسُوْا سَوَآءً۔ ابن ابی حاتم، طبرانی، اور ابن مندہ نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، کہ جس وقت حضرت عبداللہ رضہ بن

سلام، ثعلبۃ بن سعیدؓ، اسیدؓ بن عبید اور ان کے ساتھ یہودیوں میں سے اور حضرات مشرف باسلام ہو گئے اور انہوں نے سچائی کے ساتھ ایمان قبول کیا، اور اسلام میں جوش اور رغبت پیدا کی، تو یہود کے علماء، اور ان میں سے کافر بولے کہ ہم میں جو برے ہیں وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور جو ہم میں پسندیدہ ہیں انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑا، اور نہ دوسرے دین کو اختیار کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اہل کتاب میں سے یہ سب برابر نہیں۔

اور امام احمد وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں کچھ تاخیر فرمائی پھر مسجد میں تشریف لائے تو صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگوں کے علاوہ کوئی دین والا بھی ایسا نہیں جو اس وقت حق تعالیٰ کو یاد کرے، اور اس وقت یہ لیسوا سواء الخ سے علیم بالمتقین تک یہ آیت کریمہ نازل کی گئی ہے۔

وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿١١٥﴾

اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس سے محروم نہ کیے جاویں گے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ

جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ

مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١٦﴾

میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

عظیم اجر کے حقدار

اور عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مذکورہ باتوں میں سے جو بھی نیکیاں یا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ جو بھی احسان کریں گے اس کے ثواب سے محروم نہیں کیے جائیں گے، بلکہ ان حضرات کو اس کا ثواب ضرور دیا جائے گا اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی حق تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا جیسا کہ کعب اور اسکے ساتھی تو ان کے اموال و اولاد کی زیادتی انہیں عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکے گی یہ دوزخ والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ

وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اس کی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی ہو

حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ اس کو برباد کر ڈالے اور اللہ تعالیٰ نے

وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں۔

عمدہ مثال

یہود یہودیت کے زمانہ میں جو خرچ کرتے ہیں اس کی مثال سخت ٹھنڈی یا بہت گرم ہوا کی طرح ہے۔ جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگ جائے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائگی سے اپنے آپ کو روک رکھا ہے، پھر وہ اس کو جلا دے جیسا کہ اس قسم کی آندھی کھیتی کو برباد کر دیتی ہے، اسی طرح شرک تمام خرچ کئے مالوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اپنی کھیتیوں اور صدقہ خیرات کے منافع کفر کی وجہ سے اور کھیتی میں سے حق اللہ کی ادائگی نہ کرنے کی بناء پر برباد ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ

خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ

فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض انکے منہ سے ظاہر

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ

ہو پڑتا ہے اور جس قدر اُن کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے

كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

اگر تم عقل رکھتے ہو

محبت یہود سے احتراز

یعنی مؤمنین خالصین کے علاوہ یہود کو دوست مت بناؤ وہ تم لوگوں میں فساد برپا کرنے کے کوشاں رہتے ہیں اور اس بات کے متمنی رہتے ہیں کہ جیسا کہ وہ لوگ شرک کرتے ہیں، اسی طرح تم بھی شرک کرو اور گنہگار بنو۔

اس چیز کا اظہار ان کی زبانی گالی گلوچ سے ہو رہا ہے، اور جو دشمنی اور کینہ غصہ وہ اپنے دلوں میں چھپائے

ہوئے ہیں۔ وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے یہ حسد کی نشانی تمہارے سامنے ہم نے بیان کر دی ۔
اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ہم نے اوامر و نواہی تمہارے سامنے بیان کر دیئے ہیں، تاکہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے تم اس کو سمجھو ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الخ ابن جریر اور ابن اسحاق نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ جاہلیت کی دوستی اور معاہدہ کی بناء پر مسلمانوں میں سے کچھ حضرات یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھا کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس سے آگاہ فرمایا اور فتنہ کی بنا پر ان سے تعلقات رکھنے کی ممانعت فرما دی، اور یہ آیت نازل فرمائی یاایہا الذین یعنی اپنے علاوہ کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ ۔

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ

ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلاً محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام

كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ

کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے

الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہہ دیجیے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ

بیشک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر

تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ

تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو

كَيْدُھُمْ شَيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾

تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی بلا شبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہیں

یہودیوں کا بغض

مسلمانو! تم حرمت مصاہرت اور رضاعت کی وجہ سے یہود سے محبت رکھتے ہو، اور وہ دین کی وجہ سے تم سے محبت نہیں رکھتے، اور تم تمام کتابوں اور رسولوں کا

اقرار کرتے ہو اور وہ ایسا نہیں کرتے، اور منافقین یہود جب تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ہم ایمان لائے اور آپ کی نعت وصفت ہماری کتابوں میں موجود ہے اور جب اپنے ساتھیوں میں جاتے ہیں تو غیظ و غضب میں انگلیاں چباتے ہیں، تمہارے دلوں میں جو بغض و عداوت ہے، حق تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

اور اگر تم لوگوں کو فتح و غنیمت حاصل ہو جاتی ہے تو یہود اور منافقوں کو بہت ہی ناگوار گذرتا ہے اور اگر قحط سالی قتل و غارت گری اور شکست سے سابقہ پڑ جاتا ہے، تو اس سے یہودی خوش ہوتے ہیں اور اگر انکی تکالیف پر تم استقلال سے کام لو اور حق تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو، تو پھر انکی دشمنی اور کینہ کچھ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ ان کی اس مخالفت اور ان کی دشمنی کو خوب جانتا ہے ؀

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ

اور جب کہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ

اللہ تعالیٰ سب جان رہے تھے جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور

تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور پس مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے

غزوۂ احد اور غزوۂ احد کے دن جب آپ مدینہ منورہ سے چلے، اور احد پہنچکر دشمنوں کے مقابلہ کے لئے مؤمنین کے مقامات جما رہے تھے۔ حق تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا، اور جو کچھ تم کو مورچہ چھوڑنے کی بنا پر پریشانی لاحق ہوئی اس کا جاننے والا ہے۔ اسی وقت یہ واقعہ بھی ہوا کہ مسلمانوں میں سے دو جماعتوں بنو سلمہ اور بنو حارث نے اپنے دلوں میں یہ سوچا کہ ہم بھی احد کے دن دشمنوں سے مقابلہ نہ کریں، حق تعالیٰ اس خیال سے ان دونوں کی حفاظت اور نگرانی فرمانے والا تھا۔ اور مؤمنین پر تو یہ چیز لازم و ضروری ہے، کہ فتح و نصرت ہر ایک حالت میں حق تعالیٰ ہی پر توکل کریں ؀

لباب النقول فی اسباب النزول فرمانِ الٰہی وَاِذْ غَدَوْتَ الخ ابن ابی حاتم اور ابو یعلی نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے کہا کہ غزوۂ احد کے اپنے واقعہ سے مطلع کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ سورۃ آل عمران میں ایک سو بیس۱۲۰ آیتوں کے بعد پڑھو، ہمارا واقعہ مل جائے گا وَاِذْ غَدَوْتَ سے طَآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا تک اور یہ وہ جماعتیں ہیں جنہوں نے مشرکین سے امن طلب کی تھی ؀

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

رہا کرو تاکہ تم شکرگذار رہو۔ جبکہ آپ مسلمانوں سے یوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر واقعی نہ ہوگا کہ تمہارا

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا

رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہوگے

وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ

اور متقی رہوگے اور وہ لوگ تم پر یک دم سے آپہنچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائیگا

اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

پانچہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہوں گے

نصرت ملائکہ

اور بدر میں بھی جبکہ تمہاری تعداد صرف تین سو تیرہ تھی تمہاری مدد کی لہذا لڑائی میں بھی حق تعالیٰ سے ڈرو، اور اس ذات کی مخالفت نہ کرو جو تمہارے ساتھ ہے تاکہ تم حق تعالیٰ کی نصرت اور اس کے انعام پر شکر کر سکو۔

غزوۂ احد کے دن جب آپ فرما رہے تھے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا، جو تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اتریں گے، یہ تعداد تمہاری کفایت کر جائے گی اپنے نبی کے ساتھ لڑائی میں ثابت قدم رہو اور ان کی نافرمانی اور مخالفت سے ڈرتے رہو، اور مکہ والے مکہ کی جانب سے تم پر ایک دم آپڑیں گے، اس وقت تمہارا رب پانچہزار فرشتے روانہ فرمائے گا جو خاص وضع بناتے ہوئے ہوں گے، یا یہ کہ ان کے (سفید یا زرد) عمامے باندھے ہوئے ہوں گے ؂

لباب النقول فی اسباب النزول

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ الخ تک یہ مسلمانوں نے دشمنوں سے ملنے کی تمنا تھی، اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ یہ اس وقت کا فرمان ہے جبکہ احد کے دن شیطان نے شور مچادیا تھا کہ العیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے۔ اَمَنَةً نُّعَاسًا تک ان پر اونگھ آگئی تھی۔

اور بخاری و مسلم نے جابر رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے قبائل میں سے بنوسلمہ اور بنی حارثہ کے بارے میں اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ الخ یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی

حاتم نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کو کمک روانہ کر رہا ہے اس سے مسلمان پریشان ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ سے مُسَوِّمِیْنَ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں، پھر کرز کو شکست کی اطلاع پہنچ گئی، تو نہ مشرکین کے لئے کمک آئی، اور نہ مسلمانوں کی امداد کے لئے پانچہزار فرشتے نازل ہوئے:

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اسلیئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور نصرت

النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں حکیم ہیں تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَھُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

ہلاک کر دے یا ان کو ذلیل وخوار کر دے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں۔

وعدہ مدد کی حکمت } اور حق تعالیٰ نے اس کمک کا وعدہ محض تمہاری مدد اور سکون کے لئے کیا ہے، اور فرشتوں سے امداد منجانب اللہ جو اس ذات پر ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب اور حکیم ہے جس کی چاہے مدد فرمائے یا یہ کہ احد کے دن جو واقعہ تم کو پیش آیا، اس میں حکمت والے ہیں، اور یہ مدد اسی واسطے نازل کی گئی ہے تاکہ کفار مکہ میں سے ایک جماعت کا بالکل خاتمہ کر دے اور ایک جماعت کو شکست دیدے، پھر وہ دولت اور غنیمت سے مایوس ہو کر واپس ہو جائیں:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْھِمْ اَوْ يُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ

آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جاویں یا ان کو کوئی سزا دے دیں کیونکہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ

وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

وہ جسکو چاہیں بخش دیں اور جس کو چاہیں عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنے والے بڑے رحمت کرنیوالے ہیں

مختارِ کائنات

اے نبی کریمؐ آپ کے قبضہ میں خود توبہ اور عذاب نہیں کہ آپ غزوہ احد کے شکست خوردہ یا ان کے تیر اندازوں کے لئے بد دعا کریں، حق تعالیٰ اگر مرضی ہوگی تو ان پر توجہ فرمائیگا اور ان کے گناہوں کو اسلام کی توفیق دے کر معاف کر دے گا جو مغفرت کا اہل ہوتا ہے اسکی مغفرت اور جو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اسے عذاب دیتا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ آیت دو قبیلوں عصیہ اور ذکوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جب انہوں نے کچھ صحابۂ کرام کو شہید کر دیا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بد دعا فرمائی تھی ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الخ امام احمدؒ اور مسلمؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ احد کے دن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دندان مبارک میں سے ایک دانت شہید ہو گیا، اور آپ کا چہرۂ انور بھی زخمی ہو گیا، تا آنکہ چہرۂ انور سے خون بہنے لگا، اسوقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی قوم کو کیسے فلاح ہوگی، جنہوں نے اپنے نبیؐ کے ساتھ ایسا کیا حالانکہ وہ نبیؐ ان کو خدا کی طرف بلا رہا ہے تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، یعنی آپ کو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے متعلق خود کوئی دخل نہیں، اور امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے، الٰہ العالمین فلاں پر لعنت نازل فرما، اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت فرما، اے اللہ سہل بن عمرو پر لعنت فرما اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت فرما، اس پر اخیر تک یہ آیت نازل ہوئی، اور پھر ان سب کو اسلام کی توفیق ہو گئی نیز امام بخاریؒ نے ابو ہریرہؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں، دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ ان مذکورہ لوگوں کے لئے آپ نے اپنی نماز میں جبکہ غزوہ احد میں آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا، اس کے بعد بد دعا فرمائی، تو آیت ایک ساتھ ان دونوں واقعوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو آپ کے ساتھ پیش آیا، اور جو ان لوگوں نے صحابہؓ کے ساتھ کیا، فرماتے ہیں، لیکن اس توجیہ پر صحیح مسلم کی اس حدیث سے اشکال پیدا ہوتا ہے، جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں فرماتے تھے۔ الٰہ العالمین رعل، ذکوان، عصیہ پر لعنت نازل فرما تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور اشکال کی وجہ یہ ہے کہ آیت احد کے واقعہ میں نازل ہوئی اور رعل و ذکوان کا واقعہ بعد کا ہے، مگر حدیث کی علت پھر بعد میں میری سمجھ میں آئی، وہ یہ کہ اس روایت میں اوراج ہے وہ یہ کہ حتی انزل اللہ علیہ کا جو مسلم میں متصلا لفظ مروی ہے، وہ امام زہری کی روایت میں موجود نہیں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ رعل و ذکوان کا واقعہ اس واقعہ سے مؤخر ہو، اور نزول آیت میں اپنے سبب سے کچھ تاخیر ہو گئی ہو، پھر آیت کریمہ تمام واقعات کے بارے میں نازل ہوئی ہو، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ آیت کے سبب نزول کے بارے میں ایک روایت اور مروی ہے، جو بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن اسحاق نے سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے نقل کی ہے کہ قریش میں سے ایک شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ گالی گلوچ سے منع کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے اپنا منہ آپکی طرف پھیر لیا۔ اور اپنی گدّی آپ کی طرف کر دی، تا آنکہ اس کی سرین کھل گئی تو اسپر

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور اس کے لئے بد دعا کی تب یہ آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ نازل ہوئی پھر اس کے بعد اس شخص کو اسلام کی توفیق ہوئی، اور اس کا اسلام بھی اچھا ہو گیا، یہ روایت مرسل غریب ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ص

اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی نہ لو اصل سے) کئی حصے زائد کر کے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ

امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور

لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید کہ تم رحم کئے جاؤ گے

سود کی ممانعت

ثقیف والو روپیہ پر مدت میں سود مت لو اور اللہ سے اس بارے میں ڈرو تاکہ تم کو غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو اور سود کھانے میں دوزخ کی آگ سے ڈرو جو حق تعالیٰ نے حرمت سود کے منکرین کے لئے پیدا کی ہے، حرمت سود اور سود کے چھوڑ دینے میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت ہو اور عذاب الٰہی سے تمہیں نجات ملے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ لوگ مدت مقررہ پر ادھار چیزوں کو فروخت کیا کرتے تھے، جب وہ مدت پوری ہو جاتی تو قرض میں اضافہ کر دیتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اے ایمان والو: کئی حصہ کر کے سود مت کھاؤ۔

اور فریابیؒ نے عطاء سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ ثقیف بنو نضیر سے زمانۂ جاہلیت میں قرض کے طریقہ پر لین دین کیا کرتے تھے، جب قرض کی مدت آجاتی تو یہ لوگ کہتے کہ ہم تم کو سود دینگے، مدت میں اضافہ کر دو، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کہ کئی حصہ کر کے سود مت کھاؤ نازل فرمائی ؛

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ

اور دوڑو طرف مغفرت کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کی جس کی وسعت ایسی ہے

وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ

جیسے آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں

وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

اور تنگی میں اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۴﴾

نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے

رجوع الی اللہ کا حکم سود اور تمام گناہوں سے توبہ کرنے میں اپنے پروردگار کی طرف سبقت کرو اور اعمال صالحہ کرکے اور سود کو چھوڑ کر جنت کی تیاری کرو، جس کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے، جو کہ کفر و شرک، فواحش اور سود کے ترک کرنے والوں کے لئے بنائی گئی ہے، اب ایسے حضرات کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ جو حضرات تنگی اور خوشحالی میں اپنے اموال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کے جوش و ہیجان کو ضبط کرتے ہیں، اور غلاموں کی تقصیرات سے درگزر کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ

اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان

فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۖ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ ۖ

اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا

وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۵﴾

اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں

خدا سے ڈرنے والے اگلی آیت انصار میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے قبیلہ ثقیف کی ایک عورت کی طرف دیکھا تھا اور ہاتھ وغیرہ لگایا تھا، (اسکے بعد ندامت اور شرمندگی میں سر پر مٹی ڈال کر توبہ و استغفار کرنے کے لئے دور نکل گیا)۔

اور ایسے لوگ جب کوئی دیکھنے چھونے کا کام کر جاتے ہیں، تو حق تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون توبہ قبول کرنے والا ہے، اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کام حق تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہے، اس پر اصرار نہیں کرتے ؛

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ

ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ قَدْ

یہ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے اور یہ اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں کا بالتحقیق

خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

تم سے قبل مختلف طرق گزر چکے ہیں تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ آخر انجام

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٣٧﴾

تکذیب کرنے والوں کا کیسا ہوا

انعامات ربانی ان حضرات کے لئے ایسے باغات ہیں، جہاں گھروں اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہیں، یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اس سے نکالے نہیں جائیں گے توبہ کرنے والوں کا نعم البدل جنت ہی ہے۔ امم سابقہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ توبہ کرنے والے کے لئے مغفرت و ثواب ہے اور جو توبہ نہ کرے اس کے لئے ہلاکت و بربادی ہے، غور کرو جن لوگوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور اپنی اس تکذیب سے توبہ نہیں کی۔ ان کا آخری انجام کیا ہوا :

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٨﴾ وَلَا

یہ بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لئے اور ہدایت و نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کیلئے اور

تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾

تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے اگر

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ

تم کو زخم پہنچ جاوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں اور تاکہ اللہ ایمان والوں کو جان لیوے اور تم

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾

میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے

صحیفۂ ہدایت یہ قرآن کریم ان حضرات کے لئے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہیں، حلال و حرام کو بیان کرنے والا اور نصیحت والا ہے۔

غزوہ احد میں مسلمانوں کو جو پریشانی لاحق ہوئی تھی اس کی تسلی فرماتے ہیں، کہ دشمنوں کے مقابلہ میں کمزور مت بنو، اُحد کے دن جو مال غنیمت وغیرہ تم سے فوت ہوگیا اور جو تم کو پریشانی لاحق ہوئی تھی تو آخرت میں اس پر تم کو ثواب دے گا اور تمھیں غلبہ حاصل ہوگا، اگر تم اس بات پر یقین کرتے رہے کہ غلبہ اور غنیمت سب حق تعٰ کی طرف سے ہے۔ اگر غزوہ احد کے دن تم کو کوئی صدمہ پہنچ جائے تو اسی طرح کا صدمہ و غم مکہ والوں کو بدر کے دن پہنچ چکا ہے، کیونکہ دنیا کے دنوں کو ہم اسی طرح تبدیل کرتے رہتے ہیں، کبھی مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ دیدیا، اور کبھی کفار کو غلبہ دیدیا، تاکہ میدان جہاد میں حق تعٰ مسلمانوں کو دیکھ لیں، پھر جس کو وہ چاہیں شہادت کی وجہ سے عزت و شرافت عطا فرمادیں اور حق تعٰ مشرکین اور ان کے دین اور انکی دولت کو پسند نہیں کرتے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ الخ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ جب عورتوں پر احد کے دن (غلط بات مشہور ہونے کے بعد) صورت حال کی تحقیق میں دیر ہوئی، تو وہ معلومات کرنے کے لئے نکلیں، دیکھتی کیا ہیں کہ دو آدمی اونٹ پر چلے آرہے ہیں، تو ایک عورت نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اطلاع ہے، ان سواروں نے کہا کہ آپ زندہ ہیں، تو وہ عورت بولی اب کسی بات کا غم نہیں حق تعٰ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو شہید کردے تو اسی عورت کے الفاظ کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ نازل ہوگئی ؛

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِينَ ﴿۱۴۱﴾

اور تاکہ میل کچیل سے صاف کردے ایمان والوں کو اور مٹادیوے کافروں کو

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ

ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا

الَّذِينَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِينَ ﴿۱۴۲﴾

ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہیں

جہاد کی مصلحت اور تاکہ حق تعٰ جہاد میں جو باتیں پیش آئیں ان کی مغفرت فرمائے اور لڑائی میں کفار کو نیست و نابود کردے، ہاں اے گروہ مسلمین کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں بغیر جہاد ہی کے داخل ہوجاؤ گے، ہنوز اللہ تعٰ نے ظاہری طور پر تو ان لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے

کے دن خوب جہاد کیا، اور نہ ان لوگوں کو جو اپنے نبی کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں جمے رہے ؏

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ص فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ

اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے موت کے آنے کے پہلے سے سو اس کو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا اور

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ

محمدؐ نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۨىٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى

سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے

اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط

پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا

وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

اور خدا تعالیٰ جلدی ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو

تنبیہ و بشارت { تم تو احد کے واقعہ سے قبل لڑائی میں مرجانے کی تمنا کر رہے تھے، اور پھر احد کے دن لڑائی میں کفار کی تلواریں دیکھ کر ان سے شکست کھا گئے اور اپنے رسول کریمؐ کے ساتھ ثابت قدم نہ رہے۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ احد کے دن ہمیں یہ اطلاع ملی کہ خدانخواستہ آپ شہید کر دیئے گئے اس پریشانی سے وقتی طور پر ہم کو شکست ہو گئی، حق تعالیٰ اس چیز کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ آپ سے قبل بہت سے رسول گذر چکے ہیں، اسی طرح اگر آپ انتقال فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ جاؤ گے، اور جو شخص اپنے سابقہ دین کی طرف پھر جائیگا تو اس کا یہ لوٹنا حق تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، حق تعالیٰ مومنین کو ان کے ایمان اور جہاد کے عوض جلد ہی نیک بدلہ دے گا ؏

لباب النقول فی اسباب النزول { فرمان خداوندی وَلَقَدْ كُنْتُمْ الخ ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کچھ حضرات کہتے تھے کاش ہم کفار کو پھر اس طرح قتل کریں جیسا کہ بدر کے دن قتل کیا تھا اور کاش بدر جیسا دن پھر پیش آئے، اور اس میں ہم کفار کو تہ تیغ کریں۔ اور بہت زیادہ ثواب کمائیں، یا

شہادت اور جنت حاصل کریں یا زندگی اور مال غنیمت لوٹیں، چنانچہ حق تعالیٰ نے اُحد کے دن کا مشاہدہ کرا دیا اور اس میں بجز ان حضرات کے جن کو حق تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا کوئی نہ جم سکا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے۔

فرمانِ الٰہی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ ابن منذر نے حضرت عمر فاروق رضؓ سے نقل کیا ہے کہ احد کے دن ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو گئے میں اچانک پہاڑ پر چڑھا۔ اچانک ایک یہودی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے، میں نے یہ پختہ ارادہ کیا کہ جس کسی سے بھی یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے تو اس کی گردن اُڑا دوں گا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام تشریف لا رہے ہیں اسوقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ۔

اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے نقل کیا ہے، کہ غزوۂ احد میں جب مسلمان شہید اور زخمی ہوئے تو انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع کی تو کچھ بدبخت بولے کہ آپ شہید کر دیئے گئے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو کوئی قتل نہیں کر سکتا، اور بعض لوگوں نے کہا کہ جس چیز پر تمہارے نبیؐ نے جہاد کیا، اسی پر تم جہاد کرو تاوقتیکہ تمہیں فتح حاصل ہو یا یہ کہ تم شہید ہو جاؤ، اسی کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور بیہقی نے دلائل میں ابو نجیح سے روایت نقل کی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص ایک انصاری کے پاس سے گذرا اور وہ اپنے بدن سے خون صاف کر رہے تھے، مہاجر بولا کہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے، انصاری نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو آپ تو اپنے مقام اصلی پر پہونچ گئے، بس تم اپنے دین کی حمایت میں لڑتے رہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن راہویہ نے مسند میں زہری سے نقل کیا کہ شیطان نے احد کے دن بلند آواز سے چیخ ماری کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے، کعب بن مالک رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے میدان جنگ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دور سے پہچانا، میں نے آپکی آنکھوں کو خود کے نیچے سے دیکھا، دیکھتے ہی بلند آواز کے ساتھ میں نے پکارا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں ؛

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ

اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکم خدائے تعالیٰ کے اس طور سے کہ اسکی میعاد معین لکھی

يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ

ہوئی رہتی ہے اور جو شخص دنیاوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو شخص آخرت کے

مِنۡهَا ؕ وَسَنَجۡزِى الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾

نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے اور ہم بہت جلد عوض دینگے حق شاکر دں کو

مشیّتِ الٰہی کسی بھی شخص کو بغیر حکم خداوندی اور مشیت الٰہی کے موت آنا ممکن نہیں اسکی زندگی اور روزی کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے، جس میں ایک کو دوسرے پر تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی، اور جو شخص اپنے عمل اور جہاد سے دنیاوی منافع حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم دنیا ہی میں اسکی نیت کے مطابق دے دیتے ہیں، باقی آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔

اور جو اپنے عمل اور جہاد سے ثواب اخروی کمانا چاہتا ہے تو ہم اسے اس کے ارادہ کے موافق آخرت میں دیتے ہیں، اور مؤمنین کو ہم ان کے ایمان اور جہاد کا جلد ہی نیک بدلہ دیں گے ۔

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے

اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا ؕ وَاللّٰهُ

ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے

يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾

اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے ۔

محبوبِ حق اور بہت سے نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ بڑی بڑی جماعتوں نے ہو کر کفار کے ساتھ مقابلہ کیا ہے، تو قتل و زخم کی وجہ سے نہ انہوں نے کام سے ہمت ہاری اور نہ دشمنوں کے مقابلہ سے ان میں کسی قسم کی کوئی کمزوری آئی، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ بہت سے نبی شہید کر دیئے گئے - درانحالیکہ ان کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں تھیں مگر جہاد فی سبیل اللہ میں جو ان کو پریشانیاں لاحق ہوئیں اور انکے نبی شہید کر دیئے گئے ان باتوں نے ان کو اطاعت خداوندی سے کمزور نہیں کیا۔

اور جو انبیاء کرام کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں حق تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند فرماتے ہیں ۔

وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا

اور ان کی زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو

فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

اور ہمارے کاموں میں حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھئے اور ہم کو

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ

کافر لوگوں پر غالب کیجئے سو اُن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ اور

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا

كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ

پھیر دیں گے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَھُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

مدد کرنے والا ہے

مؤمنین کی دعا اور ان مؤمنین کی تو اپنے نبی کے شہید ہو جانے کے بعد بارگاہ خداوندی میں یہ دعا تھی کہ ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی فتح و غنیمت دی اور آخرت میں بھی جنت عطا کی اور حق تعالیٰ ایسے مؤمنین کو جو جہاد میں ثابت قدم رہتے ہیں پسند فرماتے ہیں۔ حذیفہ رضہ اور عمار رضہ اگر کعب رضہ اور اس کے ساتھیوں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے سابقہ دین کفر کی طرف الٹا پھیر دیں گے، اور اس لوٹنے کے بعد تم دنیا و آخرت کی بربادی اور حق تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے گھاٹے میں ہو جاؤ گے، بلکہ حق تعالیٰ تمہارا محافظ ہے۔ وہ ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور وہ بہت زیادہ مدد فرمانے والے ہیں ؛

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىھُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ج حَتّٰٓى اِذَا

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا تھا جس وقت کہ تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے

فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ

یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اسکے

مَّا تُحِبُّوْنَ ط مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ج

کہ تم کو تمہاری دلخواہ بات دکھلا دی تھی تم میں سے بعض تو وہ شخص تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور بعض تم میں وہ تھے جو آخرت کے طالب تھے

لغزش کا اظہار

غزوہ اُحد کے انجام میں کفار کو پھر واپسی کے ارادہ پر جو راستہ میں شکست ہوئی حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کفار مکہ کے دلوں میں تمہارا ڈر بٹھا دیا یہاں تک کہ وہ شکست کھا گئے، باوجودیکہ اس شرک پر ان کے لئے نہ کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی رسول اور ان کا اصلی ٹھکانا دوزخ ہے۔

غزوۂ احد کے بارے میں جو مسلمانوں سے وعدہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جب اُحد کے دن ابتدائے قتال میں تم کفار کو حق تعالیٰ کی مدد اور اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے، لیکن جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور لڑائی کے مسئلہ میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم میں مورچہ چھوڑنے کے اندر مختلف ہو گئے باوجودیکہ فتح اور غنیمت تم کو مل گئی تھی، بعض تیرانداز مورچہ چھوڑ کر جہاد سے صرف مال غنیمت ہی حاصل کرنا چاہتے تھے، اور بعض جہاد اور مورچہ پر کھڑے رہنے میں آخرت کے طلب گار تھے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھی اسی مورچہ پہ جمے رہے (جس پہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو متعین کیا تھا، یہاں تک کہ شہید ہو گئے

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ج وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ط وَاللّٰهُ

اس سے اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے اپنی نصرت کو بند کر لیا اور پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش فرماوے

ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ

اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے جاتے تھے

عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا

اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا

بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ

بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی۔

شانِ کریمی { پھر تم کو ان کفار پر غلبہ دینے سے حق تعالیٰ نے روک دیا، تاکہ تمہارے ایمان کی آزمائش فرمائے مگر اس عدول حکمی کے باوجود تم کو معاف کر دیا، اور ان تیر اندازوں سے کوئی مواخذہ نہیں لیا دشمنوں کے ڈر سے غزوہ اُحد میں صحابہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو علیحدہ ہوئے حق تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب تم ظاہری شکست سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہے تھے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ نہیں کر رہے تھے اور نہ آپ کے پاس کھڑے ہو رہے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے پیچھے کی طرف سے تم کو پکار رہے تھے کہ مسلمانو! ادھر آؤ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں، مگر تم نے سُنا ہی نہیں تو اس یاداش میں حق تعالیٰ نے تم کو غم پر غم دیا۔ ایک غم خالد بن ولید کے دستہ کا اور دوسرا غم شکست کھا جانے اور زخمی ہو جانے کا اور حقیقی غم جس سے گھبراہٹ ہوئی خبر قتل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس سے حواس باختہ ہو گئے اور بدحواسی میں کچھ خبر نہیں رہی۔ عابد) تاکہ قتل و جراحت پر تم مغموم نہ ہوا کرو، کیونکہ حق تعالیٰ فتح و ہزیمت سب کو جانتا ہے ؛؛

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور

مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ

ایک جماعت وہ تھی کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ کے خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجئے کہ

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ

اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے

احسانِ پروردگار { اس غم کے بعد حق تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا کہ اہلِ صدق و یقین کو کفار سے بھاگنے

کے بعد اونگھ آگئی جس سے سارا غم دور ہوگیا، اور دوسری معتب بن قشیر منافق کی جماعت کو اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی ان پر اونگھ طاری نہیں ہوئی، یہ لوگ جاہلیت کے عقیدہ کے مطابق یہ سمجھے ہوئے تھے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مدد نہیں فرمائے گا اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ دولت و نصرت سب حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ، الخ ابن راہویہ نے زبیر سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن جس وقت ہم پر دشمنوں کا خوف ہوا، سمجھے دیکھتے کہ ہم میں سے ہر ایک پر ایک قسم کی اونگھ طاری ہوگئی اور میں خواب دیکھنے کی طرح معتب بن قشیرہ کا یہ قول سُن رہا تھا کہ اگر ہمارا کچھ اور اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے، میں نے اس کے اس قول کو یاد کر لیا، حق تعالیٰ نے ثُمَّ اَنْزَلَ سے عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا

وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار

مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی

لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ

جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں

مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور یہ جو کچھ ہوا اسلئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾

کردے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں

منافقین کی خوش فہمی

یہ منافق اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جو آپ کے سامنے قتل ہونے کے ڈر سے ظاہر نہیں کرتے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ اگر تم مدینہ منورہ میں بھی ہوتے تو جن کے مقدر میں قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور اُحد کے میدان میں آتے یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ منافقین کے دلوں کی آزمائش کرتا اور ان کے نفاق کو ظاہر کرتا ہے اور

منافقوں کے دلوں میں جو خیر و شر ہے، اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے ⁂

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور

الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے انکو

غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

معاف فرمادیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے ہیں حلم والے ہیں اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جو کہ

كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا

کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں

غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ

غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو انکے

ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ

قلوب میں موجب حسرت کردیں اور مارتا جلاتا تو اللہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٥٦﴾

جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں

عفو و درگزر غزوۂ احد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شکست کھا کر بھاگ رہے تھے ان میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تھے جب کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو سفیان کی جماعت کا مقابلہ ہونا تھا اور وجہ یہ تھی کہ شیطان نے آواز بنا کر کہدیا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے، تو یہ حضرات اس غم میں چھ ہاتھ کے بقدر پیچھے ہٹ گئے اور یقین سمجھو کہ حق تعالیٰ نے ان کی اس لغزش کو کہ ان لوگوں نے مورچہ کو چھوڑ دیا تھا، معاف کر دیا۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! لڑائی میں عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے

ساتھیوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ وہ راستہ ہی میں سے مدینہ منورہ لوٹ گئے، اور پھر اپنے منافق ساتھیوں سے آکر کہتے ہیں، کہ اگر یہ لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر یا جہاد میں نہ جاتے اور مدینہ میں ہمارے ساتھ رہتے تو سفر اور جہاد میں نہ مرتے اور نہ مارے جاتے؛ ان کا یہ خیال خام حق تعالیٰ نے ان ہی کے لئے افسوس و حسرت کا باعث کر دیا، سفر میں بھی اللہ تعالیٰ زندہ رکھتا ہے اور اقامت میں بھی موت دے دیتا ہے ۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ

اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت ان چیزوں

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ

سے بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اور اگر تم لوگ مر گئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے

تُحْشَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو

غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجیے اور

لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ

آپ انکے لئے استغفار کر دیجیے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر جب

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾

رائے پختہ کر لیں تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں

ارشادِ مغفرت ﴿ اے گروہ منافقین اگر تم اپنے گھروں ہی میں خلوص ایمانی کے ساتھ مرتے تو یہ چیز تمہارے گناہوں کی مغفرت اور رحمت خداوندی کا باعث ہو جاتی اور تمہارے دنیاوی اموال سے بہتر ہوتی۔

سفر یا اقامت یا جہاد کہیں بھی موت آئے مرنے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے جمع کئے جاؤ گے، خدا ہی کی رحمت کی بنا پر آپ ان پر نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت مزاج ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، لہذا آپ کے اصحاب سے جو لغزش ہو گئی آپ اس سے درگزر فرمائیے، اور ان کے لئے استغفار کیجئے، اور لڑائی میں ان سے مشورہ لیجئے، جب آپ

ایک جانب اپنی رائے پختہ کرلیں تو دولت ونصرت میں خدا پر اعتماد کیجیے ۔

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد ایسا کون ہے

يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (١٦٠) وَمَا

جو تمہارا ساتھ دے (اور غالب کر دے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیے اور نبی کی یہ شان

كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن

ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (١٦١)

حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا عوض ملے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہو گا ۔

مؤمن کی شان غزوہ بدر کے طریقہ پر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تو پھر تمہارا کوئی بھی دشمن تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر اُحد کے طریقہ پر مغلوب کر دیں تو کون ہے جو اس مغلوبیت کے بعد تمہارا ساتھ دے، مؤمنوں پر تو یہ چیز واجب وضروری ہے کہ فتح ونصرت میں حق تعالیٰ ہی پر توکل کریں، مجاہدین نے احد کے دن غنیمت کے لوٹنے میں مورچہ چھوڑ دیا تھا، اور بعض منافقوں کا گمان تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں کچھ تقسیم نہیں کرتے، اس کی تردید میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کے لئے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ اموال غنیمت میں اپنی امت کے ساتھ خیانت کرے، اور اگر غنیمت میں سے کسی چیز کو رکھ لے گا تو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر لائیگا اور وہاں اس کی سزا ملے گی، جہاں نہ کسی کی نیکیاں کم کی جائیں گی اور نہ گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا ۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمانِ الٰہی وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ الخ ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ بدر میں ایک سرخ چادر گم ہوگئی تو بعض لوگ بولے کہ شاید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے، اور طبرانی نے کبیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، اس کا جھنڈا لوٹا دیا گیا، پھر دوبارہ روانہ کیا پھر لوٹا دیا گیا، پھر سہ بارہ روانہ کیا تو ہرنی کے سر کے برابر سونے کی خیانت کی بنا پر جھنڈا قائم نہ ہو سکا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ

سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو گیا وہ اس کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اس کا ٹھکانا

وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ

دوزخ ہو اور وہ جانے کی بری جگہ ہے یہ مذکورین درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

نزدیک اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

احسان کیا جبکہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ

آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی

قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

امین وخائن کا فرق

جو ذات اقدس خمس لینے اور خیانت کے چھوڑنے میں رضائے حق کا تابع ہو وہ کیا اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس پر خیانت کی بناء پر خدا کا غصہ نازل ہوا۔ جو خیانت چھوڑے گا اس کے لئے جنت میں درجات عالیہ ہوں گے اور جو ایسا کام کرے گا اس کی سخت گرفت ہوگی۔

حق تعالیٰ مسلمانوں پر پھر اپنے خصوصی انعام کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ اس نے ان ہی میں سے ان جیسا ایک قریشی عرب معروف النسب ذات کو رسول بنا کر بھیجا جو مسلمانوں کو قرآنی احکام پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان کو توحید کے ذریعہ شرک سے اور زکوٰۃ لے کر گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں، اور قرآن اور حلال و حرام کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور یقیناً رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے قبل یہ لوگ کفر صریح میں گرفتار تھے ؛

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى

اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی

قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾

آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

شکست کا سبب — اور اب پھر اُحد کے دن کی پریشانی کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں، تم کو اُحد میں ایسی شکست ہوئی، جس سے دو چند مکہ والوں کو بدر میں ہوئی تھی اور پھر تعجباً کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان ہیں، پھر اس قدر پریشانی کہاں سے ہوئی۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ مورچہ چھوڑ کر جو تم سے لغزش ہوئی اس بناء پر ہوئی، حق تعالیٰ سزا وغیرہ سب پر قادر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول — فرمانِ الٰہی اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ الخ ابن ابی حاتم نے حضرت عمر فاروق رضہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا کہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر جو چھوڑ دیا تھا اس کی گرفت اُحد میں ہوئی، کہ ستر صحابہ کرام شہید ہوئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا، جس سے آپ کے چہرۂ انور پر سے خون بہنے لگا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾

اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ وہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تا کہ اللہ تعالیٰ

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

مومنین کو بھی دیکھ لیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے یوں کہا گیا کہ

اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ

آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا وہ بولے اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو

یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ

ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے

فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾

نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں

مصلحت خداوندی — رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو سفیان کی باہم جنگ میں جو تم کو زخم اور شہادت

وغیرہ ہوئی وہ سب حق تعالیٰ کے حکم اور ارادہ سے ہوئی، تاکہ مومنین کی جہاد بہادری اور منافقین کے راستہ ہی سے مدینہ لوٹ جانے کا حق تعالیٰ مظاہرہ کرا دے اور ان منافقوں سے عبداللہ بن جبیر رضؓ نے کہا تھا کہ میدان جہاد میں آؤ، اور دشمنوں کو اپنے گھروں اور بال بچوں سے دور کرو، اور منافق ایمان اور مسلمانوں سے قریب تر ہونے کے بجائے کفر سے زیادہ قریب ہو گئے، اور کافروں سے بہت زیادہ قریب تھے، صرف اپنی زبانوں سے باتیں کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ اہل کفر و نفاق کو خوب جانتا ہے ؛

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا

یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کیے

عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ

جاتے آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو اور (اے مخاطب) جو لوگ

الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ

اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے

رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے۔

منافقین کی بکواس } اور یہ منافقین مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے باتیں بنا رہے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی بھی مدینہ ہی میں بیٹھے رہتے تو جہاد میں مارے نہ جاتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجیے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو اپنے سے موت کو دور کرو۔

بدر اور اُحد میں جو حضرات قتل کر دیئے گئے ان کو تمام مردوں کے طریقہ پر مت سمجھو، بلکہ وہ ایک ممتاز حیات کے ساتھ ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول } بشارت خداوندی وَلَا تَحْسَبَنَّ الخ امام احمد، ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ اُحد میں صحابہ کرام رضؓ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان حضرات کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں کر دیا ہے، وہ جنت کی انہار سے پانی پیتے اور اس کے اثمار سے کھاتے، اور سونے کے قنادیل میں عرش الٰہی کے سایہ میں رہتے ہیں۔ جب وہاں جا کر ان حضرات نے اپنے کھانے پینے اور کلام کی پاکیزگی کو دیکھا تو کہنے لگے کاش ہمارے بھائی بھی ان انعامات کو جان لیتے جو حق تعالیٰ نے ہم پر نازل فرمائے ہیں

تاکہ وہ جہاد فی سبیل اللہ سے کبھی بھی سستی نہ کرتے حق تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ حدیث کا اخیر کا حصہ امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

فَرِحِينَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ

وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے

لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف

يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ

واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے

لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

اور بوجہ اسکے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے کہنے کو قبول کرلیا

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا

بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾

عظیم ہے

وقف لازم ۔ ع ۲ ۔ عند المتقدمین

کرم باری تعالیٰ

اور حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو انعامات ان کو عطا فرماتا ہے وہ اس سے خوش ہیں، اور جو ان کے بھائی دنیا میں رہ گئے اور ان تک نہیں پہنچے وہ ان کی بھی اس حالت پر خوش ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی خوشخبری دی ہے نیز وہ انعامات خداوندی اور درجات عالیہ کی وجہ سے بھی خوش ہیں، جہاد میں جو تکالیف لاحق ہوتی ہیں ان کو حق تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔

بدر صغریٰ لڑائی کے لئے تمام صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرماتے پر فوراً کمربستہ ہوگئے تھے، حق تعالیٰ اسی کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ جن حضرات نے باوجودیکہ ان کو احد میں زخم لگا ہوا تھا، حق تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمانے پر بدر صغریٰ کے لئے فوراً تیار ہوگئے، ایسے حضرات جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں، اور حق تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسول کی مخالفت سے بچیں ان کے لئے جنت میں بڑا ثواب ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، کہ اُحد کے واقعہ کے بعد حق تعٰی نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا وہ مکہ مکرمہ لوٹا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے گھبرا گیا ہے اور مکہ وہ جسوقت لوٹا حق تعٰی نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اُحد کا واقعہ شوال میں پیش آیا تھا، اور تاجر ذیقعدہ میں مدینہ منورہ آتے تھے، اور راستہ میں بدر صغریٰ میں قیام کرتے تھے، چنانچہ وہ اُحد کے واقعہ کے بعد آئے اور مسلمان زخمی اور تھکے ہوئے تھے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ کے ساتھ چلیں، شیطان نے آکر اپنے دوستوں سے ڈرا دیا کہ کفار نے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا، اور لوگوں سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے سے انکار کروا دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہاد کے لئے ضرور جاؤں گا، اگرچہ میرے ساتھ کوئی بھی نہ جائے - اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضہ، حضرت عمر فاروق رضہ، حضرت عثمان غنی رضہ، حضرت علی مرتضیٰ رضہ، حضرت زبیر رضہ، حضرت سعد رضہ، حضرت طلحہ رضہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ، حضرت حذیفہ بن الیمان رضہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضہ غرضکہ ستر صحابۂ کرام نے آپ کے ساتھ چلنے پر لبیک کہی، چنانچہ یہ حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان کی تلاش میں نکلے تا آنکہ مقام صفراء پر پہنچے تب حق تعٰی نے یہ آیت نازل فرمائی - اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ الخ نیز امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جب مشرکین اُحد سے واپس ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تم نے قتل کیا، اور نہ کنواری لڑکیوں کو تم نے قید کیا تم تو بہت ہی ناکامی کے ساتھ واپس آرہے ہو پھر لوٹو، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی آپ نے صحابۂ کرام رضہ میں جہاد کا اعلان کیا، سب نے آپ کے اعلان پر لبیک کہا، چنانچہ سب روانہ ہو کر حمراء الاسد یا ابوعتبہ کے کنوئیں پر پہونچے اس پر حق تعٰی نے یہ آیت نازل فرمائی، اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ کہ جن حضرات نے حق تعٰی اور اس کے رسول کے فرمان پر بسرو چشم لبیک کی اور ابوسفیان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال میدان بدر میں جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو مارا تھا مقابلہ ہوگا، چنانچہ بزدل تو ڈر کر بھاگ گئے، اور بہادر لڑائی اور تجارت کی تیاری کی وجہ سے چلے گئے۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

یہ ایسے لوگ، ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (۱۷۳)

اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس نے انکے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعٰی کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ

پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا

وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۷۴﴾

پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شجاعت

اور اگلی آیت بھی ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نعیم بن مسعود اشجعی نے ان حضرات سے کہہ دیا تھا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے مکہ مکرمہ کے قریب لطیمہ نامی بازار میں ایک لشکر تمہارے مقابلہ کے لئے تیار کیا ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ خبر سن کر اور بہادری پیدا ہوگئی، اور یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ حق تعالیٰ سب جہات میں ہمیں کافی ہیں، اور جو کچھ کفار نے بازار میں اسباب جمع کر رکھے تھے، ان کو اور مال غنیمت اور حق تعالیٰ کی طرف سے ثواب لے کر لوٹ آئے۔ اور اس جانے آنے میں ان حضرات کو نہ لڑائی سے سابقہ پڑا، اور نہ کسی قسم کی کوئی شکست ہوئی، ان حضرات نے بدر صغریٰ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کی، اور حق تعالیٰ بڑے انعام و احسان والا ہے، ان سے دشمنوں کو دور کر دیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

غرضیکہ جب آپ صحابہ کرام کے ساتھ اس مقام پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ ملا، صحابہ نے اس مقام پر بازار لگایا، اسی بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ الخ۔

اور ابن مردویہ نے ابورافع سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک جماعت ابوسفیان کے تعاقب کے لئے روانہ فرمائی راستہ میں ان کو ایک اعرابی ملا، اور بولا کہ والوں نے تم لوگوں کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے، انہوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، حق تعالیٰ نے اسی طرح ان حضرات کے بارے میں یہ کلمات نازل کر دیئے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ

اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ

اگر تم ایمان والے ہو اور آپ کے لئے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہئیں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں

إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ

یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں سے

حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۶﴾

ان کو اصلاً بہرہ نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی ⁂

شیطان کا چیلہ بات اتنی ہے کہ تم لوگوں کو نعیم بن مسعود اشجعی نے (حق تعالیٰ نے اس کو شیطان فرمایا، کیونکہ یہ شیطان اور اس کے وساوس کا تابع تھا) اپنے کافر دوستوں سے آکر ڈرانا چاہا، لہٰذا باہر نکلنے میں ان سے مت ڈرو، اور گھروں میں بیٹھے رہنے میں مجھ سے ڈرو، اگر تم میری تصدیق کرنے والے ہو۔
منافقین نے یہود کا ساتھ دے کر جو بے وفائی کی، حق تعالیٰ اس معاملہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرما رہے ہیں کہ منافقین کا یہودیوں کے ساتھ ملنے میں سبقت کرنا آپ کے لئے موجب غم نہ ہونا چاہیئے۔ یقیناً ان منافقین کا یہودیوں کے ساتھ مل جانے میں سبقت کرنا دین خداوندی کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تکوینا یہ منظور ہے کہ یہود اور منافقوں کو جنت میں قطعاً کوئی حصہ نہ دے، اور ان کی سختی سے زیادہ انکو سخت سزا ملے گی ⁂

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ

یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ پاک کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا

اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو

نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ

مہلت دینا انکے لئے بہتر ہے ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ جرم میں ان کو اور ترقی ہوجائے

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۷۸﴾

اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی

عذاب پانے والے اسی طرح جن لوگوں نے ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کر لیا ہے اور وہ منافق ہیں، انکے کفر کے اختیار کر لینے میں حق تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں ہوگا، اور ان لوگوں کے لئے

ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔
منافقین کو کفر میں جو حق تعالیٰ عذاب کے نازل کرنے سے کچھ مہلت دے رہے ہیں، اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہود اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ہم انہیں مہلت دے رہے ہیں، اور اموال اولاد دے رہے ہیں، تمام چیزیں اس لئے دے ہیں، تاکہ انکے کفر میں اور ترقی ہوجائے۔ اور ایک بار پوری پوری سزا مل جائے، اور روزانہ اور ایک ایک گھڑی کے بعد آخرت میں ان کو ذلیل و خوار کیا جائے گا، اور کہا گیا ہے کہ اُحد کے دن یہ آیتیں مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ؎

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے

مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

متمیز نہ فرمادیں اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے ولیکن ہاں جس کو خود

يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ

چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو منتخب فرمالیتے ہیں پس اب اللہ پر اور اس کے

تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

سب رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیز رکھو تو پھر تم کو اجر عظیم ملے

منشاء پروردگار مشرکین نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ تم میں کافر بھی ہیں اور مومن بھی تو بتایئے کہ ہم میں سے کون مومن ہے اور کون کافر، حق تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں اے گروہ منافقین حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت عدم امتیاز پر جس پر تم سب ہو نہیں رکھنا چاہتا کہ مومن کافر اور کافر مومن معلوم ہو بلکہ قضاء الٰہی میں یہ ہے کہ شقی سعید سے اور کافر مومن سے اور منافق مخلص سے ممتاز اور جدا ہوجائے، کفار مکہ کو حق تعالیٰ بمقتضائے حکمت ایسے امور پر مطلع نہیں کرتا کہ کون ایمان لائیگا، اور کون انکار کریگا، لیکن اپنی مشیت سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کے لئے منتخب فرمایا ہے بذریعہ وحی آپکو بعض امور سے حق تعالیٰ آگاہ کردیتے ہیں، لہٰذا تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لے آؤ گے اور اس کے ساتھ کفر و شرک سے بھی بچو گے تو حق تعالیٰ تم کو جنت میں عظیم الشان ثواب عطا فرمائے گا ؛

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ

اور ہرگز نہ خیال کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دی ہے

خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

کہ یہ بات کچھ ان کے لئے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات انکی بہت ہی بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع

دیئے جاوینگے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور اخیر میں آسمان و زمین اللہ ہی کا رہ جاویگا اور اللہ تم تمہارے سب اعمال کی

کفار و منافقین کا حال

کفار و منافقین کو حق تعالیٰ نے جو مال و دولت عطا فرمایا تھا اس میں وہ بخل کرتے تھے اس کی مذمت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ عطاء خداوندی میں بخل ان کے لئے اچھا ہوگا، ہرگز نہیں، بلکہ ان کے سونے اور چاندی کے دوزخ میں اُن کی گردنوں میں قیامت کے دن طوق ڈالے جائینگے، آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے حق تعالیٰ ہی کے ہیں، یا یہ کہ اس دن تمام آسمان و زمین والے فنا ہو جائیں گے اور صرف واحد قہار کی بادشاہت باقی رہ جائے گی، وہ ان کے بخل اور سخاوت کو بخوبی جانتا ہے :۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ

بیشک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

ہم انکے کہے ہوئے کو لکھ رہے ہیں اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

یہ اُن اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ج

ظلم کرنے والے نہیں

گستاخ لوگ

فنحاص بن عازوراء اور اس کے ساتھیوں نے کہا تھا کہ العیاذ باللہ حق تعالیٰ مفلس ہے ہم سے قرض چاہتا ہے، اور ہم اس کے قرض کے محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان کے اس قول کو نامۂ اعمال میں محفوظ کر کے رہیں گے اور اسی طرح ان کا حضرات انبیاء کو ناحق قتل کرنا اور زمانہ یہودیت میں جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کے عوض سخت ترین عذاب چکھائیں گے۔ اور ہم بغیر جرم کے گرفت نہیں کرتے :۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الہٰی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ الخ ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض بیت المدراس میں گئے، وہاں یہودیوں کو فنحاص نامی ایک شخص کے پاس مجتمع پایا وہ شخص بولا اے ابوبکر رضہ واللہ ہم کو خدا کی طرف کسی قسم کی احتیاج نہیں وہ ہمارا محتاج ہے، اور اگر وہ غنی ہوتا تو وہ ہم سے کیوں قرض لیتا، جیسا کہ تمہارا صاحب (نبی کریم) کہتا ہے، یہ سُنکر حضرت ابوبکر رضہ غضبناک ہو گئے، اور اس کے منہ پر ایک چانٹا مارا، فنحاص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، بولا دیکھئے آپ کے ساتھی نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضہ سے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا، حضرت ابوبکر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ص اس نے بہت بھاری بات کہی یہ کہتا ہے کہ العیاذ باللہ حق تعہ مفلس ہے، اور یہ لوگ مالدار ہیں، فنحاص اپنے قول سے پھر گیا۔ اس پر حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی بے شک اللہ تعہ نے ان گستاخ لوگوں کا قول سُن لیا ہے، نیز ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ الخ تو یہود حضور صلعم کی خدمت میں آئے، اور کہنے لگے کہ اے محمد صلعم! تمہارا رب العیاذ باللہ محتاج ہے اپنے بندوں سے مانگتا ہے، اس پر حق تعہ نے یہ آیت لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ الخ نازل فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَھِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا

وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعہ نے ہم کو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لاویں جبتک کہ ہمارے

بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ

سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اس کو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجئے کہ بالیقین بہت سے

وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۳﴾

پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لے کر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں

فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ

قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے

وَالزُّبُرِ وَالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿۱۸۴﴾

ہیں تکذیب کی جا چکی ہے جو معجزات لے کر آئے تھے اور صحیفے لے کر اور روشن کتاب لے کر

یہود کا افتراء اور یہود افتراء پردازی میں کہتے ہیں کہ حق تعہ نے ہمیں کتاب میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ

ہم کسی رسول کی تصدیق نہ کریں تا وقتیکہ جیسا کہ انبیاء کرام علیہ کے زمانہ میں غیب سے آگ آکر نذر و نیاز خداوندی کو کھا جایا کرتی تھی اسی طرح اب بھی یہ بات ظاہر نہ کرو۔ اے نبی کریم آپ فرما دیجیے کہ بہت سے انبیاء کرام مثلاً زکریا یحییٰ عیسیٰ علیہم السلام اوامر و نواہی اور بہت سے دلائل اور خصوصیات کے ساتھ یہ قربانی والا معجزہ بھی لے کر آئے پھر کیوں تم نے حضرت یحییٰ اور زکریا کو قتل کیا۔ یہود بولے ہمارے آباؤ اجداد نے تو انبیاء کو ظلماً قتل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے نبی کریم ان کی تکذیب سے غم نہ کیجیے، کیونکہ بہت سے انبیاء جو انکے پاس اوامر و نواہی دلائل نبوت پہلے لوگوں کے واقعات اور حلال و حرام کو ظاہر کر دینے والی کتاب لے کر آئے تھے، مگر ان کی قوم نے پھر بھی انکی تکذیب کی ⁂

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ

تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا اور دنیاوی

الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے البتہ آگے اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ

اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے

اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ

کتاب دیے گئے ہیں اور اُن لوگوں سے جو کہ مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو یہ تاکیدی

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

احکام میں سے ہے

ذائقہ موت ناگزیر ہے اب سنیئے کہ مرنے کے وقت اور اس کے بعد ان کا کیا انجام ہوگا، یقیناً ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہوگا اور پھر تمہارے اعمال کی پوری پاداش ملے گی، سو جو شخص توحید اور عمل صالح کی بناء کی وجہ سے دوزخ سے بچا لیا گیا، سو وہ جنت اور اس کی نعمتیں اور دوزخ

اور اس کے عذاب سے نجات ملنے کی بنا پر کامیاب ہو گیا۔
دنیا میں کسی قسم کی کوئی نعمت نہیں، صرف گھر کے سامان اور اس کے سنگریزوں کی طرح ہے۔ کفار رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو جو تکالیف پہنچاتے تھے حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ اپنے اموال کے ختم ہو جانے بیماریوں اور قتل اور ہر قسم کی تکالیف سے آزمائے جاؤ گے، اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے بھی گالی گلوچ طعن و تشنیع اور حق تعالیٰ پر افتراء پردازیاں سنو گے، اگر ان تکالیف میں صبر کر کے معصیت خداوندی سے بچو گے تو یہ صبر بہترین کاموں اور بہت تاکیدی امور سے ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَلَتَسْمَعُنَّ الخ ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے، اِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ الخ سے یہاں تک حضرت ابو بکر صدیق رضہ اور فنحاص کے مابین جو معاملہ پیش آیا اس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر، زہری، کعب بن مالک رضہ سے نقل کیا کہ کعب بن اشرف یہودی جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی شان میں ہجو کے اشعار کہا کرتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دینا

وَلَا تَكْتُمُونَهُ ز فَنَبَذُوهُ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ

اور اس کو پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگوں نے اس کو اپنی پس پشت پھینک اور اس کے مقابلہ میں

ثَمَنًا قَلِيلًا ط فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿۱۸۷﴾

کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بری چیز ہے جس کو وہ لے رہے ہیں

یہود کی حق پوشی

اہل کتاب سے حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت بیان کرنے کا جو عہد لیا تھا اس کا تذکرہ فرماتے ہیں جن لوگوں کو تورات و انجیل دی گئی تھی، ان سے عہد و پیمان لیا گیا تھا کہ اپنی کتابوں میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت کو نہیں چھپائیں گے، مگر انہوں نے کتاب اور عہد و پیمان کو بھی پس پشت ڈال دیا اور اس کی قدر نہ کی بلکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و اوصاف چھپا کر اس کے مقابلہ کم حقیقت کھانے پینے کی معمولی سی چیز لی، ان لوگوں کا ایسا کرنا اور یہودیت کو اپنے لئے پسند کرنا بہت ہی بری اختیار کردہ چیز ہے۔
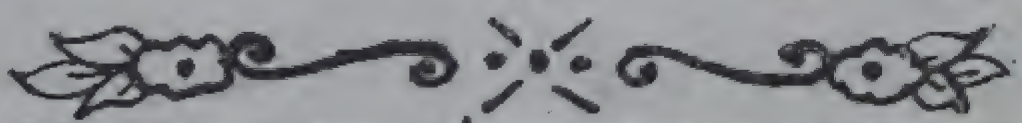
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا

جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ انکی

بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ

تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۸۸) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ

رہیں گے اور ان کو دردناک سزا ہوگی، اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۸۹) ع

اور اللہ تعالٰی ہر شئے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

ع ۹/۱۰

خوش فہمیاں

یہود جو نیک کام نہیں کرتے تھے اس پر تعریف اور مدح کے خواستگار ہوتے تھے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو ہرگز نہ خیال کیجئے جنہوں نے کتاب میں آپکی نعت و صفت میں تبدیلی کردی، اور اس بات کے متمنی ہیں، کہ انکی تعریف کی جائے، اور ملت ابراہیمی اور فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے دعویدار ہیں، حالانکہ ذرہ برابر بھی ان میں نیکی نہیں کہ وہ عذاب الٰہی سے چھٹکارا حاصل کرجائیں گے، آسمان و زمین کے تمام خزانے اس کی ملکیت میں داخل ہیں، اور تمام آسمان و زمین والے اس کے مملوک ہیں :

لباب النقول فی اسباب النزول

انتباہ خداوندی لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ الخ بخاری ومسلم نے حمید بن عوف کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ رافع، ابن عباس رضؓ کے پاس جاؤ، اور ان سے کہو کہ ہم میں سے ہر ایک شخص جو چیز اسکو دی گئی ہے اس پر خوش ہے، اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام وہ نہیں کرسکتا، اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے، ایسے شخص کو اگر عذاب ہوگا تو پھر سب عذاب میں گرفتار ہوجائیں گے، حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا تم لوگوں کو اس آیت سے کیا واسطہ یہ تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تھا انہوں نے اس بات کو تو چھپالیا اور دوسری بتلادی اور پھر آپکے پاس سے آکر یہ ظاہر کیا جو آپ نے پوچھا تھا وہ ہی آپ سے بتلایا ہے اور اس پر اپنی تعریف چاہی اور آپ کے سوال کے جواب کو جو چھپالیا تھا۔ اس پر آپس میں خوش ہوتے۔

اور بخاری ومسلم نے ابو سعید خدری رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جہاد پر تشریف لے جاتے تو منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے ساتھ نہ جاتے اور حضورؐ کی عدم موجودگی میں نہ جانے پر خوش ہوتے،

اور جب آپ واپس تشریف لاتے تو معذرت کرتے اور قسمیں کھاتے اور یہ چاہتے کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا، اس پر انکی تعریف کی جائے تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوئے الخ۔

عبد ابن حمید نے اپنی تفسیر میں زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن خدیج اور زید بن ثابت دونوں مروان کے پاس تھے۔ مروان بولا رافع۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ الخ یہ آیت کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رافع بولے یہ منافقین میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف لے جاتے تو یہ عذر کرتے اور کہتے کہ ہمیں ضروری کام ہے، اور حقیقت میں ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، مروان نے اس واقعہ کا انکار کیا، اس پر رافع ناراض ہو کر زید بن ثابت رضہ سے بولے کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو جو میں کہہ رہا ہوں۔ زید بن ثابت نے کہا جی ہاں، حافظ بن حجر فرماتے ہیں کہ اس روایت اور ابن عباس رضہ کے فرمان میں تطبیق اس طرح ہے کہ ہو سکتا ہے یہ آیت دونوں قسم کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہو۔

اور فراء نے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہود کے قول کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ اس بات کے مدعی تھے کہ ہم پہلے ہی سے کتاب والے نماز والے اور اہل طاعت ہیں اور اس کے باوجود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل

لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى

ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے

جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے

هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ہمارے پروردگار بے شک آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا ہم آپکو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے

دلائل قدرت کفار مکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے جس چیز کے تم دعویدار ہو اس کے ثبوت کے لئے کوئی واضح دلیل لے کر آؤ حق تعالیٰ ان کے جواب میں اپنے دلائل قدرت بیان فرماتے ہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں فرشتے چاند، سورج، ستارے اور بادل پیدا کئے گئے، اور زمین کے پیدا کرنے، اور اس میں جو کچھ

پہاڑ دریا، سمندر، درخت وجانور ہیں، اور یکے بعد دیگرے رات دن کے آنے میں عقل سلیم والوں کے لئے اس کی توحید کے دلائل موجود ہیں۔ جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہونے کی جب طاقت رکھتے ہیں کھڑے ہو کر اور جب اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر یاد کرتے اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ان چیزوں کو تو نے لا یعنی نہیں پیدا کیا، ہم اس سے پاک منزہ کو سمجھتے ہیں، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ اور ان مشرکوں کا دنیا و آخرت میں کوئی بھی مددگار نہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ قریش یہود کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کیا معجزات لے کر آئے، انہوں نے کہا عصا اور ید بیضاء، اور اس کے بعد نصاریٰ کے پاس آئے، ان سے بھی حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا، کہ آپ مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اچھا کر دیتے تھے، اور مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

پھر یہ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دے، آپ نے دُعا فرمائی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں الخ۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا اور ایسے بے انصافوں کا

مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ

کوئی ساتھ دینے والا نہیں اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سُنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان

اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی

سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى

معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے اے ہمارے پروردگار

رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

اور ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے

مومنین کی دعائیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا وہ توحید کی طرف بلاتے ہیں، ہم آپ پر اور آپکی کتاب اور آپکے رسول پر ایمان لے آئے، لہٰذا ہمارے بڑے گناہوں کو معاف فرمایئے اور چھوٹے گناہوں سے درگذر فرمایئے، ہماری روحوں کو حالت ایمان پر قبض فرمایئے، اور انبیاء کرام اور صالحین کی ارواح کے ساتھ ان کا حشر فرمایئے۔

اور وہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار آپ نے جس چیز کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وعدہ فرمایا ہے اس سے ہمیں بہرہ ور فرمایئے، اور کفار کی طرح ہمیں عذاب نہ دیجیے، یقیناً آپ بعث بعد الموت اور مومنین سے وعدہ فرمانے میں ہرگز خلاف نہیں کریں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم

سو منظور کر لیا انکی درخواست کو انکے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو اکارت

مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا

نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو — تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو — سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور

وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا

اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیئے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور

لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جنکے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ

نیچے نہریں جاری ہونگی — یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے — اور اللہ ہی کے پاس

حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۵)

اچھا عوض ہے

قبولیت دعاء ان کی درخواست کو منظور کیا کیونکہ عادت مستمرہ میری یہی ہے کہ میں کسی کے نیک کام کے ثواب کو جو تم سے کرنے والا ہو، ضائع نہیں کرتا، جبکہ ایک دوسرے کے دین کی مدد و نصرت میں حامی ہوں، اب مہاجرین کے درجات عالیہ کو حق تعالیٰ بیان فرماتے ہیں، کہ جن حضرات نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، اور کفار مکہ نے ان کو ان کے مکانات سے نکال دیا،

اور جہاد فی سبیل اللہ میں دشمنوں کو قتل کیا اور خود بھی شہید ہوئے، تو میں انکی تمام خطاؤں کو معاف کر دوں گا، اور ایسے باغات میں داخل کروں گا، جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے شہد دودھ، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہونگی، حق تعالیٰ کے یہاں ان کے انعام اور بدلہ میں بہترین عوض ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی فاستجاب لہم الخ عبدالرزاق سعید بن منصور، ترمذی، حاکم اور ابن ابی حاتم نے ام سلمہ رض سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ حق تعالیٰ نے ہجرت کے بیان میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں فرمایا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ حق تعالیٰ نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ

تجھ کو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں ڈال دے چند روزہ بہار ہے

ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا

پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے لیکن جو لوگ خدا سے ڈریں انکے

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ

فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾

رہیں گے یہ مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں

کوشش کا محل

اور دنیا فانی ہے اس سے اعراض کرنا چاہیئے اور آخرت کی طلب و جستجو میں کوشاں رہنا چاہیئے اور اے مخاطب ان مشرکین اور یہود کے تجارتی سفر تجھ کو مغالطہ میں نہ ڈال دیں یہ چند روزہ بہار ہے، اس کے بعد ان کا بدترین ٹھکانہ ہے لیکن جو حضرات کفر سے تائب ہو کر توحید خداوندی کے قائل ہو گئے، ان کو انعام میں ایسے باغات ملیں گے جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہوں گی، اور ان کا جنت میں قیام بھی ہمیشہ ہوگا، نہ وہاں انکو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، اور کفار کو جو کچھ دنیا میں دیا گیا نیک بندوں کا یہ ثواب اس سے بدرجہا بہتر ہے۔
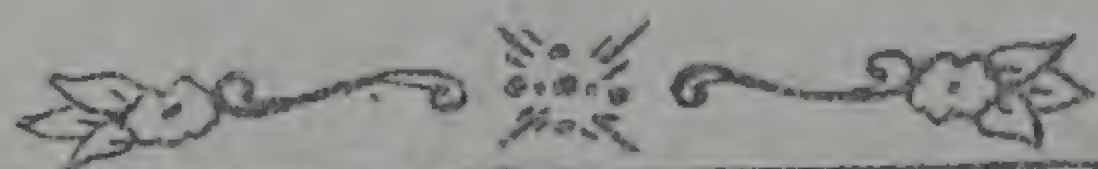
وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو ان کے پاس بھیجی گئی اس طور پر کہ

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

عوض ملے گا ان کے پروردگار کے پاس بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کر دیں گے اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر

وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو

ع ۲۰ / ۱۱

مخلصین کا مقام

یعنی قرآن کریم اور توراۃ پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، حق تعالیٰ کی اطاعت میں ذلیل و خاکسار ہیں، کم حقیقت معاوضہ کے بدلہ توراۃ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو نہیں چھپاتے، جیسا کہ عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں ؛ ان حضرات کو جنت میں ثواب ملے گا، اور حق تعالیٰ جب حساب لیں گے تو بہت جلدی حساب کر دیں گے، آگے جہاد اور تکالیف پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب فرماتے ہیں، کہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والو اپنے نبیؐ کے ساتھ جہاد میں اس قدر ثابت قدم رہو کہ دشمنوں کو مغلوب کر دو۔ اور اپنے نفسوں کو دشمنوں کے مقابلہ کے لئے مستعد رکھو۔ اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ فرائض کی ادائگی اور گناہوں سے بچنے پر جمے رہو، اور خواہشات نفسانیہ کا اتباع کرنے والوں اور بدعتیوں کا قلع قمع کر دو، اور اپنے گھوڑوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مستعد رکھو۔ اور جن باتوں کا حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو بجا لاؤ، اور ہرگز ان سے غفلت مت کرو تاکہ عذاب الٰہی اور غصہ خداوندی سے نجات پاؤ ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ امام نسائی نے حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نجاشی رضؓ کے انتقال کی خبر آئی۔ تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا ان پر نماز پڑھو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا ایک عبد حبشی کی نماز پڑھیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ

اور ابن جریر نے جابر رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے! اور مستدرک میں عبداللہ بن زبیر رض سے مروی ہے کہ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ یہ آیت شاہ نجاشی رضی اللہ تعہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ایاتہا ۱۷۶ — (۴) سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ (۹۲) — رکوعاتہا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اسکا

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ج

جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدا تعہ سے ڈرو جسکے نام

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ

سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعہ

كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○

تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں

زریں نصائح یہ پوری سورت مدنی ہے، اس میں تین ہزار نوسو چالیس کلمات اور سولہ ہزار تیس حروف ہیں۔ اس مقام پر حکم عام ہے اور کبھی خاص بھی ہوتا ہے، اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو صرف نفس آدم علیہ السلام سے توالد و تناسل کے ذریعہ پیدا کیا، اور حضرت حوا کو بھی ان سے پیدا کیا، پھر ان دونوں سے بذریعہ توالد بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں پیدا کیں۔

اسی کی اطاعت کرو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا کرتے ہو اور حقوق قرابت کے ضائع کرنے سے بھی ڈرو، حق تعہ ہی کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، اور جن باتوں کا تم کو حکم دیا گیا جیسا کہ اطاعت خداوندی اور صلہ رحمی وغیرہ ان سب کے متعلق تم سے باز پرس ہوگی۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ص

اور جن بچوں کا باپ مرجاوے ان کے مال انھیں کو پہنچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بری چیز کو

وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَهُمْ إِلَىٰٓ أَمْوَٰلِكُمْ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ

مت بدلو اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں (کے رہتے) تک ایسی کارروائی کرنا

حُوبًا كَبِيرًا ۲

بڑا گناہ ہے

یتیموں کے حقوق نیز یتیموں کے جو اموال تمہارے پاس ہیں ان کے بلوغ و رشد کے بعد وہ ان کو دیدو اور اپنے اموال بچاکر ان کے مالوں کو مت کھاؤ اور نہ اپنے اموال کے ساتھ ملا کر کھاؤ، ناحق یتیم کا مال کھانا حق تعالیٰ کے یہاں سزا کے اعتبار سے بہت بڑا جرم ہے ؛

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا۟ فِى ٱلْيَتَٰمَىٰ فَٱنكِحُوا۟ مَا طَابَ لَكُم

اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند

مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا۟

ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے پس اگر تم کو احتمال اسکا

فَوَٰحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَلَّا تَعُولُوا۟ ۳

ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی

انصاف کا خیال یہ آیت ایک غطفانی شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے پاس اپنے بھتیجے کا جو کہ یتیم تھا، بہت مال تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو گناہ کے ڈر کی وجہ سے صحابہ کرامؓ بولے ہم یتیموں کو علیحدہ کر دیتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی، یعنی جیسا کہ اموال یتیم کی حفاظت اور اس میں انصاف نہ کرنے سے ڈرتے ہو، اسی طرح تم عورتوں کے درمیان خرچ اور ان کے حقوق میں انصاف نہیں کر سکو گے اور اس حکم تک جتنی مرضی ہوتی تھی شادیاں کر لیتے تھے حتیٰ کہ نو اور دس تک چنانچہ قیس بن حارث کے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، حق تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی، اور چار سے زیادہ شادیاں کرنے کو قطعاً حرام کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس قدر شادیاں کرنا تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں، اس قدر نکاح کرو خواہ ایک نکاح کرو یا دو یا تین یا آخری حد چار شادیاں کر لو۔ اس سے زیادہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں اور اگر چار عورتوں کے درمیان نفقہ اور تقسیم میں عدل و انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ایک آزاد عورت سے شادی کرو، اور اگر ایک کے بھی حقوق ادا نہ کر سکو گے تو جو حسب قاعدہ شرعیہ باندی تمہاری ملک میں ہے وہ ہی کافی ہے۔ کیونکہ اس میں

نہ تقسیم ہے اور نہ عدت اس پر واجب ہے، ایک عورت سے شادی کرنے میں زیادتی اور بے انصافی نہ ہوگی تو قع زیادہ قریب ہے

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ

اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر میں کا

شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ﴿۴﴾ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ

کوئی جزو، تو تم اس کو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھ کر اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو خدا تعالیٰ نے

اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا

تمہارے لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے اور ان مالوں میں سے ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے

وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۵﴾

معقول بات کہتے رہو

مہر کا اہتمام اور تم عورتوں کو مہر دے دیا کرو، یہ منجانب اللہ ان کے لئے تحفہ اور تم پر فرض ہے، اور اگر وہ عورتیں خوش دلی کے ساتھ تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں، تو بغیر کسی گناہ اور ملامت کے اس کو استعمال کرو،

اور تم ان بے وقوف یتیم عورتوں اور لڑکوں کو وہ مال جو تمہارے لئے مایۂ زندگی ہے، مت دو باقی اس میں سے ان کو کھلاتے رہو اور تم ہی اس چیز کے نگران و محافظ رہو کیونکہ تم صحیح مصارف کو زیادہ جانتے ہو اور ان کی تسلی کے لئے معقول بات کہتے رہو کہ ابھی دوں گا وغیرہ ۞

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ

اور تم یتیموں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کو پہنچ جاویں پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز

رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا

دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالہ کردو اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس

وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ

خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے

كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ

اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے پھر جب ان کے مال ان کے حوالہ کرنے لگو تو

أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٦﴾

ان پر گواہ بھی کرلیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں

آزمائشِ عقل } اور یتیموں کی عقلوں کو آزمالیا کرو جب ان میں تم کو صلاحیت دین اور حفاظت مال کا ملکہ نظر آجائے تو ان کے وہ اموال جو تمہارے پاس ہیں وہ ان کو دے دو اور حرام طریقہ پر گناہوں اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہوجائیں گے پھران کے اموال ان کو دینے پڑیں گے جلدی چٹ مت کرجاؤ اور جو یتیم کے مال سے مستغنی ہو تو وہ اس سے بالکل بچتا رہے، اور اس کے مال میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ کرے، اور جو محتاج ہو تو وہ اس اندازہ سے اپنی ضروریات پوری کرے کہ یتیم کے مال کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ جس قدر یتیم کے مال کی حفاظت میں محنت کرے اس اندازہ سے کھالے، یا یہ کہ بطور قرض اس میں سے کھالے۔ اور یتیموں کے بلوغ اور رشد کے بعد جب ان کے مال دو تو ان پر گواہ بھی لیا کرو، یہ آیت ثابت رفاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۞

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ ص

مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابتدار

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ

چھوڑ جاویں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے

مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿٧﴾

قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ ہے قطعی

زمانۂ جاہلیت کا دستور } زمانہ جاہلیت میں لڑکوں اور عورتوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے اس لئے حق تعالیٰ مردوں اور عورتوں کے اصول کو بیان فرماتے ہیں کہ میراث خواہ کم ہو یا زیادہ ان کے لئے ایک متعین حصہ میراث میں مقرر ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ مقدار اس مقام پر بیان نہیں، آگے تفصیل سے آئے گی، یہ آیت ام کجہ اور انکی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کا چچا تھا، جس نے انہیں میراث میں سے کچھ نہیں دیا تھا ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ الخ ابوالشیخ اور ابن حیان نے کتاب الفرائض میں بواسطہ کلبی، ابو صالح، ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل جاہلیت نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے، انصار میں سے اوس بن ثابت نامی ایک شخص کا انتقال ہوا، اور اس نے دو چھوٹے لڑکے اور دو چھوٹی لڑکیاں چھوڑ دیں، اس کے دو چچا زاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے اور وہ عصبہ تھے اور پوری میراث لے گئے ان کی بیوی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، اور پورا واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا میں کیا جواب دوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مردوں کے لئے بھی حصہ ہے :-

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ

اور جب (وارثوں میں ترکہ کے تقسیم ہونے کے وقت آ موجود ہوں رشتہ دار (دور کے) اور یتیم اور غریب لوگ تو ان کو بھی اس

فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ

(ترکہ) میں سے (جس قدر بالغوں کا ہے اس میں سے) کچھ دے دو اور انکے ساتھ خوبی سے بات کرو اور ایسے لوگوں کو ڈرنا

لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ص

چاہیئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو انکی ان کو فکر ہو سو ان لوگوں کو چاہیئے

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾

کہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں

مستحب طریقہ

اور تقسیم میراث کے وقت جب میت کے ایسے رشتہ دار جن کا میراث میں کوئی حصہ نہ ہو اور مسلمان یتیم اور مسلمان فقراء آجائیں، تو ان کو بھی تقسیم سے قبل بطور استحباب کچھ دے دیا کرو، اور اگر نابالغوں کا مال ہو تو ان لوگوں کو تسلی دے کر نرمی کے ساتھ ٹال دیا کرو۔ اور ان لوگوں کو جو مریض کے پاس ہوتے ہیں اور تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کو ان یتیم بچوں کے بارے میں ڈرنا چاہیئے کیونکہ اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر مر جائیں تو ان کو اپنی اولاد کی فکر ہو، اسی طرح ان لوگوں کو مرنے والے کی اولاد کی فکر ہونی چاہیئے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے (برتتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں

فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ﴿۱۰﴾

آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے

جہنم کا ایندھن اور یہ لوگ مریض کے پاس آتے تھے، اور اس سے کہتے تھے کہ اپنا مال فلاں کو دے اور فلاں کو دے، اس طریقہ سے اس کا سارا مال تقسیم کرا دیتے تھے، اور اس کے چھوٹے بچوں کے لئے کچھ نہیں رہتا تھا، حق تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرما دی، لہٰذا یہ لوگ جو تہائی مال سے زیادہ مرنے والے کو وصیت کا حکم کرتے ہیں، ان کو حق تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ اور بیمار سے انصاف کی بات کہیں، اور جو بلا استحقاق یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنے پیٹوں میں دوزخ کے انگارے بھریں گے، اور اس کی جلتی آگ کا ایندھن ہوں گے یہ آیت حنظلہ بن شمر و کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۞

یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۚ

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ

اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث

كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ

چھوڑ کر مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا اور ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے

مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ

ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہے اور اگر اس میت

یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ

کے کچھ اولاد نہ ہو اور اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو اسکی ماں کا ایک تہائی ہے

میراث کے حصے میراث میں مرد و عورت کے کیا حصے ہیں حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں، کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری اولاد میں میراث کی کس طرح تقسیم ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں تو ان کو مال دو تہائی ملیگا اور اگر ایک ہی لڑکی چھوڑی تو ترکہ کا آدھا ملے گا، اور اگر میت کے لڑکا ہو یا لڑکی کوئی اولاد ہو تو ترکہ میں

والدین کا چھٹا حصہ مقرر ہے، اور اگر کوئی اولاد ہی نہ ہو تو ایک تہائی ماں کا اور بقیہ ترکہ باپ کا ہے ؁

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم الٰہی یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ الخ صحاح ستہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رض سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رض دونوں پیادہ بنی سلمہ میں میری عیادت کے لئے تشریف لائے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر مجھے ایسی حالت میں پایا کہ ہوش وحواس باقی نہیں تھے۔ آپ نے پانی منگواکر وضو فرمایا اور مجھ پر اس پانی کا چھینٹا دیا جس سے مجھے افاقہ ہوا، میں نے عرض کیا کہ میرے مال کے متعلق آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، اس پر یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یہ آیت نازل ہوئی،

اور امام احمد ابوداؤد، ترمذی اور حاکم جابر رض سے روایت نقل کی ہے کہ سعد بن الربیع کے گھر میں سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دونوں سعد بن الربیع کی دو لڑکیاں ہیں ان کے والد آپ کے ساتھ غزوہ اُحد میں شہید ہوگئے، اور ان کا چچا ان کا مال لے گیا اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا، اور بغیر مال کے انکی شادی بھی نہیں ہوسکتی، آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ فرمائیں گے، چنانچہ میراث کی آیت نازل ہوئی، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو اس کے قائل ہیں کہ میراث کی آیت سعد بن ربیع کی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور حضرت جابر رض کے واقعہ میں نازل نہیں ہوئی، بالخصوص اس وقت تک حضرت جابر رض کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔

باقی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت دونوں واقعات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میراث کا ابتدائی حصہ سعد رض کی دونوں لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوا ہے، اور وَاِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَۃً والا آخری حصہ حضرت جابر رض کے واقعہ میں نازل ہوا ہو، اور حضرت جابر رض کا یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ کے تذکرہ سے یہی مطلب ہو کیونکہ یہ حصہ اسی حصہ سے متصل ہے۔

امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ ایک تیسرا سبب اور مروی ہے، ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت والے لڑکیوں اور کمزور لڑکوں کو میراث نہیں دیتے تھے، اور وہ ہی شخص میراث وصول کرسکتا تھا جس میں لڑائی کی طاقت ہو چنانچہ حضرت حسان بن ثابت کے بھائی عبد الرحمٰن کا انتقال ہوا، انہوں نے ام کحہ نامی ایک بیوی اور پانچ لڑکیاں چھوڑیں ورثہ ان کا سارا مال لینے کے لئے آئے، ام کحہ شکایت لے کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ الخ اور پھر ام کحہ کے بارے میں فرمایا وَلَھُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْتُمْ الخ۔

ک۔ نیز سعد بن ربیع کا واقعہ ایک اور طریقہ پر بھی مروی ہے، چنانچہ قاضی اسمٰعیل نے احکام القرآن عبد الملک بن محمد بن حزم سے نقل کیا ہے کہ عمرۃ بنت حزم سعد بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔

حضرت سعد غزوہ اُحد میں شہید ہوگئے، اور حضرت سعد کی ان سے ایک لڑکی تھی، یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی لڑکی کی میراث طلب کرنے کے لئے آئیں ان ہی کے بارے میں یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ الخ آیت نازل ہوئی ؁

فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي

اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو اسکی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا (اور باقی باپ کو ملیگا) وصیت

بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ

نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین کے بعد تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں

لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾

جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تم کو نفع پہنچانے میں نزدیک تر ہے یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ

بالیقین اللہ تعالیٰ بڑے علم والے اور حکمت والے ہیں اور تم کو آدھا ملے گا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے

كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

کچھ اولاد نہ ہو اور ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو تو تم کو ان کے ترکہ سے چوتھائی ملے گا وصیت نکالنے کے بعد کہ

يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ

وہ اسکی وصیت کر جاتیں یا دین کے بعد

تقسیم کی تفصیل اور اگر میت کے ایک سے زائد بھائی یا بہن ہوں عینی ہوں یا علاتی تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ اور باقی باپ کو ملے گا۔

اور یہ تمام حصے میت کا قرض ادا کر دینے اور تہائی مال کے اندر اندر جو اس نے وصیت کر رکھی ہے، اس کے نافذ کر دینے کے بعد نکالے جائیں گے۔

تم اپنے اصول و فروع کے بارے میں یہ نہیں جان سکتے کہ کون تم کو دینی یا دنیاوی زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے اور میراث کی تقسیم فرض کر دی گئی ہے، حق تعالیٰ تقسیم میراث کو جاننے والا اور ہر ایک حصے متعین کر دینے میں بڑی حکمت والا ہے۔

اور اگر تمہاری بیبیوں کے کسی قسم کی کوئی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں سے تم کو آدھا ملے گا۔
اور اگر ان کے کچھ اولاد ہو خواہ تم میں سے ہو یا کسی اور سے لڑکا ہو یا لڑکی تو پھر ترکہ میں سے تم کو چوتھائی ملیگا اور یہ تقسیم بھی میت کے قرض ادا کرنے اور بقدر ثلث وصیت کے نافذ کر دینے کے بعد ہوگی ۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ

اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر

لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

تمہارے کچھ اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملے گا وصیت نکال لینے کے بعد کہ تم اسکی

تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ

وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ وہ میت مرد ہو

وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ج فَاِنْ

یا عورت ایسا ہو جسکے نہ اصول ہوں نہ فروع ہوں اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْۢ

ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہوں گے

بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ لا غَيْرَ مُضَآرٍّ ج وَصِيَّةً

وصیت نکالنے کے بعد جسکی وصیت کردی جاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ پہنچاوے یہ حکم کیا گیا ہے

مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (۱۲)

خدا تعالیٰ کی طرف سے . اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں حلیم ہیں

شرعی طریقہ } اور ان کو میراث میں سے چوتھائی ملے گا، اگر تمہارے کوئی اولاد نہیں ہوگی، اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو خواہ ان ہی سے ہو یا کسی اور سے لڑکے ہوں یا لڑکی، تو ان کو ترکہ میں سے تمہارے قرض کی ادائگی اور وصیت کے نافذ کرنے کے بعد آٹھواں حصہ ملے گا۔

اور اگر کوئی میت خواہ وہ مرد ہو یا عورت ایسی ہو کہ جس کے نہ اصول ہوں اور نہ فروع جسکی میراث دوسروں کو ملے گی، اور اس میت کے ایک بھائی یا ایک بہن اخیافی ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہوں گے، جس میں مذکر و مؤنث سب برابر ہیں اور یہ میراث ثلث مال میں وصیت کے نافذ کرنے اور میت کے قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی، بشرطیکہ تہائی مال سے زیادہ وصیت کر کے کسی وارث کو نقصان نہ پہنچائے۔

اور میراث کا تقسیم کرنا حق تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے، اور تقسیم میراث کو وہ بخوبی جاننے والا ہے کہ کس طریقہ سے اس میں خیانت کی جائے گی، مگر وہ اس پر جلدی انتقام نہیں لیتا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا اللہ تعالیٰ

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

اس کو ایسی بہشتوں میں داخل کر دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع وَالّٰتِيْ

نکل جائیگا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا

يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ

ہوگی جسمیں ذلت بھی ہے اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمہاری بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار

اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ

آدمی اپنوں میں سے گواہ کر لو سو اگر وہ گواہی دے دیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو

حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾

یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ تجویز فرما دیں

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْھُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا

اور جو نسے دو شخص وہ بیحیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر اگر وہ

فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾

دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں

ع ۲ ۱۳

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ

توبہ جسکا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت

ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں حکمت

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ

والے ہیں اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہانتک

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ

اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ

کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی جن کو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان لوگوں کے لئے ہم نے

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے

نیک و بد کا انجام

حق تعالیٰ کے احکام اور اس کے فرائض ہیں جو شخص ان ضابطوں کی پابندی کرے گا، اس کے لئے ایسے باغات ہیں جہاں درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب طہور کی نہریں جاری ہونگی، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ موت آئے گی، اور نہ اس سے نکالے جائیں گے یہ بڑی عظیم الشان کامیابی ہوگی۔

اور جو خیانت اور ظلم کر کے احکام خداوندی کی نافرمانی اور اس کے حدود سے تجاوز کرے گا تو جب تک حق تعالیٰ چاہے اُس کو دوزخ میں رکھے گا اور وہاں ذلت بھی ہوگی۔

آزاد عورتیں تو ان میں سے جو زنا کا ارتکاب کر دیں، ان پر چار آزاد آدمیوں کو گواہ کر لو، اور مرنے تک سیاسةً ان کو جیل میں ڈالے رکھو، یا حق تعالیٰ رجم کا حکم نازل فرمادے۔ چنانچہ پھر رجم کے حکم سے شادی شدہ کا یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

اور اگر نوجوان کنوارے مرد یا عورت زنا کریں، تو ان کو عار دلاؤ اور اذیت پہنچاؤ اسکے بعد اگر وہ اپنی حالت کو درست کر لیں تو پھر اس سے درگذر کرو، مگر کنوارے مرد اور لڑکیوں کی یہ سزا اسّی کوڑوں کے حکم کے نزول سے منسوخ ہوگئی۔

مقبول توبہ { توبہ تو ان ہی کی مقبول ہے جو سزا کی عدم واقفیت سے عمداً کوئی جرم کر لیتے ہیں، اور پھر قبل حضور موت کے توبہ کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نزع کی حالت سے قبل توبہ کو قبول کر لیتے ہیں، اس کے بعد نہیں کرتے، اور ایسے لوگوں کی جو موت کے سر پر آنے کے وقت توبہ کریں، قبول نہیں فرماتا۔ ان کفار کے لئے تو دردناک عذاب ہے یہ آیت طعمہ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مرتد ہو گئے تھے۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ط

اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ اور ان عورتوں

وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَآ آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَنْ

کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول

يَّأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ج وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ج

کر لو مگر یہ کہ وہ کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ

فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللَّهُ

گذران کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شئے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ

فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿۱۹﴾

اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے

حرام دستور { اپنے آباء کی عورتوں کے مال کا جبراً مالک ہونا حلال نہیں، اور ان کو شادی کرنے سے روکو تاکہ تمہارے آباء نے جو مال دیا ہے، وہ بھی وصول کر لو، یہ آیت کبشہ بنت معن انصاریہ اور محصن بن ابی قیس انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ لوگ اس سے قبل اس مال کے وارث ہو جایا کرتے تھے۔

الا یہ کہ ان کے زنا پر گواہ قائم ہو جائیں، تو پھر ان کو جیل میں بند رکھو، اور جیل کا حکم آیت رجم سے منسوخ ہو گیا اور جس طریقہ سے وہ اپنے آباء کے اموال کے وارث ہوتے تھے، اسی طرح انکی عورتوں کے بھی وارث ہو جایا کرتے تھے اولاً سب سے بڑا لڑکا وارث بنتا تھا، اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی اور مالدار ہوتی، تو بغیر مہر کے اس سے تعلق قائم کر لیتا تھا، اور اگر وہ مالدار نہ ہوتی بلکہ نوجوان خوبصورت ہوتی تو اس کو اسی طرح چھوڑ دیتا تھا، تاوقتیکہ

وہ اپنی جان کا اپنے مال سے فدیہ ادا کردے، حق تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کی ممانعت فرمادی، پھر حسن صحبت کا حکم فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ خوبی سے پیش آیا کرو، ممکن ہے کہ حق تعالیٰ اولاد صالحہ عطا فرمادے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم الٰہی یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَکُمۡ الخ امام بخاری ابوداؤد، اور نسائیؒ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت کوئی مرجاتا تھا تو اس کے اولیاء اس کی عورت کے زیادہ حقدار ہوتے تھے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو خود شادی کرلیتا، اور اگر چاہتے تو شادی کرادیتے، غرضیکہ اس کے گھر والوں سے زیادہ وہ اس کے حقدار بن جاتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سند حسن کے ساتھ ابوامامۃ بن سہل بن حنیف رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جب ابوقیس کا انتقال ہوگیا تو ان کے لڑکے نے ان کی عورت سے شادی کرنا چاہی اور یہ چیز جاہلیت میں جائز تھی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایمان والو تمہارے لئے یہ حلال نہیں، الخ اور ابن جریر نے عکرمہ رضؓ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے، اور ابن ابی حاتم، فریابی اور طبرانی نے بواسطہ عدی بن ثابت رضؓ ایک انصاری شخص سے روایت نقل کی ہے کہ ابوقیس بن اسلت کا انتقال ہوا، اور وہ انصار کے شرفاء میں سے تھے، تو ان کے لڑکے قیس نے ان کی بیوی سے نکاح کا پیغام دیا، وہ بولیں میں تم کو اپنا لڑکا سمجھتی ہوں، اور تم اپنی قوم کے شرفاء میں سے ہو، اس کے بعد وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا اپنے گھر چلی جاؤ، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَا تَنۡکِحُوۡا الخ یعنی جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ہے ان سے نکاح مت کرو، اور ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر مرجاتا تھا، تو اس کا لڑکا اگر وہ اس کی ماں نہ ہوتی تھی، اگر وہ چاہتا اس سے خود شادی کرنے یا جس سے چاہے شادی کرانے کا زیادہ حقدار ہوتا، جب ابوقیس بن اسلت انتقال کرگئے، تو ان کے لڑکے بعض ان کی عورت سے شادی کرنے کے دعویدار ہوئے اور ان کو مال میں سے کچھ نہیں ملا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جاؤ ممکن ہے حق تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے چنانچہ وَلَا تَنۡکِحُوۡا الخ اور وَلَا یَحِلُّ لَکُمۡ الخ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں۔

نیز ابن سعد ہی نے زہری سے نقل کیا ہے، کہ یہ آیت کچھ انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ ان میں جب کوئی مرجاتا تو اس کا ولی اس کی عورت کا زیادہ حقدار ہوتا تھا، تو وہ اس کی عورت کو اس کے مرنے تک اپنے پاس رکھ لیتا تھا۔

وَاِنۡ اَرَدۡتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّکَانَ زَوۡجٍ ۙ وَّاٰتَیۡتُمۡ

اور اگر تم چاہو ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو تو تم اس ایک کو انبار کا انبار

اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ

مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان رکھ کر

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى

اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر اور تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے

بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

سے بے حجابانہ مل چکے ہو اور وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہیں

طرز معاشرت اور اگر تم ایک کو طلاق دے کر دوسری سے شادی کرنا چاہتے ہو، یا اسی پر ایک اور سے شادی کا ارادہ ہے، اور تم نے اس کو مہر بھی دے دیا تو اس میں سے ظلماً کچھ بھی مت لو، اور یہ ناجائز طریقہ پر مہر وصول کرنا صریح ظلم ہے، اور اس مہر کو کیونکر حلال سمجھتے ہو جب ایک لحاف میں مہر اور نکاح کے ساتھ خلوت کر چکے ہو، اور حق تعالیٰ عورتوں کے بارے میں تم سے ایک پختہ وعدہ لے چکا ہے کہ تم رکھو تو خوبی اور حسن معاشرت کے ساتھ رکھو، ورنہ خوبی کے ساتھ چھوڑ دو ۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ دادا یا نانا نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾

گذر گئی بے شک یہ (عقلاً بھی) بیحیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور (شرعاً بھی) بہت برا طریقہ ہے۔

بدترین طریقہ اور اب ان پر ان کے آباء کی عورتوں سے شادی کرنے کی حرمت بیان فرماتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں اپنے آباء کی عورتوں سے شادی کر لیا کرتے تھے، حق تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرمادی۔

یعنی اپنے آباء کی عورتوں سے شادی مت کرو، البتہ زمانہ جاہلیت میں جو ہو گیا سو خیر، یہ چیز بیحیائی اور نفرت والی اور بدترین طریقہ ہے، یہ آیت محصن بن ابی قیس انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یہ تمام نسبتی رشتے تم پر حرام ہیں خواہ کسی بھی طریقہ سے ہوں، اور اسی طرح جبکہ مدت رضاعت میں دودھ پیا ہو تو مذکورہ رشتہ حرام ہیں ۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں

وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ

اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ

أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ

پلایا ہے اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمہاری بیبیوں کی

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ

مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیبیوں سے

بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو

وَحَلَآئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ

کوئی گناہ نہیں اور تمہاری ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں اور یہ کہ

تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ

تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نہ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا بیشک اللہ تو

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہیں

حرمت کے رشتے

اور تمہاری بیبیوں کی مائیں بھی تم پر حرام ہیں، خواہ تم نے ان بیبیوں کے ساتھ صحبت کی ہو یا صحبت نہ کی ہو، اور تمہاری عورتوں کی وہ لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں، اور تم نے انکی ماں کے ساتھ صحبت بھی کی ہو تو وہ بھی حرام ہیں، اور اگر تم نے ان کے ساتھ صحبت نہیں کی تو ان کی ماں کو طلاق دے کر ان کی لڑکیوں کی شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور تمہارے نسبی بیٹوں کی بیبیاں بھی تم پر حرام ہیں، اور اسی طرح دو بہنوں کا خواہ وہ آزاد ہوں یا باندیاں ہوں ایک ساتھ رکھنا حرام ہے

مگر زمانہ جاہلیت میں جو کچھ ہو گیا، اور اسلام میں اس سے توبہ کرلی تو حق تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں ؏

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الخ ابن جریر نے ابن جریج سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں عطاء سے دریافت کیا، وہ بولے ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ یہ آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت آپ نے زید بن حارثہ رضؓ کی بیوی سے شادی کی، اور مشرکین نے اس میں چہ میگوئیاں کیں تو یہ آیت کہ تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں نازل ہوئی اور یہ آیت بھی وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ الخ نازل ہوئی ؏

الحمد للہ

تفسیر ابن عباس کا پارہ ۴

لن تنالوا

ختم ہوا ؏

ناشر
ادارہ فاروق قرآن دیوبند یوپی
مکتبہ فاروقی

اللّٰھُمَّ علمه الکتاب

اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما
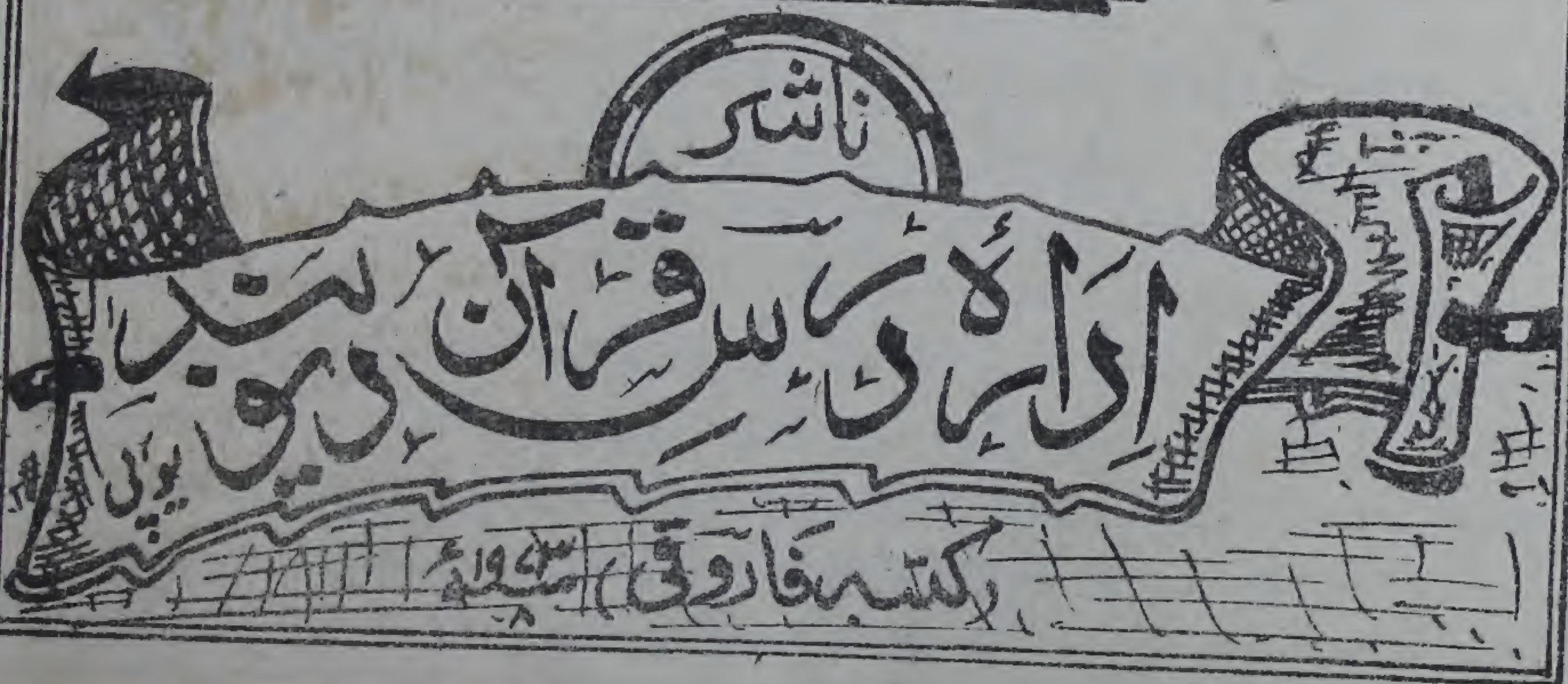
ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح بخاری شریف

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

کامل اردو

پارۂ وَالمُحصنٰت ۵

ترجمۂ قرآن: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترجمۂ تفسیر: مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

جلیل القدر

صحابیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول

از:- علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ناشر

ادارۂ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

قرآنِ کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے۔

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ———— جامع المجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

ترجمۂ تفسیر ———— مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات ———— مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تعارف

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روح پرور تقریر جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطہ سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کے مرتبہ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

ترتیب (۱) متن قرآن کریم۔ (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ (۳) صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر۔ (۴) آیات قرآنی کی دل نشین شانِ نزول از علامہ سیوطی۔ (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات

طریق اشاعت:۔ ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہو رہا ہے۔

ھدیہ:۔ فی پارہ چار روپے۔ ۶/ یکجا ۵ پارے، بتیس روپے۔

رعایت:۔ ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ بھیجئے۔ آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی پی کی جائے گی، اور محصولڈاک بذمہ ادارہ ہوگا۔

تعاون:۔ ایک عظیم صحابی رسول کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارے سے تعاون فرمائیے۔

دو ماہی پروگرام بابت ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء
ممبران کے لئے محصولڈاک بذمہ ادارہ

ہدیہ فی پارہ ———— چار روپے ۴/
مطبوعہ ———— محمدی پریس دیوبند

ناشر:۔ ادارہ:۔ درس قرآن دیوبند۔ یو۔پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ ۵ — والمحصنٰت

ناشر:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارۂ درس قرآن دیوبند - یوپی

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو کہ تمہاری مملوک ہو جاویں

اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ

اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ

تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں یعنی یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے چاہو اسطرح سے کہ تم اپنی بیوی

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ

بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے منتفع ہوتے ہو سو ان کے مہر دو جو کچھ

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ

مقرر ہو چکے اور مقرر ہوئے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

گناہ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے بڑے حکمت والے ہیں۔

محرّم عورتیں } شوہر والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں۔ مگر اس حکم میں وہ مستثنیٰ ہیں جو شرعاً تمہاری مملوک ہو جائیں اور ان کے حربی شوہر دار الحرب میں موجود ہوں وہ ایک حیض آجانے (یا وضع حمل کے بعد) حلال ہیں۔ حق تعالیٰ نے کتاب اللہ میں جن کو حرام کر دیا ہے وہ تم پر حرام ہیں۔

جن رشتوں کی حرمت بیان کر دی گئی انکے علاوہ چار تک شادی کرنا حلال ہے، یا یہ کہ اپنے مالوں سے باندیاں خرید و یا اپنے اموال دے کر عورتوں سے شادی کرو۔ مگر متعہ کا حکم منسوخ ہو گیا (وہ اب ہرگز کسی بھی نوعیت کے ساتھ کسی کے لئے بھی حلال نہیں۔ عابد)۔ اس طریقہ پر تم ان کو بیوی بنالو، مال دے کر نکاح کے علاوہ اور کوئی مستی کی صورت مت کرو، اور نکاح کے بعد جب تم ان سے متمتع ہو جاؤ تو ان کو پورا مہر دو، اس صورت میں حق تعالیٰ نے تم پر پورا مہر دینا فرض کر دیا ہے۔ مہر متعین ہونے کے بعد باہم رضامندی سے مقدار مہر میں کچھ کمی بیشی کرنے میں کسی

قِسم کا کوئی گناہ نہیں، اور حق تعہ نے اولاً تمہارے متعہ کو حلال کیا اور پھر حرام کر دیا، یا یہ کہ متعہ کی طرف تمہاری اضطراری حالت کو جاننے کے بعد اس کے حرام کر دیتے ہیں وہ حکمت والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَالْمُحْصَنَاتُ الخ امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی، ابو سعید خدری رضی اللہ تعہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اوطاس کے قیدیوں میں باندیاں ہمارے ہاتھ آئیں اور انکے خاوند موجود تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ ان کے خاوندوں کے موجود ہوتے ہوئے ہم ان سے متمتع ہوں۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا اس پر حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اس حکم سے وہ باندیاں مستثنیٰ ہیں جو حق تعہ نے مال غنیمت میں تم کو دی ہوں در آنحالیکہ ان کے کافر شوہر دار الحرب میں موجود ہوں۔ سو اس حکم کے بعد ہم ان سے متمتع ہوئے، اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوہ حنین میں نازل ہوئی کیونکہ جب حق تعہ نے حنین کو فتح کیا تو مسلمانوں کو مال غنیمت میں اہل کتاب کی ایسی عورتیں ملیں جن کے شوہر موجود تھے، چنانچہ ہم میں سے جب کوئی شخص اپنی باندی کے پاس جاتا تو وہ کہتی کہ میرا شوہر ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے وَالْمُحْصَنَاتُ الخ یہ آیت نازل فرمائی۔

فرمان الٰہی وَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ الخ ابن جریر نے بواسطہ معمر بن سلیمان ان کے والد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرمی کو خیال ہوا کہ کچھ لوگ مہر (زیادہ) متعین کر لیتے ہیں۔ پھر بعد میں تنگی ہو جاتی ہے (اور پورا مہر ادا نہیں کر سکتے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی، کہ مقرر کرنے کے بعد باہم رضامندی سے کمی بیشی میں کوئی گناہ نہیں

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ

اور جو شخص تم میں پوری وسعت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی

الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ

تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرے اور

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ

تمہارے ایمانوں کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

کے برابر ہو سو ان سے نکاح کر لیا کرو انکے مالکوں کی اجازت سے اورا نکو انکے مہر قاعدہ کے موافق دیدیا کرو

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ

اس طور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جائیں نہ تو علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنیوالی ہوں

اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ

پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنالی جاویں پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا

الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا

ہوگی جوکہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو

خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں

باندیوں سے نکاح

اور جس میں آزاد مسلمان سے شادی کرنے کی پوری مقدرت نہ ہو، تو پھر ان مسلمان باندیوں سے جوکہ شرعی طریقہ پر مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں ان سے شادی کرو۔ تمہارے ایمان کی پوری حالت سے حق تعالیٰ ہی واقف ہے، سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، سب کا دین ایک ہے۔ لہٰذا ان باندیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت کے ساتھ قاعدہ کے مطابق مہر دے کر شادی کر لیا کرو، درآنحالیکہ وہ پاک دامن ہوں نہ علانیہ طور پر کسی بدکاری میں مبتلا ہوں، اور نہ خفیہ طریقہ پر ان کا کوئی آشنا ہو، شادی کے بعد اگر یہ باندیاں کسی بڑی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو آزاد غیر منکوحہ کی جو سزا ہے انکو اسکی آدھی ملے گی، یعنی پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور ان باندیوں سے شادی کرنا اس کے لئے مناسب ہے، جو بوجہ غلبہ شہوت اور آزاد عورت میسر نہ ہونیکی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو جائے۔ اور اگر ان سے اپنے نفسوں کو قابو میں رکھو تو پھر تمہاری اولاد بغیر کسی شبہ کے آزاد ہوگی، اور اگر کسی جرم کا ارتکاب ہو جائے، تو ہم مغفرت فرمانے والے ہیں۔ اور مہربان بھی ہیں کہ ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کی اجازت دی ؛

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کرے اور تم سے پہلے لوگوں کے احوال تم کو بتائے اور تم پر

قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ

توجہ فرمادے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو تو

يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ

تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ کہ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں

أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ

کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے

وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

بوقت ضرورت اجازت

یعنی جو چیزیں تمہارے لئے حلال کر دی ہیں، اور یہ کہ باندیوں سے نکاح نہ کرنا تمہارے لئے بہتر ہے، درآنحالیکہ اہل کتاب پر تو باندیوں سے شادی کرنا حرام تھا۔ اور اس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں جن باتوں کا تم سے صدور ہو گیا ان کو معاف فرمانے والا ہے اور تمہارے اضطرار سے وہ بخوبی واقف ہے۔ اس لئے ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کرنے کی اجازت دیدی۔ اور جس وقت اس نے تم پر زنا کو اور باپ شریک بہنوں سے شادی کرنے کو حرام کیا، وہ سابقہ لغزشوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ اور یہود جو کہ باپ شریک بہنوں اور زنا کو اپنی کتاب میں حلال بنا کر اس کا ارتکاب کرتے ہیں تو تم انکی اتباع میں عظیم الشان غلطی میں پڑ جاؤ گے۔
حق تعالیٰ نے تم پر ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کو حلال کر دیا، اور انسان عورتوں سے نہیں رک سکتا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن

إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا

کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں اور تم ایک دوسرے کو

أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَفْعَلْ

قتل بھی مت کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل

ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ

کریگا اسطور پر کہ حد سے گذر جاوے اور اسطور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اسکو آگ میں داخل کرینگے اور

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ

یہ امر خدا تعالیٰ کو آسان ہے جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾

ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرمادیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کردیں گے۔

وعدہ جنت

یعنی ظلم و غضب جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسمیں کھا کر ایسا مت کرو، البتہ باہم رضامندی کے ساتھ کوئی تجارتی معاملہ ہو اس میں بائع یا مشتری کچھ چھوڑ دے تو جدا ہے۔

اور ایک دوسرے کو ناحق مت قتل کرو۔ حق تعالیٰ بڑا مہربان ہے کہ اس نے اس کام کو حرام کردیا۔ اور جو شخص کسی کو ظلماً قتل کرے یا اس کے مال کو حلال سمجھے، تو ہم اسے آخرت میں جہنم میں داخل کریں گے اور یہ عذاب اور داخل کرنا ہمارے لئے بہت آسان ہے۔ اور اگر ان باتوں کو قطعاً چھوڑ دو گے، تو چھوٹے گناہوں کو تو ایک نماز سے دوسری نماز تک اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک معاف کردیں گے۔ اور آخرت میں جنت میں داخل کریں گے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ

اور تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے انکے اعمال کا

نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ﴿٣٢﴾

اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِىَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ

اور ہر ایسے مال کے لئے جس کو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جائیں ہم نے وارث مقرر کردیئے

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دے دو بیشک اللہ تعالیٰ

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا (۳۳) ع

ہر چیز پر مطلع ہیں

علیم و خبیر ذات

یعنی کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے پاس اس کا مال وسواری اور اس کی عورت دیکھ کر اسی چیز کی تمنا نہ کرے بلکہ براہ راست حق تعالیٰ سے مانگے، کہ حق تعالیٰ ہمیں بھی ایسی چیزیں یا اس سے بہتر چیزیں عطا فرمائے، اور یہ آیت حضرت ام سلمہ زوجۂ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ کاش جن چیزوں کی حق تعالیٰ نے مردوں کو اجازت دی ہے، ہم کو بھی مل جائے تو ہم بھی انکی طرح جہاد وغیرہ کریں۔ حق تعالیٰ نے اس چیز سے منع فرمایا کہ مردوں کو حق تعالیٰ نے جمعہ جماعت، جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے عورتوں پر فضیلت دی ہے، اس کی تمنا نہ کریں، عورتیں جو اپنے گھروں میں نیکیاں کرینگی ان کو اس کا ثواب مل جائے گا، اس سے ہدایت اور عصمت کی درخواست کرو، اور حق تعالیٰ نیکی، برائی، ثواب عقاب ہدایت و گمراہی ہر ایک چیز سے باخبر ہے ؎

انعامِ خداوندی

یعنی ہم نے ہر ایک کے لئے وارث بنا دیئے۔ اور جن لوگوں سے موالی موالات کا سلسلہ قائم ہے تو ان کو ان کی شرطوں کے مطابق دے دو، اور اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے، اور عرب آدمیوں اور لڑکوں کو متبنیٰ بنا لیا کرتے تھے، اور اپنی اولاد کی طرح اپنے مال میں انکا بھی حصہ مقرر کر دیتے تھے۔ مگر اس کو حق تعالیٰ نے منسوخ کر دیا۔ حق تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے ؎

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَلَا تَتَمَنَّوْا الخ ترمذی اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضؓ سے نقل کیا ہے، انھوں نے فرمایا۔ مرد جہاد کرتے ہیں، اور ہم جہاد نہیں کر سکتے، اور ہمیں میراث بھی آدھی ملتی ہے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جسمیں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے، اور ان ہی کے بارے میں اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے ؎

اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک عورت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مرد کو عورت سے دو چند حصہ ملتا ہے، اور دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے، تو ہمارے عمل بھی کیا اسی طرح ہیں۔ کہ اگر عورت کوئی نیکی کرے تو اسے آدھا ثواب ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؎

● ۔ فرمانِ الٰہی وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابن اسحاقؒ کے واسطہ سے داؤد بن الحصین سے روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ام سعد کے پاس قرآن پڑھتا تھا۔ چنانچہ میں نے وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ پڑھا تو انہوں نے فرمایا نہیں وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ ہے، اور یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے لڑکے حسین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت ان کے لڑکے نے

اسلام لانے سے انکار کر دیا تھا، تو حضرت ابو بکر رض نے قسم کھائی تھی کہ اسے میراث میں سے کچھ نہیں دونگا جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کو ان کا حصہ دینے کا حکم دے دیا۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت

بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں سو جو عورتیں نیک ہیں

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ

اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

کہ تم کو انکی بد دماغی کا احتمال ہو تو ان کو زبانی نصیحت کرو اور ان کو ان کے لیٹنے کی جگہوں میں

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو

عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں

مرد کی حاکمیت یعنی مرد عقل، مال غنیمت، میراث اور عورتوں کو مہر اور نفقہ وغیرہ دینے کی وجہ سے عورتوں پر حاکم ہیں۔ سو جو عورتیں نیک ہیں وہ خاوندوں کے حقوق میں حق تعالیٰ کی اطاعت کرتی ہیں۔ اور خاوندوں کی عدم موجودگی میں اپنی عصمتوں اور ان کے اموال کی بحفاظت خداوندی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانیوں سے تم باخبر ہو، اولاً قرآن وحدیث سے ان کو سمجھاؤ، اور پھر بستر پر اپنے چہروں کو ان سے پھیر لو، اور پھر بھی نہ مانیں تو اعتدال کے دائرہ میں انکی پٹائی کرو۔ اگر وہ سنبھل جائیں تو نبھاؤ ورنہ جیسا کہ حق تعالیٰ نے تم کو ان امور کا مکلف نہیں کیا، جن کی تم میں طاقت نہیں، تم بھی ان امور پر انکو مجبور مت کرو۔

لباب النقول فی اسباب النزول اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ الخ ابن ابی حاتم نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے خاوند کی شکایت کرنے کے لئے آئی، کہ اس نے اس کے چانٹا مارا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قصاص ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر، چنانچہ وہ بغیر قصاص لئے ہوئے واپس ہوگئیں۔

اور ابن جریر نے حسن کے واسطہ سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری شخص نے اپنی بیوی کے چانٹا مارا، وہ قصاص کے مطالبہ کیلئے آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان قصاص کا فیصلہ کردیا، تو اس پر وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ الخ یہ آیت اور اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ نازل ہوئی اور اسی طرح ابن جریج اور سدی سے بھی روایت نقل کی ہے۔

اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک انصاری شخص اپنی بیوی کو لے کر آیا انکی بیوی بولی یا رسول اللہؐ انہوں نے میرے منہ پر اس زور سے چپت مارا ہے کہ نشان پڑگیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو یہ حق نہیں ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس روایت کے بہت سے شواہد ہیں، جو بعض کو بعض سے تقویت ہوتی ہے ÷

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ

اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ

وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ

کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے

بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میاں بیوی میں اتفاق فرمادینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں

صلح کا طریقہ

اور اگر میاں بیوی میں کشاکش محسوس ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ ابتدا کس کی طرف سے ہے، تو مرد کے گھر والوں میں سے ایک آدمی مرد کے پاس اور اسی طرح عورت کے گھر والوں میں سے ایک شخص عورت کے پاس بھیجو تاکہ ہر ایک کے پاس جاکر دونوں کی صورت حال معلوم کرے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم، اگر یہ دونوں میاں بیوی میں سچے دل سے اصلاح کرائیںگے تو حق تعالیٰ ان دونوں کے درمیان اتفاق فرمادیں گے۔ حق تعالیٰ ان حکموں اور میاں کی باتوں سے بخوبی واقف ہیں۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ سے یہاں تک یہ آیت محمد بن سلمہ کی لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی، انکی جانب سے

اپنے خاوند اسعد بن ربیع کی نافرمانی ہوئی، ان کے خاوند نے ان کے ایک چپت مار دیا یہ اپنے خاوند سے قصاص کا مطالبہ کرنے کے لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی ؛

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔

وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ

اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بلاشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے

مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾

جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں ؛

حقوق کی رعایت

حق تعالیٰ کی توحید بیان کرو، بتوں کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ، اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرو، اہل قرابت اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرو، نیز یتیموں کے اموال کی حفاظت کرو، اور غریبوں کو صدقہ خیرات دو، اور ایسا پڑوسی جس کے ساتھ رشتہ داری ہو اس کے تین حق ہیں :۔ قرابت کا حق، اسلام کا حق، پڑوسی ہونے کا حق اور جس پڑوسی سے کوئی رشتہ داری نہ ہو، اس کے دو حق ہیں، پڑوسی ہونے کا، اور دوسرا اسلام کا اور اسی طرح ہم سفر کے بھی دو حق ہیں، اسلام کا اور دوسرے صحبت کا حق، یا صاحب بالجنب سے مراد بیوی ہے، اور مہمان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو اور مہمان نوازی تین دن ہے، باقی احسان ہے، اور خادموں کے ساتھ بھی خواہ وہ غلام ہوں یا باندیاں، حسن سلوک کرو۔

جو حق تعالیٰ کی نعمتوں پر اترا کر اس کے بندوں پر شیخی مارتا ہوا چلتا ہے اس کو حق تعالیٰ پسند نہیں کرتے ؛

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ

جوکہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور اس چیز کو پوشیدہ

مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾

رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لئے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ

اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اس کا وہ

قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

بُرا مصاحب ہے۔

بُرا مصاحب اور جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو چھپاتے ہیں، جیسا کہ کعب اور اس کے ساتھی اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے ہیں۔ باوجودیکہ حق تعالیٰ نے حضورؐ کی نعت وصفت انکی کتاب میں بیان کردی ہے، ایسے یہودیوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

اور رؤسار یہود جو لوگوں کو دکھلانے کے لئے اپنے مال خرچ کرتے ہیں، تاکہ ان کو ملت ابراہیمی کا پیرو کہا جائے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم بعث بعد الموت اور جنتیوں کی نعمتوں پر ایمان نہیں رکھتے، تو شیطان جس کا دنیا میں مددگار ہو، وہ دوزخ میں اس کا برا ساتھی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضؓ سے روایت نقل کی ہے، کہ علمار یہود جو ان کے پاس علم تھا اس میں بخل کرتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ بخل کرتے ہیں الخ۔ اور ابن جریر نے بواسطۂ ابن اسحٰق، محمد بن ابی محمد، عکرمہ یا سعید ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ کردم زید کعب بن اشرف کا دوست اسامتہ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بحری بن عمرو، حیی بن اخطب، رفاعۃ بن زید بن تابوت، یہ لوگ

کچھ انصاری حضرات کو نصیحت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے اور ان سے کہتے کہ اپنے اموال کو خرچ مت کرو کیونکہ ہم کو تم پر فاقہ اور تمہارے مالوں کے ختم ہو جانے کا ڈر ہے، اور صدقہ و خیرات میں جلدی بھی مت کرو کیونکہ معلوم نہیں کیا صورتِ حال ہو، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ ۞

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں

مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

اور اللہ نے جو ان کو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا

يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

کر دیں گے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دیں گے

ربط و ضرر بات

ان یہودیوں پر ذرا آتا حالیکہ ان کا کچھ نقصان نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم بعث بعد الموت اور جنت کی نعمتوں پر اگر یہ ایمان لے آئیں، اور جو مال حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے وہ راہ خدا میں خرچ کردیں، حق تعالیٰ یہودیوں کو خوب جانتا ہے، کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ اور وہ کافر کے اعمال میں سے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں چھوڑیں گے، تاکہ آخرت میں وہ کام آتے، یا اُسکے دشمن خوش ہوں۔ اور مؤمن مخلص کو اس کے دشمنوں کا منہ بھر دینے کے بعد ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا اور اس کے بعد حق تعالیٰ اپنے پاس سے جنت میں اجرِ عظیم عطا فرمائے گا ۞

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ

سو اسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر

عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کریں گے اور آپکو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کیلئے حاضر کرینگے اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور

وقف النبی علیہ السلام

وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جائیں

اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ

اور اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفا نہ کر سکیں گے اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت

وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا

جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو اور حالت جنابت میں بھی

عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ

باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کر لو۔

طہارت کی تاکید

کفار اس وقت کیا کریں گے، جبکہ ہر قوم پر ان کا نبی احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا، اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی دیں گے، اور تصدیق کریں گے، کیونکہ دیگر انبیاء کرام کی قومیں جب انکی تکذیب کریں گی تو حضور کی امت ان انبیاءؑ کی تصدیق کرے گی۔ کاش ہم بھی جانوروں کی طرح خاک ہو جائیں تو پھر یہ کیونکر کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ۔

شراب کی حرمت سے پہلے یہ حکم نازل ہوا ہے، کہ مسجد نبوی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی حالت میں مت آؤ بغیر غسل کے بھی جنابت کی حالت میں مسجد میں نہ آؤ، کہ باستثناء تمہارے راہگذر یا مسافر ہونے کی حالت کے (اس کا حکم عنقریب آتا ہے)۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ الخ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے حضرت علی رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ہمارا کھانا پکایا، اور ہمیں کھانے کی دعوت دی، اور شراب بھی پلائی، جس کی وجہ سے ہمیں نشہ آ گیا، اور پھر نماز کا وقت آ گیا، حضرت علی رضہ فرماتے ہیں کہ سب نے مجھے آگے کر دیا، میں نے سورہ کافرون پڑھی اور لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ کی بجائے وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھ دیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اے ایمان والو! تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ۔ فریابی ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت علی رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت وَلَا جُنُبًا، مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اسے جنابت کی حالت لاحق ہو جائے اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے، اور ابن

ابن مردویہ نے اسلم بن شریک سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر کجاوہ کسا کرتا تھا ایک بہت ٹھنڈی رات میں مجھے جنابت کی حالت پیش آگئی تو مجھے خوف ہوا کہ اگر اس قدر ٹھنڈے پانی سے غسل کروں گا تو مر جاؤں گا، غرضیکہ اس چیز کا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ الخ :

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ

اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں

مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ

یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا

بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جن کو

نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ

کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں

تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ ؕ

چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ

تیمم کا حکم

اپنی بیوی کے ساتھ قربت کی ہو، اور مذکورہ صورتوں میں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو، ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو، اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر اپنے ہاتھوں پر پھیر لیا کرو، حق تعالیٰ دینی امور میں تم کو سہولت دیتا ہے اور اس میں جو تم سے کوتاہی ہو جائے اس کو معاف فرمانے والا ہے۔ کیا کتاب میں ان لوگوں سے آگاہی نہیں ہوئی، جن کو توراۃ کا کچھ علم دیا گیا اور انہوں نے یہودیت کو اختیار کیا اور دین اسلام کو چھوڑنا چاہتے ہیں :

لباب النقول فی اسباب النزول

ک۔ اور طبرانی نے اسلع سے اس طرح روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور آپؐ کی اونٹنی پر کجاوہ کسا کرتا تھا۔ ایک دن آپ نے فرمایا اسلع کجاوہ کس دے میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے تو جنابت لاحق ہو گئی ہے۔ آپ یہ سُنکر خاموش ہو گئے، حضرت جبریل امین تیمم کا حکم لے کر نازل ہوئے۔ تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلع تیمم کرلو، اور آپ نے مجھے تیمم کرنا سکھلایا کہ ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر ملے، اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملے، چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر تیمم کیا اور پھر آپ کے لئے کجاوہ کسا۔

ک۔ اور ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب رضؓ سے نقل کیا ہے کہ کچھ انصاری لوگوں کے مکانوں کے دروازے مسجد میں تھے۔ چنانچہ ان کو جنابت پیش آتی اور پانی ان کے پاس نہ ہوتا تھا، اور پانی کے لئے وہ اپنے مکانوں سے نکلنا چاہتے تھے مگر مسجد کے علاوہ اور کوئی راستہ ان کو نہیں ملتا تھا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ کہ بجز راہگذر کے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک انصاری شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ سخت بیمار تھے، کھڑے ہو کر وضو کرنے کی ان میں طاقت نہیں تھی اور نہ ان کے پاس کوئی خادم تھا۔ جو ان کو وضو کرا دیتا، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا تذکرہ کیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اور اگر تم بیمار ہو الخ ؛

اور ابن جریر نے ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم زخمی ہو گئے جس سے ان کے بدن پک گئے، اور پھر جنابت کی حالت پیش آگئی، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کی شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی الخ۔

فرمانِ الٰہی اَلَمْ تَرَ الخ ابن اسحٰق نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ علماء یہود میں سے رفاعہ بن زید جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو کہتا اَرْعِنَا سَمْعَكَ حَتّٰی نُفْهِمَكَ پھر اسلام میں طعن و تشنیع کرتا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ الخ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے ؛

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ٭ وَّكَفٰى

اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی

بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ

حامی ہے یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اس کے مواقع سے

عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ

دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع

غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ط

اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی

وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ

نیت سے، اور اگر یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات انکے

خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

لئے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگران کو خدا تعالےٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکدیا

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

اب وہ ایمان نہ لاویں گے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

سرکشی کا وبال

حق تعالیٰ منافقین اور یہودیوں کو جانتا ہے۔ یہودیوں کے دو عالموں یسع اور رافع بن حرملہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے عبداللہ بن ابی اور ان کے ساتھیوں کو اپنے دین کی دعوت دی تھی، مالک بن صیف یہودی اور اس کے ساتھی باوجودیکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت توراۃ میں مذکور ہے، مگر پھر بھی اس میں تبدیلی کرتے ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنی زبانوں کو تحقیر اور توہین کے لہجہ میں تبدیل کر کے اور دین میں عیب جوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ ظاہراً تو آپ کی بات کو سنتے ہیں مگر حقیقت میں ہم اس کی نافرمانی کرتے ہیں، اور اگر یہ یہودی سمعنا وغیرہ کہتے، تو ان تحقیری جملوں سے یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی۔ لیکن حق تعالیٰ نے ان کے کفر کی سزا میں ان پر جزیہ کو مسلط کر دیا ہے ؛

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا

اے وہ لوگو جو کتاب دیئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر

مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ

کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں اور انکو انکی الٹی جانب

أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحٰبَ السَّبْتِ ۗ وَكَانَ

کی طرح بنادیں یا ان پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتوں والوں پر کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا

أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا ﴿۴۷﴾

حکم پورا ہی ہو کر رہتا ہے

برگزیدہ لوگ ان لوگوں میں سے تو عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہی ایمان قبول کریں گے۔ جن کو تورات کا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت کے ساتھ دیا گیا، ان کو اس قرآن پر جو ان کی کتاب کے توحید اور حضورؐ کی نعت وصفت میں موافق ہے قبل اس کے کہ اُن کے دل تبدیل ہوجائیں اور ہدایت کی روشنیوں سے پھر جائیں اور انکی صورتیں گدی کی طرف ہوجائیں، یا انکی صورتیں ہم تبدیل کرکے ان کو بندر بنادے، ان کو ایمان لے آنا چاہیئے، چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ایمان لے آئے:۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان خداوندی یَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ الخ ابن اسحٰق نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علماء یہود عبد اللہ بن صوریا اور کعب بن اسید سے گفتگو کی اور فرمایا اے گروہ یہود حق تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان لے آؤ، خدا کی قسم تم بخوبی جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس جو چیز لے کر آیا ہوں، وہ ہی حق ہے وہ بولے اے محمدؐ ہم نہیں جانتے چنانچہ ان لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اے وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اسکے

لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا

سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دینگے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے

عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ أَنْفُسَهُمْ ۗ بَلِ اللّٰهُ

وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس تبلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

يُزَكِّي مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ

جس کو چاہیں مقدس تبلادیں اور ان پر تاگہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا دیکھ تو یہ لوگ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع

اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور یہ بات صریح مجرم ہونے کے لئے کافی ہے۔

عدم مغفرت | اگر کفر پر موت آجائے تو ہرگز مغفرت نہیں ہوگی، یہ آیت حضرت حمزہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے قاتل وحشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یعنی بحیرا ابن عمرو اور مرحب بن زید اپنے آپ کو مقدس بناتے ہیں، جو شخص اسکا اہل ہوگا حق تعٰ اسکو گناہوں سے پاک کردے گا۔ اور کھجور کی گٹھلی میں جو لکیر ہوتی ہے یا انگلی کے درمیان جو میل کی دھاری سی پڑجاتی ہے۔ اس کے بقدر بھی ان کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ذرا انکی افترا پردازی کو تو دیکھئے کہ کہتے ہیں کہ جو ہم دن میں گناہ کرتے ہیں، حق تعٰ رات کو انکی مغفرت فرمادیتا ہے اور جو رات کو کرتے ہیں تو دن میں ان کو معاف کردیتا ہے، ان کا یہ گمان صریح مجرم ہونے کے لئے کافی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم الٰہی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ الخ ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابوایوب انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میرا بھتیجا حرام کاموں سے نہیں رکتا، آپؐ نے فرمایا اس کا دین کیا ہے اس شخص نے کہا کہ وہ توحید خداوندی کا قائل ہے اور نماز پڑھتا ہے حضورؐ نے فرمایا اس سے اس کا دین مفت مانگو، اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے خرید لو، چنانچہ اس شخص نے اپنے بھتیجے سے اس چیز کا مطالبہ کیا، اس نے انکار کردیا، اس شخص نے حضورؐ سے آکر عرض کیا کہ میں نے اس کو اس دین پر پختہ پایا، تب یہ آیت نازل ہوئی، یعنی شرک کے علاوہ اور گناہ جس کو چاہیں گے معاف کردیں گے فرمان الٰہی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا کہ یہود اپنے بچوں کو لائے، کہ وہ ان کی طرف سے نمازیں پڑھیں، اور قربانی دیں اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر صغیرہ اور کبیرہ گناہ میں سے کوئی گناہ نہیں اس پر حق تعٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان لوگوں کو بھی دیکھو جو اپنے کو مقدس تبلاتے ہیں اور ابن جریر نے، عکرمہ رضہ، مجاہد اور ابومالک وغیرہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ

کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو

بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ

مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت اُن مسلمانوں کے زیادہ

اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

راہ راست پر ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ملعون

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾

بنا دیا ہے اور خدا تعالیٰ جس کو ملعون بنادے اس کا کوئی حامی نہ پاؤ گے

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ

ہاں کیا ان کے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی

نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

عطا فرمائی ہیں سو ہم نے حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا،

وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾

اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے

گمراہ کرنے والے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مالک بن صیف اور اس کے ساتھیوں کو جنکی تعداد تقریباً ستر ہے نہیں دیکھا، کہ یہ لوگ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف کی باتوں کو مانتے ہیں، اور اس بات کے دعویدار ہیں کہ کفار مکہ بہ نسبت حضورؐ کے متبعین کے زیادہ صحیح راستہ پر ہیں ان لوگوں پر جبر یہ مسلط کر دیا گیا، اور جن پر حق تعالیٰ دنیا و آخرت میں عذاب نازل فرمائے، انکی عذاب الٰہی سے کون حفاظت کر سکتا ہے۔

اگر یہود کے پاس سلطنت کا کچھ حصہ ہوتا تو یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرامؓ کو گٹھلی کے چھلکے کے بقدر بھی اس میں سے نہ دیتے بلکہ آپ کو جو حق تعالیٰ نے کتاب و نبوت اور زیادہ عورتیں عطا کی ہیں اسپر یہ حسد کرتے ہیں

ہم نے حضرت داؤد و سلیمان کو علم و فہم اور نبوت عطا کی، اور نبوت و اسلام کے ذریعہ عزت عطا کی۔ اور بنی اسرائیل کی بادشاہت دی، چنانچہ حضرت داؤد کے نسو بیبیاں تھیں، اور حضرت سلیمان کے سات سو باندیاں اور تین سو بیبیاں تھیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الخ۔ احمد اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ جب کعب بن اشرف مکہ آیا قریش نے اس سے کہا کہ اس شخص کو نہیں دیکھا، جو اپنی قوم میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے، درآنحالیکہ ہم حجاج ہیں، سدانہ اور سقایہ والے ہیں، کعب بولا کہ نہیں تم لوگ بہتر ہو، چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں، اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ، اور اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا الخ۔

ابن اسحاق نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش کے پاس جن قبیلوں نے جماعتیں روانہ کیں وہ غطفان اور بنی قریظہ تھے، چنانچہ انہوں نے حیی بن اخطب سلام بن ابی الحقیق، ابورافع، اور ربیع بن ابوالحقیق اور ابو عمارہ کو روانہ کیا، اور بنی نضیر نے اپنے خطیب ہوذۃ بن قیس کو روانہ کیا، جب یہ لوگ قریش کے پاس پہنچے تو وہ بولے کہ یہ یہود کے علماء ہیں، پہلی کتابوں کے جاننے والے ہیں، ان سے اپنے دین کے بارے میں پوچھو کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمدؐ کا، چنانچہ قریش نے ان لوگوں سے دریافت کیا یہ کہنے لگے کہ تمہارا دین انکے دین سے بہتر ہے، اور تم ان سے اور ان کے متبعین سے زیادہ صحیح راستہ پر قائم ہو، اس پر حق تعالیٰ نے الم تر الی الذین اوتوا سے ملکاً عظیماً تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

فرمان الٰہی اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ الخ ک۔ ابن ابی حاتم نے بواسطہ عوفی ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب بولے محمدؐ سمجھتے ہیں کہ ان کو بڑی بادشاہت مل گئی، اور ان کی نو ازواج مطہرات ہیں ان کا سارا کام شادی ہی کرنا ہے، تو اس سے افضل کون سی بادشاہت ہوگی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ام یحسدون الناس الخ اور ابن سعد نے عمر مولی عفرہ سے اسی طرح اس سے مفصل روایت نقل کی ہے ؛

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى

سو ان میں سے بعضے تو اس پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگرداں ہی رہے اور

بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝۵۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ

دوزخ کی آتش سوزاں کافی ہے بلاشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوتے ہم انکو عنقریب

نُصْلِيهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ

ایک سخت آگ میں داخل کریں گے۔ جب ایک دفعہ انکی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی

جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۵۶

حکمت والے ہیں

آگ کے مستحق

یعنی داؤد و سلیمان علیہما السلام کی کتاب پر ایمان لاتے ہیں، مگر کعب اور اسکے ساتھیوں کے لئے تو دہکتی ہوئی آگ ہے۔ اور جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، ہم آخرت میں ان کو دوزخ میں داخل کریں گے، جب وہ جل جائینگے تو دوسری کھالیں دیں گے، تاکہ درد کی شدت معلوم ہو، حق تعالیٰ ان کھالوں کی تبدیلی کرنے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ

کہ انکے نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں، ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے واسطے

فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝۵۷

ان میں پاک صاف بیبیاں ہونگی اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے۔

بشارت

اگلی آیت مؤمنین کے بارے میں نازل فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور خلوص کے ساتھ تمام احکام خداوندی کی بجاآوری کرتے ہیں، ایسے حضرات کو آخرت میں ایسے باغات ملیں گے، جن میں درختوں کے نیچے سے شہد دودھ پانی اور شراب کی نہریں جاری ہونگی وہ جنت میں مقیم رہیں گے، نہ ان کو موت آئے گی، اور نہ وہ اس سے نکالے جائینگے۔

اور حیض اور ہر قسم کی باتوں سے پاک عورتیں ہونگی، اور گنجان سایہ میں ہم ان کو داخل کریں گے۔
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عثمان رضؓ بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ سے کلید کعبہ لی تھی، تو حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں کلید خانہ کعبہ عثمان بن ابی طلحہ رضؓ کو دینے کا حکم دیا ہے کہ انکی امانت ان ہی کو واپس کردو، اور جب عثمان بن ابی طلحہ اور عباس بن عبدالمطلب کے درمیان فیصلہ کرو تو کلید حضرت عثمان کو اور سقایہ (زمزم) شریف پلانے کی خدمت) حضرت عباس رضؓ کے سپرد کردو۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا

بیشک تم کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق پہنچادیا کرو۔ اور یہ کہ

حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا

جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی

يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تم کو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں۔

آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ

اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ

ان کا بھی پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کردیا

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ ع

کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے

ع ۹ ۸ ۵

عُمدہ مال حق تعالیٰ امانتوں کی واپسی اور عدل کا حکم دیتا ہے، اور وہ حضرت عباسؓ کی اس درخواست کو کہ یا رسول اللہ سقایہ کے ساتھ کلید بھی مجھے مرحمت فرمادیجیے سن رہا ہے، اور حضرت عثمان کے اس فعل کو بھی دیکھ رہا ہے، جبکہ انہوں نے حضرت عباس کی درخواست پر بیت اللہ کی چابی دیتے ہوئے ہاتھ روک لیا تھا، پھر عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ کی امانت ہیں لے لیجئے۔

عثمان بن طلحہ اور ان کے سا تھیو ! احکام خداوندی میں اس کا اور نیز حکام اور علماء کا کہنا مانو۔ اور اگر کسی بات میں باہم مختلف ہوجاؤ تو اگر بعث بعد الموت پر ایمان رکھتے ہو تو اس چیز کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دیا کرو، اس حوالہ کرنے کا انجام عمدہ ہے :۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ، ابن مردویہ نے بواسطہ کلبی، ابوصالح، ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا، عثمان بن طلحہ کو بلایا جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا خانہ کعبہ کی کلید دو، چنانچہ وہ کلید لے کر آئے جب انہوں نے دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عباس رضؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں سقایہ کے ساتھ کلید بھی مجھے مرحمت فرما دیجئے۔ یہ سنکر حضرت عثمان نے ہاتھ روک لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عثمان کلید لاؤ۔ عثمان نے عرض کیا، حق تعالیٰ کی امانت مجھ سے لے لیجئے۔ چنانچہ آپ نے کلید لے کر بیت اللہ کا دروازہ کھولا، پھر باہر تشریف لاکر بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد آپ کے پاس جبریل امین کلید واپس کر دینے کا حکم لے کر تشریف لائے، آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کلید واپس کر دی، اس کے بعد آپ نے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ سے پوری آیت تلاوت فرمائی۔

اور شعبہ نے اپنی تفسیر میں بواسطہ حجاج ابن جریج سے روایت نقل کی ہے، کہ یہ آیت عثمان بن طلحہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے کلید خانہ کعبہ لے کر بیت اللہ میں تشریف لے گئے تھے، جب خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو اس آیت کو تلاوت کرتے ہوئے تشریف لائے پھر آپ نے عثمان کو بلا کر ان کو کلید خانہ کعبہ دے دی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ سے اس آیت کو تلاوت کرتے ہوئے باہر تشریف لائے تو حضرت عمر فاروق رضؓ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس سے قبل تو میں نے اس کو آپ سے تلاوت کرتے ہوئے نہیں سنا،

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کر رہا ہے، کہ یہ آیت خانہ کعبہ کے درمیان میں نازل ہوئی ہے۔

فرمان الٰہی۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ الخ امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافۃ بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا :۔

داؤدی کہتے ہیں کہ یہ ابن عباس رضؓ پر افتراء ہے، کیونکہ عبداللہ بن حذافہ ایک لشکر کے امیر بن کر روانہ ہوئے، انہوں نے ناراض ہو کر آگ روشن کی، اور لشکر کو بھی آگ روشن کرنے کا حکم دیا، چنانچہ بعض نے اس سے کنارہ کش رہنے اور بعض نے حکم کی اطاعت کرنے کا ارادہ کیا، اب اگر آیت اس واقعہ سے قبل نازل ہوئی ہے تو یہ عبداللہ بن حذافہ کے ساتھ کیسے خاص ہو سکتی ہے۔۔ اور اگر آیت بعد میں نازل ہوئی ہے

تو لوگوں کو تو امر بالمعروف میں اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس موقعہ پر عدم اطاعت کی بناء پر ان سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کی گئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہو دا نکی اطاعت کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، کیونکہ لشکر والے آگ سے بچنے کی وجہ سے حکم کی بجا آوری میں باہم مختلف ہوئے تو اس وقت اس حکم کا نازل ہونا مناسب ہوا، کہ اس قسم کے اختلاف کے وقت لوگوں کو کس قسم کا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیئے، اس کی جانب رہنمائی ہو جائے۔ اور وہ راہنمائی کا طریقہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف معاملہ کا حوالہ کر دینا ہے اور ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ عمار بن یاسر کا خالد بن ولید کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، خالد امیر تھے، عمار بن یاسر نے بغیر ان کی اجازت کے ایک شخص کو پناہ دے دی، اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف

وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى

نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں

الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ۖ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ

حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں اور شیطان ان کو بہکا کر بہت

أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾

دور لے جانا چاہتا ہے

باطل کے پرستار

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو ان لوگوں کی اطلاع نہیں جو قرآن کریم اور توریت کی اتباع کے مدعی ہو کر اپنے فیصلے کعب بن اشرف کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں ان کو اس سے برأت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ آیت بشر نامی منافق شخص کے بارے میں نازل ہوئی، اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ الم تر الی الذین یزعمون، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ

ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ابوبرزہ اسلمی کاہن تھے۔ یہودیوں کے جھگڑوں میں ان کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ بھی ان کے پاس گئے، اس پر حق تعالیٰ نے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ سے اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ یا سعید کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جلاس بن صامت معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر یہ لوگ اسلام کے دعویدار تھے، انکی قوم کے کچھ مسلمانوں نے ایک جھگڑے میں ان لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانے کی دعوت دی، مگر ان لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں جو کاہن فیصلہ کیا کرتے تھے انکی طرف مسلمانوں کو بلایا۔ اس پر حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ الخ۔ اور ابن جریر نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق میں جھگڑا ہوا، یہودی نے کہا تمہارے نبی سے فیصلہ کراتے ہیں، کیونکہ وہ فیصلہ کرنے میں رشوت نہیں لیتے، مگر دونوں میں آخر کار قبیلہ جہینہ کے ایک کاہن سے فیصلہ کرانے پر راضی ہوتے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور رسول

رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَیْفَ

کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو

اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ

بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے ان کی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ پہلے کر چکے تھے

یَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِیْقًا ﴿۶۲﴾

پھر آپکے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ کوئی بھلائی نکل آوے اور باہم موافقت ہو جاوے

منافقین کا نفاق

اور جس وقت حاطب بن ابی بلتعہ منافق سے جسکی حضرت زبیر بن العوام رضہ کے ساتھ لڑائی تھی حکم خداوندی اور حکم رسول کی طرف آنے کو کہا جاتا تھا، تو آپ کے حکم سے پہلو تہی کرنے لگتے اور منہ بنانے لگتے ہیں، سو ان کا اسوقت کیا حشر ہوگا۔ جب اس کی پاداش میں گرفتار ہوں گے، اور پھر یہ حاطب منافق آپ کے پاس قسمیں کھاتا ہوا آتا ہے کہ ہمارا مقصود صرف بھلائی تھا۔

حاطب بن ابی بلتعہ کے دل میں جو نفاق ہے، حق تعالیٰ اس کو بخوبی جانتے ہیں، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے کہ جب

منافقین نے مسجد ضرار بنائی اور پھر ان کو اس کی سزا بھگتنی پڑی، تو حاطب اور ثعلبہ دونوں قسمیں کھاتے ہوئے آئے کہ ہمارا مقصود تو صرف مسلمانوں کی مدد اور آپ کے دین کی موافقت تھی اور کچھ نہیں تھا:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے سو آپ ان سے تغافل کر جایا کیجئے اور

وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَا

ان کو نصیحت فرماتے رہیئے اور ان سے خاص انکی ذات کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجئے اور ہم نے تمام

أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ

پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی انکی اطاعت کی جاوے اور اگر جس

إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ

وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اسوقت آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور

لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿٦٤﴾

رسول بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے

● درگذر کا حکم

آپ ان لوگوں سے درگذر فرمائیے، اور اس مرتبہ ان پر گرفت نہ فرمائیے، اور نصیحت فرما دیجئے کہ دوسری مرتبہ ایسا نہ کریں، ورنہ سخت قسم کی گرفت کروں گا۔ یعنی بحکم خداوندی اس رسول کی اطاعت کی جائے اور اس کے حکم پر ناراضگی کا اظہار نہ ہو۔

مسجد ضرار والے اور حاطب جنہوں نے مسجد ضرار بنائی اور آپ کے حکم پر منہ بنایا، اگر یہ توبہ کے لئے حاضر ہو کر اپنے کاموں سے توبہ کرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے معافی کی دعا کرتے، تو حق تعالیٰ توبہ کے بعد انکے گناہوں کو معاف فرما دیتا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

پھر قسم ہے آپکے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ انکے آپس میں جو جھگڑا

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ

واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں

يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾

اور پورے طور پر تسلیم نہ کر لیں۔

کمالِ ایمان کی علامت

آپ کے پروردگار کی قسم ہے یہ لوگ عند اللہ ہرگز ایماندار نہیں ہونگے، تاوقتیکہ یہ لوگ جوان میں باہمی جھگڑے پیش آتے ہیں، آپ سے تصفیہ نہ کرالیں، اور آپکے فیصلہ کے بعد ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے، اور اس فیصلہ کے سامنے گردن نہ جھکا دیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی۔ فَلَا وَرَبِّكَ الخ ائمہ ستہ نے عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری شخص سے حرہ کی زمین کی سیرابی کے بارے میں کچھ جھگڑا ہوا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زبیرؓ اپنی زمین کو اولاً خوب پانی دو، اور پھر پانی اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو، وہ انصاری بولا یا رسول اللہ یہ فیصلہ اس لئے ہے کہ زبیرؓ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ یہ سنکر آپکے چہرۂ انور کا رنگ متبدل ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا زبیر پانی دینے کے بعد روکے رکھو یہاں تک کہ پانی ڈولوں پر سے اُبلنے لگے، اس کے بعد اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑو۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر حضرت زبیرؓ کو پورا حق دے دیا، اور اولاً ایسی چیز کی طرف اشارہ فرمایا تھا، جس میں دونو کے لئے سہولت تھی، زبیرؓ فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیتیں فَلَا وَرَبِّكَ الخ اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

طبرانی نے کبیر میں اور حمیدی نے اپنی مسند میں ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ زبیرؓ کا ایک شخص سے جھگڑا ہوا، وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپؐ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں فیصلہ فرمادیا وہ شخص بولا یہ فیصلہ آپ نے اس لئے کیا ہے کہ زبیرؓ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، اس پر حق تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فَلَا وَرَبِّكَ الخ یعنی قسم ہے آپکے پروردگار کی یہ لوگ ایماندار نہ ہونگے الخ۔

نیز ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب رضؓ سے فرمان خداوندی فَلَا وَرَبِّكَ الخ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت زبیرؓ بن عوام اور حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، دونوں میں ایک پانی کے بارے میں جھگڑا ہوا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے بلند والی زمین کو پانی دیا جائے اسکے بعد نچلی زمین کو۔ اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اسود سے نقل کیا ہے کہ دو شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے، آپؐ نے دونوں کے درمیان فیصلہ فرمادیا، جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا وہ بولا کہ ہم حضرت عمرؓ بن خطابؓ کے پاس فیصلہ لے کر جائیں چنانچہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ تو اس کا ساتھی بولا کہ

میرے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمادیا تھا، مگر یہ بولا کہ عمرؓ کے پاس ہم فیصلہ لے جائیں حضرت عمرؓ نے اس دوسرے شخص سے پوچھا کیا یہی واقعہ ہے اس نے کہا جی ہاں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہرے رہو، میں ابھی آکر تمہارا فیصلہ کردوں گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ان دونوں کے پاس اپنی تلوار سونت کر تشریف لائے اور اس شخص کو جس نے یہ کہا کہ حضرت عمرؓ سے فیصلہ کراؤ، قتل کردیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ الخ۔ یہ روایت مرسل غریب ہے۔ اور اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے، مگر اس روایت کے شواہد موجود ہیں، اسی روایت کو رحیم نے اپنی تفسیر میں عتبہ بن ضمرہ عن ابیہ سے نقل کیا ہے ؛

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ

اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کردیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہوجایا کرو

دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا

تو بجز معدودے چند لوگوں کے اس حکم کو کوئی بھی بجا نہ لاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ انکو نصیحت

مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ لا

کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ لا وَّلَهَدَيْنٰهُمْ

اور اس حالت میں ہم ان کو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم ان کو سیدھا

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ

راستہ بتلادیتے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

بھی ان حضرات کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ط

صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

حُبِّ رسول صلعم

جیسا کہ ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کیا تھا اگر اسی طرح ان لوگوں پر بھی ہم یہ بات فرض کر دیتے، تو مخلص لوگوں کے علاوہ جن کے رئیس ثابت بن قیس بن شماس انصاری ہیں اور کوئی بھی اس کی خوشی کے ساتھ بجا آوری نہ کرتا، اور اگر یہ منافقین توبہ اور اخلاص پر عمل کرتے تو یہ چیز آخرت میں بھی ان کے لئے بہتر ہوتی، اور دنیا میں بھی ان کے ایمان کو اور پختہ کرتی، اور جس چیز کا ان لوگوں کو حکم دیا گیا تھا اگر یہ اس کی بجا آوری کرتے تو جنت میں ہم ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتے اور دنیا میں بھی ایسے دین پر جو حق تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ ہے یعنی دین اسلام پر ان کو پختگی عطا کرتے۔

یہ آیت کریمہ حضرت ثوبان رضہ مولیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و بزرگی کے بیان میں نازل ہوئی کیونکہ ان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت تھی، آپ کا دیدار کئے بغیر ان کو صبر نہیں آسکتا تھا۔ ایک مرتبہ یہ حاضر ہوئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے کا رنگ فق دیکھا، عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلعم مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں آخرت میں آپکے دیدار سے محروم ہو جاؤں۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ جو فرائض میں حق تعالیٰ کی اور سنن میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام اور افضل اصحاب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور شہداء و صالحین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا، اور جنت میں حضرات انبیاء کرام صدیقین اور شہداء، اور صالحین کی معیت یہ منجانب اللہ انعام ہے، اور حق تعالیٰ حضرت ثوبان کی محبت اور جنت میں ان کے مقام کو کافی جاننے والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا۔ الخ ک۔ ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ الخ یعنی اگر ہم لوگوں پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کر لیا کرو الخ نازل ہوئی، تو ثابت بن قیس بن شماس انصاری اور ایک یہودی نے آپس میں فخر کیا یہودی بولا خدا کی قسم حق تعالیٰ نے ہم پر خودکشی فرض کی تو ہم نے خودکشی کر لی، ثابت بولے خدا کی قسم اگر ہم پر حق تعالیٰ خودکشی فرض کرتے تو ہم ایسا کر لیتے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ولو انہم فعلوا الخ اور اگر یہ لوگ جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے الخ نازل ہوئی۔

فرمان الٰہی، وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ الخ طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضہ سے نقل کیا ہے فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اور آپ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اور میں جس وقت گھر میں ہوتا ہوں اور پھر آپکی یاد آتی ہے تو آپ کا دیدار کئے بغیر ہرگز صبر نہیں آتا، اور جس وقت اپنی موت اور آپکے انتقال فرمانے کے بارے میں سوچتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ آپ جس وقت جنت میں تشریف لے جائیں گے، تو آپ انبیاء کرام کے ساتھ درجات عالیہ میں ہونگے اور میں جنت میں جاؤں گا تو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں آپ کا دیدار نہ ہو سکے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تا آنکہ جبریل امین اس آیت کریمہ کو لے کر آپ پر نازل ہوئے۔ اور ابن ابی حاتم نے مسروق سے

نقل کیا ہے، کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک لمحہ کے لئے بھی ہمیں آپ کی جدائی گوارا نہیں، اگر آپ ہم سے پہلے تشریف لے گئے تو آپ درجات عالیہ کی طرف بلائے جائیں گے اور ہم آپ کا دیدار نہیں کر سکیں گے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ومن یطع اللہ والرسول الخ نازل فرمائی، نیز عکرمہ رض سے نقل کیا ہے کہ ایک نوجوان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ دنیا میں تو ہم آپکے دیدار سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں اور آخرت میں آپ کا دیدار نہ کر سکیں گے، کیونکہ آپ جنت میں درجات عالیہ میں ہوں گے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔

اور ابن جریر نے اسی طرح سعید بن جبیب رض، مسروق رض، ربیع، قتادہ رض، سدی رض سے مرسل روایات نقل کی ہیں :

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں　　اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾

اپنی تو احتیاط رکھو پھر متفرق طور پر یا مجتمع طور پر نکلو　اور تمہارے مجمع میں بعضا بعضا

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ

شخص ایسا ہے جو ہٹتا ہے　　پھر اگر تم کو کوئی حادثہ پہنچ گیا تو کہتا ہے کہ بیشک

قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا۔

اِحتیاط کا حکم

ان آیتوں میں حق تعالیٰ جہاد فی سبیل اللہ کی تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے دشمن سے احتیاط رکھو، ایک ایک کر کے مت نکلو، بلکہ متفرق طور پر جماعتوں کی شکل میں یا سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلو، نیز گروہ مسلمین میں عبد اللہ بن ابی منافق جیسا بعضا شخص بھی ہے جس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنا بہت شاق ہے اور وہ تمہاری پریشانیوں کا منتظر رہتا ہے۔ اگر لشکر کو کوئی حادثہ قتل اور شکست وغیرہ کا پیش آجاتا ہے تو عبد اللہ بن ابی کہتا ہے کہ منجانب اللہ مجھ پر بڑا احسان ہوا کہ میں اس لشکر میں شریک نہیں تھا :

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ

اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے تو ایسے طور پر کہ گویا تم میں اور اس میں کوئی تعلق ہی

وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾

نہیں کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی ہوتی

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

تو ہاں اس شخص کو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلہ دنیوی زندگی

بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ

کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جاوے

فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾

یا غالب آجاوے ہم اس کو اجر عظیم دیں گے۔

اجرِ عظیم کے حقدار

اور اگر تم کو فتح و غنیمت مل جاتی ہے تو یہ ابن ابی منافق با ایں طور کہ دین اور محبت کا کوئی تعلق نہیں، مال کے فوت ہونے پر افسوس کر کے کہتا تھا کہ میں ساتھ ہوتا، تو مجھے بہت مال و غنیمت مل جاتی، اگر اس چیز کا شوق ہے تو اطاعت خداوندی میں ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو آخرت کے عوض خرید رکھا ہے جہاد کرے، نیز یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ اس آیت میں مومنین ہی کو کفار سے جہاد کرنے کی مزید تاکید کی گئی ہے، چنانچہ اگلی آیت میں ایسے حضرات کے ثواب کو بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص راہ خدا میں شہید ہو جائے یا وہ غالب آجائے دونوں صورتوں میں ہم جنت میں اسے اجر عظیم دیں گے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ

اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

جن میں کچھ مرد اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ج وَاجْعَلْ لَنَا

ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی دوست

مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ج وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا (۷۵)

کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی حامی کو بھیجئے جو لوگ کہ

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ط وَالَّذِينَ كَفَرُوا

ایماندار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطٰنِ ج

وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيفًا (۷۶) ع

واقع میں شیطانی تدبیر بچر ہوتی ہے

۱۰ ع ۷

نامناسب اعراض

جہاد فی سبیل اللہ سے ان لوگوں کے اعراض کا حق تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں کہ اطاعت خداوندی میں کفار مکہ کے ساتھ کیوں جہاد نہیں کرتے، مکہ مکرمہ میں کمزور لوگ ہیں، یہ دعا کرتے ہیں کہ مکہ والے مشرک و ظالم ہیں یہاں سے ہمیں باہر نکال دے اور ہمارے لئے غیب سے کوئی دوست اور کوئی حامی بھیجدے، چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کیا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے عتاب بن اسید رضؓ کو معین و محافظ بنا دیا۔

صحابۂ کرام راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں، اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی شیطان کی اطاعت و پیروی میں لڑتے ہیں، لہٰذا شیطانی لشکر سے جہاد کرو، کیونکہ شیطانی تدابیر ذلت و رسوائی کی بناء پر لچر ہوتی ہیں چنانچہ بدر کے دن وہ ذلیل و رسوا ہوئے ؂

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نماز کی

وَآتُوا الزَّكٰوةَ ج فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ

کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ج

ان میں سے بعض آدمی لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ سے ڈرنا ہو بلکہ اس سے بھی

وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ج لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى

زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو اور تھوڑی

اَجَلٍ قَرِيْبٍ ط قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ج وَالْاٰخِرَةُ

مدت مہلت دیدی ہوتی آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا متاع محض چند روزہ ہے اور آخرت ہر طرح

خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى قف وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

سے بہتر ہے اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے اور تم پر ذرا برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا۔

تہدید و خوشخبری

یہاں سے حق تعالیٰ جہاد کے شاق گذرنے اور بدر صغریٰ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے کو گراں گذرنے کا تذکرہ فرماتے ہیں، چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رض سعد بن ابی وقاص زہری رض، قدامۃ بن مظعون رض، مقداد بن اسود کندی رض، طلحۃ بن عبید اللہ رض، جب یہ حضرات مکہ مکرمہ میں کفار کی تکالیف سے پریشان ہو رہے تھے تو ان سے کہا گیا تھا کہ ابھی لڑنے سے رکے رہو، کیونکہ مجھے جہاد کا حکم نہیں ہوا، اور پانچوں نمازوں کو اوقات کی پابندی کے ساتھ کمال وضو رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرتے رہو، نیز اپنے مالوں کی زکوٰۃ بھی دیتے رہو۔ اور جب مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ان پر جہاد فی سبیل اللہ فرض ہوگیا تو طلحہ بن عبید اللہ والی جماعت اہل مکہ سے ایسی ڈرنے لگی جیسا کہ کوئی حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا، اور دل میں کہنے لگے پروردگار ابھی جہاد فرض کر دیا موت تک ذرا عافیت اطمینان کے ساتھ رہ لیتے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ دنیاوی منافع آخرت کے اعتبار سے بہت کم ہیں۔ اور آخرت کے منافع اس شخص کے لئے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچے، ہر ایک اعتبار سے بدر جہا بہتر ہیں۔ اور وہاں پر تمہاری نیکیوں میں دھاگے کے برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی، فتیل گٹھلی کے بیچ میں جو لکیر ہوتی ہے، یا یہ کہ انگلیوں کے جوڑوں میں جو میل کی لکیر سی ہو جاتی ہے اس کو کہتے ہیں ⁂

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا الخ۔ امام نسائی اور حاکم نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم جب شرک کرتے تھے تو صاحب عزت تھے، اور جب ہم ایمان لے آئے تو کفار کے ہاتھوں ذلیل ہو گئے، (لہٰذا جہاد کا حکم دیجئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ابھی معاف اور درگذر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اپنی قوم سے مت لڑو، چنانچہ جب حق تعالیٰ نے ان کو مدینہ منورہ منتقل کر دیا، تب جہاد کا حکم دیا۔ تو طبعاً بعض کو دشوار ہوا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا الخ:

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ

تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آ دباوے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو

مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ

اور اگر ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ منجانب اللہ ہو گئی

وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ

اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سبب سے ہے آپ فرما دیجئے

مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ

کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی

حَدِيثًا ﴿٧٨﴾

نہیں نکلتے

موت ناگزیر ہے

اے گروہ مؤمنین اور اے منافقین خواہ تم خشکی میں ہو یا تری میں، سفر میں ہو یا حضر میں اگرچہ بہت مضبوط قلعوں میں کیوں نہ ہو، موت یقیناً آئے گی۔

یہود اور منافقین کہتے تھے، کہ جب سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب مدینہ منورہ آئے ہیں ہمارے پھلوں اور کھیتیوں میں کمی ہو رہی ہے، حق تعالیٰ ان کا قول نقل کر کے انکی تردید فرماتے ہیں۔ یعنی اگر منافقین اور یہودیوں کو فراخی اور پیداوار اور بارش کی کثرت نظر آتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہے، کیونکہ حق تعالیٰ ہمارے اندر نیکی دیکھتا ہے، اور اگر قحط اور نرخ وغیرہ میں گرانی ہوتی ہے تو العیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے شگون لیتے ہوئے ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں اور منافقین سے فرما دیجئے کہ فراخی اور تنگی یہ سب منجانب اللہ ہے ان کو کیا ہوا کہ یہ بات بھی نہیں سمجھتے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو جو کچھ فراخی پیداوار کی کثرت اور نرخ میں کمی پیش آتی ہے یہ سب حق تعالیٰ کے انعامات ہیں ٭

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ

اے انسان تجھ کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی

سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط

پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾

اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں

آزمائش

اس مقام پر مخاطب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مگر مراد تمام انسان ہیں، اور جب آپ کو قحط سالی اور تنگی اور نرخ کی گرانی سے سابقہ پڑتا ہے، یہ آپ کے نفس کی پاکیزگی پر ہے کہ اس کے ذریعہ نفس کو پاک کیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ فتح و غنیمت جس وقت پیش آتی ہے، تو یہ حق تعالیٰ کا انعام ہے اور ہزیمت اور قتل وغیرہ یہ اپنی غلطیوں اور مورچہ کو چھوڑنے کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسا کہ احد کے دن صحابۂ کرام رض نے مورچہ چھوڑ دیا تھا اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں، کہ نیکی کا جو کام ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کی توفیق اور مدد کی وجہ سے ہوتا ہے، اور برائی نفس کی دناءت اور ذلت کی وجہ سے ہوتی ہے، اور آپ تمام جن و انس کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اور حق تعالیٰ ان منافقین کے مقالہ پر کہ خیر منجانب اللہ اور العیاذ باللہ برائی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض کی طرف سے ہے، گواہ کافی ہیں، یا یہ یہودی کہتے تھے کہ اپنے رسول ہونے پر کوئی گواہ لاؤ، اس کے بارے میں حق تعالیٰ یہ فرماتے ہیں ٭

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے

اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز فَاِذَا بَرَزُوْا

آپ کو ان کا نگراں کر کے نہیں بھیجا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے پھر جب

مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ؕ وَاللّٰهُ

آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت مشورے کرتی ہے ان میں کی ایک جماعت برخلاف

يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اس کے جو کچھ زبان سے کہہ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کیا کرتے ہیں سو آپ

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ

انکی طرف التفات نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں تو کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے۔

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے

اطاعتِ رسول اطاعتِ خدا

اور جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ الخ۔ یعنی ہم نے ہر ایک رسول کو اسی لئے بھیجا ہے کہ بحکم الٰہی اسکی اطاعت کی جائے، تو عبد اللہ بن ابی منافق نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم خدا کو چھوڑ کر ان کی اطاعت کریں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس نے احکام میں رسول کی اطاعت کی تو اس نے حق تعالیٰ کی اطاعت کی، کیونکہ رسول بغیر حکم الٰہی کے کسی چیز کا حکم نہیں کرتے۔ اور یہ منافقین کی جماعت کہتی ہے کہ ہمارا کام آپکی اطاعت کرنا ہے، لہٰذا جو چاہو ہم کو حکم دو، اور جب یہ منافق آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں، تو انکی جماعت جو کہتی ہے اس میں تبدیلی کر لیتی ہے۔ لہذا آپ ان سے کنارہ کش رہیئے اور ان کے مشوروں میں حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے، حق تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا، اور ان کا مناسب طریقہ پر دفعیہ کر دے گا۔

کیا یہ لوگ قرآن کریم میں غور نہیں کرتے کہ بعض احکام بعض کے مشابہ ہیں، اور بعض بعض کی تصدیق کرتے ہیں، اور جن باتوں کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور اگر یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو بکثرت اس میں تفاوت ہوتا، اور بعض احکام کا بعض کے ساتھ کوئی تناسب نہ ہوتا :

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ

اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ

اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اور حوالہ رکھتے تو

الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ

فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کو بجز آپکے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں اور مسلمانوں کو

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا

ترغیب دیدیجئے اللہ تعالٰی سے امید ہے کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دیں گے اور اللہ تعالٰی

وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

زور جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دیتے ہیں۔

منافقین کا حال

اور ان منافقین کی خیانت اور بد دیانتی کی یہ حالت ہے کہ جب کسی لشکر کی کامیابی اور غنیمت ملنے کی ان کو اطلاع ملتی ہے تو حسد میں اس کو چھپا لیتے ہیں، اور اگر لشکر کے بارے میں کسی پریشانی مثلاً شکست کھا جانے وغیرہ کی خبر ان کو پہنچتی ہے، تو سب جگہ اس کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور اگر یہ اس لشکر کی خبر کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیرہ کے حوالہ کر دیتے، جو ایسے امور کو سمجھتے ہیں، تو اس خبر کے غلط و صحیح ہونے کو وہ حضرات پہچان ہی لیتے جو ان میں ان امور کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں، تو پھر صحیح خبر ان لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتی، اور اگر منجانب اللہ یہ عصمت و توفیق نہ ہوتی تو بجز قلیل لوگوں کے سب ہی اس فتنہ میں گرفتار ہو جاتے۔

اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ تو بدر صغریٰ کی طرف حق تعالٰی کی راہ میں جہاد کے لئے روانہ ہو جائیے، اور آپ کو بجز اپنے ذاتی فعل کے دوسرے کے فعل کا کوئی حکم نہیں، اور آپ جہاد پر روانہ ہونے کی ترغیب بھی کر دیجئے حق تعالٰی کی جانب سے قوی امید ہے کہ وہ کفار مکہ زور جنگ کو روک دیں گے، اور حق تعالٰی بہت سخت سزا دیتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی واذا جاءہم الخ امام مسلم نے حضرت عمر فاروق رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمالی، تو میں مسجد نبوی میں گیا، وہاں صحابہ کرامؓ کو دیکھا کہ وہ کنکریوں سے کھیل رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہراتؓ کو طلاق دے دی، چنانچہ میں نے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بہت بلند آواز سے کہا کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی، اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اذا جاءہم الخ اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہو، خواہ امن ہو یا خوف تو اسے مشہور کر دیتے ہیں، فرماتے ہیں میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اس راز کو پہچانا ؞

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ج

جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرے

وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ط

اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ

قدرت رکھنے والے ہیں اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر)

فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى

سلام کرے تو تم اس سلام سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو بلاشبہ

كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حساب لیں گے۔

جیسا بوؤگے ویسا کاٹوگے

اور مومنین جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور کفار جیسا کہ ابوجہل ان میں سے ہر ایک کا مقام کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص توحید کا قائل ہو اور دو آدمیوں میں صلح کرائے تو اسے اس نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص شرک کرے اور اس کا مقصود بھی غلط ہو اسے اس کا گناہ ملے گا، اور حق تعالیٰ ہر ایک نیکی و برائی کا بدلہ دینے پر یا یہ کہ ہر ایک چیز کو روزی دینے پر قادر ہے۔

اور جس وقت تمہارے دین و مذہب والا تم کو سنّت کے مطابق سلام کرے، تو اس سے بہترین اور عمدہ الفاظ میں اس کو سلام کا جواب دے دو، اور جب کوئی غیر مذہب والا سلام کرے، تو ان ہی الفاظ میں اس کو سلام کا جواب دے دو۔ سلام اور اس کے جواب پر جزا دی جائے گی۔ یہ آیت کریمہ ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو سلام کرنے میں بخل کرتے تھے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کریں گے قیامت کے دن

لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع

میں ان میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی پھر تم کو

فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ

کیا ہوا کہ ان منافقوں کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾

گمراہی میں ڈال رکھا اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں اسکے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے۔

قیامت کا ظہور

حق تعالیٰ قیامت کے دن جس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں میدان حشر میں سب کو جمع کریں گے۔ منافقین میں سے دس آدمیوں کی جماعت دین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلی گئی، اس کے بارے جو اختلاف رائے ہوا اسکے متعلق حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

مسلمانو؟ تم ان مرتدین کے باب میں دو گروہ کیوں ہو گئے، ایک گروہ تو ان کے اموال اور خون کو حلال سمجھتا ہے، اور دوسرا گروہ اس کو حرام کہتا ہے، حالانکہ حق تعالیٰ نے ان کو ان کے نفاق اور خباثت نیت کی وجہ سے کفر کی طرف الٹا پھیر دیا ہے۔ کیا تم ایسے گمراہوں کو دین الٰہی کی طرف ہدایت کرنا چاہتے ہو جس کو حق تعالیٰ گمراہ کر دے اس کو نہ پھر کوئی دین ملتا ہے اور نہ کوئی دلیل۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی فما لکم فی المنافقین الخ امام بخاری ومسلم وغیرہ نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے لئے تشریف لے گئے، کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ روانہ ہوتے تھے، وہ لوٹ گئے تو ان لوٹنے والوں کے بارے میں صحابۂ کرام کی دو جماعتیں ہو گئیں، ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم ان کو قتل کریں گے، اور دوسری جماعت ان کے قتل کی منکر تھی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی پھر تم کو کیا ہوا، کہ ان منافقین کے بارے میں تم دو گروہ ہو گئے۔

ک۔ سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے سعد بن معاذ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضہ کے درمیان خطبہ دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے ایذا دیتا ہے اس کی کون سرکوبی کرے گا، یہ سنکر حضرت سعد بن معاذ رضہ کھڑے ہوتے اور عرض کیا کہ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے، اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہوگا تو آپ حکم دیں ہم آپکی اطاعت کریں گے، یہ سنکر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے، اور بولے ابن معاذ رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کیا باتیں کر رہے ہو، میں نے پہچان لیا جو تمہارا منشار ہے، پھر اسید بن حضیر کھڑے ہوئے۔ اور بولے ابن عبادہ رضہ تم منافق ہو، اور منافقین سے محبت رکھتے ہو۔ اس کے بعد محمد بن سلمہ رضہ نے کھڑے ہو کر کہا، لوگو! خاموش ہو جاؤ، ہمارے اندر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں آپ جیسا ہمیں حکم دیں گے، ہم اس کی اطاعت کریں گے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ فما لکم فی الخ نازل فرمائی۔ اور امام احمد نے عبدالرحمٰن بن عوف رضہ سے نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں عرب کی ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا، ان کو مدینہ منورہ کی آب ہوا سے بخار چڑھ گیا، وہ بیعت توڑ کر مدینہ منورہ سے چلے گئے، صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے انکا تعاقب کیا اور ان سے لوٹنے کا سبب دریافت کیا، وہ بولے ہمیں مدینہ منورہ کی وباء لگ گئی ہے، صحابۂ کرام نے فرمایا کیا تمہارے لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت میں بہترین نمونہ موجود نہیں، غرضکہ ان لوگوں کے بارے میں کچھ حضرات نے کہا کہ یہ منافق ہو گئے اور کچھ بولے کہ یہ منافق نہیں ہوئے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ کیا وجہ ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔ اس روایت کی سند میں تدلیس اور انقطاع ہے۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا

وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ

مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

سو ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ ص

اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور نہ ان میں سے

وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿٨٩﴾ لا إِلَّا الَّذِينَ

کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ

يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ

ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس

حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ط

اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ج فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ

فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لا فَمَا جَعَلَ اللَّهُ

تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے

لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾

تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی

منافقین کی تمنا

وہ منافق تو اس تمنا میں ہیں کہ تم بھی انکے ساتھ شرک میں شریک ہو جاؤ ان سے دین اور مدد میں کوئی دوستی مت کرنا، تاوقتیکہ وہ دوبارہ ایمان نہ لے آئیں اور راہِ خدا میں ہجرت نہ کریں ۞

اور اگر وہ ایمان اور ہجرت سے اعراض کریں، تو حل و حرم میں ان کو پکڑو، اور قتل کرو، اور ان کو دوست اور مددگار مت بناؤ، مگر ان دس منافقین میں سے جو ہلال بن عویمر اسلمی کی قوم کے ساتھ جا ملے ہیں، کہ جن سے عہد و صلح ہے، یا ہلال بن عویمر کی قوم تمہارے پاس ایسی حالت میں آئے کہ ان کا دل عہد کی بناء پر تم سے اور اپنی قوم سے قرابت کی وجہ سے لڑنے سے منقبض ہو۔

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فتح مکہ کے دن ہلال بن عویمر کی قوم کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ اپنی قوم کے ساتھ تم سے لڑتے۔ اور اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں، اور فتح مکہ کے دن اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں اور تم سے صلح اور سلامت روی رکھیں۔ تو پھر ایسی حالت میں ان کو قتل و قید کرنے کی تم کو کوئی اجازت نہیں،

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

بعضے ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم

كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ

سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی ان کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس پر جا گرتے ہیں سو یہ لوگ

وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ

اگر تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ

اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع

دی ہے

ع ۱۲ / ۹

اجازتِ قتل

اور قوم ہلال، غطفان اور اسد کے علاوہ ایسے بھی لوگ ہیں کہ وہ تم سے بھی تمہارے حامی بن کر جان و مال کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، اور اپنی قوم سے بھی کفر کا اظہار کر کے مگر جب ان لوگوں کو شرک اور کسی شرارت کی طرف بلایا جاتا ہے تو فوراً اس میں شریک ہو جاتے ہیں سو اگر یہ لوگ فتح مکہ کے دن تم سے نہ کنارہ کش ہوں، اور نہ صلح کو باقی رکھیں اور نہ تمہارے قتال سے اپنے ہاتھوں کو روکیں۔ تو ان کو حل و حرم ہر جگہ قید کر دو اور قتل کر دو اور ایسے لوگوں کے قتل کے لئے ہم نے تم کو صاف حجت دی ہے ؛

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ

اور کسی مؤمن کی شان نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو قتل کرے لیکن غلطی سے اور جو شخص کسی

مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى

مؤمن کو غلطی سے قتل کردے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے جو

اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ

اس کے خاندان والوں کو حوالہ کردی جائے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کردیں اور اگر وہ ایسی قوم سے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ

ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مؤمن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ

قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کردی جائے

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ

اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں

تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تو بڑے علم اور حکمت والے ہیں

قتل مؤمن سے احتراز

عیاش بن ابی ربیعہ مؤمن کو حارث بن زید مؤمن کا قتل کرنا جائز نہیں، اور اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو قاتل پر لوجہ اللہ ایک مسلمان غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے، اور مقتول کے وارثوں کو پورا خونبہا بھی دینا واجب ہے، مگر یہ کہ اولیاء مقتول معاف کردیں، اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم سے ہو تو قاتل پر صرف غلام کا آزاد کرنا واجب اور حارث بن زیدؓ کی قوم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشمن تھی، اور اگر مقتول کی قوم معاہدہ وصلح والی ہو، تو مقتول کے وارثوں کو پوری دیت دینا بھی اور ایک مؤمنہ باندی یا غلام کا آزاد کرنا بھی واجب ہے۔

اور جس کو آزاد کرنے کو نہ ملے تو وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے کہ ایک دن کا روزہ بھی درمیان میں نہ چھوڑے، یہ غلطی سے قتل کرنے والے کی منجانب اللہ توبہ ہے، اللہ قتل کی سزا متعین کرنے میں حکمت والا ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ الخ ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ حارث بن یزید

بنی عامر بن لوی سے تھے، یہ ابو جہل کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ کو سخت تکالیف دیا کرتے تھے، پھر حارث بن یزید ہجرت کرکے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے مقام حرہ میں انکو عیاش ملے، انہوں نے ان کو تلوار سے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کافر ہیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ بیان کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور کسی مؤمن کی شان نہیں کہ وہ مؤمن کو قتل کرے لیکن غلطی سے۔

فرمانِ الٰہی۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الخ ابن جریر نے بواسطہ ابن جریج عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نے مقیس بن صبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیت دیدی، اسکے بعد اس نے اپنے بھائی کے قاتل (کے بجائے کسی اور) کو قتل کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کو حل وحرم میں سے کسی مقام پر بھی امن نہیں دوں گا، چنانچہ فتح مکہ کے دن اس کو قتل کر دیا گیا، ابن جریج رحؒ فرماتے ہیں کہ اسی کے بارے میں آیت کریمہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الخ نازل ہوئی ہے ؛

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

میں رہنا اور اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت سے دور کردینگے اور اسکے لئے بڑی سزا کا سامان کرینگے

غصہ ولعنت کے قابل

یہ آیت مقیس بن صبابہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے اپنے بھائی ہشام بن صبابہ کی دیت وصول کرنے کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قاصد فہری شخص کو قتل کر دیا تھا، اور اس کے بعد دین اسلام سے مرتد ہوکر مکہ مکرمہ چلا گیا، اس پر دیت وصول کرنے کے بعد اپنے بھائی کے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرنے پر حق تعالیٰ کا غصہ اور لعنت ہے، اور اس دلیری اور شرک پر زبردست عذاب ہے ؛

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا

اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کرکے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ

تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں

عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط

کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ط

پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

چھان بین کی ضرورت

یہ آیت اسامۃ بن زید رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے لڑائی میں مرداس بن نہیک فزاری کو کافر سمجھ کر مار دیا تھا۔ اور یہ مومن تھے، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے، کہ جہاد میں جانے پر تحقیق کر لیا کرو تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون مومن ہے، اور کون کافر، اور جو تمہارے سامنے کلمہ طیبہ پڑھ لیا کرے، یا جہاد میں مسلمانوں کے طرز پر سلام کر لیا کرے تو اسے کافر سمجھ کر قتل مت کرو، کہ مال غنیمت مل جائے۔

قتل کے یہاں ایسے شخص کے لئے جو کسی مسلمان کے قتل سے کنارہ کش ہو، بہت بڑا ثواب ہے۔ ہجرت سے قبل تم بھی ایک زمانہ میں اپنی قوم میں مسلمانوں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کلمہ طیبہ پڑھ کر امن لیا کرتے تھے۔ پھر ہجرت کے ذریعہ حق تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، لہٰذا مسلمانوں کے قتل نہ کرنے پر جمے رہو، اور اپنی حالت سابقہ پر غور کرو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ الخ۔ امام بخاری، ترمذی، اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، بنی سلیم کے ایک آدمی کا گذر صحابۂ کرام کی جماعت پر سے ہوا، اور وہ اپنی بکریاں لے کر جا رہا تھا، اس نے صحابۂ کرام کو سلام کیا، صحابۂ رضؓ نے کہا اس نے اس لئے سلام کیا ہے، تاکہ ہم اس سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کریں، چنانچہ صحابۂ کرام رضؓ نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا، اور اس کی بکریاں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، کہ ایمان والو! جب تم جہاد کے لئے روانہ ہو الخ۔ اور بزار نے ابن عباس رضؓ سے دوسرے طریقہ سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا، اس میں مقداد بھی تھے، جب یہ لوگ کافروں کی قوم کے پاس آئے، تو وہ سب متفرق ہو گئے۔ اور ایک آدمی باقی رہ گیا، جس کے پاس بہت مال تھا وہ صحابۂ کرام رضؓ کو دیکھ کر کہنے لگا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، مقداد نے اس کو قتل کر دیا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ قیامت کے روز کل کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے مقابلہ میں کیا جواب دو گے، اور حق تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرمائی۔

اور امام احمد اور طبرانی وغیرہ نے عبد اللہ بن ابی الدرداء اسلمی رض سے روایت نقل کی ہے، کہ ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک جماعت میں بھیجا۔ جس میں ابو قتادہ اور محلم بن جثامہ بھی تھے، ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی گزرے، انہوں نے ہم کو سلام کیا، محلم نے ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سے آپ کو مطلع کیا تو ہمارے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ الخ

ابن جریر نے ابن عمر رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور ثعلبی نے بواسطہ کلبی، ابو صالح، ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، کہ مقتول کا نام مرداس بن نہیک تھا، اور یہ اہل فدک میں سے تھے، اور قاتل کا نام اسامۃ بن زید رض تھا، اور اس لشکر کے امیر غالب بن فضالۃ تھے، کیونکہ مرداس رض کی قوم جب شکست کھا گئی تو صرف مرداس باقی رہ گئے۔ اور یہ اپنی بکریوں کو ایک پہاڑ پر سے لے جا رہے تھے جب صحابہ کرام رضوان کے پاس پہنچے تو انہوں نے کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا السلام علیکم مگر اسامۃ بن زید نے غلط فہمی سے ان کو قتل کر دیا، جب صحابہ کرام رض مدینہ منورہ آئے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز ابن جریر نے سدی اور عبد نے قتادہ کے واسطہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ ابن لھیعہ، ابو الزبیر، جابر رض سے روایت نقل کی ہے کہ آیت ولا تقولوا الخ یعنی جو اطاعت ظاہر کرے اسے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مومن نہیں، مرداس رض کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ روایت شاہد حسن ہے، ابن مندہ نے جزء بن حدرجان رض سے نقل کیا ہے کہ میرے بھائی قداد رض یمن سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، راستہ میں انھیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک لشکر سے سابقہ ہوا، انہوں نے لشکر سے کہا کہ میں مسلمان ہوں، مگر لشکر نے اس چیز کو تسلیم نہیں کیا، اور ان کو قتل کر دیا۔ مجھے اس چیز کی اطلاع ملی میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فوراً روانہ ہوا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا الخ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرے بھائی کی دیت دی ؀

لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ

برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ

وَالْمُجٰہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ ط

لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں

دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ

بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے

الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (۹۵) دَرَجٰتٍ

مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے

مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۹۶) ع

جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے رحمت والے ہیں

مجاہدین کا مقام

یہاں سے حق تعالیٰ مجاہدین کے ثواب کو بیان کر رہے ہیں۔ یعنی معذورین جن کو تنگی اور ضعف بدن اور ضعف بصر کی شکایت ہو، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللہ بن جحش اسدی انکے علاوہ اور حضرات ان لوگوں کے برابر نہیں جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں۔ اور مجاہدین اور قاعدین ہر ایک کو ایمان پر جنت ملے گی، مگر مجاہدین کو بغیر عذر کے جہاد نہ کرنے والوں پر جنت میں بہت بلند مرتبہ ملے گا اور ان کو ثواب و مغفرت کے عظیم الشان درجات ملیں گے، اور جو جہاد کے لئے روانہ ہو، اور نہ روانہ ہونے پر حق تعالیٰ سے توبہ کرے اور اسی حالت میں انتقال کر جائے، تو حق تعالیٰ غفور و رحیم ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

شان نزول: لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ الخ امام بخاری رحمہ نے براء بن عازب رض سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فلاں کو بلاؤ۔ چنانچہ وہ آئے اور ان کے ساتھ دوات، تختی اور قلم تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ آیت لکھو لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابن ام مکتوم موجود تھے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں تو پھر غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ الخ کا لفظ بھی نازل ہو گیا۔

نیز امام بخاری رحمہ نے زید بن ثابت رض سے اور طبرانی نے زید بن ارقم سے اور ابن حبان نے فلتان بن عاصم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور امام ترمذیؒ نے ابن عباس رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، مگر اس میں اتنی زیادتی ہے کہ عبداللہ بن جحش رض اور ابن ام مکتوم نے عرض کیا کہ ہم دونوں نابینا ہیں۔ اور ابن جریر نے بہت طریقوں سے اسی طرح مرسل روایتیں نقل کی ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ

بیشک جب ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں جنہوں نے اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا

كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ

تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم سرزمین میں محض مغلوب تھے

تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ

وہ کہتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترک وطن کر کے اس میں چلا جانا چاہیئے تھا سوان

مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ

لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جانے کے لئے وہ بُری جگہ ہے لیکن جو مرد اور عورتیں اور

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً

بچے قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور راستہ سے واقف

وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن

ہیں سو ان کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں اور

يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾

اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے مغفرت کرنے والے ہیں

اِرتداد کا وبال

پچاس آدمی مکہ مکرمہ میں اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، وہ غزوہ بدر میں کفار کے ساتھ آئے، اور سب کے سب مارے گئے، ان کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی بدر کے دن جب فرشتے جان قبض کرتے ہیں، تو فرشتے اس قبض کے وقت ان سے کہتے ہیں کہ تم مکہ مکرمہ میں کیا کرتے تھے، وہ جواباً کہتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھوں ذلیل تھے۔ فرشتے ان سے کہتے ہیں تو کیا مدینہ منورہ کی سرزمین امن والی نہیں تھی کہ تم اس سرزمین میں ہجرت کر کے چلے جاتے، اُن لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ البتہ کمزور بچے، بوڑھے اور عورتیں جو کہ ہجرت پر قادر نہ ہوں، نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں، اور نہ ہی راستہ سے واقف ہوں۔ امید ہے کہ حق تعالیٰ جو ان سے غلطی ہوئی اور انہوں نے توبہ کی اس کو معاف فرما دیں ؎

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی، اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الخ۔ امام بخاری نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ مسلمانوں میں سے مشرکین کے ساتھ مل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکین کی جماعت بڑھاتے تھے چنانچہ (غزوۂ بدر میں) جب ان لوگوں میں سے کوئی تیر مارتا تو وہ ان ہی کے لگ جاتا جس کی وجہ سے وہ مرجاتا، یا اور کوئی تیر لگ جاتا جس کی بناء پر وہ ختم ہوجاتا تھا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الخ بیشک جب ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں الخ اور ابن مردویہ نے اپنی روایت میں ان لوگوں کے نام بھی نقل کئے ہیں، کہ یہ لوگ قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوقیس ابن فاکہ، ولید بن عتبہ، عمرو بن امیہ، علی بن امیہ تھے، اور ان لوگوں کے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ جب یہ لوگ غزوۂ بدر کی طرف روانہ ہوئے، اور مسلمانوں کی قلت کو دیکھا تو ان کے دلوں میں شک پیدا ہوگیا، اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو اپنے دین کے بارے میں دھوکہ ہوگیا ہے، چنانچہ یہ سب بدر کے دن مارے گئے۔

اور ابن ابی حاتم نے حارث بن زمعہ اور عاص بن منبہ کا نام اور نقل کیا ہے، اور طبرانی نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ مکہ کے کچھ لوگ اسلام لے آئے تھے، جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ان لوگوں کو ہجرت کرنا شاق ہوئی، اور یہ لوگ ڈرے، ان کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الخ اور ابن منذر اور ابن جریر نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، کہ مکہ والوں میں سے کچھ لوگ اسلام لے آئے تھے مگر وہ اسلام کو ہلکا سمجھتے تھے، غزوۂ بدر میں مشرکین ان کو اپنے ساتھ لے آئے۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے بعض مارے گئے، صحابۂ کرام نے دیکھ کر کہا یہ لوگ تو مسلمان تھے، اور ان کو ایک گرانی ہوئی، چنانچہ صحابۂ کرام رض نے انکے لئے دعائے مغفرت کی، اس پر یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الخ نازل ہوئی، مکہ مکرمہ میں ایسے لوگوں میں سے جو باقی رہ گئے تھے، ان کے پاس یہ آیت لکھ کر روانہ کردی گئی۔

اور یہ کہ اب ان کا کوئی عذر قابل قبول نہیں، چنانچہ یہ لوگ وہاں سے نکلے، پھر ان کو مشرکین نے پکڑ لیا۔ اور ان کو فتنہ میں مبتلا کیا، یہ پھر لوٹ گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ۔ مسلمانوں نے یہ آیت بھی ان کے پاس لکھ کر روانہ کردی جس سے وہ غمگین ہوئے، اس کے بعد ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا الخ یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ بھی مسلمانوں نے ان کے پاس لکھ کر روانہ کردی، چنانچہ وہ مکہ سے نکلے، پھر ان کو پکڑ لیا، تو جو بچا اس نے نجات حاصل کی، اور جس کو قتل ہونا تھا وہ قتل ہوگیا، ابن جریر نے بہت سے طریقوں سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کریگا تو اس کو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی

كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى

اور بہت گنجائش — اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کر کھڑا ہو کہ اللہ

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ

اور رسول کی طرف ہجرت کروں گا، پھر اس کو موت آپکڑے تب بھی اس کا ثواب

عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع

ثابت ہوگیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں

ع ۱۴

ہجرت کی فضیلت

اطاعت خداوندی میں ہجرت پر مدینہ منورہ کی زمین میں اظہار دین اور معیشت کے لئے بہت گنجائش ملے گی۔ یہ آیت کریمہ اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی، جندع بن ضمرہ رضؓ بہت بوڑھے تھے، یہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لئے روانہ ہوئے، راستہ میں مقام تنعیم پر انتقال فرماگئے، ان کو ثواب مہاجرین کے برابر ملا، اور ان کی موت تو بغوں والی ہوئی، اور ان کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

جو مکہ مکرمہ سے اطاعت خداوندی میں مدینہ منورہ رسول خدا کی طرف ہجرت کرتا ہے، اور تنعیم میں موت آگھیر لیتی ہے انکی ہجرت کا ثواب واجب ہو گیا، ان سے زمانۂ شرک میں جو گناہ سرزد ہوئے، اور زمانۂ اسلام میں جن امور کی تکمیل نہیں ہوئی، حق تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ الخ ابن ابی حاتم اور ابو یعلیٰ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ سمرۃ بن جندب رضؓ اپنے گھر سے ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے سوار کرادو اور مشرکین کی زمین سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کردو، مگر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے سے قبل ہی راستہ میں انتقال فرماگئے، ان کی شان میں بذریعہ وحی آپؐ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، کہ جو اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہجرت کروں گا الخ

نیز ابن ابی حاتم نے بواسطہ سعید بن جبیر رضؓ ابو ضمرہ زرقی سے نقل کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ راستہ سے واقف ہوں الخ تو ابو ضمرہ فرماتے ہیں کہ میں مالدار بھی تھا اور صاحب تدبیر بھی، چنانچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تیاری کی، مگر مقام تنعیم میں ان کو موت نے آگھیرا، ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَنْ يَّخْرُجْ الخ۔

اور ابن جریر نے یہ روایت اسی طرح سعید بن جبیر رضؓ، عکرمہ رحؒ، قتادہ، ضحاک اور سدی سے نقل کی ہے۔

بعض روایتوں میں ان کا نام ضمرۃ بن العیص یا عیص بن ضمرہ اور بعض میں جندب بن ضمرہ الجدعی، اور بعض میں ضمری، اور بعض میں بنی ضمرہ کے ایک شخص اور بعض میں بنی خزاعہ کے ایک شخص اور بعض میں بنی لیث کے ایک شخص اور بعض روایتوں میں بنی بکر کے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔

اور ابن سعد نے طبقات میں یزید بن عبداللہ بن قسیط رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جندع بن ضمرہ ضمری مکہ مکرمہ میں تھے، اچانک بیمار ہوئے تو اپنی اولاد سے فرمایا کہ مجھے مکہ مکرمہ سے نکال دو، مجھے اس چیز کے غم نے ختم کردیا ہے، اولاد نے عرض کیا کس مقام پر آپ جانا چاہتے ہیں۔ حضرت جندع بن ضمرہ نے اپنے ہاتھ سے ہجرت کے ارادہ سے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کیا، چنانچہ ان کی اولاد ان کو لے کر روانہ ہوئی، جب بنی غفار کے پڑاؤ کے پاس پہنچے تو انتقال فرما گئے، حق تعالیٰ نے ان کی فضیلت اور شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ ۔ الخ۔

ک۔ نیز ابن ابی حاتم، ابن مندہ اور ماوردی نے صحابہ کرام رضؓ کے بیان میں ہشام بن عروہ بواسطہ والد روایت نقل کی ہے کہ زبیر بن عوام رضؓ نے فرمایا کہ خالد بن حزام نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی، ان کو راستہ میں سانپ نے ڈس لیا، جس کی وجہ سے وہ انتقال فرما گئے، ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ الخ۔

اور اموی نے مغازی میں عبدالملک بن عمیر رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ اکثم بن صیفی کو جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اطلاع ملی تو آپکی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا، تو آپکی قوم نے آپ کو روک دیا، چنانچہ انہوں نے کہا ایسا شخص میرے پاس آئے جو میری صورت حال سے جاکر حضور صلعم کو مطلع کردے اور آپکی باتوں کی مجھے آکر اطلاع کردے۔ ان کے اس کہنے پر دو شخصوں نے اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا، چنانچہ یہ دونوں شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں، وہ آپکے بارے میں تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کون ہیں کہاں سے تشریف لائے، اور کیا احکامات آپ لے کر آئے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ محمد بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں، اور میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، پھر آپؐ نے ان کے سامنے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ چنانچہ یہ دونوں شخص اکثم رضؓ کے پاس آئے، اور تمام باتوں سے ان کو مطلع کیا، اکثم رضؓ نے فرمایا، اے قوم آپؐ مکارم اخلاق کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں، لہٰذا تم اس چیز کے قبول کرنے میں سبقت حاصل کرکے سردار بن جاؤ، اور اس چیز کو تسلیم نہ کرکے ذلیل و خوار مت بنو، چنانچہ حضرت اکثم رضؓ اپنے اونٹ پر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے مگر راستہ ہی میں انتقال فرما گئے، ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ الخ۔ یہ حدیث مرسل ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

اور حاکم نے معمرین کی کتاب میں دو طریقوں سے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے، کہ ان سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی ان سے پوچھا گیا تو لیثی کون ہیں، ابن عباس رضؓ نے فرمایا، صیفی لیثی سے ایک زمانہ پہلے ہیں، اور یہ آیت کریمہ خاص اور عام ہے

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ

تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے

يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ

بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں

عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾

نماز میں قصر سفر کی حالت میں رُباعی نماز میں قصر کر دینے میں کوئی گناہ نہ سمجھو، اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ نماز کی حالت میں کفار تم کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہ صریح دشمن ہیں، تو اس طرح خوف کی نماز پڑھو۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمانِ الٰہی وَاِذَا ضَرَبْتُمْ الخ ابن جریر نے حضرت علی رضؓ سے نقل کیا ہے کہ بنی نجار نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم زمین میں سفر کرنے کی حالت میں کس طرح نماز پڑھیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَاِذَا ضَرَبْتُمْ الخ۔ یعنی جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو۔ اس کے بعد وحی بند ہوگئی، پھر جب ایک سال کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا، اور ظہر کی نماز پڑھی، تو مشرکین نے کہا کہ اس وقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں پر پشت کی طرف سے حملہ کرنے کا موقعہ ہے، تو پھر کیوں نہ زبردست قسم کا حملہ کر ڈالیں، تو ان میں سے کسی نے کہا کہ ان لوگوں کی اتنی جماعت ان کی حفاظت میں کھڑی ہے۔

اس پر دونوں نمازوں کے درمیان حق تعالیٰ نے اِنْ خِفْتُمْ سے لے کر عَذَابًا مُّهِيْنًا تک یہ آیتیں نازل فرمائیں، چنانچہ اس وقت نماز خوف کا حکم نازل ہوگیا۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ

اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو

مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا

یوں چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور وہ لوگ ہتھیار

فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى

لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جاویں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی

لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَھُمْ ۚ

نماز نہیں پڑھی آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

ہتھیار لے لیں۔ کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

تو تم پر یکبارگی حملہ کر بیٹھیں اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو

اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ

یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو

تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ

اور اپنا بچاؤ لے لو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۱۰۲

سزا اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے

صلوٰۃ الخوف

لہٰذا جب آپؐ تشریف فرما ہوں تو پھر آپ ہی انکی امامت فرمائیں۔ اور نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر فرمائیں، اور یہ آپ کے ساتھ تکبیر کہیں گے لہٰذا اس وقت لشکر کی دو جماعتیں ہو جائیں) ایک جماعت تو آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے، اور دوسرا گروہ دشمن کی نگرانی کے لئے کھڑا ہو جائے، اور اب یہ جماعت نگرانی کے لئے چلی جائے اور جو جماعت دشمن کے

مقابلہ پر کھڑی ہے، جس نے آپ کے ساتھ پہلی رکعت نہیں پڑھی وہ اب آکر دوسری رکعت پڑھ لے، اور دشمن سے بچاؤ کے لئے اپنے ہتھیار بھی رکھیں ۔ بنی انمار تو یہ چاہتے ہیں کہ ذرا تم اپنے ہتھیار وغیرہ سے غافل ہو تو تم پر نماز کی حالت میں یکبارگی حملہ کر دیں، اور بارش کی شدت اور زخموں وغیرہ کی حالت میں ہتھیار وغیرہ اتار کر رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، باقی اپنے دشمن سے بچاؤ رکھو، بنی انمار کے لئے ذلیل کر دینے والا یا یہ کہ سخت ترین عذاب ہے ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور امام احمد اور حاکم نے صحت کے ساتھ اور بیہقی نے دلائل میں ابن عیاش زرقی سے نقل کیا ہے کہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عسفان میں تھے، سامنے سے مشرک آئے جن کے خالد بن ولید امیر تھے، اور مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، تو مشرک کہنے لگے کہ یہ ایسی حالت پر ہیں کہ ہم ان سب کو ختم کر سکتے ہیں، پھر وہ خود بولے کہ اب انکی ایسی نماز کا وقت آئیگا، جو انھیں اپنی جانوں اور اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے، چنانچہ جبریل امین ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیتیں لیکر نازل ہوگئے ۔ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ الخ، اور امام ترمذی نے بھی اسی طرح ابوہریرہ رضؓ سے اور ابن جریر نے بھی اسی طرح جابر بن عبداللہؓ اور ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے۔ اور امام بخاری نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى الخ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ زخمی تھے ۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا

پھر جب تم اس نماز کو ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی

وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

بیٹھے بھی اور لیٹے بھی پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھنے

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا

لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے اور ہمت

تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ

مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں اگر تم الم رسیدہ ہو تو وہ بھی

يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ

الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ إِنَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں بیشک ہم نے آپکے پاس

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُنْ

یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ

لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجیے۔

حمایت سے اجتناب کا حکم

جب نماز خوف سے فارغ ہو جاؤ تو حق تعالیٰ کی یاد میں تندرست کھڑے ہو کر بیمار بیٹھ کر اور زخمی جس کی حالت نازک ہو لیٹ کر لگ جائے، اسکے بعد سفر ختم کر کے اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جاؤ، تو حسب سابق نماز کو پوری پڑھو۔ یقیناً نماز فرض ہے مسافر پر دو رکعتیں اور مقیم پر چار۔

غزوۂ احد کے بعد ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا تھا حق تعالیٰ اس کی ترغیب فرما رہا ہے:۔ کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں ہمت مت ہارو اگر تم الم رسیدہ ہو تو وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں، اور تم کو منجانب اللہ ثواب کی امید ہے، اور ان کو تو عذاب الٰہی کا ڈر ہے، حق تعالیٰ تمہارے زخموں سے واقف ہے، اور روئے حکمت دشمنوں کے تعاقب کا حکم دیا ہے۔ یہاں سے حق تعالیٰ طعمہ بن ابیرق زرہ کے چرانے والے اور زید بن سمین یہودی کا جس نے اس چیز کو شہرت دی تذکرہ فرماتا ہے، بذریعہ جبریل امین حق اور باطل کو واضح کر دینے کے لئے قرآن کریم نازل کیا ہے، تاکہ آپ طعمہ اور زید بن سمین کے درمیان اس چیز کے مطابق جو حق تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم میں تبلایا ہے فیصلہ کر دیں۔ اور طعمہ کی طرفداری نہ کیجئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ الخ امام ترمذی اور حاکم وغیرہ نے قتادہ بن نعمان سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں میں سے ایک گھرانے کو بنو ابیرق کہا جاتا تھا، یعنی بشر، بشیر، مبشر، مگر بشیر منافق آدمی تھا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتا اور پھر اہل عرب میں سے کسی کی طرف منسوب کر دیتا تھا، اور پھر کہتا کہ فلاں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ صحابہ کرام رض جب اسکے شعر کو سنتے تو فرماتے خدا کی قسم اس خبیث کے علاوہ اور کسی نے یہ شعر نہیں کہا، اور یہ گھرانہ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں فاقہ مستی والا تھا، اور لوگوں کی اس زمانہ میں غذا جو اور کھجوریں تھیں، چنانچہ میرے چچا رفاعہ بن زید نے ایک آٹے کی بوری خریدی۔ اور اس کو ایک کمرہ میں رکھدیا جہاں ہتھیار، زرہ اور تلوار وغیرہ بھی رکھی ہوئی تھی، تو کسی نے نیچے کی جانب سے اس کمرہ میں نقب لگائی اور وہ کھانا اور ہتھیار چرا کر لے گیا۔

جب صبح ہوئی تو میرے چچا رفاعہ میرے پاس آئے اور بولے بھتیجے اس رات تو ہم پر کسی نے بڑا ظلم کیا ہے ہمارے کمرے میں نقب لگا کر ہمارا کھانا اور ہتھیار لے گیا ہے، ہم نے گھر والوں سے اس کی تحقیق اور تلاش شروع کی، ہم سے کہا گیا کہ ہم نے بنو ابیرق کو اس رات آگ روشن کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور ہم نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو تمہارے کھانے پر دیکھا ہے۔

ہم گھر میں اس چیز کی تحقیق ہی کر رہے تھے، کہ اتنے میں بنو ابیرق کہنے لگے کہ واللہ ہم لبید بن سہل کا گمان رکھتے ہیں، اور لبید بن سہل ہم لوگوں سے بہت نیک مسلمان شخص تھے، لبید رضؓ نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے اپنی تلوار سونت لی، اور فرمایا میں چوری کروں گا خدا کی قسم میں اس تلوار سے اپنی گردن اڑا دوں گا، ورنہ اس چوری کے مسئلہ کو میرے سامنے صاف بیان کر دیں، تو وہ لوگ کہنے لگے آپ کو ہم نہیں کہہ رہے آپ ایسے شخص نہیں چنانچہ ہم نے گھر میں اس چیز کی تحقیق کی، تا آنکہ ہم کو اس قسم کا کوئی شک باقی نہیں رہا کہ وہ ایسے لوگ ہیں، میرے چچا نے مجھ سے کہا بھتیجے اگر تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس چیز کا تذکرہ کر دو تو اچھا ہو، چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا، اور عرض کیا کہ ہمارے پڑوسی ظالم ہیں، انہوں نے میرے چچا کے کمرہ میں نقب لگا لی اور ہتھیار اور کھانا لے گئے بہتر ہے کہ وہ ہمارے ہتھیار واپس کر دیں، کھانے کی تو کوئی ایسی خاص حاجت نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا میں اس کی تحقیق کرتا ہوں، بنو ابیرق نے جب یہ سنا تو ان میں سے ایک شخص اسیر بن عروہ نامی آیا، اور آپ سے اس چیز کے بارے میں گفتگو کی، غرضیکہ اس بارے میں گھر والوں میں سے بہت سے لوگ جمع ہو گئے، اور بولے یا رسول اللہ قتادہ اور اس کے چچا نے ہمارے گھر والوں کو جو کہ مسلمان اور نیک آدمی ہیں، بغیر گواہ اور ثبوت کے چوری کی تہمت لگانے کا ارادہ کیا ہے۔

قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا مسلمان اور نیک گھرانے پر بغیر گواہ اور ثبوت کے تم نے چوری کی تہمت لگانے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ سنکر میں واپس آیا اور اپنے چچا کو آکر اس چیز سے مطلع کیا، چچا نے کہا کہ حق تعالیٰ ہی مددگار ہے ہمیں اس چیز پر کوئی وقفہ نہیں گذرا تھا کہ اتنے میں قرآن کریم کی اِنَّا اَنْزَلْنَآ سے اخیر تک یہ آیتیں نازل ہو گئیں، یعنی آپ ابو ابیرق کے حمایتی نہ بنئے۔ اور قتادہ سے جو کچھ آپ نے فرمایا اس پر استغفار کیجئے۔

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۚ﴿۱۰۶﴾ وَلَا

اور آپ استغفار فرمایئے بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ

تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ

ان لوگوں کی طرف سے کوئی جواب دہی کی بات نہ کیجئے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ بلاشبہ

مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو جن لوگوں کی یہ

وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى

کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپاتے حالانکہ وہ اسوقت بھی

مِنَ الْقَوْلِ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هَآ اَنْتُمْ

انکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکے سب اعمال کو اپنے احاطہ

هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف فَمَنْ يُّجَادِلُ

میں لئے ہوئے ہیں - ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کرلیں - سو

اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾

خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جواب دہی کرے گا یا وہ کون شخص ہوگا جو انکا کام بنانے والا ہوگا

استغفار کا حکم

اور آپ نے یہودی کو سزا دینے کا جو ارادہ کیا ہے اس سے استغفار کیجئے جو آپ کے دل میں خیال آیا، حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والا ہے، حق تعالیٰ ایسے فاجر، کذاب اور بے قصور لوگوں پر بہتان لگانے والوں کو نہیں چاہتے، جن کی حالت یہ ہے کہ چوری کی بناء پر لوگوں سے تو شرماتے ہیں، مگر حق تعالیٰ سے نہیں شرماتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ انکی تمام باتوں سے باخبر ہے، جس وقت یہ ایسی باتیں کہہ رہے تھے کہ جن کو نہ حق تعالیٰ پسند کرتا ہے، اور نہ یہ خود پسند کرتے ہیں، اور جو یہ کہتے ہیں حق تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے، قوم طعمہ یعنی بنی ظفر دنیاوی زندگی میں تو تم نے طعمہ کی طرف سے جھگڑا کر لیا، لیکن حق تعالیٰ کو طعمہ کی جانب سے کون جواب دے گا، یا طعمہ پر عذاب خداوندی کا کون ذمہ دار ہوگا :-

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ

اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا

بڑی رحمت والا پائے گا اور جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط

يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ

اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں اور جو

يَّكْسِبْ خَطِيْۗئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗــــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ

شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگادے سو اس نے تو

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ ع وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ

بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتو ان

رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْھُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا

لوگوں میں سے ایک گروہ نے غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کر دیا تھا۔ اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ

لیکن اپنی جانوں کو اور آپ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر

اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ

کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتلائی

تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾

ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے

ثوّاب ذات

اور جو چوری کرے اور جھوٹی قسم کھا کر اور بری پر بہتان باندھ کر اپنے آپ کو نقصان پہنچائے، پھر گناہوں سے حق تعالیٰ سے توبہ کرے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔

اور جو شخص چوری کر کے پھر اس پر جھوٹی قسم کھاتا ہے، تو اس کی سزا وہ خود پاتا ہے، اور حق تعالیٰ زرہ کے چرانے والے کو بخوبی جاننے والا ہے، اور حکیم ہے کہ اس پر ہاتھ کاٹے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

اور جو شخص چوری کرے یا اس پر جھوٹی قسم کھائے اور لبید ابن سہیل کو اس چیز کے ساتھ متہم کرے، تو اس نے خود بہتان عظیم اور اس گناہ کی سزا اپنے اوپر لادلی ہے، اور اگر آپؐ پر نبوت اور جبریل امین کو آپ کے پاس بھیجکر منجانب اللہ فضل اور رحمت نہ ہوتی تو طعمہ کی قوم نے تو آپ کو صحیح حکم سے غلطی میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن

اس کا نقصان اسی پر ہے جو جھوٹی گواہی دے، اور آپ پر بذریعہ وحی جبریل امین قرآن کریم نازل کیا، جس میں حلال وحرام اور تمام فیصلوں کو بیان کر دیا۔ اور آپ کو بذریعہ قرآن کریم ان احکام وحدود سے مطلع کیا جن سے آپ نزول قرآن سے قبل مطلع نہ تھے، اور نبوت کی وجہ سے آپ پر بڑا فضل الٰہی ہے ۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ

عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور

مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص یہ کام

ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

کریگا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرماویں گے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع

کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔

ع ۱۷ / ۳ / ۱۴

دخولِ جہنّم | قوم طعمہ کی سرگوشیوں میں کوئی خیر اور برکت نہیں، البتہ جو مساکین کو صدقہ خیرات دینے یا کسی شخص کو قرض دینے یا طعمہ اور زید بن سمین کے درمیان باہم اصلاح کرنے کی ترغیب کرے، سو جو شخص محض حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے یہ باتیں کرے، تو ہم اسکو جنت میں کامل ثواب دیں گے۔

اور جو شخص توحید اور امر حق کے ظاہر ہونے کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں میں مخالفت کرے یعنی طعمہ، اور مسلمانوں کے دین پر مشرکین مکہ کے دین کو ترجیح دے اور اس راستہ کو اختیار کرے، اسو دنیا میں

جو طریقہ اس نے اختیار کیا ہے، اسی پر ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں، اور آخرت میں دوزخ میں داخل کرینگے،

لباب النقول فی اسباب النزول

جب قرآن کریم کا یہ حکم نازل ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہتھیار لے کر آئے، اور رفاعہ رض کو دیدیئے، اور بشیر منافق مشرکوں کے ساتھ جاکر مل گیا، اور سلافہ بنت سعد کے پاس جاکر اترا، اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ سے بَعِيْدًا تک قرآن کریم کی آیتیں نازل فرمائیں۔

امام حاکم فرماتے ہیں امام مسلم کی شرط کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ابن سعد نے طبقات میں اپنی سند کے ساتھ محمود بن لبید سے روایت نقل کی ہے کہ بشیر بن حارث نے قتادہ بن نعمان رض کے چچا علیہ رفاعۃ بن زید پر زیادتی کی، اور ان کے گھر میں نقب لگا کر ان کا کھانا، دو زرہیں چرالیں، قتادہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو صورت حال سے مطلع کیا، آپ نے بشیر کو بلایا اور اس سے اس چیز کی تحقیق کی، اس نے اسی گھرانے میں سے لبید بن سہل کو جو حسب ونسب والے تھے متہم کیا، چنانچہ آیات قرآنیہ بشیر کی تکذیب اور لبید رض کی برات میں نازل ہوگئیں، اِنَّآ اَنْزَلْنَآ الخ جب آیات قرآنیہ بشیر کی تکذیب میں نازل ہوئیں تو وہ مرتد ہوکر مکہ مکرمہ بھاگ گیا، اور سلافہ بنت سعد کے پاس پڑاؤ کیا اور وہاں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنا شروع کئے، تب اس کے بارے میں وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حضرت حسان بن ثابت رض نے اس کی ہجو کی، یہاں تک کہ وہ وہاں سے لوٹ آیا۔ اور یہ واقعہ ماہ ربیع سنہ ھ میں پیش آیا ؛

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اسکے

يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ

شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے

اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ

ہیں اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے

وقف لازم

مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ

اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو

وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ

گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ

چار پایوں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا

وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾

کریں گے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناویگا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا۔

مشرک کا انجام | طعمہ کے طریقہ پر جو شرک پر مرجائے گا، اس کی مغفرت نہ ہوگی، اور شرک سے کم جو گناہ ہوں گے جو اس کا اہل ہوگا تو اس کی مغفرت فرمادیں گے۔

اہل مکہ حق تعالیٰ کے علاوہ لات، عزیٰ، مناۃ ایسے بتوں کو پوجتے ہیں کہ جن میں کچھ بھی جان نہیں صرف شیطان کی پرستش کرتے ہیں، جو کہ سخت قسم کا سرکش ہے، اور جس کو حق تعالیٰ نے ہر ایک خیر سے دور کر دیا ہے اس ابلیس ملعون نے کہا تھا کہ ضرور ایک مقرر حصہ کو تیری اطاعت سے بے راہ کر کے اپنا حصہ اس سے لوں گا، یا یہ کہ ہزار میں سے نوسو ننانوے (999) کو دوزخ میں داخل کراؤں گا۔ اور ہدایت سے بے راہ کروں گا اور اس بات کی امید ڈالوں گا کہ جنت، اور دوزخ کچھ نہیں، اور جانوروں کے کان ترشواؤں گا، اور جو شخص شیطان کی پوجا کرتا ہے، وہ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے صریح نقصان میں ہے۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا

شیطان ان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے اور ان کو ہوسیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے جھوٹے

غُرُوْرًا ﴿١٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ

وعدے کرتا ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ

عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿١٢١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نہ پاویں گے اور جو لوگ ایمان لے آئے اور اچھے کام کیے ہم ان کو

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور

مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا۔

شیطان کا فریب شیطان ان سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں، اور یہ امید دلاتا ہے کہ دنیا ختم نہیں ہوگی۔

ان کفار کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ جس سے ان کو کوئی چھٹکارا نہیں ملے گا، جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے، اور حقوق اللہ کی بجا آوری کرتے ہیں ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جہاں محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، یہ حضرات ہمیشہ جنت میں رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی، اور نہ یہ وہاں سے نکالے جائیں گے جنت اور دوزخ کے بارے میں حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ قطعاً اور یقیناً ہو کر رہے گا۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ

نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام

سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار

نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ

ملے گا اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

مؤمن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور

وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا

بے سود تمنائیں

اے گروہ مسلمین نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد کسی گناہ پر مواخذہ نہ ہوگا، اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے کہ ہم دن میں جو گناہ کرتے ہیں وہ رات کو معاف ہو جاتے ہیں اور رات کو جو گناہ کرتے ہیں وہ دن میں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں میں سے جو برائی کا کام کرے گا، اسے دنیا میں یا مرنے کے بعد دخول جنت سے قبل اس کا بدلہ دیا جائے گا، اور کافر کو آخرت میں دوزخ میں داخل ہونے سے قبل یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد اسکا بدلہ مل جائے گا، اور اسے عذاب الٰہی سے کوئی یار و مددگار نجات دلانے والا نہیں ملے گا۔

اور مرد اور عورتوں میں سے جو اطاعت خداوندی کرے گا، درآنحالیکہ وہ صدق دل کے ساتھ خدا پر ایمان رکھنے والا ہوگا، تو گٹھلی کے چھلکے برابر بھی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کہا جنت میں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں جائے گا، اور قریش نے کہا کہ ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ نہ تمہاری آرزوئیں اور نہ اہل کتاب کی آرزوئیں کارگر ہوں گی۔

اور ابن جریر نے مسروق سے نقل کیا ہے، کہ نصاریٰ اور مسلمانوں نے باہم فخر کیا مسلمانوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ الخ۔

نیز اسی طرح قتادہ، ضحاک، سدی اور ابو صالح سے بھی روایت نقل کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سب دین والوں نے باہم فخر کیا، اور ایک روایت میں یوں ہے، کہ کچھ لوگ یہودیوں کے اور عیسائیوں کے اور کچھ مسلمانوں کے بیٹھے یہ لوگ کہنے لگے کہ ہم افضل ہیں، اور انہوں نے کہا کہ ہم افضل ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور نیز مسروق سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ جس وقت لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ الخ یہ آیت نازل ہوئی تو اہل کتاب نے کہا کہ ہم تم سب برابر ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ الخ یعنی جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو الخ۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو

وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ

اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا

خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

خالص دوست بنایا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے،

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ

اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں اور لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں حکم

فِى النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی

فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ

جو کہ قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جن کو جو ان کا

وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ

حق مقرر ہے نہیں دیتے اور ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کرو گے سو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں

مضبوط دین

اور ایسے شخص سے زیادہ مضبوط اور اچھا کس کا دین ہوگا جو اپنے دین اور عمل کو خالص حق تعالیٰ کے لئے کرے گا، اور توحید پر کاربند ہو کر قول و فعل میں نیکی کرے گا، تمام مخلوقات اور عجائبات غلام اور باندیاں سب حق تعالیٰ کی ملک میں داخل ہیں، اور وہ تمام آسمانوں و زمین والوں کی ہر ایک بات سے باخبر ہے۔

آپ سے عورتوں کی میراث کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، یہ سوال عیینہ نے کیا تھا، حق تعالیٰ اس چیز کو بیان فرماتے ہیں، اور ام کحہ کی لڑکیوں کے بارے میں جو لوگ ان کی میراث کا واجبی حصہ نہیں دیتے تھے، وہ بھی اس سورت کے ابتداء میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ حکم اس سورت کے شروع میں بیان فرما دیا ہے، اور تم ان یتیموں کی عورتوں کے ساتھ بوجہ ان کے خوش جمالی نہ ہونے کے نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو، لہٰذا ان عورتوں کو ان کا مال دے دو تاکہ ان کے مال کی بنا پر ان سے شادی کرنے کی رغبت ہو اور حق تعالیٰ بچوں کی میراث کا بھی حکم بیان کرتے ہیں اور یہ چیز بھی بیان کرتے ہیں کہ یتیموں کے اموال کی عدل و انصاف کے ساتھ نگرانی کرو اور جو بھی تم ان لوگوں کے ساتھ احسان کرتے ہو، حق تعالیٰ اس میں تمہاری نیتوں سے باخبر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ الخ امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضؓ سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک یتیم لڑکی ہو، جس کی وہ پرورش کر رہا ہو، اور اس کا ولی اور وارث بھی وہی ہو، اور یہ لڑکی اس کے مال میں یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی شرکت رکھتی ہو۔ اب وہ شخص اس لڑکی سے خود نکاح کرنا چاہتا ہو، اور دوسرے کسی سے اس کا نکاح اس خیال سے نہ پسند کرے کہ وہ اس کے مال میں شریک ہو جائے گا، تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے، کہ جابر رضؓ کی چچازاد بہن تھیں، اور ان کے پاس بہت مال تھا جو ان کو ان کے باپ سے وراثت میں ملا تھا، جابر رضؓ خود ان سے نکاح کرنا نہیں چاہتے، اور کسی دوسرے شخص سے اس ڈر کی وجہ ان کی شادی نہ کرتے تھے، کہ خاوند اس کا مال لے جائے گا، چنانچہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بد دماغی یا بے پروائی کا ہو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ

سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں

خَيْرٌ ط وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَإِنْ تُحْسِنُوا

اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو

وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾

اور احتیاط رکھو تو بلا شبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

صلح کا بہترین طریقہ

عمیرہ کو اپنے خاوند اسعد بن ربیع کے بارے میں یہ خوف ہوا کہ وہ ان سے ہمبستری اور گفتگو اور ساتھ اٹھنا، بیٹھنا چھوڑ دیں گے، تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں ایسی صورت میں میاں بیوی کو باہم اس طریقہ پر صلح کر لینی چاہیے، کہ جس سے عورت راضی ہو جائے اور ظلم و زیادتی سے عورت کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے صلح کر لینا بہتر ہے۔ کیونکہ نفوس کو طبعاً بخل و حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے، عورت خاوند کے حقوق کی ادائگی میں بخل کرتی ہے، اور یا یہ کہ عورت کی حرص و طمع اس وقت تک رہتی ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے۔

اور اگر تم جوان اور بوڑھی کے درمیان تقسیم اور خرچہ میں برابری کرو، اور کج روی اور بے رخی سے احتیاط رکھو تو یہ بڑے ثواب کی چیز ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَاِنِ امْرَاَةٌ الخ ابوداؤد اور حاکم نے حضرت عائشہ رض سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سودہ رض بوڑھی ہو گئیں تو ان کو یہ فکر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو علیحدہ کر دیں گے، انہوں نے اس چیز کا حضرت عائشہ رض سے اشارہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال الخ

اور امام ترمذی نے اسی طرح ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے؛ اور سعید بن منصور نے سعید بن مسیب رض سے روایت نقل کی ہے، کہ محمد بن مسلمہ رض کی صاحبزادی رافع بن خدیج رض کے نکاح میں تھیں، رافع کو ان سے کچھ لاپرواہی ہوئی، یا بڑھاپے کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے تو انہوں نے انکو طلاق دینا چاہی، تو یہ بولیں کہ مجھے طلاق مت دو، اور جو تم چاہو وہ حصہ میرے لئے متعین کر دو، اس پر حق تعالیٰ نے وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ الخ یہ آیت نازل فرمائی۔

اس روایت کا موصول طریقہ پر ایک شاہد موجود ہے، جس کو امام حاکم نے بواسطہ سعید بن مسیب رض رافع ابن خدیج رض سے نقل کیا ہے۔

نیز امام حاکم نے حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اور یہ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ الخ ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے نکاح میں ایک عورت تھی، اور اس سے اولاد بھی کافی تھی، اس شخص نے اس عورت کو تبدیل کرنا چاہا، مگر یہ اس بات پر راضی ہو گئیں کہ مجھے اپنے پاس ہی رکھو، اور میرے لئے کوئی حصہ متعین نہ کرو۔

ک۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر رض سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت یہ آیت وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ الخ

نازل ہوئی تو ایک عورت آئی اور کہنے لگی اپنے خرچہ میں سے میرے لئے کچھ حصہ متعین کردو، گو وہ پہلے اس چیز پر راضی ہوگئی تھی، کہ اس کا خاوند نہ اس کو طلاق دے اور نہ اس کے پاس آئے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ جملہ نازل فرمایا۔ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ، یعنی نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ

جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اسکو ایسا کردو جیسے کوئی

تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾

ادھر میں لٹکی ہو اور اگر اصلاح کرلو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

ہیں اور اگر دونوں میاں بی بی جدا ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کر دیگا

وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ تعالیٰ بڑے وسعت والے ہیں اور بڑے حکمت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملک میں ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں

قلبی لگاؤ میں برابری

اور تم دلی محبت میں اگرچہ پوری کوشش کرو کبھی بھی اپنی سب بیبیوں میں برابری نہیں کر سکتے، لہٰذا تم بالکل جوان کی طرف مت جھک جاؤ۔ اور دوسری بوڑھی کو قیدی کی طرح مت کردو کہ نہ اس کا خاوند والیوں میں شمار ہو، اور نہ وہ بیوہ ہی سمجھی جائے، اور اگر تم سب میں برابری کرو، اور ایک طرف بالکل جھک جانے سے ڈرو اور اس پر توبہ کرو اور توبہ پر تم کو موت آجائے، تو حق تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

اور اگر دونوں میاں بیوی طلاق وغیرہ کی بنا پر جدا ہو جائیں، تو حق تعالیٰ خاوند کو دوسری بیوی دیکر اور بیوی کو دوسرا خاوند عطا کرکے غنی کر دے گا، اور حق تعالیٰ نے دونوں کے لئے عدل و انصاف والا راستہ نکال دیا ہے۔

اسعد بن ربیع رضؓ کی ایک بیوی جوان تھیں، وہ انکی طرف زیادہ مائل تھے، حق تعالیٰ نے ان کو اسکی ممانعت فرمادی

اور بوڑھی اور جوان کے درمیان برابری کرنے کا حکم دیا، تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اور ہر ایک چیز حق تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ

اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے

اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ڈرو اور اگر ناسپاسی کروگے، تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ

ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہیں خود اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾

کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ

اگر ان کو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کردے اور دوسروں کو موجود کردے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾

اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں

قادرِ مطلق

اور ہم نے اہل تورات کو تورات میں، اور اہل انجیل کو انجیل میں، اور ہر ایک کتاب والے کو اس کی کتاب میں، اور اے امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم تم کو تمہاری کتاب میں اطاعتِ خداوندی کا حکم دیا تھا، اگر تم حق تعالیٰ کی ناشکری کرو تو تمام فرشتے اور جن و انس سب اس کی غلامی میں داخل ہیں، اور وہ تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے، اور صاحب ستائش ہے، کہ معمولی سی نیکی کو قبول کرتا اور بہت زیادہ ثواب دیتا ہے، اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم کو ختم کرکے تم سے بہترین جو تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی مطیع ہو، دوسری مخلوق کو پیدا کردے،
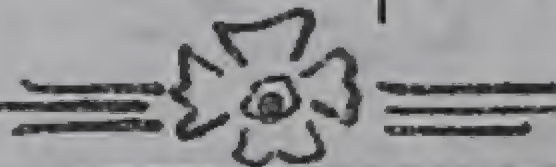
مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا

جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت

وَالْاٰخِرَةِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًۢا بَصِيرًا ﴿١٣٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ

دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں اے ایمان والو

اٰمَنُوا كُونُوا قَوّٰامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى

انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو

اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِينَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا

یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے تو

اَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا قف فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ

اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت

تَعْدِلُوا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ، اور اگر تم کج بیانی کروگے یا پہلو تہی کروگے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾

تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

عدل وانصاف کی تلقین

جو ان کے اعمال سے جو کہ حق تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں دنیاوی منافع چاہتا ہے تو وہ خالص حق تعالیٰ کے لئے عمل کرے کیونکہ اس کی قدرت میں دنیا و آخرت کے منافع ہیں، اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا اور تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

گواہی دینے (اور تمام معاملات میں) عدل وانصاف پر خوب قائم رہو، اور تم شہادت میں حق سے مت ہٹنا، اور اگر تم کج روی اور حکام کے سامنے گواہی دینے سے پہلو تہی کرو تو حق تعالیٰ شہادت کے چھپانے اور اس کے اظہار سے باخبر ہے۔ یہ آیت مخنیس بن حباب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کے پاس ان کے والد کے خلاف گواہی تھی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی ۔ یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین الخ ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی تو اس وقت دو آدمی غنی اور فقیر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے ۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس خیال سے کہ فقیر مالدار آدمی پر ظلم نہیں کر سکتا، فقیر کی حمایت میں تھے ۔ مگر حق تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمائی، اور مالدار اور فقیر کے درمیان انصاف کرنے کا حکم دیا ؛

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ

اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ اور

الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ

اسکی کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل

قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ

ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا

رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا (۱۳۶)

اور اسکے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی بس بڑی دور جا پڑا

عہدِ ازلی

یعنی جو عہد میثاق میں ایمان لائے تھے، اور اس کے بعد کفر اختیار کر لیا آج کے دن ایمان لے آؤ یا یہ کہ ان کے آباء کے نام لے کر کہا گیا ہے کہ اے ایمان والوں کی اولاد۔

یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام، اسد بن کعب، اسید بن کعب، ثعلبۃ بن قیس، سلام بن اخت، سلمہ، یامین بن یامین، یہ سب اہل تورات میں سے ایماندار لوگ تھے ۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، یعنی وہ حضرات جو موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر ایمان لائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور قرآن کریم سے قبل سابقہ انبیاء پر جو کتابیں نازل کی گئی ہیں، ان پہ ایمان لے آئیں، اور جو حق تعالیٰ یا اس کے فرشتوں یا اس کی کتابوں یا اس کے رسولوں یا بعث بعد الموت کا انکار کرے، تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا، جب یہ آیت

نازل ہوئی تو یہ سب حضرات اسلام میں داخل ہو گئے ؂

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا

میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ اُن کو (منزل مقصود

لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

یعنی بہشت کا) راستہ دکھلائیں گے منافقین کو خوشخبری سُنا دیجئے اس امر کی کہ

عَذَابًا اَلِیْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ

انکے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں

اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَ

مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا اُن کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا

هُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ﴿۱۳۹﴾

خدا کے قبضہ میں ہے ؂

منکرین حق

اب حق تعالیٰ ان لوگوں کو بیان فرماتے ہیں، جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائے، یعنی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کا انکار کیا، اور حضرت عزیر علیہ السلام پر ایمان لائے، اور پھر عزیر ع اور حضرت عیسیٰ ع کا انکار کیا۔ اب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے انکار پر تلے ہوئے ہیں، سو جب تک یہ لوگ اس پر قائم رہیں گے نہ ان کو دین حق کی راہنمائی ہوگی اور نہ صحیح راستہ ملے گا۔

اس کے بعد والی آیتیں منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، کہ عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کو، اور جو قیامت تک ان میں اس حالت پر قائم رہے گا، ایسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیجئے

کہ جس کی تکلیف ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اب منافقین کے اوصاف بیان فرماتے ہیں۔ کہ یہ یہودی خالص مؤمنین کو چھوڑ کر کفار کو مددگار بناتے ہیں، کیا یہ ان یہودیوں کے پاس جاکر طاقتور اور باعزت رہنا چاہتے ہیں ؎

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہی کے ساتھ استہزاء

اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا

اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی

مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ

اور بات شروع نہ کردیں کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی

اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ

جیسے ہوجاؤ گے یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور

وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾ۙ

کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کردیں گے

دوزخیوں کا اجتماع مسلمانو! جس وقت تم مکہ مکرمہ میں تھے، تو قرآن کریم میں تمہارے پاس یہ فرمان بھیجا گیا تھا، کہ جب تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر اور استہزاء سنو، تو ان کے پاس مت بیٹھو، تاوقتیکہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے علاوہ دوسری گفتگو نہ شروع کردیں، اور اگر بغیر اکراہ کے تم ان کے ساتھ بیٹھو گے تو کفر اور تمسخر کرنے میں تم بھی ان کے ساتھ ہوجاؤ گے۔

حق تعالیٰ مدینہ منورہ کے منافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو، اور کفار مکہ ابوجہل اور اسکے ساتھیوں اور کفار مدینہ منورہ کعب اور اس کے ساتھیوں کو دوزخ میں جمع کردے گا؎

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

وہ ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے منتظر رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۫ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ

منجانب اللہ ہوگئی تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو

نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ

کچھ حصہ مل گیا تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

سے بچا نہیں لیا سو اللہ تعالیٰ تمہارا اور ان کا قیامت میں (عملی)

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿١٤١﴾ ع

فیصلہ فرمادیں گے اور (اس فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب فرمادیں گے،

ع ۱۷ / ۲۰

دولت کے بندے

اور یہ منافق ایسے ہیں کہ تم پر افتاد اور تکالیف پڑنے کے منتظر رہتے ہیں پھر اگر منجانب اللہ تم کو فتح غنیمت حاصل ہوجاتی ہے تو یہ منافقین مسلمانوں سے باتیں بلاتے ہیں، کہ کیا ہم تمہارے دین پر نہیں، ہم کو بھی مال غنیمت دو، اور اگر کفار کو اتفاق سے دولت مل گئی، تو یہ منافق ان سے جاکر باتیں ملاتے ہیں، کہ کیا ہم نے تم سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کیا تھا، اور تم کو آپ کے ارادوں سے مطلع نہیں کیا تھا، اور کیا ہم نے مسلمانوں سے تمہاری حفاظت نہیں کرائی تھی۔

اے گروہ منافقین اور یہود حق تعالیٰ تم کو مسلمانوں پر دائمی غلبہ نہیں دے گا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ

بلاشبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ

کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے

النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾ ۙ

ہوتے ہیں صرف آدمیوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر

غلط فہمی عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی خفیہ طریقہ پر حق تعالیٰ کی تکذیب اور اس کے دین کی مخالفت کرتے ہیں، اور اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حق تعالیٰ کے ساتھ چالبازی کر رہے ہیں، اس کی سزا قیامت کے دن ان کو مل جائے گی۔ کہ پل صراط پر گذرنے کے وقت ان سے مومنین کہیں گے کہ اپنے پیچھے لوٹ جاؤ، اور روشنی تلاش کرو، اور یہ لوگ بخوبی جانتے ہونگے، کہ ان کے پاس وہاں روشنی بجھ جائے گی، اور لوٹنے کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔

اور جب یہ نماز کے لئے آتے ہیں تو بہت کاہلی کے ساتھ آتے ہیں، جب دوسرے لوگوں کی ان پر نظر پڑتی ہے، تو آکر نماز پڑھ لیتے ہیں، ورنہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ریا اور دکھاوے کے لئے پڑھتے ہیں، حق تعالیٰ کے لئے نماز نہیں پڑھتے ؛

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ

معلق ہو رہے ہیں دونوں کے درمیان ہیں نہ ادھر نہ ادھر اور جس کو

اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں ایسے شخص کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے

سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ

اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ

کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی

اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

حجت صریح قائم کر لو ؛ ؛

گرفتارِ تذبذب یہ کفر و ایمان کے درمیان میں لٹکے ہوئے ہیں، دل میں کفر ہے، اور ایمان کا اظہار کرتے ہیں، نہ ظاہر و باطن میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں، کہ ان کے لئے وہ چیزیں واجب ہوں جو مسلمانوں کے لئے واجب ہوتی ہیں۔ اور نہ پورے

طریقہ سے یہودیوں کے ساتھ ہیں کہ ان پر بھی وہ احکام نافذ ہوں جو یہودیوں پر ہوتے ہیں جو دین حق سے خفیہ طریقہ پر بے راہ ہوتا ہے، تو اسے پھر دین حق کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا۔ خواہ منافق ہوں جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اور خواہ دوسرے یہودی ہوں، کیا تم ان منافقین سے دوستی کر کے یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح حجت اور قتل کی معقول وجہ قائم کر لو؛

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج

بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائینگے

وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پاوے گا لیکن جو لوگ توبہ کریں

وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ

اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعو پر وثوق رکھیں اور اپنے دین کو خالص

لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ط وَسَوْفَ يُؤْتِ

اللہ ہی کے لئے کیا کریں تو یہ لوگ مؤمنین کے ساتھ ہونگے اور مؤمنین کو

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ

اللہ تعو اجر عظیم عطا فرمادیں گے (اور اے منافقو) اللہ تعو

بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ط وَكَانَ اللّٰهُ

تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ اور

شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

اللہ تعو بڑے قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں

دوزخیوں کے سردار ہیں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اپنی برائیوں اور مکر و فریب

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضا کے ساتھ خیانت کرنے کی بنا پر دوزخ میں ہیں۔

البتہ جو لوگ نفاق سے توبہ کرلیں، اور مکر و خیانت کو چھوڑ کر حقوق اللہ کی بجا آوری کریں اور توحید خداوندی پر باطن کے اعتبار سے بھی مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائیں، اور توحید کو خالص کرلیں تو وہ باطنی طور پر یا وعدۂ خداوندی یا ظاہر و باطن کے اعتبار سے یا جنت میں مؤمنوں کے ساتھ ہیں۔

عنقریب حق تعالیٰ مؤمنوں کو جنت میں کامل ثواب عطا فرمائے گا۔

اور حق تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے، اگر تم توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ، اور ظاہر و باطن سے ایمان لے آؤ وہ ذات تو معمولی سی نیکی کو قبول کرتی اور بہت زیادہ ثواب دیتی ہے، سپاس گذاری کرنیسے ناشکری کرنے والے کو وہ بخوبی جانتے ہیں۔
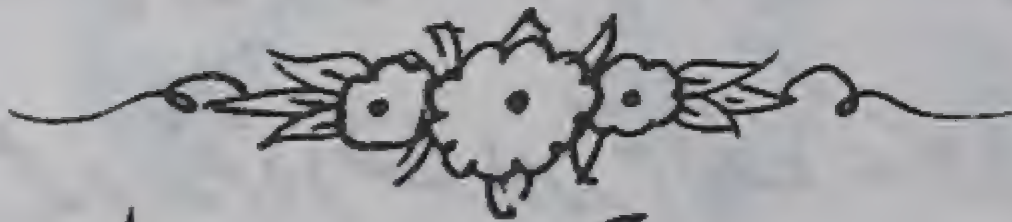
الحمد للہ

تفسیر ابن عباس کا پارہ والمحصنٰت

ختم ہوا۔

ناشر
ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)
کتبہ احسنین فاروقی سہارنپوری ۱۳۹۳ھ

ترجمۂ قرآن کا آسان نصاب

الفاظ — قرآنِ کریم میں تقریباً اسّی (۸۰۰۰۰) ہزار الفاظ ہیں — مگر

اصل الفاظ — اصل الفاظ کُل دو ہزار (۲۰۰۰) ہیں جو بار بار آنے کی وجہ سے اسّی ہزار (۸۰۰۰۰) کی تعداد تک پہونچ جاتے ہیں۔

اُردو الفاظ — ان دو ہزار (۲۰۰۰) الفاظ میں بھی تقریباً پانچ سو (۵۰۰) الفاظ وہ ہیں جو اُردو میں روزمرّہ (تلفظ اور رسم الخط کے معمولی سے فرق کے ساتھ) بولے اور سمجھے جاتے ہیں

آسان کتاب — اسی لئے ہم پورے یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ قرآنِ کریم ایک وہ آسان ترین مقدس کتاب ہے جس کو بڑی آسانی اور سہولت سے پڑھا جا سکتا ہے، اور جس سے عمل کرنے کی راہیں آسان ہو سکتی ہیں۔

حاصلِ کلام — اس سے مذکورہ بات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ ● چند ابتدائی سپاروں کے بعد نئے الفاظ ہر سپارے میں اوسطاً پچاس ساٹھ سے زائد نہیں ہوتے ● اور جب ان الفاظ کو کتابوں کی شکل میں جمع کیا جاتا ہے تو چھوٹی چھوٹی ۸ کتابوں میں پورے الفاظ آجاتے ہیں ● اور اگر ان پانچ کتابوں کو اسکول کی ابتدائی جماعتوں سے شروع کیا جائے تو چند برسوں میں بچے ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم کو ختم کر سکتے ہیں۔ ● یہ قرآنی نصاب خود پڑھئے اور دوسروں کو پڑھائیے اور حلقۂ احباب میں اس نصاب کو متعارف کرا کر قرآنی فضا قائم کیجئے۔ ھدیہ قرآنی نصاب فی حصہ ۵/

پیشکش: مجلس درسِ قرآن مسجد قاضی دیوبند یوپی

ارشادِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمہُ الکتاب

"اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآنِ کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما"

(صحیح بخاری)

تفسیر

ابنِ عبّاسؓ

کامل اردو

جلد ثانی

جلیل القدر صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع - لباب النقول فی اسباب النزول

از علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

ترجمۂ قرآن

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

پارہ ۶

لا یحب اللہ

ترجمہ تفسیر

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر

اِدارۂ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند (یوپی)

(کتبہ فاروقی سہارنپوری)

قرآن شریف کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی صحت پر دُنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے۔

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضؓ

جامع مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم حضرت مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

پیشکش مجلس درسِ قرآن دیوبند

سرپرست:- فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

بانتظام:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درسِ قرآن دیوبند

معاونین

- مولانا سید عبد الرؤف عالی فاضل مظاہر علوم سہارنپور
- مولانا اظہار احمد قاسمی فاضل دیوبند • مولانا وقار احمد قاسمی فاضل دیوبند
- قاری دلشاد احمد صدیقی فاضل دار العلوم دیوبند

ناشر

دو ماہی پروگرام ماہ جنوری ۱۹۷۵ء ممبران کے لئے۔ محصولڈاک بذمہ ادارہ

ہدیہ فی پارہ چار روپے ۔/4

مطبوعہ:- محبوب پریس دیوبند

ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما

پارۂ لا یحب اللہ ۶

ناشر

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند

(یوپی)

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ

اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۸﴾

مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں۔

اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ

اگر نیک کام علانیہ کرو یا اس کو خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کردو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

تو اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں پوری قدرت والے ہیں۔ جو لوگ

یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا

کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اسکے رسولوں کے ساتھ اور یوں چاہتے ہیں کہ

بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ

اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں

وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ

اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ

ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ

یقیناً کافر ہیں۔ اور کافروں کے لئے ہم نے

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِیْنَ

اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق

أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے

غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

مغفرت والے ہیں۔

۲۱ ع ۱۱ ۱

عفو و درگذر کا مقام } البتہ جس کو اس کی اجازت دی گئی، یا جو مظلوم ہو، وہ مظلوم کی پکار کو سننے والا اور ظالم کی سزا کو جاننے والا ہے۔ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے ایک شخص کی زبان درازی پر اسے بُرا کہدیا تھا اگر تم خوبی اور بھلائی کے ساتھ جواب دو، اور اس کو حقیر نہ سمجھو یا ظلم پر درگذر کرو، تو حق تعالیٰ مظلوم کو معاف کرنے والا اور ظالم کو سزا دینے والا ہے۔ یعنی کعب اور اس کے ساتھی نبوت اور اسلام میں تفریق کے خواہاں ہیں، اور بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لاتے، اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے درمیان ایک راستہ نکال لیں۔ ہم نے ان یہود وغیرہ کے لئے ذلیل کر دینے والا، یا یہ کہ سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی جو انبیاء کرام اور حق تعالیٰ کی عطا کردہ نبوت اور اسلام میں کوئی فرق نہیں کرتے ہم ان کو جنت میں ثواب عطا کریں گے، جو ان میں سے توبہ کی حالت میں انتقال کرے تو حق تعالیٰ غفور الرحیم ہیں :

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمان خداوندی لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ الخ ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں مجاہد سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ آیت لَا يُحِبُّ اللَّهُ الخ یعنی اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے، بجز مظلوم کے ایک شخص نے دوسرے شخص کو اپنے ہاں مہمان رکھا لیکن صحیح طور پر ضیافت کا حق ادا نہ کیا، اُس نے وہاں سے آنے کے بعد لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ میں فلاں صاحب کا مہمان ہوا لیکن اُس نے مہمانداری کا حق ادا نہیں کیا اس طرح اس شخص نے برائی کا اظہار کیا، لیکن یہ شخص مظلوم تھا اس لئے إِلَّا مَن ظُلِمَ سے اس کے اظہار کی اجازت دی گئی !

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ

آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ انکے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے

فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ

منگوا دیں سو انھوں نے موسیٰ ع سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی۔

جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ج ثُمَّ

اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھا دو پس انکی اس گستاخی کے سبب ان پر کڑک بجلی آ پڑی پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ فَعَفَوْنَا

انھوں نے گوسالہ کو تجویز کیا تھا۔ بعد اس کے کہ بہت سے دلائل پہونچ چکے تھے پھر ہم نے اس سے

عَنْ ذٰلِكَ ج وَاٰتَیْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۱۵۳﴾

درگذر کر دیا اور موسیٰ ؑ کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا۔

بے ہودہ خواہش } کعب اور اس کے ساتھی توراۃ کی طرح ایک نوشتہ کی درخواست کرتے ہیں یا ان پر ایسی کتاب نازل کر دی جائے جس میں انکی خیر و شر ثواب و عقاب سب کچھ ہو، آپ سے جو سوال کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر انھوں نے سوال کیا تھا، مگر حضرت موسیٰ ؑ کی تکذیب اور حق تعالیٰ کے سامنے جرأت کرنے کی وجہ سے ان کو آگ نے جلا دیا۔ مگر ان اوامر و نواہی کے بعد انھوں نے گوسالہ کی پرستش شروع کر دی، مگر ہم نے درگذر کی، اور ان کا خاتمہ نہیں کیا، اور حضرت موسیٰ ؑ کو ہم نے ید بیضا اور عصا کا معجزہ دیا تھا ؛

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمانِ خداوندی یَسْئَلُكَ اَھْلُ الْكِتٰبِ الخ ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ موسیٰ ؑ ہمارے پاس منجانب اللہ الواح لیکر آتے۔ آپ بھی ہمارے پاس الواح لائیں تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں۔ اس پر یَسْئَلُكَ سے لے کر بُهْتَانًا عَظِیْمًا تک یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ تو ان یہودیوں میں سے ایک شخص گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ اور بولا کہ حق تعالیٰ نے آپ پر موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ پر اور کسی پر کوئی چیز نازل نہیں کی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؛

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِیْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا

اور ہم نے ان لوگوں سے قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے اوپر معلق کر دیا تھا

الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ وَاَخَذْنَا

اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم نے انکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ

بارے میں تجاوز مت کرنا اور ہم نے ان سے قول و قرار نہایت شدید لئے سو ہم نے سزا میں مبتلا کیا ان کی عہد شکنی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ

کی وجہ سے اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

کو ناحق اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ انکے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل۔

نافرمان لوگ ان لوگوں سے میثاق لینے کے لئے کوہ طور کو اکھاڑ کر ہم نے ان کے سروں پر اُٹھا لیا تھا۔ اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ باب اریحا سے جھک کر عاجزی کے ساتھ داخل ہونا۔ اور شنبہ کے دن مچھلیاں مت پکڑنا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے ان سے بہت ہی پختہ وعدہ لیا تھا۔ چنانچہ انکی عہد شکنی کی بنا پر جو ہم کو سزا دینی تھی، وہ انکو سزا دی، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے انکار کی وجہ سے جزیہ ان پر مسلط کر دیا۔ اور کیونکہ انہوں نے ناحق انبیاء کرام کو قتل کیا، اس بنا پر ہم نے انھیں نیست و نابود کر دیا۔

اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل ہر ایک علم کے محفوظ برتن ہیں، وہ آپکے علم اور آپ کے کلام کو محفوظ نہیں کر سکتے، ایسا نہیں بلکہ حق تعالیٰ نے سرے سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کی وجہ سے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے۔ اس لئے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی ان میں سے ایمان نہیں لائے گا:

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ لا وَّقَوْلِهِمْ

اور انکے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے

اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج

کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم ؑ کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ

قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ

ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس

مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾

اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا - اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج

اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰؑ کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ ج

اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔

اِفتراء پردازی کی سزا

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے انکار اور ان پر افتراء پردازی کی بناء پر ہم نے ان کو سور بنا دیا، اور حضرت عیسیٰؑ کے قتل کے دعویٰ پر ان کے ساتھی نطیانوس کو ہلاک کر دیا، نطیانوس کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ایک شخص ہو گیا، اس نے اس کو قتل کر دیا۔ ان کے پاس تو ان کے قتل کا شبہ بھی (نہیں صریح دلیل تو کجا) یقینی طور پر انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا حق تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں بڑے زبردست ہیں۔ اور حکیم ہیں کہ اپنے نبی کو حفاظت کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا اور ان کے دشمن کو ہلاک کر دیا۔ اور یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی باقی نہیں مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی اپنے مرنے کے وقت اور اس بات کی العیاذ باللہ نہ وہ جادوگر تھے، اور نہ خدا تھے، اور نہ خدا کے بیٹے، اور نہ اس کے شریک، ضرور تصدیق کر لیتا ہے۔
نیز جب حضرت عیسیٰؑ دوبارہ اتریں گے، اسوقت بھی جو یہودی موجود ہوں گے وہ علی رؤس الاشہاد اس بات کی تصدیق کریں گے اور حضرت عیسیٰؑ قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے ؂

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَٰتٍ

سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو

أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾

ان کے لئے حلال تھیں۔ ان پر حرام کر دیں اور بسبب اسکے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع

وَأَخْذِهِمُ الرِّبَوٰا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ

بن جاتے تھے۔ اور بسبب اسکے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب

النَّاسِ بِالْبَٰطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ مِنْهُمْ

اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کیلئے جو ان میں سے کافر ہیں

عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦١﴾

درد ناک سزا کا سامان کر رکھا ہے۔

شدید عذاب اور ان یہودیوں کے ظلم کرنے اور دین خداوندی سے روکنے اور سود کو حلال سمجھنے کی در آنحالیکہ تورات میں اس کی ممانعت کر دی گئی تھی اور ظلم اور رشوت کے ذریعہ لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے وہ پاکیزہ چیزیں جو تمہارے لئے حلال ہیں، جیسا کہ ان پر حلال تھیں، حرام کر دی گئیں، جیسا کہ چربیاں اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ وغیرہ۔

اور ان یہودیوں کے لئے ایسا عذاب ہے کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی:

لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ

لیکن ان (یہود) میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ ہیں اور جو (ان میں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس (کتاب)

بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَوٰةَ

پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی اور اس پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے بھیجی گئی اور جو

وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

(ان میں) نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو (ان میں) زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو (ان میں) اللہ تعالیٰ پر اور

الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ؏ ﴿۱۶۲﴾ اِنَّآ

قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں (سو) ایسے لوگوں کو ہم ضرور (آخرت میں) ثواب عظیم عطا فرماوینگے ہم نے

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ

آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح ؑ کے پاس بھیجی تھی اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے

مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

پاس اور ہم نے ابراہیم ؑ اور اسماعیل علیہ السلام اور

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ

اسحٰق ؑ اور یعقوب ؑ اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ ؑ اور ایوب ؑ اور

وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ ﴿۱۶۳﴾

یونس ؑ اور ہارون ؑ اور سلیمان ؑ کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد ؑ کو زبور دی تھی۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ

اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جنکا حال ہم آپ سے اس کے قبل بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں

نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ ﴿۱۶۴﴾

کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور موسیٰ ؑ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا۔

انبیاء بشیر و نذیر ہیں لیکن جو حضرات علم تورات میں پختہ ہیں، جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ قرآن کریم اور تمام کتب سماوی کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ دوسرے یہودی اس کا اقرار نہ کریں۔ اور تمام مؤمنین قرآن کریم اور تمام کتب سماویہ کا اقرار کرتے ہیں، اور پانچوں نمازوں کو ادا کرتے، اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، نیز تمام

کتب سماویہ اور قرآن کریم پر ایمان کے ساتھ ساتھ حق تعالیٰ اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں اگرچہ اس کا اقرار نہ کریں، اور ہم ایسے حضرات کو جنت میں ثواب عظیم عطا فرمائیں گے۔
ہم نے آپکے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا ہے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کے بعد، اور انبیاء علی کے پاس اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی جبریل امین کو اور اسی طرح اولاد یعقوب ع کے پاس بھی وحی بھیجی ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی، اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ الخ ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ عدی بن زید نے کہا ہم نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی شخص پر کوئی چیز نازل کی ہو، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؛
اور ان انبیاء عم کرام کے پاس بھی جن کا اس سورت سے قبل ہم آپ کو نام بتا چکے ہیں۔ اور ان تمام رسولوں کو ہم نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ مؤمنوں کو جنت کی خوشخبری سنادیں، اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرادیں ؛

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ

ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعم

حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ تعم پورے زور والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ج

لیکن اللہ تعم بذریعہ اس کتاب کے جس کو آپکے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کے ساتھ

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ ط

شہادت دے رہے ہیں اور فرشتے تصدیق کر رہے ہیں اور اللہ تعم ہی کی شہادت کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا

جو لوگ منکر ہیں اور خدائی دین سے مانع ہوتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں۔

ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ

بلا شبہ جو لوگ منکر ہیں۔ اور دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ

ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سوا جہنم کی راہ کے ۔ کوئی راہ دکھلا دیں اسطرح

جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ

پر کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ

عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾

سزا معمولی بات ہے ۔

بعثت انبیاء کا مقصد رسولوں کو لوگوں کی طرف اس لئے بھیجا ہے، تاکہ وہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کریں، کہ رسولوں کو ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجا جو انبیاء کرام کی تبلیغ پر لبیک نہ کہے، حق تعالیٰ اس سے انتقام لینے میں بہت زور والے ہیں، اور حکیم ہیں، کہ اس اجابت رسل کا حکم دیا ہے ۔

اہلِ مکہ نے کہا کہ ہم نے اہل کتاب سے آپ کے متعلق دریافت کیا تھا تو کسی نے بھی آپ کے نبی مرسل ہونے کی شہادت نہیں دی، حق تعالیٰ انکی تردید میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ بذریعہ جبریل امین نزول قرآن کی کوئی گواہی نہ دے ۔ مگر حق تعالیٰ کی گواہی کافی ہے، جو لوگ اس کے بعد بھی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، اور لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعتِ خداوندی سے روکتے ہیں، تو وہ ہدایت سے بعید ہیں اور جو لوگ کفر اور شرک میں گرفتار ہیں، تو جب تک وہ اپنی ان باتوں پر قائم رہیں گے تو حق تعالیٰ نہ انکی مغفرت فرمائے گا اور نہ ہدایت کے راستہ کی رہنمائی فرمائے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے نہ وہاں انکو موت آئے گی ۔ اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے ، اور یہ خلود اور عذاب حق تعالیٰ پر بہت آسان ہے ۞

لباب النقول فی اسباب النزول ارشاد خداوندی ۔ لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ الخ ابن اسحٰق نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی، آپ نے ان سے فرمایا ۔ خدا کی قسم تم یہ بخوبی جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں وہ بولے ہم نہیں جانتے، اس پر حق تعؔ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی حق تعؔ اس بات کی گواہی دے رہے ہیں ۞

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ

اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچی بات لے کر تمہارے پروردگار کیطرف سے

فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ؕ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور تم منکر رہے تو اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے -

وَالْاَرْضِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۱۷۰﴾

یہ سب جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ پوری اطلاع رکھتے ہیں کامل حکمت والے ہیں

اقرارِ رسالت کا فائدہ

خصوصاً مکہ والو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم توحید اور قرآن کریم لے کر آئے ہیں، تمھاری سابقہ حالت سے آپکی اور قرآن کی تصدیق کرنا تمھارے لئے بہتر ہے، اور اگر تم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرو تو سب حق تو کے غلام ہیں، وہ ایماندار اور غیر ایماندار سے بخوبی واقف ہیں، اور اس بات کا حکم دینے میں کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے، حکیم ہیں۔ یہ آیتیں نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان میں سے نسطوریہ فرقہ اس بات کا دعوی دار تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں، اور یعقوبیہ فرقہ کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہیں، اور مرقوسیہ اس بات کے قائل تھے کہ عیسیٰؑ ثالث ثلاثۃ ہیں، اور ملکانیہ گروہ یہ کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ اور خدا تعالیٰ دونوں شریک ہیں۔

یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ

اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو مسیح

اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں -

وَکَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ

اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں - جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک

وَرُسُلِهٖ ۫ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ؕ

جان ہیں سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں باز آجاؤ تمہارے لئے

اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

بہتر ہوگا معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے۔ وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے۔

وقف لازم

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اسی کی ملک ہیں اور

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۧ ﴿۱۷۱﴾

اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں۔

کارسازِ حقیقی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس قسم کا تجاوز مت کرو یہ چیزیں صحیح نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ ع تو صرف حق تعالیٰ کے ایک کلمہ کی پیدائش ہیں، اور اس کے حکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام رسولوں پر ایمان لاؤ، ولد، والد اور زوجہ تینوں کو خدا مت کہو اپنی باتوں سے باز رہو، اور توبہ کرو، یہی چیز تمہارے لئے بہتر ہے، حق تعالیٰ تو وحدہٗ لاشریک ہیں، نہ اُسکا ولد ہے، اور نہ اس کی خدائی میں کوئی شریک ہے۔ اس کی ذات ان تمام چیزوں سے منزہ ہے۔ وہ تمام مخلوق کا خدا ہونے، اور ان کی خرافات کے لئے کافی ہے ؎

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ

مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کریں گے اور نہ مقرب فرشتے

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

اور جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو خدا تعالیٰ

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں گے۔ پھر جو لوگ ایمان لائے ہونگے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ

اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں تو ان کو تو ان کا پورا ثواب دیں گے اور ان کو اپنے فضل سے

مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا

اور زیادہ دیں گے اور جن لوگوں نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت

فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷۳﴾ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ

دردناک سزا دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۴﴾

کو اپنا یار اور مددگار نہ پاویں گے۔

اقرارِ عبودیت

حضرت عیسیٰ ؑ خدا تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے میں ہرگز عار نہیں کرینگے عیسائیوں نے کہا تھا، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ جو بیان کرتے ہیں، یہ ہم ہم لوگوں کے لئے عار ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ اس چیز میں کوئی عار نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کے بندے ہیں، اور حاملین عرش مقرب فرشتے بھی خدا تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے میں عار نہیں کرتے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے سے عار اور ایمان لانے سے تکبر کرے تو ہم قیامت کے روز مؤمن و کافر سب کو جمع کریں گے۔ سو جنہوں نے ایمان کے ساتھ حقوق اللہ کی پوری بجا آوری کی ہوگی۔ تو ہم ان کو جنت میں کامل ثواب عطا کریں گے، اور اپنے فضل سے اور بھی زیادہ، اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے میں عار اور تکبر کیا تو ہم ان کو ایسی دردناک سزا دیں گے، کہ نہ کوئی رشتہ دار اس وقت کام آئے گا اور نہ کوئی یار ہی عذابِ الٰہی سے بچائے گا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا

اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے

اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا

تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے۔ سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو

بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ

مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے اور اپنے فضل میں اور

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۶﴾ ط

اپنے تک ان کو سیدھا رستہ بتلا دیں گے۔

فضلِ خداوندی کے حقدار } مکہ والو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاچکے ہیں، اور ان پر ہم نے ایسی کتاب جو حلال وحرام کو بیان کرنے والی ہے بھیجی۔ لہٰذا جو حضرات ان پر ایمان لائے، اور توحید خداوندی کے مضبوطی کے ساتھ قائل ہو گئے۔ ہم ان کو اپنے فضل سے جنت میں داخل کریں گے اور دنیا میں ان کو صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا پر قائم رکھیں گے، یا یہ کہ دنیا میں ان کو ایمان پر ثابت قدم رکھیں گے اور آخرت میں جنت میں داخل کریں گے ؎

يَسْتَفْتُونَكَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ط اِنِ امْرُؤٌا

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے

هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ج

کہ اگر کوئی شخص مرجاوے جس کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اسکے ایک (عینی یا علاتی) بہن

وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ

ہو تو اسکو اسکے تمام ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ شخص اس اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر وہ بہن مرجاوے اور

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ط وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا

اسکے اولاد نہ ہو (اور والدین بھی ہوں) اور اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ) تو اسکے کل ترکہ میں سے دو تہائی

وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ط يُبَيِّنُ اللّٰهُ

ملیں گے اور اگر چند وارث بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصّہ کے

لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۷۶) ع

برابر، اللہ تعٰ تم سے (دین کی باتیں) اسلئے بیان کرتے ہیں کہ تم گمراہی میں نہ پڑو اور اللہ تعٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں،

کلالہ کی میراث } اگلی آیت جابر بن عبداللہ رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا، یارسول اللہ صلعم میری ایک بہن ہے اگر وہ مرجائے گی تو مجھے کیا حصّہ ملے گا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت میراث کی

نازل فرمائی۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے کلالہ کی میراث کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔
حق تعالیٰ تمہارے سامنے کلالہ کی میراث بیان فرماتا ہے، کلالہ وہ ہے جس کے نہ اولاد ہو، اور نہ ماں باپ ہوں، اگر کوئی شخص مرجائے جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں، اور ایک عینی یا علاتی بہن ہو، تو اس بہن کو مرنے والے کے کل ترکہ میں سے آدھا ملے گا، اور اگر یہ کلالہ بہن مرجائے، تو وہ شخص اس بہن کے کل ترکہ کا وارث ہوگا، اور اگر علاتی یا عینی دو بہنیں ہوں تو ان کو مرنے والے کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے، اور اگر اس کلالہ میت کے چند عینی یا علاتی بہنیں ہوں، تو پھر میراث کی تقسیم اس طرح ہوگی، کہ بھائی کو دوہرا اور بہن کو اکہرا حصہ ملے گا (مگر عینی بھائی سے علاتی بہن بھائی سب ساقط ہوجاتے ہیں، اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہوجاتے ہیں اور کبھی حصہ گھٹ جاتا ہے۔ عابد) اور اللہ تعالیٰ یہ چیزیں اس لئے بیان فرماتے ہیں، تاکہ تم میراث وغیرہ کی تقسیم میں غلطی میں نہ پڑو، اور وہ ان تمام باتوں سے باخبر ہیں ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

امام نسائی رح نے ابوالزبیر رض کے واسطے سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا، تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بہنوں کے لئے تہائی مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا بہت اچھا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا، کہ آدھے مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا بہت ہی اچھا ہے۔ اس کے بعد آپ باہر تشریف لے گئے۔ پھر میرے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنی اس بیماری میں نہیں مروگے۔ تمہاری بہنوں کو جو حصہ ملنا چاہیئے اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا، یا اس چیز کو بیان فرمادیا ہے، اور وہ دو ثلث ہے۔
حضرت جابر رض فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے، یعنی لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ اس سورت کے شروع میں جو حضرت جابر رض کا واقعہ بیان کیا گیا ہے یہ اس کے علاوہ دوسرا واقعہ ہے۔ ک اور ابن مردویہ نے حضرت عمر رض سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کلالہ کی میراث کا کیا ہوگا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں الخ۔

فائدہ:۔ امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ جب تم اس سورت کی تمام آیتوں کے ان اسباب نزول پر غور کروگے جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ تو اس قائل کے قول کی تردید سے بخوبی واقف ہوجاؤ گے جو سورۃ نساء کو مکی سورت کہتا ہے ۞

اٰیاتہا ۱۲۰ سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۱۲) (۵) رُکُوْعَاتُہَا ۱۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَکُمْ

اے ایمان والو عہد کو پورا کرو تمہارے لئے تمام چوپائے جو مشابہ انعام (یعنی اونٹ، بکری، گائے)

بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ

کے ہوں حلال کئے گئے ہیں مگر جن کا ذکر آگے آتا ہے لیکن شکار کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ

حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ① یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ

تم احرام میں ہو۔ بے شک اللہ تو جو چاہیں حکم کریں اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّہْرَ الْحَرَامَ

بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم میں قربانی

وَلَا الْہَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ

ہونیوالے جانور کی اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں۔ اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرِضْوَانًا ۭ

قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ پوری سورت مدنی ہے۔

وفائے عہد: ان عہدوں کو پورا کرو جو تمہارے اور حق تعالیٰ کے یا لوگوں کے درمیان ہیں۔ یا ان فرائض کو جو تمہاری قبولیت کے ساتھ میثاق کے دن یا اس کتاب میں تم پر فرض کئے گئے ہیں، پورا کرو۔

تمہارے لئے خشکی کے شکار مثلاً نیل گائے، جنگلی گدھا اور ہرن وغیرہ حلال کئے گئے ہیں بجز ان جانوروں کے جو کہ تم پر اس سورت میں حرام کئے گئے ہیں، مگر ان شکاروں کو احرام یا

حرم میں حلال مت سمجھنا، جس کو حق تعالیٰ چاہتے ہیں، حل و حرم میں حلال اور حرام کرتے ہیں۔
تمام آداب اور مناسک حج کو حلال مت کرو، اور نہ حرمت والے مہینے کی بے ادبی کرو، اور اس قربانی کے جانور کو پکڑو جو بیت اللہ روانہ کیا جارہا ہے، اور حرمت والے مہینے آنے کے لئے جن جانوروں کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہیں ان کو بھی مت پکڑو، اور نہ ان لوگوں پر غارت گری کرو جو بیت اللہ کے ارادے سے جارہے ہوں، اور وہ یمامہ کے حاجی بکر بن وائل کی قوم اور شریح بن ضبعیہ کے تاجر ہیں اور وہ تجارت کے ذریعہ روزی اور حج کی وجہ سے اپنے پروردگار کی خوشنودی کے طالب ہوں، یا یہ کہ وہ تجارت کے ذریعہ اپنے رب کے فضل اور خوشنودی کے طالب ہوں ۞

(سورۂ مائدہ)- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ فرمان خداوندی- لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ الخ ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، کہ حطم بن بکر ہندی

لباب النقول فی اسباب النزول

مدینہ منورہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر آئے، اس کو فروخت کرکے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت کی، اور مشرف با سلام ہوگئے، جب وہ وہاں سے چلے تو آپ نے اس کی طرف دیکھا، اور آپ کے پاس جو حضرات بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے پاس فاجر کی صورت لے کر آیا، اور عہد شکن کی پشت کے ساتھ گیا، چنانچہ جب وہ یمامہ پہنچا تو اسلام سے مرتد ہوگیا۔ اس کے بعد ماہ ذی قعدہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا۔ جب صحابۂ کرام کو اس کی اطلاع ملی تو مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے اس کے قافلہ پر غارت گری کا ارادہ کیا، اس کے متعلق حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی اے ایمان والو! خدا کی نشانیوں کی بے حرمتی مت کرو، تو صحابۂ کرام رک گئے، نیز سدی سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے ۞

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ

اور جس وقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو　　اور ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اسی سبب سے

قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ

بغض ہے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لئے اسکا باعث ہوجاوے کہ تم حد سے نکل جاؤ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ

اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو، اور گناہ اور زیادتی میں ایکدوسرے کی

وقف لازم

وَالْعُدْوَانِ ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ②

اعانت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں ۔

شدید عتاب } اور جس وقت تم ایام تشریق کے بعد حرم سے باہر آجاؤ، تو اگر چاہو تو خشکی کے شکار کر لو اور ایسا نہ ہو کہ تم کو مکہ والوں سے اس وجہ سے بغض کہ تم کو انہوں نے حدیبیہ کے سال روک دیا تھا، بکر بن وائل کے حاجیوں پر ظلم و زیادتی کا باعث بنے اطاعت خداوندی اور ترکِ معاصی پر مدد کرو، اور معاصی اور حد سے تجاوز، اور بکر بن وائل کے حاجیوں پر ظلم کرنے میں ساتھ مت دو، اور جن باتوں کا حق تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے، اور جن باتوں سے روکا ہے، اس میں حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو اوامر خداوندی کو پس پشت ڈالے، حق تعالیٰ اس کو سخت سزا دیتے ہیں ؞

لباب النقول فی اسباب النزول } ارشاد خداوندی وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ الخ۔ ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض جب آپ کو مشرکین مکہ نے بیت اللہ آنے سے روکا تھا، مقام حدیبیہ میں تھے، سب پر یہ چیز بہت گراں تھی۔ اتنے میں مشرق والوں کے مشرکین کا ایک گروہ عمرہ کے ارادہ سے ان کے پاس سے گزرا، اس پر صحابۂ کرام رض بولے کہ ہم بھی ان لوگوں کو روکتے ہیں، جیسا کہ ہمارے اصحاب کو روک دیا گیا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے الخ ؞

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ

تم پر حرام کیے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نامزد

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ

کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرجاوے اور جو کسی ضرب سے مرجاوے اور جو

وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۚ قف

اونچے سے گر کر مرجاوے اور جو کسی ٹکر سے مرجاوے اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جس کو

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ

ذبح کر ڈالو۔ اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا جاوے اور یہ کہ تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے

ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ

یہ سب گناہ ہیں آج کے دن نا اُمید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے سو

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

ان سے مت ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کردیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کرلیا۔

حرام و حلال } جن جانوروں کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سے مُردار جانوروں کا گوشت تم پر حرام کر دیا گیا ہے، اور بہتا ہوا خون بھی اور جو جانور عمداً غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، اور وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مر جائے، اور وہ جانور جو لکڑی کی زد سے مر جائے، اور وہ جانور جو پہاڑ سے گر کر یا کنوئیں میں گر کر مر جائے، اور وہ جانور جو کسی کی ٹکر سے مر جائے، اور وہ جو کسی جانور کے پکڑنے سے مر جائے، البتہ جن کو دم نکلنے سے پہلے قاعدۂ شرعیہ کے مطابق ذبح کر ڈالو، اور جو جانور غیر اللہ کے مقامات پر ذبح کیا جائے، اور وہ گوشت بھی حرام ہے، جو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے تقسیم کیا جائے، اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں، کہ ان تیروں سے فال لینا حرام کر دیا گیا ہے، کیونکہ ان کی ایک جانب میں لکھا ہوا تھا، کہ میرے پروردگار نے اس چیز کا حکم دیا، اور دوسری جانب میں اس کی ممانعت تھی، یہ کفار اپنے کاموں میں ان تیروں سے فال نکالا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے انکی ممانعت فرمادی، کہ ان معاصیات اور حرام چیزوں کا ارتکاب فسق ہے، اور ان کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

حج اکبر یعنی حجۃ الوداع کے دن کفار مکہ تمہارے دین کے مغلوب ہو کر ان کے دین کی طرف لوٹ کر آنے سے مایوس اور نا اُمید ہو گئے۔ لہٰذا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور کفار کی مخالفت میں ان سے مت ڈرو، بلکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپ کی اتباع کے ترک کرنے اور کفار کی موافقت کرنے میں مجھ سے ڈرو۔ حج اکبر کے دن میں نے تمہارے دین کے تمام احکامات حلال و حرام اوامر و نواہی کو ہر ایک طریقہ سے کامل کر دیا، آج کے بعد تمہارے ساتھ میدان عرفات، منیٰ اور طواف اور صفا و مروہ کی سعی میں کوئی مشرک نہیں ہو گا، اور اسلام کو تمہارے لئے منتخب کر لیا ۞

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمانِ الٰہی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الخ ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں بواسطہ عبداللہ جبلہ، حبان بن حجر رض سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اور میں ایک

ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا، جس میں مردار کا گوشت تھا، حق تعالیٰ نے مردار کے گوشت کی حرمت نازل فرمائی، میں نے فوراً ہانڈی کو پھینکدیا :۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ

پس جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ

معاف کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا جانور ان کے لئے حلال کئے گئے ہیں آپ فرما دیجئے

لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

کہ تمہارے لئے کل حلال جانور حلال رکھے ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم تعلیم دو اور تم اُن کو چھوڑو بھی

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ

اور اُن کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دیا ہے تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

لئے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④

جلدی حساب لینے والے ہیں

مضطر کا حکم } پھر جو شدت کی بھوک میں ضرورت کی وجہ سے مُردار کھانے پر مجبور ہو جائے درآنحالیکہ گناہ کی طرف یا بغیر مجبوری کے کھانے کی طرف اس کا میلان نہ ہو۔ پھر وہ کھالے، تو حق تعالیٰ مغفرت فرمانے والے ہیں اور رحیم ہیں، کہ بقدر ضرورت کھانے کی اجازت دی ہے باقی سیر ہو کر کھانا مکروہ ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم زید بن مہلہل طائی اور عدی بن حاتم طائی یہ دونوں شکاری تھے، شکار کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ کل حلال جانور ذبح شدہ اور جن شکاری جانوروں کو تم اس طریقہ پر تعلیم دو، جیسا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کہ جب کتا شکار کو پکڑے، تو اس کو نہ کھائے

(اور باز کو جس وقت شکار پر چھوڑو تو فوراً بلانے ہی آجائے)۔ تو ایسے سکھلائے ہوئے کتے جو تمہارے لئے شکار پکڑ لائیں، ان کو کھالو، اور شکار کے ذبح کرنے یا کتے کے چھوڑنے پر اللہ کا نام بھی لیا کرو، اور مُردار کے کھانے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیونکہ وہ سخت عذاب دینے والے ہیں، یا یہ کہ جس وقت وہ لیتے ہیں تو پھر حساب میں بہت جلدی کر لیتے ہیں ::

لبابُ النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ الخ۔ طبرانی حاکم اور بیہقی نے ابو رافع سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ سے باریابی کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دیدی، مگر انہوں نے آنے میں کچھ تاخیر کی، اس کے بعد جبریل امین نے آپ کی چادر مبارک پکڑلی آپ باہر تشریف لائے، جبریل ع دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا ہم نے تو تم کو اجازت دیدی تھی انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے، مگر ہم ایسے مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔ آپ نے نظر دوڑائی تو حجرہ کے کونہ میں کتے کا پلہ تھا۔ آپ نے ابو رافع کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی کتا نہ چھوڑو سب کو مار ڈالو۔ تو کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ ص اس امت میں سے جس کے مار ڈالنے کا آپ نے حکم دیا ہے، کونسے کتے رکھنا ہمارے لئے حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، کہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ جانوران کے لئے حلال ہیں۔

اور ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو کتوں کے مار ڈالنے کے لئے بھیجا، وہ مارتے مارتے حوالی مدینہ میں پہنچے، تو آپ کے پاس عاصم بن عدی، اور سعد بن خثمہؓ اور عویمر بن ساعدہ آئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان جانوروں میں سے کون سے ہمارے لئے حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ الخ۔

نیز محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا تو صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ص اس امت میں سے کونسی قسم کے ہمارے لئے حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، نیز شعبی کے طریق سے عدی بن حاتم سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے شکاری کتوں کا حکم دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوا، آپ نے اس کو جواب کچھ نہ دیا۔ تاآنکہ یہ آیت نازل ہوئی۔ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ۔

اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ عدی بن حاتم طائی اور زید بن مہلہل طائی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کتوں اور باز کے ذریعہ سے شکار کرتے ہیں، اور آل ذریح کے کتے، نیل گائے، جنگلی گدھے اور ہرنیوں کا شکار کر لیتے ہیں، اور حق تعالیٰ نے مُردار کو حرام کر دیا ہے، اب ہمارے لئے ان میں سے کونسی چیزیں حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ، قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الخ ::

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

آج تمہارے لئے حلال چیزیں رکھی گئیں اور جو لوگ کتاب دیئے گئے ہیں اُن کا ذبیحہ تم کو

حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز وَالْمُحْصَنٰتُ

حلال ہے۔ اور تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں جبکہ تم اُن کو

مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ

اُن کا معاوضہ دے دو اسی طرح سے کہ تم بیوی بناؤ نہ تو علانیہ بدکاری کرو

مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ

اور نہ خفیہ آشنائی کرو اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کریگا

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ز وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

تو اس شخص کا عمل غارت جاوے گا اور وہ شخص آخرت میں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ع ۵

زیانکار ہوگا

ع ۱ ۵ ۵

حلال چیزیں } حج اکبر کے دن تمام حلال جانور ذبح شدہ تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے، ان کا ذبیحہ بھی تاوقتیکہ حلال جانور ہو۔ تمہارے لئے حلال ہے، جیسا کہ تمہارے ذبح کئے ہوئے جانور ان کے لئے حلال ہیں، چنانچہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔

اور آزاد مسلمان پارسا عورتیں تمہارے لئے حلال، اور اسی طرح اہلِ کتاب کی آزاد پارسا عورتوں سے بھی تمہارے لئے شادی کرنا حلال ہے (مگر موجودہ زمانہ کے عیسائی اہلِ کتاب نہیں۔ عابد)
جب کہ تم ان کے لئے مہر مقرر کر دو اس طریقہ سے کہ تم ان کو بیوی بناؤ، نہ تو ان کے ساتھ علانیہ زنا کرو

اور نہ خفیہ آشنائی کرو، اگلی آیت اہل مکہ کی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے مسلمان عورتوں پر فخر کیا تھا، تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ توحید کا منکر جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخل ہونے کی وجہ سے سخت گھاٹے میں رہے گا ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی

وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

کہنیوں سمیت اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں

اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ

سمیت اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کرو۔ اور اگر

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

یا تم نے بی بیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو۔

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا

یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین پر سے اللہ تعالیٰ کو یہ

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ

منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾

پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام فرماوے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

طریقۂ وضو جب نماز کے وقت تم بے وضو ہو تو حق تعالیٰ نے وضو کرنے کا طریقہ سکھلا دیا، نیز اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت دھوؤ۔ اور غسل کی حاجت پر غسل کرو۔ اگلی آیت عبدالرحمٰن بن عوف رضی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی پانی کا استعمال مضر ہو یا زخم وغیرہ، یا اس کے علاوہ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت سے فارغ ہوا ہو، یا ہمبستری کی ہو، اور پھر پانی پر قادر نہ ہو سکو تو دو ضربوں کے ساتھ پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ تم کو تیمم کے ذریعہ حدث اصغر اور اکبر سے پاک کرتا ہے اور تم پر اپنا انعام اس تیمم اور اجازت کے ذریعہ تام کرنا ہے، تاکہ تم حق تعالیٰ کے انعام اور اس کی سہولت عطا کرنے کا شکر ادا کرو ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ الخ امام بخاری رحمہ نے بواسطۂ عمرو بن حارث، عبدالرحمٰن بن قاسم، قاسم رضی، حضرت عائشہ رضی سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ میرا ایک ہار بیداء میں گر گیا۔ اور اس وقت ہم مدینہ منورہ آ رہے تھے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اونٹ سے اُتر کر اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ اور انہوں نے زور سے میرے ایک مکا مارا، اور بولے تو نے ایک ہار کے لئے سب لوگوں کو روک دیا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور صبح کی نماز کا وقت آیا، تو پانی کی تلاش ہوئی مگر پانی نہ ملا۔ اس پر یہ آیت اِذَا قُمْتُمْ سے تَشْکُرُوْنَ تک نازل ہوئی، اس پر اُسید بن حضیر بولے، ابوبکر رضی کے گھر والو! تمہاری برکت کی وجہ سے حق تعالیٰ نے لوگوں کو اتنی بڑی آسانی دی اور طبرانی نے بواسطہ عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی، حضرت عائشہ رضی سے روایت نقل کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب میرے ہار کا جو کچھ معاملہ ہونا تھا۔ سو ہوا۔ اور اصحاب افک نے جو کچھ موشگافیاں کرنی تھیں، سو انہوں نے کیں، ہیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے جہاد کے لئے روانہ ہوئی۔ وہاں بھی میرا ہار گر گیا۔ صحابۂ کرام رضی اس کی تلاش میں رک گئے، حضرت ابوبکر رضی نے مجھے فرمایا اے لڑکی تو ہر ایک سفر میں لوگوں پر سختی اور پریشانی کا باعث بن جاتی ہے، تب حق تعالیٰ نے تیمم کی اجازت نازل فرمائی۔ پھر ابوبکر صدیق رضی نے فرمایا تو برکت والی ہے ۔۔

دو ضروری فائدے :-

۱- امام بخاری رحمہ نے اس حدیث کو عمرو بن حارث کی روایت سے نقل کیا، اور اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ تیمم کی آیت جو اس روایت میں مذکور ہے، وہ سورۂ مائدہ کی آیت ہے، اور اکثر راویوں نے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ تیمم کی آیت نازل ہوئی، اور یہ نہیں بیان کیا کہ کون سی آیت نازل ہوئی، حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ بہت مشکل چیز ہے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں، کیونکہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حضرت عائشہ رضی کا مقصود ان دونوں آیتوں میں سے کونسی آیت ہے، اور ابن بطال فرماتے ہیں کہ یہ سورۂ نساء کی آیت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت، آیت وضوء کے ساتھ

مشہور ہے، اور سورۃ نساء کی آیت میں وضوء کا کوئی تذکرہ نہیں، اس بناء پر آیت تیمم کے ساتھ یہی آیت خاص ہے، اور واحدی نے اسباب النزول میں اس حدیث کو سورۃ نساء کی آیت کے ماتحت بھی نقل کیا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امام بخاری رح جس طرف مائل ہوئے ہیں کہ یہ سورۃ مائدہ کی آیت ہے، وہی چیز صحیح ہے۔ کیونکہ روایت مذکور میں اسکی تصریح ہے۔

۲- حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وضوء اس آیت کے نازل ہونے سے قبل ہی فرض تھی، اسی بناء پر پانی کی عدم موجودگی میں صحابۂ کرام رضہ نے اس آیت کے نزول کو زیادہ اہمیت دی۔
اور حضرت ابوبکر رضہ نے حضرت عائشہ رضہ کو جو کچھ فرمایا سو ٹھیک ہے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں، تمام اہل مغازی کے نزدیک یہ بات مسلم ہے، کہ جس وقت سے نماز فرض ہوئی ہے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی بھی نماز بغیر وضوء کے نہیں پڑھی، اور اس چیز کا بے وقوف یا دیوانہ ہی انکار کرسکتا ہے۔ اور باوجودیکہ وضوء پر پہلے ہی سے عمل تھا۔ مگر آیت وضوء کے نازل کرنے میں یہ حکمت ہے، کہ وضوء کی فرضیت بھی قرآن کریم میں تلاوت کی جائے۔ اور دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ وضوء کی فرضیت کے ساتھ آیت وضوء پہلے نازل ہوچکی ہو۔ پھر بقیہ آیت جس میں تیمم کا ذکر ہے وہ اس واقعہ میں نازل ہوئی ہو، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ وضوء کی فرضیت نماز کی فرضیت کے ساتھ مکہ مکرمہ ہی میں فرض ہوچکی تھی اور یہ آیت مدنی ہے ؛

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ

اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو اور اُس کے اُس عہد کو بھی جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے

اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ

پوری باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے لئے پوری پابندی کرنیوالے

لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَـنَاٰنُ قَوْمٍ

انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تم کو اس پر باعث

عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ

نہ ہوجائے کہ تم عدل نہ کرو عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے -

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری طرح اطلاع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے اچھے کام کئے وعدہ کیا ہے کہ انکے لئے مغفرت اور ثواب

عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ

عظیم ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتلایا ایسے لوگ دوزخ

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

میں رہنے والے ہیں

احسانِ ربّانی } حق تعالیٰ اس احسان کو جو ایمان کے ذریعہ تم پر ہوا ہے اور عہد کو جو بیثاق کے دن تم سے لیا ہے محفوظ رکھو، اور جن امور کا حق تعالیٰ نے تم کو حکم دیا، اور جن باتوں سے روکا ہے اس کی بجا آوری میں حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ دلوں میں جو کچھ وفاء عہد اور نقض ہے۔ اس سے وہ بخوبی واقف ہیں ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جبکہ ایک قوم اس فکر

قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ

میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں سو اللہ تعالیٰ نے ان کا قابو تم پر نہ چلنے دیا اور

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اہلِ ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیئے۔

ع ۲

دوزخی بندے } اور عدل وانصاف پر جمے رہو۔ اور شریح بن شرجیل کا بغض تمہیں بکر بن وائل کے حاجیوں کے ساتھ نا انصافی پر آمادہ نہ کرے عدل وانصاف کرنا

پرہیزگاروں کے لئے تقوٰے سے زیادہ قریب ہے۔ اور عدل و ظلم میں حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کیونکہ وہ ان باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں :

مؤمنین اور اہلِ طاعت کے گناہوں کو حق تعالیٰ دنیا میں معاف فرمائے گا۔ اور جنت میں ان کو کامل ثواب عطا فرمائے گا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر دوزخی ہیں۔

احسان کی یاد نیز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! حق تعالیٰ کے اس احسان کو جو اس نے تمہارے دشمنوں کو تم سے دور کر کے تم پر کیا ہے۔ یاد کرو جبکہ بنی قریظہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تھا۔ اور اوامر خداوندی میں اس سے ڈرتے رہو، اور اہل ایمان پر یہ چیز لازم و ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ ہی پر توکل کریں :

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان خداوندی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ الخ۔ ابن جریر نے عکرمہ اور یزید بن ابی زیاد سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نکلے، اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رض حضرت عثمان رض، حضرت عمر رض حضرت علی رض، حضرت طلحہ رض اور حضرت عبدالرحمٰن رض بن عوف تھے، حتیٰ کہ کعب بن اشرف اور بنی نضیر کے یہودیوں کے پاس پہنچے، اور ان لوگوں سے ایک دیت کے بارے میں کچھ مدد کی ضرورت تھی، یہ بدبخت بولے اچھا آپ بیٹھو، ہم آپ کو کھانا کھلاتے ہیں، اور جس ضرورت کے لئے آپ آئے ہیں، اسے بھی پورا کرتے ہیں، چنانچہ آپ بیٹھ گئے، تو حیی بن اخطب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس موقع سے زیادہ اچھا موقع تم کو کوئی نہیں ہاتھ آئے گا، العیاذ باللہ آپ پر پتھر پھینک کر قتل کر دو اور، پھر ہمیشہ کی تکلیف دور ہو جائیگی چنانچہ وہ بہت بڑا پتھر آپ پر پھینکنے کے لئے لے کر آئے، مگر حق تعالیٰ نے اس پتھر کو ان کے ہاتھوں میں روکے رکھا، تا آنکہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے، اور آپ کو اس جگہ سے اٹھا لیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ الخ :

یعنی اس انعام کو بھی یاد کرو جو تم پر ہوا ہے، جبکہ ایک قوم تم پر دست درازی کے فکر میں تھی الخ۔ نیز عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عاصم بن عمیر بن قتادہ، مجاہد، عبداللہ بن کثیر، ابو مالک سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور قتادہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اسوقت نازل کی گئی کہ جب آپ کھجوروں کے ایک باغ میں جہاد میں تھے۔ تو بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے آپ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے آپکی طرف ایک اعرابی کو روانہ کیا، آپ آرام گاہ پر سو رہے تھے۔ اعرابی نے تلوار سونت کر نبی علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ، تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، اور وہ آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکا۔

اور ابونعیم نے دلائل نبوت میں بواسطہ حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی محارب میں سے غورث بن حارث نامی ایک شخص نے کہا، کہ تمہارے لئے العیاذ باللہ رسول اکرم

صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرتا ہوں، چنانچہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپکی تلوار آپکی گود میں تھی، وہ بولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی تلوار تو دکھایئے، آپ نے فرمایا اچھا، چنانچہ اس نے تلوار لے کر سونت لی اور اس کو ہلا کر بدترین ارادہ کرنے لگا، اچانک حق تعالیٰ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا، اس نے کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھ سے نہیں ڈرتے، آپؐ نے فرمایا نہیں، اس نے پھر کہا کہ آپ مجھ سے نہیں ڈرتے جبکہ تلوار میرے ہاتھ میں ہے، آپؐ نے فرمایا نہیں، حق تعالیٰ میری حفاظت فرمائے گا، اسکے بعد اس نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تلوار واپس کردی، تب یہ آیت نازل ہوئی :-

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کیئے۔

اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ

اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمادیا کہ میں تمہارے پاس ہوں اگر تم نماز کی پابندی

الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے

وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ

گناہ تم سے دور کردوں گا اور ضرور تم کو ایسے باغوں میں داخل کردوں گا جنکے نیچے کو نہریں جاری

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

ہونگی اور جو شخص اسکے بعد بھی کفر کریگا تو وہ بیشک راہ راست سے دور جا پڑا۔

راہ سے بھٹکنے والے بنی اسرائیل سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توراۃ میں اقرار اور عہد لیا گیا تھا، کہ حق تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور بارہ قاصد اور بارہ سردار مقرر

کئے تھے، ہر ایک قبیلہ کے لئے ایک سردار اور ان سرداروں سے حق تعالیٰ نے یہ فرما دیا تھا کہ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم ان نمازوں کو جو میں نے تم پر فرض کی ہیں ادا کرتے رہو، اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے رہو، اور جو رسول تمہارے پاس آئیں، انکی تصدیق کرتے رہو، اور بذریعہ تلوار ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرتے رہو، تو میں کبائر کے علاوہ چھوٹے گناہوں کو مٹا دوں گا، اور ایسے باغات میں داخل کروں گا، جہاں درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی، بجز اس کے جو اس اقرار اور عہد و پیمان کے بعد سرتابی کرے گا، چنانچہ پانچ سرداروں کے علاوہ سب راہ راست سے بہک گئے ⁂

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ

تو صرف انکی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے انکو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے انکے قلوب کو

قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا

سخت کر دیا اور وہ لوگ کلام کو اسکے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ

حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ

ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے اور آپکو آئے دن

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو ان سے صادر ہوتی ہے بجز ان میں کے معدودے چند

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ⑬

شخصوں کے سو آپ ان کو معاف کیجئے اور ان سے درگزر کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

سرتابی کی سزا

سرتابی کرنے والوں کی سزا کا ذکر فرماتے ہیں، کہ ہم نے اس عہد شکنی کی بناء پر ان پر جزیہ کی سزا مسلط کر دی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا، کہ جس میں نور ایمان ہی نہ رہا۔ چنانچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت اور آیت رجم کا توراۃ میں ذکر ہونے کے باوجود وہ اس میں تبدیلی کرنے لگے، اور توراۃ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور نعت وصفت کے اظہار کا جو حکم دیا گیا تھا اس حصہ کو فراموش کر دیا۔

اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ بنی قریظہ والے آپ کے ساتھ جو خیانت کرتے اور آپ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں- اس کی آپ کو اطلاع ہوتی رہتی ہے، بجز عبد اللہ بن سلام رضا اوران کے ساتھیوں کے آپ ان سے درگزر کیجئے اور کسی قسم کی کوئی دارو گیر نہ فرمایئے :۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی ان کا عہد لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ

مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ

ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہم نے

وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ

ان میں باہم قیامت تک کے لئے بغض وعداوت ڈال دیا- اور ان کو اللہ تعالیٰ ان کا

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

کیا ہوا جتلا دیں گے-

نصاریٰ کا دعویٰ } نصاریٰ نجران یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں، ہم نے ان سے بھی انجیل میں عہد لیا تھا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے، اور آپ کی نعت وصفت کو بیان کریں گے، اور حق تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، سو انہوں نے بھی جس چیز کا انھیں حکم دیا گیا تھا، اس میں سے ایک بڑے حصہ کو فراموش کردیا، چنانچہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان یا اہل نجران کے نصاریٰ یعنی نسطوریہ، یعقوبیہ، سرقوسیہ اور ملکانیہ کے درمیان قتل و ہلاکت اور عداوت ڈال دی اور انکی یہ مخالفت، خیانت اور کتمان اور عداوت ودشمنی حق تعالیٰ ان کو جتلادیں گے :۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں کتاب میں سے جن امور کا تم اخفا

مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ

کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور بہت سے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ

امور کو واگذاشت کر دیتے ہیں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی اور ایک کتاب واضح

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى

اور ان کو اپنی توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتے ہیں اور ان کو

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

راہ راست پر قائم رکھتے ہیں۔

حق پوشی

اے اہل کتاب تم ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت اور آیت رجم وغیرہ کو چھپاتے ہو، درآنحالیکہ ہم بہت سے امور کو واگذاشت کر دیتے ہیں، جو تم سے نہیں بیان کرتے۔ اور حق تعالیٰ روشن چیز یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعہ جو حلال وحرام کو بیان کرنے والی ہے، سلامتی کا راستہ یعنی دین اسلام بتلاتے ہیں، اور سلام حق تعالیٰ کا نام بھی ہے۔ اور ان کو اپنے حکم اور توفیق اور کرامت سے کفر سے ایمان کی طرف لاتے ہیں، اور پھر دین اسلام کے قبول کرنے کے بعد ان کو ثابت قدمی عطا کرتے ہیں، یہ یعقوبیہ فرقہ کا عقیدہ ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یٰاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا الخ ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے پاس رجم کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے آئے، اور ان سے پوچھا کہ کون تم میں زیادہ عالم ہے۔ سب نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا، آپ نے اس کو اس ذات کی قسم دے کر جس نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا، اور کوہ طور کو ان پر اٹھایا، اور ان سے تمام مواثیق لئے، پوچھا تو بولا جب زنا ہم میں زیادہ ہوتا ہے، تو سو کوڑے مارتے ہیں، اور سر مونڈ دیتے ہیں، چنانچہ آپ نے ان پر رجم کا فیصلہ کیا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں الخ ؛

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ

بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے۔

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ

آپ یوں پوچھئے کہ اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم

ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ

کو اور انکی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ

چاہیں تو کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالیٰ سے انکو ذرا بھی بچا سکے، اور اللہ تعالیٰ ہی

مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۷ وَقَالَتِ

کے لئے خاص ہے۔ حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں ان پر اور وہ جس چیز کو

الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ

چاہیں پیدا کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے محبوب ہیں

فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ

آپ یہ پوچھئے کہ اچھا تو پھر تم کو تمہارے گناہوں کے عوض عذاب کیوں دیں گے بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوقات کے

خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

ایک معمولی آدمی ہو اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے بخشیں گے اور جس کو چاہیں گے سزا دیں گے۔

مسکت سوال } محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ نصاریٰ سے پوچھئے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ اور بندوں کو ہلاک کرے، تو اس کے عذاب کے روکنے پر کون قادر ہے؟ زمین و آسمان کے خزانے تمام مخلوقات اور یہ عجائبات اسی کے ہیں، جس طرح چاہے خواہ بغیر باپ ہی کے یا باپ کے ساتھ پیدا کردے، وہ مخلوقات کے پیدا کرنے اور اولیاء کو ثواب اور دشمنوں کو عذاب دینے پر قادر ہے، مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی کہتے ہیں، کہ ہم حق تعالیٰ کے دین پر ایسے قائم ہیں، جیسا کہ اس کے بیٹے اور محبوب یا ہم مثل اولاد اور معشوقوں کے مقبول ہیں، اور ہم انبیاءؑ کی اولاد ہیں:۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں سے دریافت کیجیے کہ تم نے چالیس دن تک جو گوسالہ کی پرستش کی، اگر تم خدا کے بیٹے ہو تو پھر خدا نے تم کو کیوں سزا دی، کیا باپ اپنے بیٹے کو آگ میں جلا سکتا ہے بلکہ خدا کی مخلوق اور اس کے بندے ہو، یہودیت اور نصرانیت سے جو توبہ کرتا ہے حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور جو اسی پر مرتا ہے اسے عذاب دیتا ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَقَالَتِ الْیَہُوْدُ الخ ابن اسحٰق نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعمان بن قصی، بحر بن عمرو اور شاس بن عدی آئے، سب نے آپ سے گفتگو کی، اور آپ نے ان سے گفتگو کی، اور ان کو حق تعالیٰ کی طرف بلایا اور اس کے عذاب سے ڈرایا۔ تو وہ کہنے لگے۔ ہم نہیں ڈرتے، اور نصاریٰ کی طرح کرنے لگے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم ہم حق تعہ کے بیٹے ہیں اور محبوب ہیں، تب حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی یہود اور نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں الخ۔

نیز ابن عباس رضؓ ہی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی طرف رغبت دلائی تو انہوں نے انکار کیا، اس پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعدؓ بن عبادہ بولے، اے گروہ یہود، حق تعالیٰ سے ڈرو، خدا کی قسم تم یہ بخوبی جانتے ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ کی بعثت سے قبل تم لوگ ہی ہم سے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے، اور آپؐ کے اوصاف بیان کرتے تھے، اس پر رافع بن حریملہ اور وہب بن یہودا بولے کہ ہم نے تم سے یہ بیان نہیں کیا، اور موسیٰؑ کے بعد حق تعالیٰ نے نہ کوئی کتاب نازل کی اور نہ کسی بشیر اور نذیر کو بھیجا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ الخ۔ اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول الخ ؛

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ وَاِلَيْهِ

اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان میں

الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا

بھی اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آپہنچے

يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا

جو کہ تم کو صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یوں نہ کہنے لگو کہ

مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ

ہمارے پاس کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا سو تمہارے پاس بشیر اور نذیر آچکے ہیں اور اللہ تعالیٰ

وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾

ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں

اتمامِ حجت } مؤمن ہو یا کافر سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، جب رسولوں کا سلسلہ بند ہو گیا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوامر و نواہی خداوندی تمہارے پاس لیکر آئے، تاکہ قیامت کے دن تم یوں نہ کہنے لگو کہ جنت کی بشارت اور دوزخ سے ڈرانے والا ہمارے پاس کوئی نہیں آیا، یقیناً رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئے، اور حق تعالیٰ رسولوں کے بھیجنے اور جو رسولوں کی دعوت پر لبیک کہے، اس کو ثواب دینے اور منکر کو سزا دینے پر قادر ہیں ۞

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ

جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بہت سے پیغمبر بنائے اور تم کو صاحب ملک بنایا

مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا

اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں اے میری قوم اس متبرک

الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا

ملک میں داخل ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دیا ہے اور پیچھے واپس

عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

مت چلو کہ پھر بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے کہنے لگے اے موسیٰؑ وہاں تو

اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى

بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ

يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

کہ وہ وہاں سے نہ نکل جائیں ہاں اگر وہ وہاں سے کہیں اور چلے جائیں تو ہم بیشک جانے کو تیار ہیں

بنی اسرائیل کا خوف

تم لوگ فرعون کے غلام تھے، تمہیں صاحب ملک بنایا، اور وادی تیہ میں تم کو من وسلوی دیا، جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا، اور سرزمین دمشق، فلسطین اور بعض اردن میں داخل ہو، جو حق تعالیٰ نے تم کو عطا کی ہے، اور اسے تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی میراث بنایا ہے، اور پیچھے واپس مت چلو، کیونکہ عذاب خداوندی کی بنا پر حبس کی وجہ سے تم سے من وسلوی چھین لیا جائے گا، خسارہ اور نقصان میں پڑ جاؤ گے بنی اسرائیل نے کہا وہاں تو بڑے زبردست لوگ ہیں، ہم ایسی سرزمین میں نہیں جائیں گے، اور زبردست لوگوں سے ڈرنے والے بارہ آدمی تھے ⁂

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا

ان دو شخصوں نے جو کہ ڈرنے والوں میں سے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا کہا کہ تم ان پر

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

دروازہ تک تو چلو سو جس وقت تم دروازہ میں قدم رکھو گے اسی وقت غالب آجاؤ گے اور

فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو کہنے لگے کہ اے موسیٰؑ ہم تو ہرگز کبھی بھی وہاں

اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا

قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں تو آپ اور آپ کے اللہ میاں چلے جایئے اور دونوں

قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ

لڑ بھڑ لیجئے ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں موسیٰؑ دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار میں اپنی جان اور

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا

اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں سو آپ ہم دونوں کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے ارشاد ہوا

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ج يَتِيْهُوْنَ فِي الْأَرْضِ ط

تو یہ ملک ان کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگے گا۔ یوں ہی زمین میں سر مارتے

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ ع

پھریں گے سو آپ اس بے حکم قوم پر غم نہ کیجئے۔

حضرت موسیٰ کی دلجوئی } مگر یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا جو حق تعالیٰ سے ڈرتے تھے انہوں نے حضرت موسیٰ ع کی تائید میں فرمایا، حق تعالیٰ پر توکل کر کے داخل ہو جاؤ اس کے معنی بھی بیان کئے گئے ہیں۔ کہ یہ دونوں شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ڈرتے تھے۔ اور انکے زبردست لوگوں میں سے تھے، مگر حق تع نے ان پر انعام فرما کر انھیں دولتِ توحید سے بہرہ ور فرمایا۔ مگر قوم بولی آپ اور آپ کا پروردگار یا ہارون اور تم چلے جاؤ، تمہاری مدد کرے گا، جیسا کہ تم دونوں کی فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ کے وقت مدد کی ہے، ہم انتظار میں یہیں بیٹھے ہیں،
حضرت موسیٰ ع نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں تو اپنی جان اور اپنے بھائی کا اختیار رکھتا ہوں، ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے، حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اب ان پر اس جگہ داخل ہونا حرام ہو گیا۔ یہ وادی تیہ ہی جس کی مسافت سات فرسخ کے بقدر ہے گردش کھاتے رہیں گے نہ یہ وہاں سے نکل سکیں گے۔ اور نہ کوئی ان کو راستہ ہی ملے گا۔ اب آپ غم نہ کیجئے ؞

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا

اور آپ ان اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنائیے جبکہ دونوں نے ایک ایک

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ

نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک کی تو مقبول ہو گئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی وہ دوسرا

لَاَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾

کہنے لگا کہ میں تجھ کو ضرور قتل کروں گا۔ اس ایک نے جواب دیا کہ خدا تو متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں

لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ

اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لئے

ع ۷ / ۸

وقف لازم

النصف

اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۸﴾

ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں۔ میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں

اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِیۡ وَ اِثۡمِکَ فَتَکُوۡنَ مِنۡ

میں یوں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے پھر تو دوزخیوں

اَصۡحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۹﴾

میں شامل ہو جاوے اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی۔

لائقِ عبرت واقعہ } اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ بذریعہ قرآن کریم یہ قصہ بھی سنائیے کہ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی، اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ تو قابیل نے ہابیل سے کہا، میں تجھے قتل کروں گا، ہابیل نے کہا کیوں قابیل نے کہا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی تو قبول کرلی، اور میری قربانی قبول نہیں کی، ہابیل نے کہا جو قول وفعل میں سچے ہوتے ہیں اور ان کے قلوب پاکیزہ ہوتے ہیں، ان کا عمل قبول ہوتا ہے، اور تو پاکیزہ قلب والا نہیں، اور اگر تو ظلماً مجھ پر دست درازی کرے گا، تو میں تو ایسا نہیں کروں گا، تاکہ میرے خون سے پہلے جو تیرے اور گناہ ہیں اور میرے جو گناہ ہیں تو سب اپنے سر رکھ لے، تاکہ تو دوزخ والا ہو جائے۔ کیونکہ ظلم کر کے جو حسد سے تجاوز کرتے ہیں، انکی سزا دوزخ ہی ہے ؛

فَطَوَّعَتۡ لَہٗ نَفۡسُہٗ قَتۡلَ اَخِیۡہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصۡبَحَ مِنَ

سو اس کے جی نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا پھر اس کو قتل ہی

الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبۡحَثُ فِی الۡاَرۡضِ

کرڈالا جس سے بڑے نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا کہ وہ زمین کو

لِیُرِیَہٗ کَیۡفَ یُوَارِیۡ سَوۡءَۃَ اَخِیۡہِ ؕ قَالَ یٰوَیۡلَتٰۤی اَعَجَزۡتُ

کھودتا تھا تاکہ وہ اس کو تعلیم کر دے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپاوے کہنے لگا افسوس

اَنۡ اَکُوۡنَ مِثۡلَ ہٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوۡءَۃَ اَخِیۡ ۚ

میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گزرا کہ اس کوے ہی کی برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا،

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا

سو بڑا شرمندہ ہوا اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا

عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ

کہ جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے یا بدون

فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ

کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ

اور جو شخص کسی شخص کو بچا لیوے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا، اور بنی اسرائیل کے

رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ

پاس ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ لے کر آئے مگر اس کے بعد بھی بہتیرے ان میں سے

فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

دنیا میں زیادتی کرنے والے ہی رہے۔

قابیل کی قساوت تو اس کے جی نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا، جس سے سزا کی بنا پر بڑا نقصان اُٹھانے والا ہو گیا۔ بحکم الٰہی ایک کوّا دوسرے مرے ہوئے کوّے کو چھپانے کے لئے زمین کھود رہا تھا، تاکہ قابیل بھی دیکھ لے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو مٹی میں چھپائے۔

تو یہ دیکھ کر بولا، افسوس میں تو اس تدبیر سے بھی گیا گذرا، کہ میں اپنے بھائی کی لاش کو مٹی ہی میں چھپا دیتا، چنانچہ وہ اوّل وہلہ میں اپنے بھائی کی لاش نہ چھپا دینے پر شرمندہ ہوا، اور اس کے قتل کرنے پر اسے کوئی شرمندگی نہیں ہوئی۔

قابیل کے ہابیل کو ظلماً قتل کرنے کی وجہ سے تورات میں بنی اسرائیل پر یہ مقرر کر دیا ہے، کہ جو کسی کو جان کر قتل کرے تو ایک شخص کے قتل کی بنا پر اس پر دوزخ لازم ہو گئی، جیسا کہ وہ تمام انسانوں کو مار ڈالے، اور جو شخص قتل سے اپنا ہاتھ روکے، تو ایک شخص سے ہاتھ روکنے کی وجہ سے اس کے لئے

جنت ثابت ہو گئی، جیسا کہ تمام لوگوں کے قتل سے اس نے ہاتھ روک لیا۔
اور بنی اسرائیل کی طرف اوامر و نواہی اور دلائل کے ساتھ بہت سے رسول آئے مگر انکے باوجود وہ مشرک ہی رہے ؛

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں اور ملک میں

فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ

فساد پھیلاتے پھرتے ہیں انکی یہی سزا ہے کہ قتل کیے جاویں یا سولی دیے جائیں

وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ

یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں یا زمین پر سے نکال دیے جائیں

خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ﴿۳۳﴾

یہ اُنکے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور اُن کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا

ہاں مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کرو توبہ کر لیں تو جان لو کہ بیشک

اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾

اللہ تعالیٰ بخش دیں گے مہربانی فرمادیں گے۔

ع ۵ / ۹

نافرمانی کا مآل بنی کنانہ کی قوم نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تھا، تاکہ مشرف باسلام ہو جائیں، مگر ہلال بن عویمر کی قوم نے جو مشرک تھے ان کو مار ڈالا، اور ان کا ساز و سامان سب چھین لیا، تو حق تعالیٰ ان کی سزا بیان فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی جو حق تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں اور زمین میں گناہ اور قتل اور لوٹ مار کرتے ہیں، یہی سزا ہے، کہ جس حالت میں انہوں نے صرف قتل کیا ہو اور مال نہ لیا ہو، تو ان کو قتل کر دیا جائے، اور اگر مال بھی لیا ہو تو انکو سولی پر

چڑھا دیا جائے، اور اگر صرف ظلماً مال ہی لیا ہو، اور کسی کو قتل نہ کیا ہو، تو دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دیا جائے۔ اور اگر راستہ میں صرف لوگوں کو ڈرایا ہو۔ اور کسی کا مال نہ چھینا ہو، اور نہ قتل کیا ہو، اور پھر فوراً ہی پکڑے گئے، تو ان کی سزا یہ ہے، کہ ان کو جیل خانہ میں بند کر دیا جائے، تاوقتیکہ نیکی اور توبہ کے آثار کمال کے ساتھ ظاہر ہو جائیں اور جو شخص توبہ نہیں کریگا اسے آخرت میں دنیا سے سخت عذاب دیا جائے گا۔ البتہ جو پکڑے جانے سے پہلے کفر و شرک سے توبہ کرلیں تو حق تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو معاف فرمانے والے ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس آیت کریمہ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ الخ کے بارے میں دریافت کرنے کے متعلق لکھا، انہوں نے جواب میں لکھا، کہ یہ آیت اصحاب عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا تھا، اور آپ کے اونٹوں کو ہانک لے گئے تھے، پھر جریر سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور عبدالرزاق نے ابو ہریرہ رضؓ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

جہاد کیا کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے یقیناً جو لوگ کافر ہیں

كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

اگر اُن کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اُن چیزوں کے ساتھ

مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ

اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں

مِنْهُمْ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

تب بھی وہ چیزیں ان سے ہرگز قبول نہ کی جاویں گی اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ اس بات کی خواہش کرینگے

يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کہ دوزخ سے نکل آویں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور اُن کو عذاب

مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا

دائمی ہوگا اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سو ان دونوں کے (داہنے)

جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾

ہاتھ (گٹے پر سے) کاٹ ڈالو ان کے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ

اللہ تعالیٰ بڑے قوت والے ہیں (جو سزا چاہیں مقرر فرمائیں) بڑے حکمت والے ہیں (کہ مناسب ہی

عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾

سزا مقرر فرماتے ہیں) پھر جو شخص توبہ کرلے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی

درستی رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرماویں گے بیشک اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں (کہ اسکا گناہ معاف کردیا) بڑی رحمت والے ہیں

بھلائی کی ترغیب: رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو اوامر خداوندی میں اس سے ڈرو، اور درجات عالیہ کو طلب کرو، یا یہ کہ اعمال صالحہ کے ذریعہ قرب خداوندی طلب کرو، تاکہ حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات حاصل پاؤ، اور مطمئن ہو، اگر ان کفار کے پاس تمام دُنیا کا مال بلکہ اس سے دوگنا اور ہو، اور پھر اسے اپنی جانوں کے فدیہ میں ادا کریں، تب بھی یہ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا، اور دوزخ سے کسی طرح بھی نہیں نکلیں گے، اور ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، جس میں کبھی کوئی انقطاع نہیں ہوگا۔

چور مرد اور چور عورت کے داہنے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں، یہ انکی چوری کی سزا ہے۔ اور یہ ان کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہے۔ وہ چور کو سزا دینے میں غالب اور ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کرنے میں حکیم ہے۔ پھر جو چوری اور قطع ید کے بعد توبہ کرکے اپنی اصلاح کرے، تو توبہ کرنے والے کی حق تعالیٰ مغفرت فرمانے والے ہیں ⁂

لباب النقول فی اسباب النزول: فرمان الٰہی وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ الخ۔ امام احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک عورت نے چوری کی تو اسکا داہنا ہاتھ کاٹ دیا گیا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میری توبہ کی گنجائش ہے۔ تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَمَنْ تَابَ الخ، یعنی پھر جو شخص توبہ کرے اپنی زیادتی کے بعد الخ:۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ

کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں اور زمین کی، وہ جس کو چاہیں

مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

سزا دیں اور جس کو چاہیں معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ

اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو مغموم نہ کریں خواہ وہ ان لوگوں میں

الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ

سے ہوں جو اپنے منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور اُن کے دل یقین لائے نہیں اور خواہ وہ

وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ

ان لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں آپکی باتیں دوسری قوم کی

اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ

خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں۔

مالکِ کائنات اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا قرآن کریم میں اس کا علم نہیں کہ آسمان و زمین کے تمام خزانے اسی کے ملک ہیں، جو عذاب کا مستحق ہے۔ اسے عذاب اور جو مغفرت کا اہل ہے اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو لوگ کفار کے ساتھ دنیوی اور اخروی معاملات میں دوستی کے لئے سبقت کرتے ہیں، آپ کو وہ مغموم نہ کریں، وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم نے دل سے تصدیق کی، مگر ان منافق یعنی عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے دلوں نے تصدیق نہیں کی، اور خواہ وہ بنو قریظہ کے یہودی کعب اور اسکے ساتھی ہوں،

عندنا المتقدمین ۳ع

وہ بنو قریظہ کے یہودی کعب اور اس کے ساتھی ہوں وہ اہل خیبر کی وجہ سے یہ باتیں سنتے ہیں، اور اہل خیبر میں جن باتوں کا ظہور ہوا، بنو قریظہ نے ان کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ الخ ک، امام احمد اور ابوداؤد نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ حق تعالیٰ نے یہودیوں کی دو جماعتوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے، جن میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زمانۂ جاہلیت میں غالب آگئی تھی، تا آنکہ دونوں کا میل جول ہوگیا، پھر دونوں نے مل کر یہ طے کر لیا، کہ جس ذلیل و مغلوب آدمی کو کوئی معزز یعنی غالب آدمی قتل کر دے، تو اس کی دیت پچاس وسق ہے۔ اور جس معزز آدمی کو کوئی ذلیل مار ڈالے تو اس کی دیت سو وسق ہے، تو یہ لوگ اسی چیز پر جمے رہے، تا آنکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو ایک ذلیل نے ایک معزز کو مار ڈالا۔ اس معزز کے خاندان والوں نے قاصد بھیجا، کہ سو وسق دیت کے دو، تو ذلیل فریق نے کہا، کہ یہ چیز ۲ دو قبیلوں میں کیسے ہوسکتی ہے۔ جبکہ دونوں کا دین ایک، دونوں کی نسبت ایک، اور دونوں کا شہر ایک اور پھر بعض کی دیت آدھی، ہم تم لوگوں سے ڈر کر خوف و پریشانی میں پوری دیت دے، دیا کرتے تھے۔

اب جبکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، تو ہم تم کو دیت نہیں دیں گے، قریب تھا کہ ان دو قبیلوں میں جنگ، ہو جاتی مگر یہ دونوں قبیلے اس بات پر راضی ہوگئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان فیصل بنالیں۔ چنانچہ منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس پہنچے، تاکہ آپ کی رائے معلوم کریں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اے رسولؐ جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ کر گرتے ہیں۔ الخ۔

اور امام احمد و امام مسلم نے براء بن عازب رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کچھ یہودی گذرے، جن کی صورتیں سیاہ اور ان کے کوڑے لگے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے وہ بولے ہاں۔ آپ نے ان کے عالموں میں سے ایک شخص کو بلایا، اور فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں، جس نے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی، کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے وہ بولا نہیں، اور اگر آپ اس طریقہ سے مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپکو نہ بتلاتا، ہماری کتاب میں زانی کی سزا سنگسار کر دینا ہے۔ مگر ہمارے شریف لوگوں میں یہ بکثرت ہوگیا تھا لہٰذا ہم میں سے جب کوئی شریف زنا کرتا ہے تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں، اور جس وقت کوئی کمزور زنا کرتا ہے تو اس پر حد نافذ کرتے ہیں۔

اس کے بعد ہم نے آپس میں کہا کہ آؤ کوئی ایسی سزا مقرر کر لیں، جو شریف اور ضعیف دونوں پر نافذ کر دیا کریں۔

تو منہ کالا کرنے اور کوڑے لگا دینے پر ہمارا اتفاق ہوگیا۔ تب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہ العالمین میں پہلا وہ شخص ہوں کہ جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جب لوگ اس کو ختم کر چکے تھے :

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ج يَقُوْلُوْنَ

کہ وہ آپکے پاس نہیں آئے کلام کو بعد اسکے کہ وہ اپنے موقع پر ہوتا ہے۔ بدلتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ

اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ط

اگر تم کو یہ حکم ملے تب تو اس کو قبول کرلینا اور اگر تم کو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا اور جس کا خراب ہونا

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط

خدا ہی کو منظور ہو تو اُس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا۔ یہ لوگ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ط لَهُمْ

ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں ہوا اُن لوگوں کیلئے

فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ صلے ج وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۴۱)

دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے سزائے عظیم ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ط فَاِنْ جَآءُوْكَ

یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں تو اگر یہ لوگ

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ج وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ

آپکے پاس آویں تو خواہ آپ اُن میں فیصلہ کر دیجئے یا ان کو ٹال دیجئے اور اگر ان کو ٹال ہی دیں

فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ط وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں، اور اگر آپ فیصلہ کریں تو اُن میں عدل

بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (۴۲) وَكَيْفَ

کے موافق فیصلہ کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ آپ سے

يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ

کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس توراۃ ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔

ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَمَآ أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾

پھر اُسکے بعد ہٹ جاتے ہیں اور یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں

یہود کی تحریف

انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت اور رجم کے حکم میں باوجودیکہ تورات میں اس کا تذکرہ ہے، تبدیلی کی ہے۔ اور انکے سردار کمزوروں سے یا یہ کہ عبد اللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی دوسروں سے کہتے ہیں۔ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہیں زانی کے کوڑے لگانے کا حکم دیں، تو اسے قبول کر لو، اور اس پر عمل کرو۔ اور اگر کوڑوں کا حکم نہ دیں، بلکہ سنگسار کرنے کا حکم دیں یعنی اگر تمہاری خواہشات کے مطابق حکم نہ ہو، تو اس کی احتیاط کرو۔ اور اسے قبول مت کرو، اور جس کا کفر وشرک اور ذلت ورسوائی خدا ہی کو منظور ہو، تو اسے عذاب الٰہی سے کون نجات دے سکتا ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

چنانچہ آپ نے زانی کے بارے میں حکم دیا، اسے سنگسار کیا گیا، تب حق تعالیٰ نے تحکمونہ تک یہ آیت نازل فرمائی۔ یہودی کہتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، اگر وہ منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دیں، تو اس کی تعمیل کرو، اور اگر سنگسار کرنے کا حکم دیں تو اس سے بچو، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ جو شخص خدا کے نازل کئے ہوئے حکم کے موافق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں ؛

إِنَّآ أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا

ہم نے توریت نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا انبیاء ع جو کہ

النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ

اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اس کے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی

وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ

بوجہ اس کے کہ ان کو اس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا تھا اور وہ اسکے اقراری

شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا

ہو گئے تھے۔ سو تم بھی لوگوں سے اندیشہ مت کرو اور مجھ سے ڈرو

بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور میرے احکام کے بدلہ میں متاع قلیل مت لو اور جو شخص خدا تعو کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں۔

یہود اور منافقین کا حال

یہ یہود اور منافقین ایسے ہیں کہ مکر و خیانت اور کفر پر اصرار سے ان کی پاکی ہی منظور نہیں، ان کو قتل اور جلا وطن ہونے کا عذاب دیا جائے گا، اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے بہت سخت ہوگا۔

احکام خداوندی میں تبدیلی کر کے یہ لوگ رشوت اور حرام کھانے والے ہیں. محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپکے پاس بنو قریظہ اور نضیر یا خیبر والے آئیں تو آپ چاہے ان کے درمیان سنگسار کرنے کا فیصلہ فرما دیجئے، یا اعراض کیجئے، یہ آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اور اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو رجم کا فیصلہ فرمائیں، کیونکہ حق تعالیٰ عدل کرنے والوں اور کتاب اللہ کے حکم رجم پر عمل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ یہ آپ سے فیصلہ کیوں کراتے ہیں جب کہ توراۃ میں رجم کا حکم موجود ہے۔ اور پھر توراۃ اور قرآن کریم کے حکم سے ہٹ جاتے ہیں ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور حمیدی نے اپنی سند میں جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ فدک والوں میں سے ایک شخص نے زنا کیا تو فدک والوں نے مدینہ منورہ کے کچھ یہودیوں کے پاس لکھا، کہ اسکے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو، اگر آپ کوڑے لگانے کا حکم دیں تو یہ آپ سے لے لو، اور اگر سنگسار کرنے کے بارے میں فرمائیں تو اس سے بچو، چنانچہ یہودیوں نے آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس پر آیت کا یہ حصہ نازل ہوا۔ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ الخ۔ اور بیہقی نے دلائل میں ابو ہریرہ رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے ؂

وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَیْنَ

اور ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے

بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ

آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ

اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کردے تو وہ اسکے لئے کفارہ

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

ہوجاویگا۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھارہے ہیں

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا

اور ہم نے انکے پیچھے عیسٰی ابن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب

بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ص وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

ہدایت تھی اور وضوح تھا اور وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی

التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ

تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اور انجیل والوں

اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ

کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق حکم کیا کریں اور جو

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنے والے ہیں

شرعی حکم کا اخفاء

ہم نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی تھی، جس میں رجم کا بیان تھا، حضرت موسیٰؑ کے زمانے سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک حق تعالیٰ کے مطیع انبیاء کرام اسی کے موافق حکم دیا کرتے تھے، اور وہ تقریباً ایکہزار نبی آئے ہیں، اسی طرح اہل اللہ بھی اور علماء بھی توریت کے موافق حکم دیا کرتے تھے، اور

وہ عابدین بھی جو گرجاؤں میں رہتے تھے کیونکہ اس کتاب پر عمل کرنے اور اس کے موافق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لہٰذا آیت رجم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت چھپانے میں مجھ سے ڈریں۔

اور آپ کی نعت وصفت اور آیت رجم کو چھپا کر کھانے کی معمولی چیز مت لو، اور توریت میں حضورؐ کی نعت وصفت اور آیت رجم کو جو حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، اسے جو بیان نہیں کرتے وہ حق تعالیٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کے منکر ہیں ﴿

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اور ہم نے یہ کتاب آپکے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو

مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کتابیں ہیں ان کی تصدیق بھی کرتی ہے اور ان کتابوں کی محافظ ہے تو ان کے باہمی معاملات میں

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ

اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر انکی خواہشوں پر

جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

عملدر آمد نہ کیجیئے تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی اور اگر اللہ تم کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا

منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا تاکہ جو دین تم کو دیا ہے اس میں تم سب کا

الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

امتحان فرماویں تو مفید باتوں کی طرف دوڑو تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیگا

بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾

جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

کافر و گنہگار

اور ہم نے توراۃ میں بنی اسرائیل پر یہ چیز فرض کی تھی، اگر کوئی شخص کسی کو عمداً ناحق قتل کر دے، یا عمداً ناحق آنکھ پھوڑ دے یا ناحق عمداً ناک کاٹ دے یا ناحق عمداً کان کاٹ دے، یا ناحق عمداً دانت توڑ دے، تو سب کا قصاص ہوگا، اسی طرح دوسرے زخموں میں حکومت عدل ہے۔ پھر جو شخص زخمی کرنے والے کو معاف کر دے، تو یہ زخم یا زخمی کرنے والے کا کفارہ ہو جائے گا، اور قرآن کریم میں جو احکام حق تعالیٰ نے بیان کئے ہیں۔ جو شخص ان کو بیان نہ کرے، اور ان پر عمل نہ کرے، تو وہ اپنے آپ کو سزا کے واجب ہونے کی بنا پر نقصان پہونچانیوالے ہیں۔ اور ہم نے ان کے بعد توریت کے احکام کے اور توحید کی موافقت اور تصدیق کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو بھیجا۔

اور ہم نے ان کو انجیل دی، جو توحید اور رجم کے بیان میں توریت کے موافق تھی، اور کفر و شرک اور دیگر فواحش سے روکنے والی تھی، اور اس لئے کہ انجیل میں حق تعالیٰ نے جو چیزیں بیان کی ہیں جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت اور رجم کا حکم تو انجیل والے ان چیزوں کو بیان کر دیں، اور جن امور کو حق تعالیٰ نے انجیل میں بیان کیا ہے! جو لوگ ان کو نہیں بیان کرتے وہ ہی گنہگار اور کافر ہیں ؛

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

اور ہم (مکرر) حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ

اور انکی خواہشوں پر عملدر آمد نہ کیجئے اور ان سے یعنی انکی اس بات سے احتیاط رکھئے کہ وہ آپ کو

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ

خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھی بچلا دیں پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو یہ یقین کر لیجئے کہ بس خدا ہی کو

ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝۴۹ اَفَحُكْمَ

منظور ہے کہ انکے بعضے جرموں پر انکو سزا دیں اور زیادہ آدمی تو بے حکم ہی ہوتے ہیں　　یہ لوگ پھر کیا

الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

زمانۂ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والوں کے

يُوقِنُونَ ۝٥٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ

نزدیک — اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا وہ ایک

وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ

دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کریگا

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

بیشک وہ ان ہی میں سے ہوگا یقیناً اللہ تو سمجھ نہیں دیتے ان

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥١

لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

تفسیر ضروری ہی } بذریعہ جبریل امین قرآن کریم آپؐ پر نازل کیا، جو حق اور باطل کو بیان کرنے والا، اور کتب سابقہ میں جو توحید اور دیگر مضامین ہیں ان کی تصدیق کرنے والا اور تمام کتابوں کی یا آیت رجم کی گواہی دینے والا یا تمام کتب سابقہ کا محافظ ہے۔

لہٰذا حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو آپ کو حکم دیا ہے اس کے مطابق بنی قریظہ اور نضیر اور خیبر والوں کے درمیان فیصلہ فرمائیے۔ اور اس حکم کے بعد کوڑے لگانے اور سنگسار نہ کرنے میں ان کی خواہشات کا اتباع نہ کیجئے۔ ہم نے ہر ایک نبی کے لئے خاص شریعت اور خاص فرائض و سنتیں تجویز کئے ہیں اور اگر وہ چاہتے تو تم سب کے لئے ایک ہی شریعت مقرر کر دیتے، مگر ایسا نہیں، کیونکہ تم کو جو کتاب طریقت اور فرائض دیئے ہیں، اس میں تمہاری آزمائش کریں، اور حق تعالیٰ ہی نے تم پر یہ تمام چیزیں فرض کی ہیں۔ لہٰذا تمہارے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہ ہونا چاہیئے۔ تو اے امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم فرائض و سنتیں اور تمام نیکیوں کی بجا آوری میں اور امتوں سے سبقت لے جاؤ یا یہ کہ نیکیوں کی طرف دوڑو، تمام امتوں کو اس کے دربار میں پیش ہونا ہے۔ دین اور شریعتوں میں جو تم اختلاف کرتے تھے۔ وہ سب تم کو بتلا دے گا:۔

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمان الٰہی وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ، ابن اسحٰق نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ کعب بن اسید، اور عبداللہ بن صوریا، اور شاش بن قیس نے کہا کہ محمد صلے اللہ

علیہ وسلم کے پاس چلو، ممکن ہے کہ ہم ان کے دین میں کوئی فتنہ کریں، چنانچہ یہ آئے اور کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے عالم ان کے اشراف اور ان کے سردار ہیں اگر ہم آپ کی اتباع کرلیں گے تو تمام یہود آپ کی اتباع کر لیں گے، اور کوئی بھی ہماری مخالفت نہیں کریگا البتہ ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان کچھ جھگڑے ہیں، ہم ان میں آپ کو فیصل بناتے ہیں۔ آپ ہماری موافقت میں ان کے خلاف فیصلہ کر دیں۔ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے (اور ایمان لانے کا ارادہ نہیں تھا) تب حق تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ ان کے باہمی معاملہ میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے الخ ؛

فرمان خداوندی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی الخ۔ ابن اسحٰق ابن جریر ابن ابی حاتم اور بیہقی نے عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنی قینقاع کی لڑائی ہوئی تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے اس میں بڑی دلچسپی لی، اور ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہوا، تو حضرت عبادہ بن صامت رضؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حق تعالیٰ اور اسکے رسول صؐ کے سامنے ان کی دوستی سے برأت ظاہر کی، اور حضرت عبادہ بنی عوف بن الخزرج سے تھے، اور لوگوں کی قسموں کی طرف سے ان کو وہ اہمیت حاصل تھی، جو عبداللہ ابی بن سلول کو تھی چنانچہ ان لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائیں، اور کفار کی قسموں اور ان کی دوستی سے برأت ظاہر کی، سورۂ مائدہ کی یہ آیت حضرت عبادہ اور عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی، کہ اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا الخ ؛

فَتَرَى الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ

اسی لئے تم ایسے لوگوں کو کہ جن کے دل میں مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر ان میں

یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآىِٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ

گھستے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی حادثہ پڑجاوے سو قریب امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ

کامل فتح کا ظہور فرماوے یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے پھر اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر

اَسَرُّوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ ؕ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا

نادم ہوں گے اور مسلمان لوگ کہیں گے ارے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ بڑے مبالغہ

أَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ

سے قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان لوگوں کی ساری کارروائیاں

لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ﴿۵۳﴾

غارت گئیں جس سے ناکام رہے اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ

دین سے پھر جائے تو اللہ تعا بہت جلد ایسی قوم کو

يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۙ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

پیدا کر دے گا جن سے اللہ تعا کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعا سے

أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ

محبت ہوگی مہربان ہونگے وہ مسلمانوں پر تیز ہونگے کافروں پر جہاد کرتے ہونگے

لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ

اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۴﴾

جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور اللہ تعا بڑے وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں

دستورِ خداوندی

اور قرآن کریم میں جو حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسی کے مطابق آپ بنی قریظہ اور نضیر اور اہل خیبر کے درمیان فیصلہ فرمائیے اور سنگسار کے ترک کرنے میں ان کا اتباع نہ کیجئے اور ان لوگوں سے ہرگز مطمئن نہ ہوجئے کہ کہیں آپکو احکام قرآنیہ اور حکم رجم سے نہ پھیر دیں، اور اگر یہ لوگ رجم سے اور قصاص کے فیصلہ سے جو آپ نے ان کے درمیان کیا ہے برگشتہ ہو جائیں، تو حق تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کی وجہ سے انھیں عذاب دے گا اور اہل کتاب تو عہد شکن اور کافر ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا قرآن کریم میں یہ آپ سے پھر جاہلیت کا فیصلہ مانگتے، اور ان لوگوں کے لئے جو قرآن کریم پر یقین رکھتے ہیں، فیصلہ کرنے میں

حق تعالیٰ سے کون اچھا ہوگا :-

دوستی اور مدد میں ظاہر اور خفیہ طریقہ پر دینی معاملات میں ایک دوسرے کو دوست مت بنانا اور جو مسلمانوں میں سے مدد و نصرت میں اور دوستی میں ان کے ساتھ ہوگا، وہ حق تعالیٰ کی امانت اور حفاظت میں نہیں ہوگا۔ اور حق تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو اپنے دین اور حجت کی طرف ہدایت نہیں کرتا :-

اہلبیت کا لحاظ

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ایسے لوگوں کو جن کے دل میں مرض اور شک ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی دیکھیں گے کہ وہ ان ہی لوگوں کی دوستی میں گھستے ہیں، اور ایک دوسرے سے یہ باتیں ملاتے ہیں، کہ ہمیں سختی کا ڈر ہے، اسی بنا پر ہم ان کو دوست بناتے ہیں۔

تو یہ چیز بہت ضروری ہے کہ حق تعالیٰ مکہ مکرمہ فتح فرمادے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی مدد فرمائے، یا بنی قریظہ اور نضیر پر قتل اور جلا وطنی کا عذاب نازل فرمادے، تو یہ منافقین یہودیوں کی دوستی کی بناء پر ذلیل و رسوا ہوجائیں، اور مومن کہیں گے، کہ یہ وہی منافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں۔ جو بڑے زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے تھے، کہ ہم منافق تو خالص ایمان والوں کے ساتھ ہیں انکی تو دنیاوی تمام نیکیاں اکارت ہوگئیں اور عذاب کی بناء پر تو یہ بہت ہی بڑے گھاٹے میں گرفتار ہوگئے۔

اسد و غطفان اور قبیلہ کندہ و مراد کے جو آدمی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد دین سے پھر جائیں۔ تو حق تعالیٰ یمن والوں کو لائے گا، جن کو حق تعالیٰ سے محبت ہوگی، اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بہت نرم دل اور مہربان ہوں گے، اور اطاعت خداوندی میں سربسجود ہوں گے، کسی ملامت سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

یہ تمام خوبیاں فضل الہٰی ہیں، جو اس کا اہل ہوتا ہے، اس کو دیتا ہے، وہ بڑی وسعتوں والا اور جس کو دیتا ہے، اس کو جاننے والا ہے :-

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ

تمہارے دوست تو اللہ تو اور اسکے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ اُن میں خشوع ہوتا ہے

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ

اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ

هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا
کا گروہ بلاشک غالب ہے ‏ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ
جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾
تم ایماندار ہو۔

حقیقی محافظ

حضرت عبداللہ رضہ بن سلام اور ان کے ساتھی اسد، اسید اور ثعلبہ بن قیس وغیرہ کو یہود نے تکالیف پہنچائیں توحق تعہ ان کی تسلی کے لئے فرماتے ہیں کہ تمہارا محافظ و مددگار اور دوست حق تعہ اور اس کا رسول اور حضرت ابو بکر صدیق رضہ اور ان کے ساتھی ہیں جو پانچوں نمازوں کو باجماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے ہیں، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

اور جو ان سے دوستی رکھے توحق تعالیٰ کا گروہ یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابۂ کرام رضہ اپنے دشمنوں پر یقیناً غالب ہیں۔

یعنی یہود و نصاریٰ نے تمہارے دین کو کھیل اور مذاق بنا رکھا ہے۔ ان کو اور تمام کافروں کو دوست مت بناؤ اور ان کی دوستی میں حق تعہ سے ڈرو ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ طبرانی نے اوسط میں عمار بن یاسر رضہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نفلی نماز میں رکوع میں تھے، ایک سائل نے آپ سے کچھ مانگا، آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دے دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہارے دوست تو اللہ تعہ اور اسکے رسول الخ۔ اس روایت کا اور بھی شاہد موجود ہے۔ چنانچہ عبدالرزاق نے بواسطہ عبدالوہاب مجاہد، ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، کہ یہ آیت حضرت علی رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے اور اسی طرح حضرت علی رضہ سے روایت نقل کی ہے،

نیز ابن جریر نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے سلمۃ بن کہیل سے اسی طرح روایت نقل کی ہے ان شواہد سے ایک روایت کو ایک کے ساتھ تقویت حاصل ہوتی ہے، ارشاد خداوندی :- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ الخ ابو الشیخ اور ابن حبان نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، کہ رفاعۃ بن زید بن تابوت اور سوید بن حارث نے اسلام کا اظہار کیا، پھر یہ لوگ منافق ہوگئے اور مسلمانوں میں سے ایک شخص ان دونوں سے دوستی رکھتے تھے، تو حق تعالیٰ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ تک یہ آیت نازل فرمائی :-

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ

اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ

یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے آپ کہیئے کہ اے اہل کتاب

تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَاۤ

تم ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو بجز اسکے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ

ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جاچکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ

ہیں آپ کہیئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلا دوں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ بُرا ہو

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ

وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو خدا تعالیٰ نے دور کردیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو اور انکو بندر

وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

اور سور بنادیا ہو اور انہوں نے شیطانوں کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی

وَاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾

بہت بُرے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں۔

تمسخر کرنے والے } اور جب اذان اور اقامت ہوتی تو یہ اس کی ہنسی اور مذاق اڑاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ احکام خداوندی اور توحید خداوندی اور دین الٰہی سے قطعاً ناواقف ہیں۔ یہ آیت ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضرت بلال رضؓ کی اذان کا مذاق اڑاتا تھا، حق تعالیٰ نے اسے آگ میں جلا دیا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں سے فرمادیجئے کہ تم ہمارے اوپر کیوں طعن کرتے ہو، اور کونسی معیوب بات پاتے ہو، بجز اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک پر اور قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر رسول ہوئے اور جتنی کتابیں نازل کی گئیں، سب پر ایمان لاتے ہیں باوجودیکہ تم سب کافر ہو، پھر یہودی کہتے تھے کہ تمام دین والوں میں العیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام کا مرتبہ کم ہے، اس کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں آپ ان یہودیوں سے کہیئے کہ ایسا طریقہ میں تم کو بتلاؤں جو خدا کے یہاں پاداشں ملنے میں اس سے بھی زائد ہو، وہ ان لوگوں کا طریقہ ہے جن پر حق تعالیٰ نے اپنی ناراضگی اور جزیہ کا عذاب مسلط کر دیا ہے اور داؤد (اور حضرت موسیٰ وعیسیٰ) کے زمانہ میں ان کو بندر اور حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اہل مائدہ کو کفران مائدہ کی وجہ سے سور اور کاہن اور شیاطین بنا دیئے ہوں، یا انہوں نے شیاطین بتوں اور کاہنوں کی پرستش کی ہو، یہ لوگ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی راہ حق سے دور ہوجانے کی وجہ سے بہت برُے ہیں :۔

لباب النقول فی اسباب النزول } حضرت ابن عباس رضؓ ہی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت آئی، جن میں ابویاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور غازی بن عمر تھے، انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ رسولوں میں سے کن رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں حق تعالیٰ پر اور جو کتاب حضرت ابراہیمؑ پر نازل کی گئی ہے، اور حضرت اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد میں جو کتابیں نازل کی گئی ہیں، ان پر اور جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو جو کتاب دی گئی ہے اور ان کے علاوہ اور دوسرے انبیاء کرام کو جو کتابیں دی گئی ہیں سب پر ایمان رکھتا ہوں، ہم کسی کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اسکے مطیع و فرمانبردار ہیں، جب آپ نے حضرت عیسیٰؑ کا تذکرہ کیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت کا انکار کیا اور بولے کہ ہم حضرت عیسیٰؑ پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اس شخص پر ایمان لاتے ہیں جو حضرت عیسیٰ پر ایمان رکھتا ہو، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ الخ :۔

وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ

اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی کو لیکر

خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ﴿٦١﴾ وَتَرَىٰ

آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے۔ اور اللہ تم تو خوب جانتے ہیں جس کو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور آپ

كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ

ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں

السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا

واقعی ان کے یہ کام برے ہیں ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات

يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ

کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی اُن کی یہ

السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ

عادت بری ہے۔ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا

يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا

ہاتھ بند ہو گیا ہے ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس

بِمَا قَالُوا ۘ

کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے۔

وقف لازم

دھوکہ باز لوگ اور جس وقت یہ ذلیل یہودی یعنی منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم آپ کی نعت وصفت پر ایمان لاتے ہیں، کیونکہ وہ ہماری کتاب میں موجود ہے درانحالیکہ وہ خفیہ کفر ہی کو لے کر آتے ہیں، اور اسی کو لے کر مجلس سے نکل جاتے ہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں کو دیکھتے ہیں، جو دوڑ دوڑ کر کفر و شرک ظلم لوٹ مار حرام اور رشوت

اور حکم خداوندی کی تبدیلی پر گرتے ہیں، ان کو گرجے والے اور علماء کو وشرک اور رشوت و حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے، یہ ان کا درگذر کرنا بہت برا ہے۔

اور فنحاص بن عازورا یہودی بکتا ہے کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کا ہاتھ خرچ کرنے سے بند ہو گیا، ان ہی کے ہاتھ خیر اور نیک کام میں خرچ کرنے سے بند ہو گئے، ان کے قول کی وجہ سے ان پر جزیہ کی لعنت مسلط کر دی گئی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ الخ طبرانی نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، یہودیوں میں سے نباش بن قیس نامی ایک شخص نے کہا کہ آپ کا پروردگار بخیل ہے۔ کچھ خرچ نہیں کرتا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ الخ۔ اور ابوالشیخ نے دوسرے طریقہ پر ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ، یہود بنی قینقاع کے سردار فنحاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ

بلکہ ان کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون آپکے

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ

پاس آپکے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا۔ جب کبھی لڑائی کی آگ

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ

بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں

يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب

الْمُفْسِدِيْنَ (۶۴)

نہیں رکھتے۔

فیاضی کی فیاضی } حق تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ نیک و بد کو دینے کے لئے کھلے ہوئے ہیں اگر وہ چاہتا ہے تو فراخی کے ساتھ دیتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو تنگی کے ساتھ دیتا ہے اور آپ پر جو قرآن کریم نازل کیا جاتا ہے۔
یہ ان کافروں میں سے بہت سوں کی سرکشی اور کفر پر جمے رہنے کا باعث ہوتا ہے۔ اور ہم نے یہود و نصاریٰ کو قتل و غارت گری اور دشمنی میں مبتلا کر دیا ہے۔ العیاذ باللہ جب بھی یہ لوگ اپنی سرکشی میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر دست درازی کا ارادہ کرتے ہیں، حق تعالیٰ ان کا شیرازہ بکھیر دیتا ہے، اور زمین میں لوگوں کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور توحید خداوندی سے برگشتہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ یہود اور ان کے دین کو محبوب نہیں رکھتے ؟

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ

اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی تمام

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ

برائیاں معاف کر دیتے اور ضرور ان کو چین کے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ لوگ

اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ

توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس

رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ

بھیجی گئی اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ

کھاتے ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں

سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

ع ۹ / ۱۳

کہ ان کے کردار بہت برے ہیں۔

بدکردار } اور اگر یہود و نصاریٰ قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتے، اور یہودیت و نصرانیت سے توبہ کر لیتے تو

ہم زمانہ یہودیت و نصرانیت کے گناہ معاف کر دیتے اور اگر یہ توریت و انجیل کی پوری پابندی کرتے، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بیان کرتے اور توریت و انجیل میں جو کچھ ان کے پروردگار نے بیان کیا ہے اس کو بیان کرتے یا یہ کہ تمام کتب سماویہ اور تمام رسولوں کا اقرار کرتے تو آسمان سے پانی برسنا اور زمین سے پھلوں کی خوب پیداوار ہوتی۔

ان ہی اہل کتاب میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو راہ راست پر چلنے والی ہے، جیساکہ حضرت عبداللہؓ بن سلام اور ان کے ساتھی اور بحیراء راہب اور اس کے ہمراہی اور حضرت نجاشی اور ان کے ساتھی اور حضرت سلمان فارسی رضؓ اور ان کے ساتھی، مگر ان لوگوں کے کردار بہت برے ہیں، جیساکہ کعب بن اشرف، کعب بن اسد، اور مالک بن سیف، اور سعید بن عمرو ابو یاسر اور حیدی بن اخطب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو چھپاتے ہیں :-

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ

اے رسول جو جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے

تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ

اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ

مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۷﴾

آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو راہ نہ دیں گے۔

وعدۂ حفاظت } یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کا ابطال کیجئے، اور ان کے دین کو غلط ثابت کیجئے۔ اور ان کے ساتھ قتال کیجئے، اور انھیں اسلام کی طرف بلایئے، اور اگر آپ حکم الٰہی کی بجا آوری نہیں کریں گے تو آپ نے ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا، اور یہود وغیرہ سے حق تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا۔

اور جو دین خداوندی کا اہل نہیں ہوتا، اسے وہ راہ نہیں دیتا :-

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمانِ خداوندی یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الخ۔ ابو الشیخ نے حسن رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے مجھے رسالت سے مشرف فرمایا

تو میرے دل میں تنگی اور پریشانی ہوئی، اور میں نے یہ سمجھ لیا، کہ لوگ ضرور میری تکذیب کرینگے تو مجھے اس چیز کا ڈر ہوا ——— کہ میں تمام احکام کی تبلیغ کردوں، ورنہ مجھے عذاب دیا جائیگا، تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ الخ۔ اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ الخ تو آپ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کس طرح تبلیغ کروں میں تنہا ہوں، اور سب مل کر مجھ پر ہجوم کرجائیں گے تو اس وقت یہ جملہ نازل ہوا۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ،

اور حاکم و ترمذی نے حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرا دیا جاتا تھا تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی، وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ تو آپؐ نے خیمہ سے سر نکالا، اور فرمایا کہ لوگو لوٹ جاؤ حق تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

نیز طبرانی نے ابو سعید خدری رض سے نقل کیا ہے کہ حضرت عباس رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عم محترم ان حضرات میں سے تھے، جو آپ کا پہرہ دیا کرتے تھے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا، تو انہوں نے پہرہ لگوانا چھوڑ دیا۔

ک۔ نیز عصمۃ بن مالک رض سے نقل کیا ہے کہ ہم رات کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا، تو پہرہ دینا چھوڑ دیا۔

ک۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رض سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں ہوتے تو ہم آپ کے لئے سب سے بڑا، اور سب سے زیادہ سایہ دار درخت چھوڑ دیتے تھے، جس کے نیچے آپ اتر کر آرام فرماتے، چنانچہ ایک دن ایسے ہی ایک درخت کے نیچے آپؐ نے آرام فرمایا، اور اپنی تلوار درخت میں لٹکا دی، تو ایک شخص نے آکر وہ تلوار اتار لی، اور کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، حق تعالیٰ بچا سکتا ہے، تلوار رکھدے۔ اس نے تلوار رکھدی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی، وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی انمار کیا تو مقام ذات الرقیع میں ایک کھجوروں کے بلند باغ پر پڑا کیا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کنوئیں کی من پر بیٹھے ہوئے تھے اور پیر کنوئیں میں لٹکا رکھے تھے۔ تو بنی نجار میں سے وارث نامی ایک شخص بولا کہ العیاذ باللہ میں ضرور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا، تو اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ کس طرح قتل کرے گا، وہ بولا میں آپ سے آپ کی تلوار مانگوں گا، جب آپ اپنی تلوار دے دینگے تو میں آپ کو قتل کردوں گا، چنانچہ وہ آیا اور کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ذرا اپنی تلوار تو دیجئے میں سونگھتا ہوں، آپ نے تلوار دے دی، تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ تیرے اور تیرے ارادے کے درمیان حائل ہوگیا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰاَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ الخ ؛

ک۔ اور ابن مردویہ اور طبرانی نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی جاتی تھی، اور ابو طالب بنی ہاشم میں سے کچھ لوگ آپ کی حفاظت کے لئے آپ کے ساتھ بھیجتے تھے، تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی، وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔
اس کے بعد ابو طالب نے آپ کی حفاظت کے لئے بھیجنے کا ارادہ فرمایا، تو آپؐ نے فرمایا عمِ محترم حق تعالیٰ نے جنّ و انس سب سے میری حفاظت کا وعدہ فرمالیا ہے۔
نیز ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور اس سے اس چیز کا شائبہ ہوتا ہے، کہ یہ آیت مکی ہے، مگر ظاہر اس کا مخالف ہے ؂

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ

آپ کہیے کہ اے اہل کتاب تم کسی پر بھی نہیں جتنک کہ توریت اور انجیل کی اور جو تمہارے

وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ وَلَیَزِیْدَنَّ

پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اس کی بھی پوری پابندی نہ کروگے، اور ضرور جو مضمون

کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ۚ

آپکے پاس آپکے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی

فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾

اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجیے

ضروری امر } اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ یہود و نصاریٰ سے فرما دیجیے کہ تم دین الٰہی میں سے کسی راہ پر نہیں، تا وقتیکہ توریت انجیل اور تمام کتابوں اور تمام رسولوں کا اقرار نہ کرو۔
اور جو قرآن کریم آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، وہ ان کفار کی سرکشی اور کفر پر جمے رہنے کا باعث ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ ایمان نہ لانے کی بناء پر اپنے کفر کی حالت میں ہلاک ہو جائیں، تو آپ ان پر غم نہ کیجیے ؂

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمان الٰہی قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ الخ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے

نقل کیا ہے کہ رافع اور سلام بن مشکم اور مالک بن صیف آکر کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور اس کے دین پر ہیں۔ اور جو کتاب ہمارے پاس ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں مگر تم نے نئی باتیں ایجاد کر لی ہیں اور جو تمہاری کتاب میں ہے، اس کا انکار کرتے ہو، اور جس چیز کا حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، کہ اسے لوگوں کے سامنے بیان کردو، اسے چھپاتے ہو، تو انہوں نے کہا، جو ہمارے پاس ہے، ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور ہم ہدایت اور حق پر ہیں، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں الخ۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ

یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ

وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ

جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری

صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾

اچھی کرے ایسوں پر نہ کسی طرح کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ

ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان کے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے جب

رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

کبھی ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جس کو ان کا جی نہ چاہتا تھا

أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾

سو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے۔

وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ

اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے۔ پھر

تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ط

اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی ان میں کے

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

بہتیرے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں۔

مؤمنین کا انجام

جو حضرات حضرت موسیٰ ؑ اور تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان لائے، اور اسی حالت میں مر گئے، نہ ان پر خوف ہوگا، اور نہ وہ مغموم ہوں گے، اور یہودی اور فرقۂ صابئی یہ نصاریٰ ہی کی ایک شاخ ہے۔ جو قول میں ان سے نرم ہے۔ اور نصاریٰ اہلِ نجران جو ان میں سے حق تعالیٰ اور بعث بعد الموت پر ایمان لائے، اور یہودی یہودیت سے اور صابئی صابیت اور نصرانی نصرانیت سے توبہ کرے اور اس کے ساتھ اعمال صالحہ کرے، تو آئندہ عذاب کا کوئی خوف اور گذشتہ باتوں پر کوئی غم نہیں ہوگا۔

یا یہ کہ جس وقت لوگ خوف زدہ ہوں گے، ان کو خوف نہیں ہوگا، اور جس وقت اور لوگ غمزدہ ہوں گے انھیں غم نہیں ہوگا۔

یا یہ کہ جس وقت موت ذبح کی جائے گی، انھیں خوف نہیں ہوگا۔
اور جب دوزخ بھری جائے گی تو انھیں غم نہیں ہوگا۔

توریت میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اطاعت اور اس چیز کے بارے میں کہ حق تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا عہد لیا، جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ایسا حکم لایا جس کو ان کے دل نہیں چاہتے تھے۔ اور ان کی یہودیت کے موافق نہیں تھا۔ تو حضرت عیسیٰ ؑ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تو انہوں نے تکذیب کی، اور حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا، اور یہی گمان کرتے رہے کہ انبیاء کرام کی تکذیب اور ان کے قتل کی وجہ سے یہ ہلاک نہیں ہوں گے، اور حق و ہدایت سے اندھے، بہرے بنے رہے، اور حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، مگر پھر ایمان لائے اور کفر سے توبہ کی تو حق تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

مگر اس کے بعد پھر بھی ہدایت اور حق سے اندھے، بہرے ہو گئے۔ اور کفر و شرک ہی کی حالت میں مر گئے، کفر کی حالت میں جو انہوں نے انبیاء کرام کی تکذیب کی، اور ان کو قتل کیا تو حق تعالیٰ اسے بخوبی جانتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ
بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح ابن مریم ہے

مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا
حالانکہ مسیح نے خود فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو جو

اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ
میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا
سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور ایسے

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ
ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ
کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے ان اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾
ان میں کافر رہیں گے ان پر دردناک عذاب واقع ہوگا کیا پھر بھی

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ
خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ
بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔ مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں

وقف لازم

ع ۹

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ

جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ

دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھئے تو ہم کیونکر دلائل ان سے

لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

بیان کر رہے ہیں پھر دیکھئے وہ اُلٹے کدھر جا رہے ہیں۔

نصاریٰ کی لن ترانیاں

اللہ عین مسیح ہیں یہ نسطوریہ فرقہ کا قول ہے، حضرت عیسیٰؑ نے توحید خداوندی کی طرف بلایا، اور فرمایا جو کفر پر مرجائے اس کا جنت میں داخلہ حرام ہے، اور مشرکین کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا، اور مرقوسیہ فرقہ کہتا ہے کہ خدا تین میں کا ایک ہے، یعنی باپ، بیٹا، روح القدس، حالانکہ تمام آسمان و زمین والوں کے لئے بجز ایک معبود حقیقی کے اور کوئی معبود نہیں، جو وحدہٗ لاشریک ہے، اور اگر یہود و نصاریٰ اپنی خرافات سے توبہ نہیں کریں گے، تو ان پر ایسا دردناک عذاب واقع ہوگا، کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے، اور توبہ ہی پر مر جائے، تو حق تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ان کی والدہ بھی ایک ولی بی بی ہیں۔ دونوں حق تعالیٰ کے بندے ہیں۔ کھانا وغیرہ کھاتے ہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم غور کیجئے کہ ہم کیسے دلائل بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ دونوں خدا نہیں، پھر دیکھئے کہ یہ افتراء پردازی میں کدھر جا رہے ہیں ؁

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا

آپ فرمایئے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تم کو نہ کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار

وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ

رکھتا ہو اور نہ نفع پہونچانے کا حالانکہ اللہ تو سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں۔ آپ فرمایئے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو اور اُن لوگوں کے

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا

خیالات پر مت چلو۔ جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے ہیں

كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ ع لُعِنَ

اور وہ لوگ راہ راست سے دور ہو گئے تھے بنی اسرائیل

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ

میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ ابن

دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی

يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ

مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو بُرا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾

واقعی ان کا فعل بے شک بُرا تھا۔

نصاریٰ کی بکواس

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے، کہ کیا ان بتوں کو پوجتے ہو جو دنیا و آخرت میں نقصان کو دور کرنے اور نفع حاصل کرنے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے، حضرت عیسیٰ ؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں جو کچھ تم کہتے ہو، اس کو وہ ذات سُننے والی اور تمہارے عذاب کو جاننے والی ہے۔

نصاریٰ اہلِ نجران دین میں ناحق غلو مت کرو، اور ایسی قوم کے دین اور انکی باتوں پر مت چلو، جو خود تم سے پہلے ہدایت سے بے راہ ہیں، اور وہ قوم کے سردار اور رؤساء ہیں جنہوں نے بہت سوں کو بے راہ کر دیا۔ بنی اسرائیل میں جو کافر ہیں وہ حضرت داؤد ؑ کی بد دُعا سے بندر اور حضرت عیسیٰ ؑ کی بد دُعا سے سور ہو گئے ہیں، اور یہ لعنت اس وجہ سے نازل ہوئی کہ وہ سنیچر کے دن میں اور اکلِ مائدہ میں اور انبیاء کرام کے قتل کرنے اور معاصی کو حلال سمجھنے میں نافرمانی کرتے تھے۔ اور جو کچھ وہ نافرمانیاں اور حد سے تجاوز کرتے تھے، اس سے توبہ نہیں کرتے تھے ؛

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

آپ اُن میں بہت آدمی دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں جو کام انہوں نے

لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

آگے کے لئے کیا ہے وہ بے شک بُرا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر ناخوش ہوا اور یہ لوگ عذاب

خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ

میں دائم رہیں گے اور اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے اور پیغمبر پر اور

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ

اس کتاب پر جو اُن کے پاس بھیجی گئی تھی تو اُن کو کبھی دوست نہ بناتے لیکن

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

اُن میں زیادہ لوگ ایمان سے خارج ہی ہیں۔

غلط طرزِ عمل

یعنی بہت سے منافقین کعب اور اس کے ساتھیوں سے دوستی کرتے ہیں، یا کعب اور اس کے ساتھی کفارِ مکہ ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں سے دوستی کرتے ہیں، یہ یہودیت اور نفاق بہت بُرا ہے، وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے، اور اگر یہ منافقین حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے، تو یہود کو اپنا مددگار اور دوست نہ بناتے مگر یہ اہلِ کتاب منافق ہیں، یا یہ کہ اگر یہ یہودی توحیدِ خداوندی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لاتے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو دوست نہ بناتے، مگر ان اہلِ کتاب میں زیادہ کافر ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ

تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ یہود اور مشرکین کو

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ

پاویں گے اور ان میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے قریب تر

اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ

ان لوگوں کو پائیگا جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست

وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں

یہودیوں کی عداوت

اس کے ساتھ ساتھ ان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے جو دشمنی ہے حق تعالیٰ اس کو بیان فرماتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سب سے زیادہ آپ سے اور صحابۂ کرام سے دشمنی رکھنے والے آپ یہود بنی قریظہ، نضیر، فدک، خیبر اور مشرکین مکہ کو پائیں گے جو کفر و شرک میں بہت پختہ ہیں۔ اور آپ کے ساتھ اور صحابۂ کرام کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب آپ حضرت نجاشی اور ان کے ساتھیوں کو پائیں گے جن کی تعداد بتیس ۳۲ ہے یا یہ کہ چالیس ہے جن میں بتیس تو حبشہ کے ہیں، اور آٹھ شام کے ہیں، بحیرا راہب اور اس کے ساتھی اور ابرہہ، اشرف، ادریس، تمیم، تمام، دریدا، ایمن، اور یہ دوستی اس بنا پر ہے کہ بہت سے ان میں سے تارک الدنیا عابد ہیں، جنہوں نے اپنے سروں کو درمیان میں سے منڈوا رکھا ہے۔ اور بہت سے علم دوست عالم ہیں اور یہ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر نہیں کرتے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی۔ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً الخ ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبد الرحمن اور عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمرو بن امیہ ضمری کو روانہ کیا۔ اور ان کے ساتھ حضرت نجاشی کے پاس ایک خط بھیجا، چنانچہ وہ نجاشی کے پاس آئے، نجاشی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک پڑھا، اور حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور ان کے ساتھ دوسرے مہاجرین کو بلایا، اور علماء و تارک الدنیا راہبوں کو حکم دیا وہ آئے، پھر حضرت جعفرؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے سب کے سامنے سورۂ مریم کی آیتیں تلاوت کیں۔ چنانچہ قرآن کریم پر ایمان لے آئے۔ اور سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہی حضرات کے بارے میں حق تعالیٰ نے وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ سے فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں ؛

الحمد للہ

تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ لایحب اللہ ۶ ختم ہوا۔

ناشر

ادارہ درس قرآن، مسجد قاضی دیوبند (یوپی)

(کتبہ ایم حسنین فاروقی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم - اللّٰھم علمہ الکتاب

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما" (صحیح بخاری)

تفسیر ابن عباسؓ کامل اردو

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول

تفسیر

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ

کا

سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ - متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

پارہ ۲۸ واذ اعلموا

ناشر

ادارہ درس قرآن رجسٹرڈ دیوبند - یوپی

قرآنِ کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے۔

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ——— (جامع) ——— مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

ترجمۂ تفسیر ——————— مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات ——————— مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تعارف

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

- حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روح پرور تفسیر جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔
- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اوّلین مجموعہ جو ایک ہی واسطہ سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطیؒ کے مرتبہ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

ترتیب :- (۱) متن قرآن کریم۔ (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ (۳) صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر۔ (۴) آیات قرآنی کی دل نشین شانِ نزول از علامہ سیوطیؒ (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات۔

طریق اشاعت :- ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہو رہا ہے۔

ھدیہ :- فی پارہ ۴/- (چار روپے) ——— یکجا ۵ پارے مجلّد سولہ روپے ۱۶/-

رعایت :- ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی۔پی کی جائے گی۔ اور محصولڈاک بذمہ ادارہ ہوگا۔

تعاون :- ایک عظیم صحابی رسولؐ کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارے سے تعاون فرمائیے

دوماہی پروگرام بابت ماہ مارچ ۱۹۷۵ء

ممبران کے لئے محصولڈاک بذمہ ادارہ

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے ۴/-

مطبوعہ ——— [illegible] پریس دیوبند

ناشر :-

ادارہ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند۔ یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے سبھی کو نہیں معلوم کہ مومن ہو قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ وَاِذَا سَمِعُوْا ۷

ناشر

قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ)

مسجد قاضی

دیوبند۔ یو، پی

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ

اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھیں

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ

آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ یوں کہتے ہیں

رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ

کہ رب ہمارے ہم مسلمان ہو گئے، تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے جو تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے

بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا

پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لاویں اور اس بات کی اُمید رکھیں کہ

مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا

ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دے گا۔ سو اُن کو اللہ تعالیٰ اُن کے قول کی پاداش میں ایسے

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ

باغ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ اُن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکوکاروں

جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

کی یہی پاداش ہے اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾

وہ لوگ دوزخ والے ہیں

مؤمنین کی کیفیت اور جب وہ حضرات جعفر بن ابی طالب سے اس کلام کو سنتے ہیں جو کہ ان کے رسول پر نازل کیا گیا ہے، کیونکہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت سے واقف ہیں تو انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں

اور عرض کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار ہم تجھ پر اور تیری کتاب پر اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے، لہذا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو مومن حضرات ہیں، ہمیں ان کے ساتھ شامل فرما لیجئے۔ اس پر ان کی قوم نے انھیں ملامت کی، تو انھوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس کونسا عذر ہے، کہ جو حق ہمارے پاس آیا ہے، یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہم اس پر ایمان نہ لائیں، اور آخرت میں امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نیکوکاروں کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ان حضرات کا بخوشی توحید خداوندی کے قائل ہونے کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کو ایسے باغات دیئے ہیں، جن کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہیں، یہ حضرات جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی، اور نہ اس سے نکالے جائیں گے، یہ موحدین یا ان حضرات کا جو قول و فعل کے اعتبار سے صاحب احسان ہوں نعم البدل ہے۔

اور حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر تو دوزخی ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی وَاِذَا سَمِعُوْا الخ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں میں سے تیس پسندیدہ حضرات کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپ نے ان کے سامنے سورۂ یٰسین کی تلاوت فرمائی، وہ سب حضرات رونے لگے، تو ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

اور امام نسائی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ الخ حضرت نجاشی اور انکے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور امام طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں اُن میں سے

وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٨٧ وَكُلُوْا

لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو اور حدود سے آگے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ

خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں اُن میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم

اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝٨٨

ایمان رکھتے ہو

غلو اور حد سے تجاوز سے پرہیز

یہ آیت کریمہ اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان بن مظعون رض حضرت علی رض، حضرت عبداللہ بن مسعود رض، حضرت مقداد رض، حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رض، حضرت سلمان فارسی رض، حضرت ابوذر رض، حضرت عمار بن یاسر رض کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کہ ان سب حضرات نے حضرت عثمان بن مظعون رض کے گھر میں اس بات پر اتفاق کیا کہ بقدر کفاف کھائیں گے اور پئیں گے، اور نہ بیبیوں کے پاس جائیں گے، اور نہ گوشت کھائیں گے اور نہ چربی کھائیں گے، صرف راہبوں والی زندگی بسر کریں گے، حق تعالیٰ نے ان حضرات کو اس چیز کی ممانعت فرمادی، کہ کھانے پینے اور صحبت وغیرہ کو حرام مت کرو، اور حدود شرعیہ سے جو کہ تحلیل و تحریم کے بارے میں مقرر ہیں ان سے تجاوز مت کرو، اور حلال چیزیں کھاؤ اور پیو، اور ان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام مت کرو ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ الخ امام ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جس وقت گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لئے ہیجان ہو جاتا ہے، اور شہوت کا غلبہ ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنے اوپر گوشت کو حرام کر لیا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ جو چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان میں سے لذیذ چیزوں کو اپنے اوپر حرام مت کرو۔

اور ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ صحابۂ کرام میں سے کچھ حضرات نے جن میں عثمان بن مظعون بھی تھے۔ گوشت اور عورتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اور اپنے عضو تناسل کے کاٹنے کا ارادہ کر لیا تھا تاکہ شہوت بالکل ختم ہو جائے، اور عبادت خداوندی کے لئے کامل طور پر فارغ ہو جائیں، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز اسی طرح عکرمہ، ابو قلابہ، مجاہد، ابو مالک، نخعی اور سدی وغیرہ کی مرسل روایتیں نقل کی ہیں، جن میں سدی کی روایت میں ہے کہ وہ دس حضرات تھے، جن میں ابن مظعون رض اور علی ابن ابی طالب بھی تھے۔ اور عکرمہ کی روایت میں ابن مظعون رض، حضرت علی رض، ابن مسعود رض، مقداد بن اسود رض اور سالم رض مولیٰ ابی حذیفہ کا ذکر ہے، اور مجاہد کی روایت میں ابن مظعون رض اور عبداللہ بن عمر رض کا ذکر ہے۔

اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیر، کلبی، ابوصالح، ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت صحابۂ کرام کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق رض، حضرت علی رض حضرت ابن مسعود رض، حضرت عثمان بن مظعون رض ہیں (آخری صفحہ پر "لباب" دیکھیں) ؛

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ

اور اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر

بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کردو سو اُس کا کفارہ دینا دس محتاجوں کو کھانا دینا

مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ

اوسط درجہ کا جو اپنے گھروالوں کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا اُن کو کپڑا دینا یا ایک

اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ

غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ

یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جبکہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

اسی طرح اللہ تم تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو

لغو حلف کا شرعی حکم تمہاری قسموں میں لغو قسم پر کفارہ نہیں، کیونکہ لغو قسم کے علاوہ اس قسم پر کفارہ ہے، کہ جن کو تم اپنے دلوں کے ساتھ پختہ کردو، (یعنی منعقدہ) تو اس مستحکم قسم کا کفارہ یہ ہے، کہ صبح وشام دس مسکینوں کو اوسط درجہ کی روٹی سالن کھلادیا کرو، یا دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کپڑا دے دیا کرو، ہر ایک مسکین کو ایک چادر، ایک کرتہ، ایک تہبند، ایک غلام یا لونڈی آزاد کردیا کرو۔ اور جس کو ان تینوں میں سے ایک کا بھی مقدور نہ ہو، تو وہ متواتر تین روزے رکھے، یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا، یہ قسم توڑ دینے کے بعد اس کا کفارہ ہے، لہٰذا اپنی قسموں اور ان کے کفارہ کا خیال رکھا کرو، جیسا کہ قسم کا کفارہ بیان کیا ہے، اسی طرح وہ اوامر و نواہی بیان کرتا ہے، تاکہ تم اس پر اس کا شکر کرو۔

لباب النقول فی اسباب النزول (القیہ صحیح) مقداد بن اسود رضؓ اور سالم مولی ابی حذیفہ رضؓ تھے ان سب نے اس پر اتفاق کیا کہ سب اپنے عضو تناسل کاٹ ڈالیں، اور عورتوں سے علیحدہ رہیں، اور گوشت و چربی نہ کھائیں، اور ٹاٹ پہنیں، اور بقدر کفاف کھائیں، اور زمین میں راہبوں کی طرح پھریں، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے، کہ عبداللہ بن رواحہ رضؓ کے رشتہ داروں میں سے ایک مہمان آیا، اور عبداللہ بن رواحہ رضؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب اپنے گھر آئے

تو دیکھا کہ مہمان نے ان کے انتظار میں ابھی تک نہیں کھایا، تو اپنی بیوی سے کہا کہ میری وجہ سے ابھی تک میرے مہمان کو بٹھائے رکھا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے، ان کی بیوی بولیں کہ میرے اوپر بھی حرام ہے، مہمان نے کہا تو مجھ پر بھی حرام ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضؓ نے جب یہ منظر دیکھا تو کھانے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا چلو بسم اللہ پڑھ کر کھالو۔ اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئے اور آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا الخ ؕ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾

گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ ہو تاکہ تم کو فلاح ہو

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ

شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور

فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج

بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

سو اب بھی باز آؤ گے

شیطان کے حربوں سے گریز کا حکم

شراب اور جوئے کی تمام قسمیں اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر، سب حرام ہیں، شیطانی کام اور اس کے وساوس ہیں، ان سب باتوں کو قطعاً چھوڑ دو تاکہ حق تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے بچو، اور آخرت میں اطمینان حاصل ہو۔ شیطان تو شراب اور جوئے سے تمہاری عقل اور مال و دولت کو برباد کرنا، اور اطاعت خداوندی اور پانچوں نمازوں کی ادائیگی سے روکنا اور ان سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے، تو کیا اب بھی باز نہیں آؤ گے؟

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ الخ۔ امام احمد نے ابوہریرہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو لوگ شراب پیتے تھے، اور جوئے کا مال کھاتے تھے، تو لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الخ۔ تو لوگوں نے کہا کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے ہم پر ان چیزوں کو حرام نہیں، بلکہ بڑے گناہ کو بیان کیا، چنانچہ حسب سابق سب شراب پیتے رہے۔ اسی اثناء میں ایک دن مہاجرین میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، تو قرأت میں گڑبڑ کی، تو اس وقت حق تعالیٰ نے اس سے سخت حکم نازل فرمایا کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی الخ۔ اس کے بعد پھر اس سے زیادہ سخت حکم نازل فرمایا، کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ تا مُنْتَھُوْن، اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام بولے، اے ہمارے پروردگار ہم رک گئے، اس کے بعد کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اس حرمت سے قبل بہت سے حضرات شہید ہو گئے، اور اپنے بستروں پر انتقال فرما گئے، اور وہ شراب بھی پیتے تھے اور جوئے کا مال بھی کھاتے تھے اور اب اس کو حق تعالیٰ نے گندی باتیں شیطانی کام فرما دیا ہے ٭ (بقیہ آئندہ)

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط کرتے رہو اور اگر

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۹۲﴾ لَیْسَ

اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صاف صاف پہنچا دینا تھا ایسے لوگوں پر جو کہ

عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا

ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں

اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا

جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ پرہیزگار ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں۔ پھر پرہیز کرنے

وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ

لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ ع

ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں

ع ۱۲/۷ ۲

گذشتہ مومنین کا حال

اس شراب کے پینے اور اس کو حلال سمجھنے سے بچو، اور اگر اس شراب کی حرمت کے بارے میں اطاعت سے روگردانی کرو گے، تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر تو صرف اس زبان میں جیسے تم سمجھتے ہو، احکام خداوندی کا پہنچادینا ہے۔

مہاجرین وانصار میں سے کچھ حضرات نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ حضرات شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے مر گئے، اور انہوں نے شراب پی ہے، تو ان کا کیا حال ہوگا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ ان مومنین پر جنہوں نے حق تعالیٰ کی بجا آوری کی، شراب کی حرمت سے قبل شراب پینے میں خواہ وہ زندہ ہوں یا انتقال فرما چکے ہوں کوئی گناہ نہیں، جب کہ وہ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے، اور ایمان اور حقوق اللہ کے پابند تھے اور پھر جو زندہ حضرات موجود ہیں، وہ شراب کی حرمت کے بعد اس سے بچتے ہوں، اور انہوں نے اس کا پینا قطعاً چھوڑ دیا ہو، تو حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند فرماتے ہیں ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ الخ۔ اور امام نسائی اور بیہقی نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، کہ شراب کی حرمت انصاری دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے شراب پی جب ان کو نشہ ہوا، تو بعض نے بعض کے ساتھ عبث کام کیا، جب نشہ اتر گیا، تو ہر ایک نے اس کھیل کا اثر اپنے چہرے سر اور داڑھی میں دیکھا تو وہ بولا کہ میرے ساتھ میرے فلاں بھائی نے یہ کیا ہے، درآں حالیکہ وہ سب بھائی تھے ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی کینہ اور دشمنی نہیں تھی، چنانچہ اس نے کہا کہ اگر وہ میرے اوپر شفیق مہربان ہوتا تو ایسی بدتمیزی نہ کرتا، غرضیکہ اس بنا پر ان کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوئی، تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ الخ۔ تو اس کے بعد کچھ حضرات بولے کہ یہ تو گندگی ہے اور فلاں کے پیٹ میں داخل ہو چکی ہے۔ اور وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہیں، اب کیا ہوگا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ الخ ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے

تَنَالُہٗٓ اَیْدِیْکُمْ وَرِمَاحُکُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہٗ

ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کر لے کہ کون شخص

بِالْغَیْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۴﴾

اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اسکے واسطے دردناک سزا ہے

سخت سزا پانیوالے کون ہیں؟

حدیبیہ کے سال احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی حدیبیہ کے سال خشکی کے وحشی شکاروں کے بارے میں تمہارا امتحان لیں گے، جبکہ ان کے انڈوں اور بچوں تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ رہے ہوں گے، تاکہ حق تعالیٰ ظاہری طور پر بھی دیکھ لیں کہ حالت احرام میں کون شکار کو چھوڑتا ہے۔ سو جو اس کی حرمت اور اس کی جزا کے بیان ہو جانے کے بعد بھی حدود شرعیہ سے نکلے گا، تو اس کی پشت اور پیٹ پر سخت سزا قائم کی جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ

اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص

قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ

تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کریگا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ

کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں

طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ

میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جائے اور خواہ اسکے برابر

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ

روزے رکھ لیے جادیں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ نے گذشتہ کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ

کریگا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور

طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ

اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام

مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

کیا گیا جب تک تم حالت احرام میں ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے

شکار کرنے کی ممانعت اور اس کی پاداش

ابوالیسر بن عمرو کو احرام یاد نہیں رہا ۔ اور انہوں نے شکار کو جان کر قتل کر دیا ، تو اس کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس پر اس شکار کی پاداش ہوگی، جس کی قیمت کا تخمینہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے ، اب اسے اختیار ہے کہ اس قیمت کا چوپایوں میں سے کوئی جانور خرید کر بیت اللہ روانہ کر دے ، یا ان روپوں کے بقدر غلہ خرید کر مساکین مکہ مکرمہ پر خیرات کرے ، اور اگر اس غلہ وغیرہ خیرات کرنے کی طاقت نہ ہو تو فی حصہ ایک مسکین ایک روزہ یعنی نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھ لے (جیسا کہ صدقہ فطر کی شرائط ہیں) یہ اس کے فعل کی سزا ہے ، اور جو شخص اس حکم اور اس سزا کے بعد پھر ایسا کرے گا ، تو اسے چھوڑ دیا جائیگا ، تا آنکہ حق تعالیٰ علاوہ اس جزا مذکور کے خود اس سے انتقام لے لیگا ،

قوم بنی مدلج دریائی شکار کرتی تھی ، انہوں نے دریائی شکار کے بارے میں ، اور اس کے بارے میں جو دریا پھینک دے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ، کہ تمہارے لئے دریائی شکار اور وہ شکار جس کو پانی اوپر پھینک دے ، سب حلال کیا گیا ہے (حالت احرام میں) تمہارے اور راہ گزروں کے انتفاع کے لئے البتہ خشکی کا شکار حالت احرام میں اور حرم میں تمہارے اوپر حرام کیا گیا ہے (گو بعض صورتوں میں اس کا کھانا حلال ہو) ان باتوں میں حق تعالیٰ سے ڈرو ۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیدیا اور عزت والے مہینہ کو بھی

الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں یہ

يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ

اسلئے تاکہ تم اس بات کا یقین کر لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے

عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ

ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ

اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والے بھی ہیں رسول کے ذمہ تو صرف پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ سب

يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي

جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر

الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ

نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو

يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ ع

اے عقلمندو تاکہ تم کامیاب ہو

ع ۱۳ ۷ ۲

غضبِ خداوندی سے اجتناب کی ہدایت

کعبہ کو عبادت خداوندی میں امن اور لوگوں کی مصلحتوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے اور اسی طرح عزت والے مہینے کو اور اسی طرح حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو اسی طرح ان جانوروں کو جن کے گلوں میں حرم کے درختوں کے پٹے پڑے ہوئے ہوں۔ ان ساتھیوں کے لئے جو کہ اس میں ہوتے ہیں، باعث امن قرار دیا ہے، یہ تمام احکام اس واسطے بیان کئے ہیں تاکہ تمھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ زمین و آسمان اور انکے رہنے والوں کی اصلاح سے بخوبی واقف ہے۔ جن باتوں کو تم ظاہر کرتے ہو، اور جن کو ایک دوسرے سے چھپاتے ہو، جیسا کہ شریح کا مال لینا تو ان کو حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے، جنہوں نے شریح کے مال پر جو کہ وہ لے کر آئے تھے دست درازی کی تھی کہ شریح کا مال حرام اور وہ حلال مال جو کہ وہ لے کر آئے تھے برابر نہیں ہو سکتے، لہٰذا عقل والو! حرام مال لینے میں حق تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ اس کے غصہ اور عذاب سے بچو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ الخ۔ واحدی اور اصبہانی نے ترغیب میں جابر بن عبداللہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت بیان کی، تو یہ سنکر ایک اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میری یہی تجارت تھی، اور میں نے اس کے ذریعہ کافی مال حاصل کیا ہے، اگر میں اس مال کو حق تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کروں تو وہ مال مجھ کو فائدہ دے گا؟ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ پاکیزہ چیز کے علاوہ اور کسی چیز کو قبول نہیں کرتا، تو حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمادی کہ آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ

اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جاویں تو تمہاری ناگواری کا

تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

سبب ہو، اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے

تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

ظاہر کر دی جاویں سوالات گذشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑے علم والے ہیں

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کا حق نہ بجا لائے

سابقہ اُمتوں کا حال

یہ آیت حارث بن یزید کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی، کہ حق تعالیٰ نے لوگوں پر بیت اللہ کے حج کو فرض کر دیا ہے، تو انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ کیا ہر ایک سال حج کرنا فرض ہے۔

تو حق تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی کہ ایسی باتیں مت دریافت کرو، جن کو حق تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے، کیونکہ اگر ان باتوں کا تمہیں حکم دے دیا جائے، تو تمہاری ناگواری کا باعث ہو، اور جن باتوں کو تم سے معاف کر دیا گیا ہے، اگر تم زمانہ نزول وحی میں ان باتوں کو دریافت کرو، تو تم پر فرض کر دی جائیں، حق تعالیٰ تائب کے لئے غفور اور فضول باتوں کے سوال پر حلیم ہیں۔

ایسی باتیں اور امتوں نے بھی اپنے انبیاء کرام سے پوچھی ہیں، جب انکے انبیاء کرام نے ان باتوں کو ظاہر کر دیا تو انکا حق نہ بجا لاسکے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی یٰاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاۤءَ الخ۔ ک۔ امام بخاری رح نے انس بن مالک رض سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا فلاں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو الخ

نیز ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزار کے بیہودہ سوالات کرتے تھے، چنانچہ کوئی کہتا کہ میرا باپ کون ہے اور کسی کی اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ دریافت کرتا کہ میری اونٹنی کہاں ہے، اس پر ان لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن جریر نے بھی ابوہریرہ رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور امام احمد، ترمذی اور حاکم نے حضرت علی رض سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج کرنا فرض ہے۔ تو صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک سال حج کرنا فرض ہے؟ آپ خاموش رہے، پھر عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک سال ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا نہیں، اور اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو ہر ایک سال حج کرنا فرض ہو جاتا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ اے ایمان والو! ایسی باتیں مت دریافت کرو کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گذرے، اور ابن جریر نے ابوامامہ، ابوہریرہ رضؓ اور ابن عباس رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ اس چیز میں کوئی اشکال نہیں کہ آیت دونوں باتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہو مگر حضرت ابن عباس رضؓ کی حدیث سند کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح ہے :

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ

اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو

وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر

وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

کافر عقل نہیں رکھتے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو

اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا

احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ

لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں

کافروں کی لن ترانیاں

اور حق تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو، اور نہ وصیلہ کو، اور نہ حام کو،

بحیرہ اونٹوں سے ہوتا تھا کہ جس وقت اونٹنی پانچ بچے جن دیتی تو پانچویں بچہ کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو اس کو ذبح کر ڈالتے تھے، اور مرد و عورت مل کر سب اس کا گوشت کھاتے، اور اگر وہ پانچواں

بچہ مادہ ہوتی تو اس کا کان چاک کر دیتے، اور اسے بحیرہ بولتے تھے، اور اس کے منافع اور دودھ صرف مردوں کے لئے ہوتے، تاوقتیکہ یہ مرتی، اور جب یہ مرجاتی تو مرد و عورت سب مل کر اس کا گوشت کھاتے اور سائبہ۔ آدمی اپنے مال میں سے جو چاہتا بتوں کے نام کر دیتا اور اسے لیجا کر بتوں کی دیکھ بھال کرنیوالے کے سپرد کر دیتا، تو اگر وہ مال حیوان ہوتا تو یہ منتظمین اسے لوگوں کے سپرد کر دیتے۔ جیسے مسافر مرد کھا سکتے تھے اور عورتوں کے لئے اس کا کھانا ممنوع تھا، اور اگر وہ جانور ذبح کئے بغیر خود بخود مرجاتا تو اسے عورت اور مرد دونوں کھا سکتے تھے۔

اور وصیلہ جب بکری سات بچے جن دیتی تو ساتویں بچے کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو اسے ذبح کر ڈالتے، اور مرد و عورت سب مل کر کھا لیتے تھے، اور اگر مادہ ہوتی تو اس کے مرنے تک عورتیں اس سے کسی قسم کا فائدہ نہیں حاصل کر سکتی تھیں، جب وہ مرجاتی، تو مرد و عورت سب مل کر اسے کھا لیتے تھے، اور اگر بکری ایک ساتھ نر و مادہ دونوں جنتی تھی تو دونوں کو زندہ رہنے دیتے، اور ذبح نہیں کرتے، اور کہتے کہ ہم نے بھائی بہن کو ملا دیا ہے، اور ان کے مرنے تک ان کے منافع صرف مردوں کے لئے ہوتے، اور جسوقت یہ مرجاتے، تو ان کے کھانے میں مرد و عورت دونوں شریک ہو جاتے۔

اور حام۔ تو جس وقت اونٹ اپنی پوتی پر سوار ہوتا تو کہتے کہ اس کی پشت محفوظ ہو گئی ہے، تو اسے ویسے ہی چھوڑ دیتے، نہ اس پر سواری کرتے، اور نہ کچھ بوجھ لادتے تھے، اور اسے پانی پینے اور چرنے سے نہیں روکتے تھے، اور جو بھی اونٹ اس کے پاس آتا، تو اسے بھگا دیتے تھے، پھر جس وقت وہ بوڑھا ہو جاتا یا مرجاتا تو اس کے کھانے میں مرد و عورت سب شریک ہو جاتے تھے، اسی کو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے ان میں سے کسی چیز کو حرام نہیں کیا ہے مگر عمرو بن لحی اور اس کے ساتھی ان کو اپنے اوپر حرام کرتے ہیں حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں، اور یہ سب احکام خداوندی اور حلال و حرام سے ناواقف ہیں۔

اور جس وقت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان مشرکین مکہ سے کہتے ہیں، کہ جن چیزوں کی حلت حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کی ہے، اور جن کی حلت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے بیان کی، اس کی طرف رجوع کرو، تو جواباً اپنے بڑوں کی حرمت کا ثبوت دیتے ہیں، اور جبکہ ان کے آباؤ اجداد دین کی کسی چیز سے واقف نہیں تھے، اور نہ کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا تھے، تو پھر کیسے یہ لوگ ان کو اپنا مقتدا تسلیم کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ

اے ایمان والو اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو

مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا

اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تم سب کو بتلا دیں گے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے اے ایمان والو تمہارے آپس میں

آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

دو شخصوں کا وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنیکا

حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ

وقت، گواہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے

مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ

دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے

مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ

اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز کے روک لو

فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ

پھر دونوں خدا کی قسم کھا دیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے

كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا

اگرچہ قرابتدار بھی ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے

لَمِنَ الْآثِمِينَ ﴿١٠٦﴾

ہم اس حالت میں سخت گنہگار ہوں گے

ہر ایک کی راہ جدا گانہ ہے } اپنے نفسوں کی فکر کرو، کیونکہ جب تم ایمان پر قائم ہو گے تو گمراہ کی گمراہی جب تم ان سے اس گمراہی کو بیان کر دو گے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی، مرنے کے بعد وہ تمہاری نیکیاں اور برائیاں سب تم کو جتلا دیں گے یہ آیت منکرین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت اہل کتاب نے جزیہ قبول کر لیا تھا، اور ان لوگوں نے نہیں قبول کیا تھا،

پورا واقعہ سورۂ بقرہ میں بیان کرچکا ہوں۔

حضر ہو یا سفر مرنے والے کی وصیت کے وقت تم میں سے دو آدمیوں کا وصی ہونا جو کہ آزاد ہوں، اور تمہاری قوم میں سے ہوں یا غیر دین یا تمہاری قوم کے علاوہ ہوں یا مقیم نہ ہوں بلکہ کہیں سفر میں ہوں۔

یہ آیت تین شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو شام کی طرف سامان تجارت لے کر چلے تھے، ان میں سے ایک یعنی بدیل بن ابی ماریہ مولی عمرو بن العاص مسلمان تھے، ان کا انتقال ہوگیا، انہوں نے اپنے ساتھیوں عدی بن بداء اور تمیم بن اوس جو کہ نصرانی تھے، اپنے انتقال کے وقت وصیت کی، مگر ان دونوں نے وصیت میں خیانت کی، تو حق تعالیٰ اولیاء میت سے فرماتے ہیں کہ ان دونوں نصرانیوں کو عصر کی نماز کے بعد روک لو اور ان سے قسمیں لو، اگر تمہیں اس بات میں شک ہو کہ جتنا میت کا مال انہوں نے پہنچایا ہے مال اس سے زیادہ تھا۔ اور وہ دونوں یہ کہیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی دنیاوی نفع نہیں لینا چاہتے، اگرچہ مرنے والا ہمارا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوتا، اور حق تعالیٰ کی طرف سے جس بات کی باز پرس پہ گواہی دینے کا ہمیں حکم ہوا ہے ہم اس کو پوشیدہ رکھیں گے تو ہم گنہگار ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یَاَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا شَہَادَۃُ بَیْنِکُمْ الخ۔ امام ترمذی وغیرہ نے بواسطۂ ابن عباسؓ تمیم داری سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے، میرے علاوہ اور عدی بن بداء کے علاوہ سب نے اس سے برأت ظاہر کی، یہ دونوں نصرانی تھے، اسلام سے پہلے ملک شام جایا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی تجارت کے لئے یہ شام گئے، اور ان کے پاس بدیل بن ابی مریم مولی بنی سہم بھی آگئے، اور ان کے ساتھ ایک جام چاندی کا تھا، وہ بیمار ہوئے تو انہوں نے ان دونوں کو وصیت کی، اور حکم دیا کہ ان کا ترکہ ان کے وارثوں کو پہنچا دینا۔ تمیم بیان کرتے ہیں جب وہ انتقال کر گئے تو ہم نے اس جام کو لے لیا، اور ایک ہزار درہم میں فروخت کرکے وہ قیمت میں نے اور عدی بن بداء نے آپس میں تقسیم کرلی چنانچہ جب ہم ان کے گھر والوں کے پاس آئے تو جو کچھ ان کا سامان ہمارے پاس تھا وہ ہم نے ان کو دے دیا، تو انہوں نے اس جام کو نہ دیکھ کر اس کے بارے میں ہم سے سوال کیا۔ تو ہم نے کہا کہ اس کے علاوہ انہوں نے اور کوئی مال نہیں چھوڑا، اور نہ ہم کو دیا ہے، جب میں مشرف باسلام ہوگیا تو مجھے اس کا خوف ہوا، چنانچہ میں ان کے گھر والوں کے پاس گیا، اور انہیں پورا واقعہ سنا کر پانچسو درہم ان کو دے دیئے اور ان کو بتلا دیا کہ اتنی اور رقم میرے ساتھی کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نے ان سے گواہوں کا مطالبہ کیا، وہ گواہ نہ پیش کرسکے، آپ نے انہیں قسم کھانے کا حکم دیا چنانچہ وہ اس کے لئے تیار ہوگئے، اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے اخیر تک چنانچہ حضرت عمرو بن العاص اور ایک اور شخص نے کھڑے ہوکر قسم کھائی، اور پانچسو بقیہ درہم عدی بن بداء سے نکلوائے۔

فائدہ:۔ حافظ ذہبی نے اس چیز پہ اعتماد کیا ہے کہ جس تمیم کا اس روایت میں ذکر ہے،

وہ تمیم داری نہیں ہیں اور اس چیز کو انہوں نے مقاتل بن حبان کی طرف منسوب کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں داری کی تصریح کرنا اچھا نہیں۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

پھر اگر اس کی اطلاع ہو کر وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونوں کھڑے

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ بالیقین ہماری یہ قسم اُن

وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

دونوں کی اس قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے۔

نصرانیوں کی خیانت چنانچہ قسموں کے بعد ان دونوں کی خیانت اولیاء مقتول پر ظاہر ہوگئی چنانچہ اب مقدمہ کا رخ تبدیل ہوگیا، تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ان دونوں نصرانیوں کی خیانت واضح ہوگئی تو ان نصرانیوں کی جگہ جن پر خیانت ثابت ہوئی تھی تو اولیاء میت میں سے دو میت کے قریب تر وارث یعنی حضرت عمرو بن العاص اور مطلب بن ابی وداعۃ کھڑے ہوں، اور جنہوں نے اولیاء میت سے مال چھپالیا تھا، ان کے خلاف خدا کی قسم کھائیں، کہ جو مال میت کا انہوں نے پہنچایا ہے، مال اس سے زیادہ تھا، بایں طور ہم کو مسلمانوں کی شہادت ان نصرانیوں کی شہادت سے زیادہ راست ہے، کیونکہ ہم نے اپنے دعوے میں ذرا بھی تجاوز نہیں کیا، کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا

یہ قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جائیں

اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ

کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں متوجہ کی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو راہنمائی نہ کریں گے

مسلّمہ اصول } یہ قانون ان نصرانیوں کے مثلاً واقعہ کو اس کی نوعیت کے ساتھ ظاہر کرنے کے لئے بہت ہی مناسب ذریعہ ہے یا وہ نصرانی اس بات سے ڈر کر قسمیں کھانے سے رک جائیں، کہ ہم سے قسمیں لینے کے بعد پھر مسلمان ورثہ سے قسمیں لیجائیں گی تو ہمیں خفیف ہونا پڑیگا لہٰذا امانت کی ادائگی میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان میں کامل طریقہ پر حق تعالیٰ کی اطاعت کرو، کیونکہ حق تعالیٰ گنہگار جھوٹوں کافروں کو اپنے دین کی طرف راہنمائی نہیں کرتے ۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا

جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو (مع اُن کی امتوں کے) جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائیں گے کہ تم کو (ان امتوں کی طرف سے)

لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ (ظاہری جواب تو ہم کو معلوم ہے لیکن انکے دل کی) ہم کو کچھ خبر نہیں (اسکو آپ ہی

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ

جانتے ہیں کیونکہ) آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد

اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جبکہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں

وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ

بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل

وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ

تعلیم کیں اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندے کی

بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ

شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے

وقف لازم

وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ

اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے اور جبکہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ

اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و اہلاک سے) باز رکھا جب تم انکے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں جو

كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۰﴾

کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں

اِنعامات کی یاددہانی قیامت کے دن حق تعالیٰ دہشت کے بعض مواقع پر دریافت کرے گا کہ تمہاری قوم نے تم کو کیا جواب دیا، تو اس وقت اس پریشانی کی بنا پر کوئی جواب نہ دیں گے، پھر بعد میں جواب دیں گے، اور احوال امم پر شہادت دیں گے۔ اور اسی روز حق تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے فرمائیگا، کہ میرا انعام جو نبوت اسلام اور عبادت کی صورت میں ہوا، اس کو یاد کرو، اور جبکہ جبریل مطہر کے ساتھ تم کو تائید دی، اور لوگوں سے کلام کرنے میں تقویت ملی، کہ آپ پالنے میں کہہ رہے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اور تیس۳۰ سال کے بعد تم کو تقویت دی کہ تم نے اپنے رسول ہونے کا اعلان کیا، اور جب کہ آپکو تمام کتب سماویہ پایہ کو بولنا، اور حکمار کی حکمت یا حلال و حرام کی تعلیم دی، اور تورات کی جبکہ آپ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اور انجیل کی وہاں سے نکلنے کے بعد تعلیم دی۔

اور جب کہ تم گارے کے پرندہ جیسی تصویر بناتے تھے، اور پھر میرے حکم سے اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ آسمان اور زمین کے درمیان پرندہ بن کر میرے حکم اور ارادہ سے اڑنا شروع کر دیتا تھا۔ اور میرے حکم و ارادہ اور میری قدرت سے تم مادر زاد اندھے کو اچھا کر دیتے تھے۔ اور جبکہ تم بنی اسرائیل کے پاس اوامر و نواہی لے کر آئے، اور انہیں معجزات دکھلائے، اور انہوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا، تو میں نے ان کو تم سے باز رکھا، اور بنی اسرائیل ان معجزات کے دیکھنے پر کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے، یا یہ کہ حضرت عیسیٰؑ جادوگر ہیں ؛

وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ

اور جبکہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ

ایمان لائے اور آپ شاہد رہیے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے

يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا

عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپکے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائیں

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۱۲﴾

آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو وہ

قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ

بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور

أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿۱۱۳﴾

ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں سے ہو جاویں

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا

عیسیٰ بن مریم ؑ نے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا

فرمائیے کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جائے

وَآيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿۱۱۴﴾

اور آپکی طرف سے ایک نشان ہو جاوے اور آپ ہم کو عطا فرمائیے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں

حواریین کا ایمان اور جس وقت میں نے حواریین کو جن کی تعداد بارہ تھی، ایمان لانے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا ہم آپ پر اور حضرت عیسیٰ ؑ پر ایمان لے آئے، اور آپ اے عیسیٰ شاہد رہیئے، اور ان میں سے بھی ایک نے ایک پر شہادت دی، کہ ہم کامل مؤمن اور فرمانبردار ہیں، اور حواریوں نے یعنی شمعون نے کہا کہ آپ کی قوم کہتی ہے، کہ کیا آپ کا رب ایسا کر سکتے ہیں، یا یہ کہ کیا آپ اپنے پروردگار سے اس چیز کے بارے میں دعا کر سکتے ہیں، کہ آسمان سے کچھ کھانا نازل ہو جایا کرے، حضرت عیسیٰ ؑ نے یہ سنکر شمعون سے فرمایا کہ ان سے کہدو کہ حق تعالیٰ سے ڈریں اگر اس پر یقین رکھتے ہیں، کیونکہ تم اس نعمت کی شکر گذاری نہیں کرو گے۔ جس کی بنا پر عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے، شمعون نے ان سے یہ کہدیا وہ بولے

ہم چاہتے ہیں کہ جو معجزات آپ دکھا رہے ہیں، اس پر ہمارا یقین اور بڑھ جائے، اور جب ہم اپنی قوم کے پاس لوٹیں تو گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ نے آسمان سے کھانا نازل ہونے کی دعا کی، یا یہ کہ کھانے کی برکت کی (کیونکہ کچھ کھانا ان کے پاس موجود تھا) دعا کی کہ ہم میں جو موجودہ زمانہ میں ہیں، اور جو بعد میں آنے والے ہیں، ان کے لئے ایک خوشی کی چیز ہو جائے، تاکہ ہم آپ کی عبادت کریں۔

نوٹ :- اور یہ اتوار کا دن تھا، اور یہ ایک نشانی ہو جائے، مومنین کے لئے اور کفار پر حجت لازم ہونے کے لئے پروردگار ہمیں عطا کیجئے، آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں ۞

قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد

مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا

ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا اور

مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ

وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرما دیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان

مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ

لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ

معبود قرار دے لو تو عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شریک سے)

مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ

منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں اگر میں نے کہا ہوگا تو

مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

آپ کو اس کا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا، تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں ۞

ربع ۷ ع ۵

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کے لئے فرمایا تھا کہ تم

رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ج وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ج

اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ط

مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں

وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں

عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾

اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں

حق ناشناسی کا انجام ہلاکت ہوگا

حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا کہ اپنی قوم سے کہدو کہ تیری درخواست پوری کرتا ہوں، مگر جس نے اس کے نزول اور اس میں سے کھانے کے بعد حق ناشناسی کرے گا، تو ایسی سزا دوں گا کہ ویسی سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا، یعنی سور بنا دوں گا۔

چنانچہ جب اس مائدہ کا نزول ہو گیا اور اس میں سے کھانا شروع کیا، تو اب اس کو جھوٹ اور جادو بتانے لگے، حضرت عیسیٰ نے عرض کیا پروردگار اگر ان کی ان باتوں پر جس کی بناء پر ہلاک کر دینے کے مستحق ہیں انکو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر ان سے درگذر فرمادے تو آپ عزیز اور حکیم ہیں۔

قیامت کے دن حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفار نصاریٰ کو سنانے کے لئے یہ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تونے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا کے علاوہ معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ میں تو شرک سے آپ کو منزہ سمجھتا ہوں، میرے لئے تو کسی بھی صورت میں یہ زیبا نہیں تھا کہ میں ایسی بات کہتا۔

جو کچھ میں نے اوامر و نہی ان کو کہے ہیں آپ تو اسے بخوبی جانتے ہیں، اور جو کچھ ان لوگوں کے حق میں رسوائی اور توفیق ہے، میں تو اس کو نہیں جانتا، میں نے تو ان سے دنیا میں صرف یہی کہا کہ اس ذات کی عبادت اور اطاعت کرو، جو

میرا بھی اور تمہارا بھی خدا ہے، اور جب تک ان میں رہا احکام کے پہنچانے پر باخبر رہا۔ اور جب ان کے درمیان سے آپ نے مجھے اٹھا لیا تو آپ ہی ان کے احوال پر مطلع رہے، آپ تو میری باتوں اور ان کی باتوں سب ہی سے باخبر ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادیں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آوے گا

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ

ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾

اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى

اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

پر پوری قدرت رکھتے ہیں

آرام و آسائش میں رہنے والے

اور حق تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ دن ہے کہ مومنوں کو ان کا ایمان اور مبلغوں کو ان کی تبلیغ اور وعدوں میں سچے رہنے والوں کو ان کی سچائی کام آئے گی۔ ان حضرات کے لیے ایسے باغات ہوں گے جہاں درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئیگی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، حق تعالیٰ ان کے ایمان اور عمل سے راضی و خوش اور یہ اس قدر ثواب و انعامات سے حق تعالیٰ سے خوش ہیں۔

یہ خلود فی الجنت اور رضوان بڑی بھاری کامیابی ہے کہ جنت مل گئی اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہو گئے آسمان و زمین کے تمام خزانے مثلاً بارش اور ہر قسم کے پھل اور تمام مخلوقات اور عجائب حق تعالیٰ ہی کی ملکیت میں داخل ہیں۔ اور اس کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور ثواب و عذاب دینے پر پوری قدرت

حاصل ہے، لہٰذا اسی ذات کی حمد و ثنا بیان کرو جو کہ آسمان و زمین کا خالق ہے۔
تمت بالخیر فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً ؂

آیاتہا ۱۶۵ (۶) سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ مَکِّیَّۃٌ (۵۵) رکوعاتہا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے

يَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى

ہیں وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت معین اور

اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ②

دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو

وحدانیت کے منکر سورۂ انعام۔ پانچ آیتوں کے علاوہ یہ پوری سورت ایک ساتھ مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم سے اخیر تین آیتوں تک اور وما قدروا اللہ الخ اور آیت ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً، یہ پانچ آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اس سورت میں (۱۶۵) آیتیں اور (۳۰۵۰) کلمات اور (۱۲۴۲۲) حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ہر قسم کے شکر اور خدائی اس ذات کے لئے ہے جس نے تمام آسمانوں کو اتوار اور پیر صرف دو دنوں میں اور اسی طرح تمام زمینوں کو منگل اور بدھ کے دو دنوں میں پیدا کیا ہے۔ اور کفر و ایمان یا رات اور دن کو پیدا کیا۔

اس کے باوجود یہ کفار مکہ بتوں کو عبادت میں خدا کا درجہ دیتے ہیں، اس ذات نے تمکو آدم سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا، دنیا کو پیدا کیا، اور اس کی مدت فنا بنائی، اور مخلوق کو پیدا کر کے انکی میعاد موت کو قرار دیا

اور آخرت کے آنے کی مدت حق تعالیٰ کو معلوم ہے، جس میں نہ موت ہے، اور نہ فنا، اس کے بعد اے مکہ والو! تم حق تعالیٰ کے بارے اور مرنے کے بعد زندہ ہونے میں شک کرتے ہو ؛

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی وہ تمہارے پورے پوشیدہ

وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ

احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہیں اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو جانتے ہیں اور

اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴

ان کے پاس کوئی نشانی بھی ان کے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا

سو انہوں نے اس سچی کتاب کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچی سو جلدی ہی ان کو خبر

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵

مل جاوے گی اس چیز کی جس کے ساتھ یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے

جھٹلانے کے عادی

اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں اور وہی معبود برحق زمینوں میں تمہاری ظاہری اور پوشیدہ سب باتوں کو اور جو تم نیکیاں اور برائیاں کرتے ہو، سب کو وہ جانتا ہے۔

اور ان اہل مکہ کے پاس جو بھی نشانیاں ان کے پروردگار کی طرف سے آتی ہیں، مثلاً سورج گہن ہونا، چاند کے دو ٹکڑے ہونا، اور تاروں کا ٹوٹ کر لگنا، مگر یہ ان سب باتوں کی تکذیب ہی کرتے ہیں۔

قرآن کریم اور اس کی کھلی ہوئی نشانیاں جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس لے کر آئے، ان اہل مکہ نے ان کی بھی تکذیب کی۔

اب حق تعالیٰ ان کو ڈرا رہے ہیں، چنانچہ ان کے استہزاء کا انجام بدر، احد اور احزاب کا دن ان کے سامنے آگیا

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جنکو ہم نے دنیا میں ایسی

فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ

قوت دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور

مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ

ہم نے ان کے نیچے سے نہریں جاری کیں پھر ہم نے ان کو ان کے

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا

گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا اور اگر

اٰخَرِیْنَ ﴿۶﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ

ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اس کو یہ لوگ

بِاَیْدِیْهِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷﴾

اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح

وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ

جادو ہے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ

الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ

بھیجد یتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم اس کو فرشتہ تجویز کرتے تو ہم

رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾

اس کو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں

ہٹ دھرم لوگ ان اہل مکہ کو قرآن کریم کے ذریعہ سے یہ معلوم نہیں ہوا، کہ ہم نے ان سے پہلے کس قدر ایسی زبردست قوت والوں کو ہلاک کیا ہے، کہ ایسی قوت ان مکہ والوں کو نہیں دی گئی۔ اور پھر ہم نے ان پر خوب جب ان کو حاجت پیش آئی، بارشیں برسائیں، اور ان کے باغوں کھیتوں اور درختوں کے نیچے سے نہریں جاری کیں، مگر انبیاء کرام کی تکذیب کرنے کی وجہ سے

ان کو ہلاک کر دیا، اور ان کے بعد ان سے بہتر لوگوں کو پیدا کیا۔
اگر ہم جبریل امین کے ذریعہ سارا قرآن کریم کاغذ پر لکھا ہوا آپؐ پر نازل کر دیتے، جیسا کہ عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے کہا تھا، اور پھر یہ اپنے ہاتھوں میں اسے لے کر پڑھ بھی لیتے مگر پھر یہ عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی یہی کہتے یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ اور یہ عبداللہ بن امیہ اور دیگر کافر یہ بھی کہتے ہیں، کہ آپ کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جاتا، جسے ہم دیکھیں اور اس کی باتیں بھی سنیں، تو اگر ان کی درخواست کے مطابق ہی ہوتا، تو ان پر عذاب نازل ہو جاتا، اور انکی روحیں قبض ہو جاتیں، اور ان کا خاتمہ ہی ہو جاتا، اور پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی، اور اگر ہم رسول کسی فرشتہ کو کر کے بھیجتے، تب بھی اسے شکل انسانی ہی پر بھیجتے، تاکہ لوگ اسکو دیکھ سکیں، تو پھر فرشتوں کے بارے میں بھی ان کو وہی اشکال اور اشتباہ ہوتا، جو ان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی صفت کے بارے میں شبہ ہو رہا ہے ؛

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا

اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی تمسخر کیا گیا ہے پھر جن لوگوں نے ان سے

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

تمسخر کیا تھا اُن کو اُس عذاب نے آگھیرا جس کا تمسخر اڑاتے تھے آپ فرما دیجیے کہ ذرا زمین میں

ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّمَنْ

چلو پھرو پھر دیکھلو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا آپ کہیے کہ جو کچھ

مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ

آسمانوں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملک ہے، آپ کہہ دیجیے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے،

الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ

اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے تم کو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جمع کریں گے اسمیں کوئی شک نہیں

اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ

جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر دیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے اور اللہ ہی کی

مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳﴾

ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں رہتے ہیں اور وہی ہے بڑا سننے والا بڑا جاننے والا

مالکِ کائنات اللہ ہے

اور دیگر انبیاء کرام ؑ کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے وہ ہی استہزاء اور تمسخر کیا ہے، جو آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے، ان کے استہزاء اور تمسخر کے انجام میں آخر کار ان کافروں کو عذاب نے آگھیرا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان اہل مکہ کو فرما دیجئے، کہ ذرا چلو پھرو، اور غور کر کے دیکھ لو، کہ حق تعالیٰ کے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان اہل مکہ سے سوال کیجئے کہ یہ تمام مخلوقات کس کی ملک ہے، اولاً تو وہ جواب دیں گے اور اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو آپ فرما دیجئے کہ اس اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی وجہ سے عذاب کو مؤخر کر کے حق تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے، اور یقیناً حق تعالیٰ ہی قیامت کے دن تم سب کو جمع کریں گے، جس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں۔ مگر جن لوگوں نے اپنی جسمانی منازل خدام اور بیبیوں کو ضائع و باطل کر دیا ہے، وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے۔

اور کفار نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ ہم تم کو مالدار کر دینگے اور تمہاری شادی بھی کرادیں گے، اور تمہیں عزت دیں گے، اور اپنا بڑا بنائیں گے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، آپ کے وطن میں رات دن میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کی ملک ہے۔

اور کفار کی باتوں کو سننے والا اور ان کے انجام اور مخلوق کے روزی دینے کو جاننے والا ہے (کفار کے مذکورہ بالا قول پر حسب ذیل آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ عابد) ؎

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آپ کہیئے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

اور جو کہ کھانے کو دیتے ہیں اور ان کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا کسی کو معبود قرار دوں، آپ فرما دیجئے

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾

کہ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کر دوں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا

ارشادِ ربّانی

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کیا ایسے خدا کے علاوہ کسی اور کو معبود بناؤں، جو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہ تمام مخلوق کو کھانے کو دیتے ہیں، اور ان کو کوئی بوجہ عدم احتیاج کھانے کو نہیں دیتا، یہ کہ مخلوق کو روزی دینے میں ان کو کسی سے مدد نہیں لینی پڑتی۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کفار مکہ سے یہ فرما دیجئے کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے، کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں یا اپنے زمانہ والوں میں سب سے پہلے خلوص کے ساتھ حق تعالیٰ کی توحید اور عبادت بجالاؤں، اور مشرکین کے دین پر ہرگز نہ ہو۔

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾

آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں

مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جاوے گا تو اس پر اللہ تو نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح

الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

کامیابی ہے اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچادیں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ

کوئی نہیں اور اگر تجھ کو کوئی نفع پہنچادیں تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ

ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور وہی بڑی حکمت والے

الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾

اور پوری خبر رکھنے والے ہیں

لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ

آپ فرما دیجئے کہ اگر میں حق تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کروں اور تمہارے دین کی طرف لوٹ آؤں تو مجھے ایک بڑے دن کے بڑے

عذاب کا ڈر ہے، یا یہ کہ بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ..
اور قیامت کے دن جس شخص سے عذاب ہٹا دیا جائے گا، تو وہ محفوظ ہو جائے گا اور اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور مغفرت بہت عظیم الشان کامیابی ہے۔ اور اگر حق تعالیٰ کسی سختی یا تنگی میں مبتلا کر دیں تو ان کے علاوہ کوئی اسے دور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ کوئی نعمت یا غنا عطا کریں تو وہ سختی اور تنگی نعمت و مالداری پر قادر ہیں، اور حق تعالیٰ اپنے بندوں پر غالب ہیں، اور ان کے امور و قضا میں بڑی حکمت والے اور مخلوق اور ان کے اعمال کی پوری خبر رکھنے والے ہیں ::

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ۟ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ

آپ کہیے کہ سب سے بڑھ کر چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے آپ کہیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ

وَبَیْنَکُمْ قف وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ

گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّکُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً

اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں کیا تم سچ سچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

اُخْرٰی ۭ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

کچھ اور معبود بھی ہیں آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا آپ کہہ دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے

وَّاِنَّنِیْ بَرِیْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝۱۹ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ

اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو

یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر لیا ہے سو وہ ایمان

فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰ ع

نہ لاویں گے

وقف لازم ــ وقف لازم باختلاف

٨ اخ ل ٢

سب سے بڑی شہادت اب اگلی آیت کفار کے مقولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اپنی نبوت پر گواہ لائیں، حق تعٰ فرماتے ہیں کہ آپ ان سے فرما دیجیے کہ سب سے بڑھ کر اور پسندیدہ چیز گواہ کے لئے کونسی ہے؟ اگر یہ آپ کی بات کا جواب دیں تو خیر ورنہ ان سے فرمایئے کہ بس حق تعٰ اس بات کا گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں، اور قرآن کریم اس کا کلام ہے۔ اور جبریل امین کے ذریعہ یہ قرآن کریم مجھ پر نازل کیا گیا، تاکہ میں تم کو اور جس کو یہ قرآن کی خبر پہنچے، اس کو ڈراؤں۔

اے اہل مکہ کیا پھر بھی بتوں کے متعلق گواہی دو گے اور ان کو خدا کی العیاذ باللہ بیٹیاں کہو گے، اگر یہ لوگ پھر بھی اس کی گواہی دیں، تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اس چیز کی تمہارے ساتھ گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرما دیجیے بے شک اللہ تعٰ ہی ایک معبود حقیقی ہے، اور تم جو ان بتوں کو پوجتے ہو، میں ان سے بری اور نفور ہوں۔

جن حضرات کو ہم نے توراۃ کا علم دیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اوصاف اور نعت کے ساتھ اپنے بیٹوں کی طرح جانتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی دنیا و آخرت کو برباد کر دیا ہے جیسا کہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی وہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً الخ ابن اسحٰق اور ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ نحام بن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آئے، اور کہنے لگے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اسی چیز پر مبعوث کیا گیا، اور اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں، تو حق تعالیٰ نے ان کے قول کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی، یعنی آپ فرما دیجیے کہ سب سے بڑھ کر گواہی کے لئے کونسی چیز ہے ؛

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

اور اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعٰ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ تعٰ کی آیات کو

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا

جھوٹا بتلاوے ایسے بے انصافوں کو رستگاری نہ ہوگی اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم

ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ

ان تمام خلائق کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے (بواسطہ یا بلا واسطہ توبیخ کے طور پر) کہیں گے کہ (تمہارے

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّآ أَنْ

وہ شرکاء جن کے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا

قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾

کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے۔

جرأت و جسارت کی انتہا اور اس سے بڑھ کر جری کون ہوگا جو توحید خداوندی میں تراشیدہ بتوں کو شریک کرے، یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرے، یقیناً ظالموں اور مشرکوں کو عذاب الٰہی سے نجات نہیں ملے گی۔

اور قیامت کے دن ہم تمام لوگوں کو جمع کریں گے، پھر ان معبودان باطل کے پجاریوں سے کہیں گے کہ جن معبودوں کی تم عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں وہ آج کہاں ہیں، پھر ان کا عذر اور جواب اپنی برائت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا ؛

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب

يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا

غائب ہو گئے اور ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

ان کے دلوں پر حجاب ڈال رکھے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ

اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں ان پر بھی ایمان نہ لاویں یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے

يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٥﴾

ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَإِنْ يُهْلِكُونَ

جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور

إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾

رہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ بھی خبر نہیں رکھتے

ان کے دل مسخ ہوگئے

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذرا دیکھئے تو یا یہ کہ فرشتو دیکھو تو سہی کس طرح ان لوگوں نے صریح جھوٹ بول کر اپنے اوپر خود سزا کو مسلط کر لیا۔ اور جن باطل چیزوں کی یہ عبادت کرتے تھے، ان کے نفس خود ان سے متنفر ہوگئے، اور یا یہ کہ ان کی افترا پردازی کا خاتمہ ہوگیا۔

اور ان کفار مکہ میں سے بعض لوگ آپکے قرآن کریم کی تلاوت کو سننے کے لئے آپکی طرف کان لگاتے ہیں، جن میں سے ابوسفیان بن حرب، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث، عتبۃ بن ربیعہ، شیبۃ بن ربیعہ، امیۃ بن خلف، ابی بن خلف اور حارث بن عامر ہیں، مگر ہم نے ان کے دلوں پر حجاب ڈال دیئے، تاکہ آپ کے کلام کو نہ سمجھ سکیں، اور ان کے کانوں میں ڈاٹ، تاکہ حق اور ہدایت کی بات کو نہ سمجھ سکیں، اور ایک معنی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ راہ راست کے سمجھنے سے انکے کان بھاری ہوگئے،

حارث بن عامر نے آپ سے دلائل نبوت کا مطالبہ کیا، اس پر فرمان نازل ہوا کہ اگر یہ لوگ تمام دلائل کو بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں، اور یہ جب آپکے پاس آتے ہیں، تو قرآن کے نازل ہونے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اور جب ان کو اس کی اطلاع کر دی جاتی، تو خصوصاً نضر بن حارث کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بیان کرتے ہیں، یہ تو پہلے لوگوں کے جھوٹے افسانے ہیں، اور ابوجہل اور اس کے ساتھی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رکتے اور دور رہتے ہیں، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، کہ ابوطالب لوگوں کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے سے روکتے ہیں، مگر خود آپ کی اتباع نہیں کرتے، مگر یہ خود ہلاک ہو رہے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں کو آپکی اتباع سے روکتے ہیں، ان سب کا گناہ ان کے سر پر ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ الخ امام حاکم وغیرہ نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ مشرکین کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے سے روکتے تھے اور خود آپکے دین کے قبول کرنے سے دور رہتے تھے، اور ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ تعداد میں دس تھے علانیہ طور پر تو وہ آپکی مدد میں لوگوں پر بھاری تھے، مگر خفیہ طریقہ پر تمام لوگوں سے زیادہ آپ پر سخت تھے:

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاویں گے تو کہیں ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر

بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا

واپس بھیجدیئے جاویں اور اگر ایسا ہو جاوے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتاویں اور ہم ایمان والوں سے ہو جاویں

کَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا

بلکہ جس چیز کو اسکے قبل دبایا کرتے تھے وہ ان کے سامنے آگئی ہے اور اگر یہ لوگ پھر واپس بھی بھیجدیئے جاویں تب

عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْۤا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا

بھی یہ وہی کام کرینگے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جینا اور کہیں نہیں

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ؕ

صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم زندہ نہ کئے جاویں گے اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے

قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا ؕ قَالَ

کھڑے کئے جاویں گے اور اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے وہ کہیں گے بے شک قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

فرماوے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو

ذائقہ عذاب چکھنے والے

اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کو اس وقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاویں گے، تو دنیا میں واپسی اور آسمانی کتابوں اور رسول کی نہ تکذیب کرنے کی تمنا کریں گے، اور ہر ایک طریقہ سے ایمان والوں کے ساتھ ہونے کی تمنا کریں گے۔ بلکہ دنیا میں جو کفر و شرک کو چھپایا کرتے تھے، اس کا انجام ظاہر ہو گیا اور اگر انکی تمنا کے مطابق ان کو دنیا میں لوٹا دیا جاتا تب بھی یہ کفر و شرک سے باز نہیں آئیں گے اور ہرگز ایمان قبول نہیں کریں گے، اور یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ زندگی تو صرف دنیا ہی کی زندگی ہے، بعث بعد الموت کچھ نہیں، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ ان کو اسوقت دیکھیں جبکہ وہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے

ع ۱۰/۳ ۹

اور حق تعالیٰ یا یہ کہ فرشتے ان سے کہیں گے کیا یہ عذاب اور مرنے کے بعد زندہ ہونا حق نہیں ہے یہ کہیں گے بیشک جیسا کہ رسول نے فرمایا یہ یقینی اور حق ہے، تو اب بعث بعد الموت کے انکار کے مزہ میں عذاب کا مزہ چکھو۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ

بے شک خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تکذیب کی۔ یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعۃً

السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

آپہنچے گا کہنے لگیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس کے بارے میں ہوئی

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

اور حالت انکی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہونگے خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جس کو لادیں گے

يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ

اور دنیاوی زندگانی تو کچھ بھی نہیں بجز لعب و لہو کے اور پچھلا گھر

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

متقیوں کے لئے بہتر ہے کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں

فروگذاشت پر پچھتاوا } بعث بعد الموت کے منکروں پہ جب اچانک عذاب آئے گا، تو بولیں گے ہائے افسوس، اور ہائے ہماری کمبختی کہ دنیا میں ہم سے ایمان لانے اور توبہ کرنے میں فروگذاشت ہو گئی، اور وہ اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوں گے، اور ان کا یہ بھی بوجھ بہت ہی برا ہوگا، اور دنیاوی زندگی میں جو بھی کچھ عیش و عشرت ہے، وہ ایک جھوٹی خوشی ہے، اور جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے بہتر ہے، یہ پھر بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی اور جنت باقی ہے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ

ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا

لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلٰى

اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا کہ

مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتّٰى أَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ

ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں کہ ہماری امداد ان کو پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

نہیں اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کے بعض قصص پہنچ چکے ہیں

تکذیب کا قدیمی دستور } اور حارث بن عامر اور اس کے ساتھیوں کی طعن و تکذیب اور دلائل نبوت کا مطالبہ آپ کو مغموم کرتا ہے، اور یہ براہ راست آپ کی تکذیب نہیں کرتے۔ لیکن یہ مشرکین آیات خداوندی کا عمداً انکار کرتے ہیں، اور جیسا کہ آپکی قوم آپکی تکذیب کرتی ہے، اسی طرح اور قوموں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی، چنانچہ انہوں نے اپنی قوم کی تکذیب اور ان کی تکلیف پر صبر کیا، تا آنکہ انکی قوم کی ہلاکت کا وقت آ گیا۔

اور حق تعالیٰ کی باتوں کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں کہ وہ اپنے خاص بندوں کی انکے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد فرماتے ہیں، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپکے پاس پیغمبروں کے واقعات قرآن کریم میں پہنچ چکے کہ جیسا کہ آپکی قوم نے آپ کی تکذیب کی، اسی طرح انکی قوموں نے انکی تکذیب کی، اور اس پر انہوں نے صبر کیا۔

وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ

اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں

اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا

کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو

فِي السَّمَآءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ

پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا

عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾

تو ان سب کو راہ پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جیے

تکوینی امر

اگرچہ ان کی یہ تکذیب آپ پر گراں گذرتی ہے۔ اور اگر آپ میں یہ قدرت ہے کہ زمین میں جانے کے لیے کوئی سرنگ یا آسمان پر چڑھنے کے لئے کوئی راستہ یا اور کوئی سبب تلاش کرکے پھر ایسا معجزہ لے کر آؤ، جس کا یہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں تو پھر ایسا کرو، مگر امر تکوینی میں ان کے کرتوتوں کے بدولت ان کے لئے کفر ہی لکھا ہوا ہے، ایمان تو وہی حضرات لاتے ہیں، جو امر حق کی تصدیق کرتے ہیں یا یہ کہ نصیحت آمیز باتوں کو سمجھتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُکَ الخ امام ترمذی اور حاکم نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا، کہ ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے، بلکہ اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لے کر آتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، فَاِنَّهُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ، یہ ظالم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۔

اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ کرکے

ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ

اٹھا دیں گے پھر سب اللہ ہی کی طرف لائے جاویں گے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں

رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّلٰكِنَّ

نہیں نازل کیا گیا آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بیشک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل

اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ

فرما دیں لیکن ان میں اکثر بے خبر ہیں اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور

وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

جو کہ تمہاری ہی طرح گروہ نہ ہوں ہم نے دفتر (لوح محفوظ) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (سب کو لکھ لیا ہے)

وقف غفران ۲۰ وقف منزل عند المتقدمین ۱۲ لیسمعون

حشر سب کا ضروری ہے } غزوہ بدر احد احزاب میں جو لوگ مرے یا یہ کہ ان کے دل مُردہ ہیں، وہ سب مرنے کے بعد میدان حشر میں پیش کئے جائیں گے، پھر ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

حارث بن عامر اور اس کے ساتھی اور ابو جہل ولید بن مغیرہ، امیۃ بن خلف، ابی بن خلف، نضر بن حارث یہ لوگ کہتے ہیں۔ آپ کے پروردگار کی طرف آپ کی نبوت کے لئے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ ان سے فرما دیجئے کہ تمہارے مطالبہ کے مطابق ایسا ہی ہو جاتا، مگر اکثر ان میں سے اس کے نزول کے انجام سے بے خبر ہیں۔ آسمان و زمین میں جتنے بھی بندے اور مخلوقات ہیں، وہ کھانے اور تقاضۂ بشری کے پورا کرنے میں تمہارے جیسے ہیں۔ ان میں سے بھی ایک ایک کی بات کو سمجھتا ہے جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کے کلام کو سمجھتا ہے اس سے بڑھ کر تم لوگوں کے لئے اور کیا دلیل و معجزہ ہوگا۔

لوح محفوظ میں جو بھی ہم نے ثبت کیا ہے، ان میں سے ہر ایک چیز کا قرآن کریم میں (اشارۃً یا صراحۃً اصولاً یا فروعاً) ذکر کر دیا ہے، اور پھر یہ پرندے اور تمام جانور تمام مخلوقات کے ساتھ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جمع کئے جائیں گے ۔۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں تو وہ بہرے اور گونگے ہو رہے ہیں طرح طرح کی ظلمتوں میں

يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى

ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بے راہ کر دیں اور وہ جس کو چاہیں سیدھی راہ پر

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾

لگا دیں

با اختیار ذات } اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کر رہے ہیں، وہ اپنے دلوں سے یا حق بات کے سننے سے بہرے اور حق اور ہدایت کی بات کہنے سے گونگے ہو رہے ہیں۔ کفر میں گرفتار ہیں، وہ ذات جس کو چاہے کفر پر موت دے اور جس کو چاہیں اپنے پسندیدہ راستہ پر استقامت عطا کریں، یا یہ کہ جس کو چاہیں ذلیل و رسوا کریں، اور جس کو چاہیں ہدایت اور صراط مستقیم پر چلنے یعنی دین اسلام کی توفیق عطا فرما دیں ۔۔
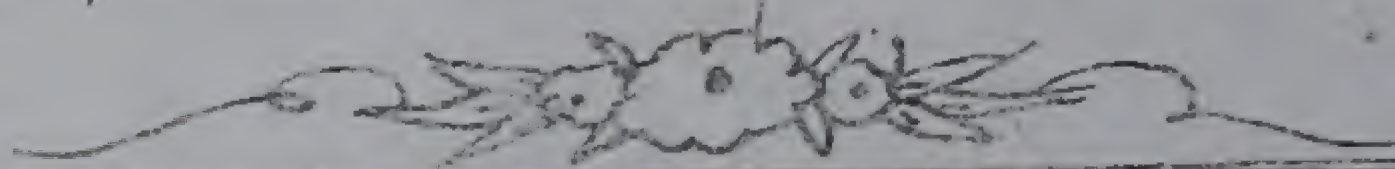
قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ

آپ کہیے کہ اپنا حال تو بتاؤ کہ اگر تم پر خدا کا کوئی عذاب آ پڑے یا تم پر قیامت ہی آ پہنچے تو

السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾

کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارنے لگو

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ

پھر جس کے لیے تم پکارو اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے اور جن جن کو تم

شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع

شریک ٹھہراتے ہو ان سب کو بھول بھال جاؤ

ع ۴ / ۱۱ / ۱۰

مشرکین سے سوال

اہل مکہ اپنی حالت تو بتاؤ کہ اگر تم کو مثلاً بدر، احد، احزاب کا سامنا کرنا پڑ جائے یا قیامت ہی کا عذاب تم پر آ پہنچے، تو کیا حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی اس عذاب کو ٹال دے گا، اگر تم اپنے قول میں کہ یہ بت سفارشی اور خدا کی خدائی میں شریک ہیں سچے ہو تو جواب دو۔

بلکہ تم تو اس وقت خاص حق تعالیٰ ہی کو پکارو گے، تاکہ عذاب دور ہو، اور ہرگز ان کو نہیں پکارو گے، لہٰذا جن بتوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو، ان سب کو بھول بھال جاؤ۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ

اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں پیغمبر بھیجے تھے سو ہم نے

بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ

ان کو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں سو جب ان کو ہماری

جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

سزا پہنچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے لیکن ان کے قلوب تو سخت رہے اور

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا

شیطان ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر کے دکھلاتا رہا پھر جب وہ

نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط

لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے

حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے

مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ

ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ کا

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے

پچھلی امتوں کے جانشین

جیسا کہ آپ کو آپکی قوم کی طرف ہم نے بھیجا، چنانچہ جو ایمان نہیں لائے تو ان میں سے بعض کو بعض کا خوف دلا کر اور مصیبتوں اور سختیوں اور بیماریوں تکالیف اور دردوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ دعا کریں اور ایمان لائیں کہ پھر ان سے عذاب کو دور کیا جائے، تو پھر کیوں نہیں وہ ہمارے عذاب پر ایمان قبول کرتے، لیکن ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دل سخت ہوگئے، دنیا کی حالت یہی ہے کبھی سختی تو پھر خوشحالی۔ چنانچہ جب انہوں نے ان تمام احکام کو جن کا کتاب میں حکم دیا گیا تھا، چھوڑ دیا گیا، تو ان پر عیش و عشرت کے سامان فراخ ہوگئے، جب وہ اس عیش و عشرت اور ہر قسم کی نعمتوں میں مست ہوگئے۔ اسوقت ان کو عذاب نے آگھیرا، اور وہ بھلائی سے قطعاً مایوس ہوچکے تھے۔

نتیجہ یہ ہوا، کہ مشرک قوم کو نیست و نابود کر دیا گیا، آپ ان کے نیست و نابود ہونے پر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کیجیے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ

آپ کہیے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے اور تمہارے

وَخَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ط

دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دیدے

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ

آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں پھر بھی یہ اعراض کرتے ہیں

اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً

آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بے خبری میں یا خبرداری میں تو کیا بجز

هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جاوے گا

راہِ ہدایت پر لانے کی کوشش

مکہ والو بتلاؤ تو سہی کہ اگر تم نصیحت اور ہدایت کی بات کو نہ سن سکو، اور حق کے راستہ کو نہ دیکھ سکو، اور حق و ہدایت کے سمجھنے کی بھی تم میں قوت نہ رہے، تو کیا تمہارے رب کے بعد حق تعالیٰ کی یہ لی ہوئی نعمتیں تم کو دے دیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے، تو احکام قرآن کریم کو کس طرح ہم ان کے لئے واضح کر کے بیان کرتے ہیں۔
مگر اس کے باوجود یہ اعراض کر کے آیات خداوندی کی تکذیب کرتے رہتے ہیں، مکہ والو بتلاؤ تو کہ اگر بے خبری یا ہمارے خبرداری میں عذاب الٰہی آپڑے، تو کیا گنہگاروں یا مشرکوں کے علاوہ اور کوئی ہلاک ہوگا؟

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ج فَمَنْ

اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرا دیں پھر جو شخص

اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

ایمان لے آوے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا

اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلا دیں ان کو عذاب لگتا ہے بوجہ اسکے کہ وہ دائرہ سے

يَفْسُقُونَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

نکلتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف جو کچھ

اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ

میرے پاس وحی آتی ہے اسکا اتباع کرلیتا ہوں آپ کہیئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتا ہے

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

سو کیا تم غور نہیں کرتے

مقصدِ رسالت ونبوت

اور انبیاء کرام مومنین کو جنت کی بشارت دینے والے اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں، لہٰذا جو شخص رسولوں اور کتابوں پر ایمان لایا، اور حقوق اللہ کو ادا کیا تو جس وقت دوزخ والوں کو ڈرایا جائے گا اور غمگین ہوں گے، تو ان پر خوف وحزن نہیں ہوگا، اور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، تو ان کے اس انکار کی وجہ سے عذاب آگھیرلے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرما دیجئے، کہ نہ میرے پاس سبزیوں، پھلوں، بارشوں اور عذابِ الٰہی کے خزانے کی کنجیاں ہیں، اور نہ میں عذاب کے نزول کے وقت سے باخبر ہوں، اور نہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف وہی کرتا یا کہتا ہوں جس کا مجھے بذریعہ وحی حکم دیا جاتا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے یہ بھی فرما دیجئے، کیا مومن و کافر ثواب اور انعام میں برابر ہیں، پھر بھی امثال قرآنی میں یہ غور نہیں کرتے، "قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ" یہ آیت کریمہ یہاں تک ابوجہل اور حارث وعیینہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ

اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات کا اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾

حالت سے جمع کئے جائیں کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب

وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ

ذرا بھی اُن کے متعلق نہیں کہ آپ اُن کو نکال دیں اور آپ نامناسب کام

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۲)

کرنے والوں میں ہو جائیں گے

ناقابل سماعت درخواست

یہ آیتیں مسلمان غلاموں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یعنی ایسے لوگوں کو جو جانتے ہیں، یا بعث بعد الموت کا یقین رکھتے ہیں، جن میں حضرت بلال رضؓ بن رباح، صہیب بن سنان رضؓ، مہجع بن صالح رضؓ، عمار بن یاسر رضؓ، سلمان فارسی رضؓ، عامر بن فہیرہ رضؓ، خباب بن ارت رضؓ، سالم مولی حذیفہ رضؓ ہیں، قرآن کریم یا اللہ تعالیٰ سے ڈرایئے، اور اس بات کا یہ اندیشہ رکھتے ہیں کہ ان کا اللہ تعؔ کے علاوہ کوئی محافظ نہ ہوگا، اور نہ کوئی ایسا شفیع ہوگا، کہ حق تعؔ کے علاوہ ان کو عذاب سے نجات دلائے، تاکہ یہ گناہوں سے بچیں اور نیکیوں کی طرف مائل ہوں۔

عیینہ بن حصن فزاری نے حضورؐ سے کہا کہ ان غرباء کو اپنے پاس سے علیحدہ کیجیے، تاکہ آپکے پاس آپکی قوم کے شرفاء آئیں اور آپ کے کلام کو سنیں اور آپ پر ایمان لائیں، اور اس نے حضرت عمر رضؓ سے بھی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہدیں کہ ایک دن ہماری مجلس کے لئے خاص کرلیں، اور ایک دن ان لوگوں کے لئے حق تعالیٰ کو یہ چیز پسند نہیں آئی، اور اس کی ممانعت فرمادی کہ سلمان فارسی اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو جو پانچوں وقت محض حق تعؔ کی خوشنودی اور رضاجوئی کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں، ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجیے، اور ان کے باطن کا حساب آپ کے سپرد نہیں، لہٰذا ان کو نکال کر آپ نامناسب کام کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی۔ وَلَا تَطْرُدِ الخ ابن حبان اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، ایک میں دوسرے عبداللہ بن مسعود رضؓ اور چار اور ہیں، ان کفار نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے علیحدہ کیجئے، کیونکہ ہم کو ان کی طرف آپکے تابع

ہوتے ہوئے شرم آتی ہے، سو جو حق تعالیٰ نے چاہا وہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں آئی، اس پر حق تعالیٰ نے وَلَا تَطْرُدِ سے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشَّاكِرِيْنَ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

امام احمد، طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رض سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذر ہوا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خباب بن ارت، صہیب رض، بلال رض، عمار بن یاسر رض بیٹھے ہوئے تھے، یہ دیکھ کر قریش کی ٹولی بولی، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے راضی ہیں، کیا ان ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے منتخب کر کے فضل فرمایا ہے، اگر آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیں، تو ہم آپ کی اتباع کر لیں، حق تعالیٰ نے اس پر ان لوگوں کے بارے میں قرآن کریم وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ سے سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ تک نازل فرما دیا۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ

اور اسی طور پر ہم نے ایک کو دوسرے کے ذریعہ آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں

عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

کہ کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

کو خوب جانتا ہے اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ

کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے

سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ

جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ

مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں اور اسی طرح ہم آیات کو تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع

مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جاوے۔

قرآن کریم کی وضاحت کا مقصد

اور اسی طریقہ سے ہم نے عرب کو غیر عرب کے ساتھ اور شریف کو غیر شریف کے ساتھ سابقہ ڈال کر آزمائش میں ڈال رکھا ہے، یہ آیت کریمہ عیینہ بن حصن فزاری، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیۃ بن خلف، ولید بن مغیرہ ابی جہل، سہیل بن عمرو وغیرہ رؤساء قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان لوگوں کو غلام دے کر آزمائش میں ڈال رکھا تھا، تاکہ یہ عیینہ بن حصن وغیرہ کہیں کہ کیا سلمان فارسی رضؓ اور ان کے ساتھیوں کو تو حق تعالیٰ نے دولت ایمان سے بہرہ ور کیا ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خوب جانتا ہے۔

جب حضرت عمر فاروق رضؓ ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان لانے کے لئے آئیں، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ اور تمہارے عذر کو قبول فرما لیا، کیونکہ جس شخص نے انجام گناہ سے ناواقف ہو کر کوئی گناہ کر لیا، اور پھر توبہ کی اور حقوق اللہ کو بھی ادا کیا، تو حق تعالیٰ توبہ کرنے والے کو معاف فرماتے ہیں،

ہم قرآن کریم میں اوامر و نواہی اور ان لوگوں کی حالت بیان کرتے ہیں، تاکہ عیینہ وغیرہ مشرک لوگوں کا طریقہ واضح ہو جائے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، مطعم بن عدی، حارث بن نوفل، عبد مناف کے شرفاء ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر تمہارا بھتیجا اپنے پاس سے ان غلاموں کو ہٹا دے تو وہ ہمارے دلوں میں بہت باعظمت ہے اور ہم اس کی خوشی اور اطاعت کے بہت قریب ہیں، ابوطالب نے اس چیز کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا، اس پر عمر فاروق رضؓ بولے اگر آپ ایسا کرلیں تو پھر دیکھئے کیا برتاؤ آپکے ساتھ کریں گے، اس پر حق تعالیٰ نے وَ اَنۡذِرۡ بِہِ الخ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰکِرِیۡنَ تک قرآن کریم کی آیتیں نازل فرمائیں، اور یہ مسلمان غلام حضرت بلال رضؓ، عمار بن یاسر رضؓ، سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضؓ، صالح رضؓ مولیٰ اسید، ابن مسعود رضؓ مقداد بن عبد اللہ رضؓ اور واقد رضؓ بن عبد اللہ وغیرہ تھے، اس کے بعد پھر عمر فاروق رضؓ حاضر ہوئے اور انہوں نے قول سے معذرت طلب کی، تو ان کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت وَ اِذَا جَآءَکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ نازل ہوئی۔

اور ابن جریر و ابن ابی حاتم وغیرہ نے خباب رضؓ سے نقل کیا ہے کہ اقرع بن حابس، اور عیینہ بن حصن دونوں آئے، انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صہیب رضؓ، بلال رضؓ، عمار بن یاسر رضؓ، خباب رضؓ اور دیگر کمزور مؤمنوں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا، جب ان لوگوں نے ان حضرات صحابہ کرام کو حضورؐ کے گرداگرد دیکھا، تو انکو حقارت کی نظر سے دیکھا، چنانچہ یہ دونوں حضورؐ کی خدمت میں آئے، اور آپ سے تنہائی میں گفتگو کی، اور بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے ایک علیحدہ مجلس کا وقت مقرر کر دیجئے، جس سے دیگر عرب ہماری فضیلت کو سمجھیں۔ کیونکہ وفود عرب آپکی خدمت میں آتے ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے، کہ عرب ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں، لہٰذا جب ہم آیا کریں آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجئے، اور جب ہم چلے جائیں تو پھر اگر آپ چاہیں تو ان کو بلا لیا کریں، آپ نے فرمایا اچھا، اس پر حق تعالیٰ نے وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِیۡنَ الخ یہ آیت نازل فرمائی، اور اس کے اگلی آیت وَکَذٰلِکَ فَتَنَّا میں

اقرع اور اس کے ساتھی کا ذکر کیا، حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے تھے، اور جب آپ جانا چاہتے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے، کیونکہ یہ آیت مکی ہے، اقرع اور عیینہ ہجرت کے ایک زمانہ بعد اسلام لائے ہیں۔

اور فریابی اور ابن ابی حاتم نے ماہان سے نقل کیا کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہو گئے، آپ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا، تا آنکہ حق تعالیٰ نے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ الخ یہ آیت نازل فرمائی۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ

کرتے ہو، آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کروں گا کیونکہ اس حالت میں تو میں بے راہ

الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ

ہو جاؤں گا اور راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کی

بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

طرف سے اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم کسی کا نہیں

يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾

بجز اللہ تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ واقعی بات کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے

مشرکین کو صاف جواب

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ عیینہ اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ قرآن کریم میں مجھے بتوں کی عبادت کی ممانعت کی گئی ہے، آپ ان سے یہ بھی فرما دیجئے کہ بتوں کی عبادت اور مسلمان اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس سے ہٹا دینے میں میں تمہاری پیروی نہیں کروں گا، کیونکہ اگر میں نے ایسا کیا تو اپنے عمل میں راہ پر نہ رہوں گا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ میرے رب کے پاس سے مجھے تو میرے اور میرے حکم پر ایک کافی دلیل ملی ہے اور تم بلا وجہ قرآن کریم اور توحید کی تکذیب کرتے ہو، نزول عذاب کے بارے میں حکم حق تعالٰی ہی کی قدرت میں ہے، وہ ہی سب سے بڑھ کر عدل کے ساتھ فیصلہ فرماتا اور حق کا حکم دیتا ہے ؛۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ

بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ

فیصل ہو چکا ہوتا اور ظالموں کو اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اللہ ہی کے

مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا

پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالٰی کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے

فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا

جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی

وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ

دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز گرتی ہے

اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾

مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں

قادر مطلق خدا ہے

اور یہ بھی فرما دیجئے کہ اگر عذاب میرے ہاتھ میں ہوتا، تو تم اب تک ہلاک ہو چکے ہوتے وہ ذات برحق نضر اور اس کے ساتھی مشرک لوگوں کی سزا سے بخوبی واقف ہے، چنانچہ نضر جیسا کہ یہ عذاب چاہتا تھا اسی طریقہ پر غزوہ بدر میں مارا گیا۔

غیب کے تمام خزانے مثلاً بارشوں کا نازل ہونا، پھلوں اور سبزیوں کا اُگنا، اور اس کا عذاب نازل ہونا جس کا تم مطالبہ کرتے ہو۔ یہ سب حق تعالٰی ہی کے پاس ہیں۔

تمام مخلوقات اور مخفی چیزیں اور کون خشکی میں ہلاک ہوگا اور کس کی موت سمندر میں آئے گی، اور درخت سے کونسا پتہ کب جھڑا ہے اور سب سے نچلی زمین پتھر کے نیچے کیا ہے، سب کو وہ جانتا ہے، تر اور خشک چیزیں سب کی مقدار اور وقت لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ

اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم

ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ

دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر جگا اٹھاتا ہے تاکہ میعاد معین تمام کر دی جاوے پھر اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ ع

تم کو جانا ہے پھر تم کو بتلا دے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ط

اور وہ ہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور تم پر نگہداشت رکھنے والے

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا

بھیجتے ہیں یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آ پہنچتی ہے اس کی روح ہمارے بھیجے

وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾

ہوئے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے

رات دن کا حساب ہوگا } وہ رات میں تمہاری روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور پھر دن میں تمہاری روحوں کو واپس کر دیتا ہے، تاکہ اپنی مدت اور روزی پورا کر لیں، اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہوتا ہے، اور تم کو تمہاری نیکی اور بدی سب سے آگاہ کر دیگا وہی اپنے بندوں پر غالب ہیں اور وہ ہر ایک شخص کے لئے دو فرشتے رات کو اور دو دن کو تمہاری نیکیاں اور برائیاں لکھنے کے لئے بھیجتے ہیں، جب موت کا وقت آئے گا تو ملک الموت اور اس کے ساتھی روح قبض کر لیں گے، اور وہ آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی تاخیر نہیں کریں گے۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

پھر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جائیں گے خوب خوب سن لو کہ فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا

اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ

اور وہ بہت جلد حساب لے لے گا آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا

سے اس حالت میں نجات دیدیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے کہ اگر آپ

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ

ہم کو ان سے نجات دیدیں تو ہم ضرور حق شناس والوں سے ہو جاویں آپ کہدیجیے کہ اللہ ہی

مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو

بندوں پر رحمت خداوندی پھر قیامت کے دن ان کا مولیٰ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیگا یا یہ کہ ان کا معبود حقیقی مگر انہوں نے جیسا کہ معبود حقیقی کی عبادت کا حق تھا اس کی عبادت نہیں کی، اور حق تو کے علاوہ جو بھی جس کے معبود ہیں، وہ سب باطل ہیں، قیامت کے دن بندوں کے درمیان وہ ہی فیصلہ فرمائے گا، جس وقت وہ حساب لینا شروع فرمائے گا، تو اس کا حساب بہت جلدی ہو جائے گا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ آپ کفار مکہ سے فرمائیے، کہ خشکی اور دریا کی سختیوں اور مصیبتوں سے کون نجات دیتا ہے جس کو تم زبان و دل سے یا یہ کہ آہ وزاری اور تذلل کے ساتھ پکارتے ہو، کہ اللہ اگر آپ ان شدائد اور آفتوں سے ہمیں نجات دیدیں تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ

آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے یا تمہارے

اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ

پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے

بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

آپ دیکھیے تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں

لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

شاید وہ سمجھ جاویں

ذکرِ واقعات کا منشاء

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمادیجیے کہ خشکی اور دریائی سختیوں اور ہر ایک آفت وغم سے اللہ ہی نجات دیتا ہے۔ مگر مکہ والو ان احسانات کے باوجود تم بتوں کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو، اے محمد صلے اللہ وسلم آپ ان سے فرمادیجیے کہ وہ تم پر عذاب نازل کردینے پر جیسا کہ حضرت نوح عہ کی قوم اور حضرت لوط عہ کی قوم پر نازل کیا ہے، اور تمہیں زمین میں دھنسا دینے پر جیسا کہ قارون کو دھنسایا یا تم کو اغراض کے اختلاف سے مختلف کرکے جیسا کہ انبیاء عہ کے بعد بنی اسرائیل کو کیا ہے آپس میں بھڑادینے پر قادر ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم قرآن کریم میں گذشتہ قوموں کے واقعات اور ان کی کارگذاریاں کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ احکام خداوندی اور توحید خداوندی کو سمجھیں ؀

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ الخ ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی، کہ آپ فرما دیجیے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے الخ تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کافر مت بن جانا کہ تلواروں سے ایک دوسرے کی گردنیں اڑانا شروع کردو صحابہ کرام نے کہا، ہم تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں، کہ حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور آپ اس کے رسول ہیں، تو بعض حضرات بولے کہ یہ شان ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی، بلکہ ہم مسلمان ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی گردنیں اڑائیں گے۔ اس پر حق تعالیٰ نے آیت کا اگلا حصہ نازل فرمایا، یعنی آپ دیکھیے تو سہی ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ لوگ سمجھ جائیں الخ ؀

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۗ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾

اور آپ کی قوم اس کی تکذیب کرتی ہے حالانکہ وہ یقینی ہے آپ کہہ دیجیے کہ میں تم پر تعینات نہیں کیا گیا ہوں

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۖ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِذَا

ہر خبر کے وقوع کا ایک وقت ہے اور جلدی ہی تم کو معلوم ہوجاویگا اور جب تو

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى

ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ

کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ اور جو لوگ

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ

احتیاط رکھتے ہیں اُن پر اُن کی باز پرس کا کوئی اثر نہ پہنچے گا ولیکن ان کے ذمہ

ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾

نصیحت کر دینا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں

بس سے باہر بات } مگر قریش نے قرآن کریم کی تکذیب کی، آپ فرما دیجیے کہ میں تمہارے اوپر تعینات نہیں کیا گیا، کہ تم کو مسلمان ہی بنا کر چھوڑوں۔

ہر خبر کے مدلول کے وقوع کا ایک وقت علم الٰہی میں متعین ہے خواہ وہ اللہ کی جانب سے ہو یا میری طرف سے خواہ اوامر ہوں یا نواہی وعدے ہوں یا وعیدیں مدد کی خوشخبری ہو یا عذاب سے ڈرانا ہو، ان کی حقیقت ہے بعض کا ان میں سے دنیا میں ظہور ہو جائے گا، اور بعض کا آخرت میں، اور دنیا و آخرت میں تمہیں اس کا علم ہو جائے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ہر ایک قول و فعل کی ایک حقیقت ہے، جس کا مستقر قلب ہے، بہت جلدی تم کو تمہارے افعال کے متعلق علم ہو جائے گا :

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ

اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ

دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتا رہ

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ

تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو

كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا

اور نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جاوے

كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ

یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے ان کے لئے نہایت تیز پانی پینے کے لئے ہوگا

بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب

استہزاء سے گریز کی راہ

جو آپ کے ساتھ اور قرآن کریم کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں، انکی مجالس کو چھوڑ دیجئے، تاکہ ان کا استہزاء اور انکی عیب جوئی قرآن کریم اور آپکے علاوہ دوسری چیزوں میں ہو۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ مکرمہ میں تھے تب حق تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا تو آپکے بعض اصحابؓ کو یہ چیز شاق گذری تو پھر حق تعالیٰ نے بغرض وعظ و نصیحت ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دیدی چنانچہ فرمادیا کہ جو لوگ کفر و شرک فواحش اور استہزاء سے بچتے ہیں، ان پر ان کے استہزاء اور ان کے گناہ اور کفر و شرک کا کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن ان کے ذمہ قرآن کریم کے ذریعہ نصیحت کر دینا ہے، تاکہ ایسے لوگ کفر و شرک فواحش اور قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے استہزاء سے بچیں۔

آپ عیینہ اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ تم ہم کو حق تعالیٰ کے سوا ایسوں کی عبادت کا حکم دیتے ہو کہ اگر ہم ان کی عبادت کریں، تو وہ دنیا و آخرت میں کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور نہ عبادت کریں تو وہ دنیا و آخرت میں ہمیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور کیا ہم پھر شرک اختیار کر لیں باوجودیکہ اس ذات نے ہمیں اپنی عبادت کا شرف عطا کیا ہے۔ تو پھر ہماری مثال اس شخص کی طرح ہو جائے جو صحیح راستہ سے بے راہ ہو گیا، اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیینہ کو دین اسلام اور اطاعت خداوندی کی طرف بلاتے ہیں، اور وہ انھیں شرک کی دعوت دیتا ہے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

آپ کہدیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ وہ نہ ہم کو نفع پہنچا دے اور نہ وہ ہم کو

وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ

نقصان پہنچاوے اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اس کے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کر دی ہے جیسے کوئی

الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ

شخص ہو کہ اسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو اسکے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ

اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

اس کو ٹھیک راستہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس آ۔ آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں پروردگار عالم کے۔

کھلا فرق } اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور ان کے لڑکے عبد الرحمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ ابھی تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے، اپنے والدین کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔

تو حق تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے فرما دیں، کہ وہ اپنے لڑکے عبد الرحمٰن سے کہیں کہ کیا تم حق تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہو جو ہمیں دنیاوی زندگی روزی و معاش کے اندر کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر ہم ان کی عبادت کریں تو آخرت میں بھی ہمیں کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکتے، اور اور اگر ہم ان کی عبادت نہ کریں، تو ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

تو کیا پھر سابقہ دین کی طرف الٹے پھر جائیں، باوجودیکہ حق تعالیٰ نے ہمیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف ہدایت کر دی ہے، تو ہماری مثال عبد الرحمان کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسا کہ شیطان نے کسی کو دین الٰہی سے بھٹکا دیا، اور زمین میں حیران اور صحیح راستہ سے بے راہ ہو کر گردش کھاتا پھر رہا ہے، عبد الرحمٰن کو اسکے والدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور انکی ماں ہدایت یعنی دین اسلام اور کفر و شرک سے توبہ کی طرف بلاتے ہیں، اور وہ اپنے والدین کو شرک کی دعوت دیتا ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ دین الٰہی وہ اسلام ہے۔ اور ہمارا قبلہ کعبہ ہے اور ہم اس بات پر مامور ہیں کہ عبادت اور توحید میں پروردگار عالم کے پورے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔
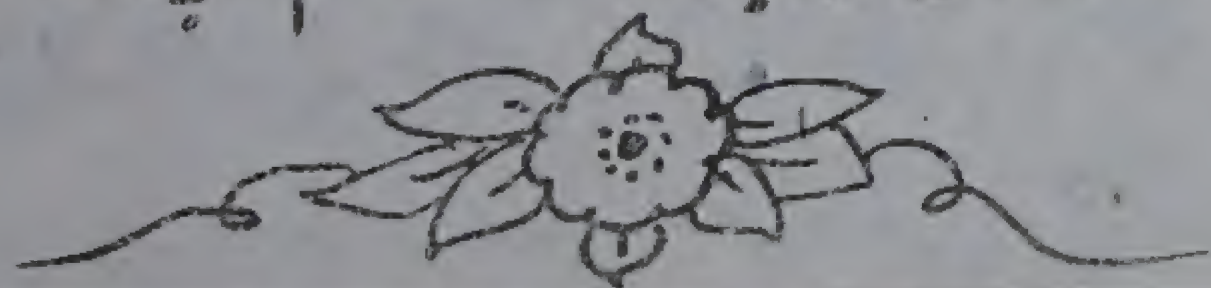
وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو با فائدہ پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ

يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ

اتنا کہدے گا کہ (حشر) تو ہو جا بس وہ ہو پڑے گا اس کا کہنا با اثر ہے اور جبکہ صور میں پھونک

يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

ماری جاویگی ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا

الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا

اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیمؑ

اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ

نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بیشک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں

نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ

دیکھتا ہوں اور ہم نے ایسی ہی طور پر ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ

مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾

عارف ہو جائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جاویں،

قیامت کا پس منظر

اور پانچوں نمازوں کی پابندی کریں، اور اسی کی اطاعت کریں، اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے تم سب پیش کیے جاؤ گے، وہ تمہارے اعمال کا بدلہ دیگا۔

اور اسی نے زمین و آسمان کو حق و باطل کے ظاہر کرنے یا فنا و زوال کے لئے پیدا کیا ہے، اور جس دن وہ صور سے کہیگا جو کہ سینگ کی طرح ہوگا، ہو جا تو تمام آسمان ختم ہو جائیں گے، اور دوسرا آسمان تبدیل ہوگا یا یہ کہ جس دن وہ قیامت قائم ہونے کا حکم دے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی، اور بعث بعد الموت حق ہے وہ ہی بندوں کے درمیان

فیصلہ فرمائے گا، اور وہ ہر ایک ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا ہے، اور وہ اپنے حکم اور فیصلہ میں بڑی حکمتوں والا ہے، اور تمام مخلوق اور ان کے اعمال کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔

یعنی تارح بن ناحور سے فرمایا کہ کیا تم مختلف قسم کے بتوں کی جو کہ چھوٹے بڑے نر اور مادہ ہیں عبادت کرتے ہو تم تو ان کی پرستش کی وجہ سے علانیہ کفر اور ظاہری گمراہی میں مبتلا ہو۔

اور اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کو آسمان و زمین کی تمام مخلوقات مثلاً چاند، سورج، ستارے بچشم معرفت دکھلائے تاکہ وہ اس بات پر کامل یقین رکھنے والے ہو جائیں، کہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے وہی تمام آسمان و زمین کا اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں، اس کا خالق ہے، یا یہ کہ جس رات ان کو آسمان پر بلایا، اس رات ساتویں آسمان پر سے تمام چیزیں دکھائیں، حتیٰ کہ ساتویں زمین تک کی انہوں نے ساری چیزوں کو دیکھا، تاکہ ان کو خطرات پر یقین کلی حاصل ہو جائے ؛

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ

پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ

قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ

کہ یہ میرا رب ہے، سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا رہے تو میں گمراہ

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً

لوگوں میں شامل ہو جاؤں، پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ

رب ہے یہ سب میں بڑا ہے سو جب وہ غروب ہو گیا آپ نے فرمایا اے قوم

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ

بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں میں اپنا رخ اسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو

لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۷۹﴾

اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں

حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ و تعلیم توحید

جب رات کی تاریکی چھا گئی تو انہوں نے ایک چمکتا ہوا ستارہ دیکھا، تو قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے زعم میں یہ میرا خدا ہو سکتا ہے، اور جب وہ غروب ہو گیا، اور اس کی حالت تبدیل ہو گئی، تو فرمایا کہ یہ تو خدا ہو ہی نہیں سکتا جسے بقاء نہ ہو (کیونکہ یہ خود دوسرے کا محتاج ہے)۔ جب چاند پر نظر پڑی تو بولے کیا یہ خدا بن سکتا ہے، یہ تو پہلے سے بڑا ہے، جب وہ غائب ہو گیا، تو فرمایا کہ اگر مجھے میرا رب حقیقی ہدایت نہ کرتا، جیسا کہ اب تک ہدایت کرتا رہتا ہے، تو میں بھی تم لوگوں کی طرح بے راہ ہو جاتا۔ جب سورج کی روشنی نے آب و تاب دکھائی تو بولے یہ تو پہلے دونوں سے بڑا ہے، تمہارے خیال میں کیا یہ خدا بن سکتا ہے جب اس میں بھی تبدیلی شروع ہوئی اور وہ بھی غروب ہو گیا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ایسے غروب ہونے والوں سے محبت نہیں رکھتا (اور محبت، لوازم، اعتقاد ربوبیت سے یہ حاصل ہوا، کہ میں ان چیزوں کو رب نہیں سمجھتا) اور جس کو خود ہی ایک حالت پر بقاء نہ ہو (بلکہ فناء و زوال اس پر آتی رہتی ہو تو وہ فانی چیز) خدا کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر مجھ کو میرا رب حقیقی ہدایت نہ کرتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح بے راہ ہو جاتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا یہ میرا رب ہے بطور استہزاء کے فرمایا، کیونکہ انکی قوم چاند، سورج، اور ستاروں کی پرستش کیا کرتی تھی، تو اپنی قوم کی تردید کی، اور بطور مذاق کے ان سے پوچھا، کہ کیا یہ چیزیں تمہارے رب ہیں۔

غار سے آپ سترہ سال کی عمر میں آئے تھے، آپ نے آسمان و زمین کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میرا پروردگار تو وہی ہے کہ جس نے ان کو پیدا کیا، پھر اپنی قوم کے پاس گذر ہوا، تو وہ بتوں کی پرستاری میں مصروف تھے، تو ان سے فرمایا کہ علی الاعلان میں تمہارے شرک سے برأت ظاہر کرتا ہوں، قوم نے کہا تو پھر ابراہیمؑ تم کس کی عبادت کرتے ہو فرمایا میں اپنے اعتقاد اور عمل کو خالص اسی ذات کے لئے کرتا ہوں، جو کہ آسمان و زمین کا خالق ہے، اور تمہارے شرک سے بیزار ہوں ؎

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ

اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کی آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِکُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا ؕ

حالانکہ اس نے مجھ کو طریقہ بتلادیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا

وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۸۰﴾

ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے۔

وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ

کیا تم پھر خیال نہیں کرتے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے

بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ

کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جس پر اللہ تعالےٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی

أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۱﴾ الَّذِينَ آمَنُوا

سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں

وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ

اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کیلئے امن ہے اور وہی

وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿۸۲﴾ ع

راہ پر چل رہے ہیں

حضرت ابراہیمؑ کا مناظرہ

انکی قوم نے ان سے بیہودہ حجت کرنا شروع کی، اور ان معبودانِ باطل سے ڈرایا، تاکہ حضرت ابراہیمؑ دینِ الٰہی کو چھوڑ دیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کیا تم اپنے بتوں کی وجہ سے توحید خداوندی میں مجھ سے باطل حجت کرتے ہو، اور مجھے ان بتوں سے ڈراتے ہو کہ میں دینِ الٰہی کو چھوڑ دوں، حالانکہ میرے پروردگار نے مجھے صحیح راستہ بتلا دیا ہے، البتہ اگر حق تعالیٰ میرے دل سے اپنی معرفت نکال لے، تب تو میں تمہارے ان بتوں سے ڈروں، میرا پروردگار اس سے بھی بخوبی واقف ہے، کہ تم حق پر نہیں ہو، کیا سننے کے بعد بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے، تو پھر میں ان معبودان باطل سے کیا ڈروں، حالانکہ تم تو حق تعالیٰ سے بھی نہیں ڈرتے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم انکو اپنے معبودان باطل کے انکار پر ڈراتی تھی، کہ کہیں یہ تم کو کسی آفت میں نہ پھنسا دیں، اسی بناء پر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، کہ میں ان سے کیوں ڈروں، ان دونوں جماعتوں میں سے یعنی میرے اور تمہارے میں سے اپنے معبود کی جانب سے امن کا کون زیادہ مستحق ہے۔ اگر خبر رکھتے ہو تو بتلاؤ مگر وہ کچھ بھی نہ بتلا سکے،

تو حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے امن والی جماعت کو بیان فرمادیا کہ جو اپنے ایمان کو شرک و نفاق کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے وہ ہی اپنے معبود کی جانب سے امن والے ہیں، یا وہ ہی لوگ قیامت کے دن امن والے ہوں گے، اور ان ہی کو صحیح محبت کی طرف راہنمائی حاصل ہوگئی ؛

لباب النقول فی اسباب النزول ارشاد خداوندی اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا الخ ابن ابی حاتم نے بواسطہ عبداللہ بن زجر، بکر بن سوادہ رضہ سے نقل کیا ہے، کہ دشمنوں کے ایک شخص نے مسلمانوں پر حملہ کیا، اور ان میں سے ایک کو شہید کر دیا، اور پھر دوبارہ حملہ کر کے دوسرے کو شہید کر دیا، اور سہ بارہ حملہ کیا تو تیسرے شخص کو بھی شہید کر دیا، اسکے بعد وہ بولا کہ ان افعال کے بعد اب کیا ایمان مجھے سودمند ہوگا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں فائدہ دے گا، تو اس نے اپنے گھوڑے کو مار ڈالا، اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں پر حملہ کر کے یکے بعد دیگرے تین آدمیوں کو ان میں سے تہ تیغ کر دیا، اور پھر خود بھی شہید ہوگئے، راوی کہتے ہیں، سب کا یہی خیال ہے کہ یہ آیت اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؛

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ

اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کو چاہتے

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾

ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں بیشک آپ کا رب بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ

اور ہم نے ان کو ایک بیٹا اسحٰق دیا اور (ایک پوتا یعقوب (دیا) ہر ایک کو (طریق حق کی) ہم نے

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ

ہدایت کی اور (ابراہیمؑ سے) پہلے زمانہ میں ہم نے نوحؑ کو ہدایت کی اور ان (ابراہیمؑ) کی اولاد میں سے

سُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ

داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو اور یوسفؑ کو اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو (طریق حق

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى

کی ہدایت کی) اور اسی طرح نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور نیز زکریاؑ کو اور یحییٰؑ کو

وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ

اور عیسیٰ کو اور الیاس کو (اور یہ سب (حضرات) بڑے شائستہ لوگوں میں تھے اور نیز ہم نے

وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي

طریق حق کی ہدایت کی اسمٰعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور (ان میں سے) ہر ایک کو

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ

(اُن زمانوں کے) تمام جہان والوں پر (نبوت سے) ہم نے فضیلت دی اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور

وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٨٧﴾

کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو (طریق حق کی ہم نے ہدایت کی) اور ہم نے ان (سب) کو مقبول بنایا اور ہم نے انکو راہ راست کی ہدایت کی

احسان کے لائق گروہ

یہ ہماری حجت تھی جو غیبی طور پر ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو دی جس کے ذریعہ انہوں نے اپنی قوم سے مناظرہ کیا، اور ہم تو قدرت، منزلت اور حجت اور علم توحید جو اس کا اہل ہوتا ہے، اسے یہ فضائل عطا کر دیتے ہیں، آپ کا پروردگار اپنے اولیاء کو حجت کا الفاظ فرمانے میں حکیم اور اپنے اولیاء کی حجت اور اپنے دشمنوں کی عقوبت کے بارے میں علیم ہے۔

اور حضرت ابراہیمؑ کو ہم نے لڑکا اور پوتا دیا، اور ابراہیمؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو نبوت و اسلام کے ساتھ اعزاز عطا کیا، اور ابراہیمؑ سے پہلے نوحؑ کو بھی نبوت و اسلام کے ذریعہ اعزاز عطا کیا، اور ان کی اولاد میں سے بھی یا یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے بھی اخیر تک۔ اور داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ یوسفؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ سب کو ہم نے نبوت و اسلام عطا کیا، اسی طرح قول و فعل کے ساتھ ہم محسنین یا یہ کہ موحدین کو بدلا دیتے ہیں، اور زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ، الیاسؑ، سب ہی کو نبوت و اسلام کی دولت عطا کی، اور سب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے، اور سب ہی رسول تھے۔ اور ان انبیاء کرام میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام جہان والوں پر خواہ مسلمان ہوں یا کافر، نبوت و اسلام کے ذریعہ فضیلت عطا کی ہے۔

اور ہم نے حضرت آدمؑ، شیثؑ، ادریسؑ، ہودؑ، نوحؑ، صالحؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد اور حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کو نبوت و اسلام کے ذریعہ فضیلت عطا کی ہے، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا، اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی عطا کی۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

اللہ کی ہدایت وہ یہی (دین) ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے یہ ایسے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

تھے کہ ہم نے ان (کے مجموعہ) کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (کے علوم) اور نبوت عطا کی تھی

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا

سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے ایسے بہت لوگ مقرر کر دیئے ہیں

بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ

جو اسکے منکر نہیں ہیں یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی

اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلئے آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کچھ

ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع

معاوضہ نہیں چاہتا یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔

۱۰ ع ۸ ۱۶

صراطِ مستقیم کے حقدار: یہ صراطِ مستقیم دینِ الٰہی ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے اس کو وہ عطا کرتا ہے، اور اگر بالفرض یہ حضرات انبیاء علیہم السلام شرک کرتے تو ان کی تمام طاعتیں اکارت ہو جائیں،

جن انبیاء کرام کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ ایسے تھے کہ بذریعہ جبریل امین آسمان سے ان پر کتاب نازل کی، اور علم و فہم اور نبوت عطا کی۔

اس کے باوجود بھی یہ اہل مکہ اگر آپ کے دین اور نبوت کا انکار کریں تو ہم نے مدینہ منورہ میں ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کے دین اور ان کے راستہ کی توفیق عطا فرمائی ہے، اور وہ اسکے

منکر نہیں، ان انبیاء کرام ؑ کو حق تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کی ہدایت کی تھی، تو ان اخلاق حسنہ یعنی صبر و استقلال رضا و قناعت وغیرہ پر آپ بھی چلئے۔
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ میں توحید اور قرآن کریم پر تم سے کسی قسم کی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا یہ قرآن کریم تو جن و انس کے لئے صرف ایک نصیحت ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ یوں کہدیا کہ

بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ

اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز بھی نازل نہیں کی، آپ کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ ؑ لائے

مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ

تھے جس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لئے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے متفرق اوراق میں

تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ

رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کر دیتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی ایسی

تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ

باتیں تعلیم کی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے، آپ کہد یجیے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے

فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

پھر ان کو ان کے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجیے

منکرین حق کی جسارت } ان منکر لوگوں نے جیسا کہ حق تعالیٰ کی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی، اور منہ بھر کر کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام ؑ میں سے کسی پر کوئی کتاب نازل نہیں کی یہ آیت مالک بن صیف یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس نے کہا تھا کہ حق تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی کتاب نازل نہیں کی۔
محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مالک سے فرمایئے یہ تو بتا کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جسکو موسیٰ ؑ لائے تھے

جو خود بھی نور اور روشنی ہے اور لوگوں کی ہدایت کا باعث ہے جس کو تم نے اپنی اغراض کے ماتحت مختلف اوراق میں لکھ چھوڑا ہے، ان میں سے بہت سی باتوں کو جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت نہیں ہے، ظاہر کرتے ہو، اور بہت سی ان باتوں کو جن میں آپ کی نعت و صفت ہے چھپاتے ہو۔ اور کتاب میں بہت سی ایسی باتوں کی تعلیم دی گئی، مثلاً احکام و حدود حلال و حرام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت جن کی اس سے پہلے تم کو اور تمہارے بڑوں کو کچھ بھی خبر نہیں تھی، سو اگر یہ آپ کو جواب میں کہیں کہ حق تعالیٰ نے نازل کی ہے تو خیر ورنہ آپ ان سے فرما دیجیے کہ حق تعالیٰ نے نازل کی ہے اور اس کے بعد ان کو ان کے بیہودہ مشغلہ تکذیب و گمراہی میں لگا رہنے دیجیے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ الخ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضہ سے نقل کیا ہے کہ مالک بن صیف نامی ایک یہودی نے آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاصمہ کرنا شروع کر دیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے توریت حضرت موسیٰ علیہ پر نازل کی ہے، کیا تو توریت میں یہ پاتا ہے کہ حق تعالیٰ موٹے آدمی سے بغض فرماتے ہیں، اور وہ خود موٹا تھا یہ سنکر غصہ میں بھر گیا، اور بولا حق تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی تو اس سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تیرا منہ کالا ہو اور نہ حضرت موسیٰ علیہ پر کوئی کتاب نازل ہوئی، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ ان منکروں نے حق تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہیں پہچانی، یہ روایت مرسل ہے۔

اور ابن جریر نے اسی طرح عکرمہ رضہ سے روایت نقل کی ہے، اور دوسری حدیث سورۂ نساء میں گذر چکی ہے اور ابن جریر نے ابن ابی طلحہ رضہ کے طریق سے ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی کہنے لگے خدا کی قسم حق تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ

اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور جو بڑی برکت والی ہے اور اپنے سے پہلی

یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ

کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرا دیں اور جو لوگ

یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ (۹۲)

آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مدامت رکھتے ہیں

بابرکت کتاب } اور یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین ہم نے نازل کیا ہے، جو مومن کے لئے رحمت و مغفرت کا باعث ہے، اور توریت، انجیل، زبور اور تمام کتب سماویہ کا بیان اور توحید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت میں موافقت کرنے والا ہے، تاکہ آپ اس قرآن کریم کے ذریعہ خصوصیت کے ساتھ مکہ والوں اور تمام شہر والوں کو ڈرائیں مکہ کو ام القریٰ اس کی عظمت کی بنا پر بولا جاتا ہے، یا یہ کہ تمام زمین اس کے نیچے سے بچھائی گئی ہے، اسواسطے اس کو ام القریٰ کہتے ہیں۔

اور جو لوگ بعث بعد الموت اور جنت کی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آتے ہیں، اور پانچوں نمازوں کے اوقات کی مداومت کرتے ہیں:-

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی

اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ

آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص کہ یوں کہے جیسا کہ

مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ

کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اسی وقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم لوگ

غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ج

موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے

اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ

ہاں اپنی جانیں نکالو آج تم کو ذلت کی سزا دی جاوے گی اس

بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ

سبب سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے

اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (۹۳)

تکبر کرتے تھے

بڑے درجے کے افتراء پرداز

اس شخص سے زیادہ سرکش اور دلیر کون ہوگا، جو حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرے، جیساکہ مالک بن صیف کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی، یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی۔ جیساکہ مسیلمہ کذاب، اور اسی طرح عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو یہ کہتا ہے، کہ میں بھی عنقریب وہ ہی باتیں بیان کروں گا، جوکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ بدر کے دن ان منافقوں اور مشرکوں کو دیکھیں، جب کہ یہ موت کی سختیوں اور نزع کے عالم میں گرفتار ہوں گے، اور فرشتے اپنے ہاتھوں کو ان کی ارواح پر مارتے اور کہتے ہوں گے کہ اپنی روحوں کو نکالو۔

بدر کے دن یا قیامت کے دن تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی، اس لئے کہ تم دنیا میں جھوٹی باتیں بناتے تھے، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر کرتے تھے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا الخ ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ الخ یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لکھا کرتا تھا، آپ اس کو "عزیز" "حکیم" فرماتے تو یہ اس کے بجائے "غفور" "رحیم" لکھتا تھا، پھر آپ کو پڑھ کر سناتا اور کہتا سب صحیح ہے، اس کے بعد یہ اسلام سے مرتد ہو گیا، اور قریش کے ساتھ جا کر مل گیا۔

نیز سدی سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں اتنی زیادتی ہے کہ وہ کہتا تھا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آتی ہے، تو میرے پاس بھی وحی آتی ہے، اور اگر حق تعالیٰ آپ پر کتاب نازل کرتا ہے تو میرے پاس بھی ویسی ہی کتاب نازل ہوتی ہے۔

اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم "سمیع" "علیم" کہیں گے، تو میں "علیم" "حکیم" کہوں گا۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ

اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے

مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ

تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ

کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں واقعی تمہارے

بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾ إِنَّ

آپس میں تو قطع تعلق ہوگیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گذرا ہوا بے شک اللہ تو

اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو وہ جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکال لاتا ہے

وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى

(جیسے نطفہ سے آدمی پیدا ہوتا ہے) اور وہ بے جان (چیز) کو جاندار (چیز) سے نکالنے والا ہے

تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

(جیسے آدمی کے بدن سے نطفہ ظاہر ہوتا ہے) اللہ تو یہ ہے (جس کی ایسی قدرت ہے) سو تم کہاں

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ

اُلٹے چلے جا رہے ہو وہ (اللہ تو) صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾

اور سورج اور چاند (کی رفتار) کو حساب سے رکھا ہے یہ ٹھہرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے۔

موت کا نقشہ بغیر مال و اولاد کے خالی ہاتھ آگئے، جیسا کہ دنیا میں بغیر مال و اولاد کے تم کو پیدا کیا تھا۔ اور جو ہم نے تم کو دیا تھا، اسے دنیا ہی میں پیچھے چھوڑ آئے، اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے بتوں کو نہیں دیکھتے، جن کو تم سفارشی اور ہمارے شریک جانتے تھے۔

واقعتہً تمہاری دوستی اور محبت کا خاتمہ ہوگیا اور تمہارے وہ معبود جن کی تم پرستش کرتے تھے، اور ان کے سفارشی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، وہ سب تم سے گئے گذرے۔

یعنی حق تعالیٰ دانوں کا پیدا کرنے والا ہے، یا یہ کہ ان چیزوں کا خالق ہے، جو دانوں اور گٹھلیوں میں ہے، وہ گوشت کے لوتھڑے اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے، یا یہ کہ پرندوں کو انڈے سے، یا یہ کہ پھلوں اور بالوں کی گٹھلی اور دانہ سے جس کو ان تمام باتوں پر قدرت ہے وہ ہی خدا ہے، چند خدا ایسا نہیں کرتے تو پھر تم کہاں کی افترا پردازی کرتے ہو۔

وہ صبح صادق کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے رات کو تمام مخلوق کی راحت کے لئے بنایا ہے۔ اور سورج اور

چاند کو اپنے منازل میں حساب کے ساتھ رکھا ہے، یا یہ کہ وہ دونوں آسمان و زمین کے درمیان معلق ہیں، دائروں میں گردش کرتے رہتے ہیں، یہ تدبیر اس ذات کی ہے، جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اسے سزا دینے پر قادر ہے، اور وہ اپنی ٹھہرائی ہوئی چیزوں اور مومن و کافر کو بخوبی جاننے والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان خداوندی وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى الخ ابن جریر وغیرہ نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، کہ نضر بن حارث نے کہا کہ عنقریب لات، و عزیٰ سفارش کریں گے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى الخ کہ تم ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے۔

وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِىْ

اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے (فائدہ کے) لیے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی رستہ معلوم کرسکو بیشک ہم نے (یہ) دلائل خوب کھول کھول کر

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِىْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لیے جو خبر رکھتے ہیں اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم (سب) کو (اصل میں)

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے اور ایک جگہ چندے رہنے کی، بیشک ہم نے یہ دلائل

يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

(بھی توحید و انعام کے) خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے۔

دلائل قدرت اور جب تم خشکی یا تری میں سفر کرو، تو اس نے تمہاری آسانی کے لیے تاکہ تم پریشان کن اور تاریک راستہ معلوم کرسکو، ستاروں کو پیدا کیا ہے۔

ہم نے قرآن اور دلائل توحید مومنین کے لیے بیان کیے ہیں، جو اس بات کا کامل یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

اور اسی ذات نے تمہیں نفس آدم علیہ السلام سے پیدا کیا، اس کے بعد رحموں میں زیادہ دیر تک اور باپ کی پشت میں کم وقفہ تک یا اس کے برعکس ٹھہرایا، ہم ان دلائل کو کھول کھول کر ان لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں، جو حکم خداوندی اور توحید خداوندی کو سمجھتے ہیں ؞

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ

ان لوگوں کے لئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے آسمان (کی طرف) سے پانی

كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا

برسایا پھر ہم نے اسکے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم

مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ

اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں سے خوشے ہیں جو (مارے بوجھ کے)

وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا

نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور اسی پانی سے ہم نے انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار (کے درخت پیدا کئے)

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ

جو کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے (ذرا) ہر ایک پھل کو

اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور (پھر) اس کے پکنے کو دیکھو ان میں بھی دلائل (توحید کے موجود) ہیں

شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ

ان لوگوں کے لئے جو ایمان (لانے کی فکر) رکھتے ہیں اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار

وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں محض

يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

بلا سند تراش رکھی ہیں وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں

ع ۱۲ / ۱۸

خالق اشیاء } اسی ذات نے بارش برسا کر مختلف قسم کے دانے نکالے اور پھر بارش ہی کے ذریعہ زمین سے سبز شاخ نکالی جس سے اُوپر تلے چڑھے ہوئے وہ دانے نکالتی ہے۔

اور وہ کھجور کے گچھوں میں سے خوشے نکالتی ہے، جو بوجھ کی وجہ سے نیچے لٹک جاتے ہیں کہ کھڑا اور بیٹھا ہوا ہر ایک اس میں سے توڑ سکتا ہے۔

اور اسی پانی سے انگوروں کے باغ اور زیتون و انار کے درخت پیدا کئے جو رنگت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں، مگر مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ ہر ایک پھل کے پھٹنے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان رنگتوں کے اختلاف میں ایسی قوم کے لئے دلائل توحید ہیں، جو اس کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

زنادقہ بکواس کرتے ہیں کہ العیاذ باللہ حق تعالیٰ اور ابلیس لعین دونوں خدائی میں شریک ہیں حق تعالیٰ انسانوں جانوروں اور چوپایوں کا خالق ہے۔

اور شیطان سانپ، بچھو اور درندوں کو پیدا کرتا ہے، یہی آتش پرست کہتے ہیں، حالانکہ ان سب کو خود خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور ان کو توحید کا حکم دیا ہے، اور ان مشرکین میں سے یہود و نصاریٰ حق تعالیٰ کے بیٹے اور مشرکین عرب فرشتوں اور بتوں کو حق تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں، حالانکہ اسکے لئے نہ ان کے پاس کچھ علم ہے۔ اور نہ کوئی دلیل وحجت ہے۔ اس کی ذات شریک اور ولد سے پاک، اور بیٹوں اور بیٹیوں سے منزہ ہے ؛؛

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ

وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے　اللہ کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کے

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ

کوئی بی بی تو ہے نہیں　اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا　اور وہ

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ

ہر چیز کو خوب جانتا ہے　یہ ہے اللہ تمہارا رب　اس کے سوا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ

کوئی عبادت کے لائق نہیں　ہر چیز کا پیدا کرنے والا تو تم لوگ اسکی عبادت کرو

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز

اور وہ ہر چیز کا کار ساز ہے اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی

وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہ ہی بڑا باریک بیں با خبر ہے

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ج فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ج

اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں سو جو

وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ط وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾

شخص دیکھ لے گا وہ اپنا فائدہ کریگا اور جو شخص اندھا رہے گا وہ اپنا نقصان کریگا اور میں تمہارا نگراں نہیں ہوں۔

اللہ الصمد لم یلد ولم یولد کہ وہ ذات تو آسمان و زمین کی موجد ہے، اللہ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے، حالانکہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں، تمہارا پروردگار یہ ہے جو ان تمام چیزوں کا خالق ہے، اور وحدہٗ لاشریک ہے۔

اسی کی توحید بیان کرو، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک مت کرو، وہ تمام مخلوق کا کارساز ہے یا یہ کہ ان کی روزیوں کا کارساز ہے۔

اس کو تو کسی کی نگاہ دنیا میں ازروئے رؤیت اور آخرت میں باعتبار کیفیت کے محیط نہیں ہو سکتی اور نگاہوں کی پرواز وہاں تک نہیں ہو سکتی، اور وہ دنیا و آخرت میں سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔ اس پر مخلوق کی کوئی چیز بھی خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ مخفی نہیں، وہ اپنے افعال میں بڑا باریک بین ہے اسکا علم اس کی مخلوقات پر نافذ ہے، اور اپنی مخلوق اور ان کے اعمال سے بڑا باخبر ہے، (اور یہی تھا تفرد فی کمال العلم) جو ثابت ہو گیا۔

قرآن کریم اور اس کا بیان تمہارے پاس پہنچ چکا ہے، اب جو اس کا اقرار کرے گا، اس کا ثواب اسی کو ملے گا، اور جو انکار کرے گا، اس کی سزا اسی کو ملے گی، اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ

اور ہم اس طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں (تاکہ سب کو پہنچا دیں) اور

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِىَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ

تاکہ یہ یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم اس کو دانشمندوں کے لئے خوب ظاہر کر دیں آپ خود

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ

اس طریقہ پر چلتے رہیے جسکی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپکے پاس آئی ہے اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور

شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

مشرکین کی طرف خیال نہ کیجیے اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو

حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا

انکا نگراں نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر مختار ہیں اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ

تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ

خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے

عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ

ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے

عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ

پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو جتلا دے گا

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے

یکتا خالق و رازق

ہم ان لوگوں کے لئے توحید کے دلائل طریقہ سے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ منکرین یہ کہہ سکیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے، یا یہ کہ یہ منکرین یہ نہ کہہ سکیں کہ ان باتوں کو آپ نے خود بنا لیا ہے، یا ابی فکیہتہ مولیٰ قریش سے پڑھ لیا ہے، یا یہ کہ یہ منکر یہ نہ کہہ سکیں کہ جبر و یسار مولیٰ قریش سے انہوں نے سیکھ لیا ہے، اور اگر درست

تاء کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے، تو مطلب یہ ہوگا، کہ یہ دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ ہم ان دلائل کو ان حضرات کے لیے جو منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں خوب ظاہر کردیں۔ آپ اس طریقہ پر چلتے رہیے، جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے، یعنی قرآن کریم کے حلال حرام پر عمل کرتے رہیے۔ حق تعہ کے علاوہ نہ کوئی خالق ہے اور نہ رازق ہے۔ اور ان استہزاء کرنے والوں کی طرف خیال نہ کیجیے، ان میں ولید بن مغیرہ عاص بن وائل، اسود بن عبدیغوث اسود بن حارث، اور حارث بن قیس اور اگر اللہ تعہ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے، اور آپ ان کے نگراں اور مختار نہیں ہیں۔

کیونکہ یہ لوگ براہ جہل حد سے گذر کر غصہ میں آکر حق تعہ کی شان میں گستاخی کریں گے، اس سے قبل ان مشرکوں سے کہدیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے معبودانِ باطل سب دوزخ کا ایندھن ہیں، مگر اس حکم کو آیت قتال نے منسوخ کردیا، جیسا کہ ہم نے ان لوگوں کو ان کا دین و عمل مرغوب بنا رکھا ہے اسی طرح ہر ایک طریقہ والے کو ان کا عمل اور طریقہ مرغوب بنا رکھا ہے، مرنے کے بعد حق تعالیٰ ان کو جتلا دیگا جو کچھ یہ کیا کرتے تھے ۞

لباب النقول فی اسباب النزول حکم خداوندی وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ حافظ عبد الرزاق نے بواسطہ معمر، قتادہ رض سے نقل کیا ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کو برا بھلا کہتے تھے، تو کفار غصہ میں آکر حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، کہ دشنام مت دو، ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں ۞

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ

اور ان (منکر) لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے

اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ

(یعنی ہمارے) پاس کوئی نشانی آجاوے تو وہ (یعنی ہم) ضرور ہی اس پر ایمان لے آوینگے

وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

آپ (جواب میں) کہہ دیجیے کہ نشانیاں سب خدا تعہ کے قبضہ میں ہیں اور تم کو اسکی کیا خبر (بلکہ ہم کو خبر

وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ

ہے) کہ وہ نشان جسوقت آجاویں گے یہ لوگ جب بھی ایمان نہ لاویں گے اور ہم بھی انکے دلوں اور انکی

يُؤْمِنُوا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو انکی

يَعْمَهُوْنَ ع (۱۱۰)

سرکشی میں حیران رہنے دیں گے

مشرکین کے دعوے

ان مشرکوں میں سے جب بھی کوئی قسم کھاتا ہے تو بڑا زور لگا کر قسم کھاتا ہے، کہ اگر ہماری فرمائشی نشانی میں سے کوئی نشانی آجائے تو ہم اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے،

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان استہزاء کرنے والوں سے فرما دیجئے، کہ سب نشانیاں حق تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔

اور اے ایمان والو! تم کو حقیقت کی کیا خبر، ہمیں خبر ہے جب ان کی فرمائشی نشانی بھی آجائے گی، تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور ہم بھی ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان کے دلوں اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے، جیسا کہ یہ قرآن کریم پر جو کہ پہلا عظیم الشان معجزہ ہے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے پر بھی ایمان نہیں لائے، اور ہم ان کو ان کے کفر اور گمراہی میں اندھے سرگرداں رہنے دیں گے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

شان نزول: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ الخ

ابن جریر نے محمد بن کعب قرظیؒ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی، اور بولے اے محمدؐ بتلایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا تھا، جس سے وہ پتھر پر مارتے تھے، اور حضرت عیسیٰ ع مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے، اور قوم ثمود کے پاس اونٹنی تھی، لہٰذا آپ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لے کر آیئے، تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کونسی چیز تم پسند کرتے ہو، جسے میں تمہارے پاس لے کر آؤں، وہ بولے اس صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیجئے، آپ نے فرمایا اگر میں نے اس کو سونے کا کر دیا، تو تم میری تصدیق کرو گے، قریش نے کہا، ہاں! خدا کی قسم۔

چنانچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، آپ کے پاس جبریل امینؑ تشریف لائے، اور عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیں، لیکن انہوں نے اس کے باوجود بھی تصدیق نہیں کی تو ہم ان کو عذاب دیں گے۔

اور اگر آپ چاہیں تو چھوڑ دیں جس کو توبہ کرنا ہو وہ کرے، اس پر حق تعالیٰ نے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ سے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ یَجْھَلُوْنَ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں ؏

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

تفسیر ابنِ عباس رض کا پارہ وَاِذَا سَمِعُوْا

ختم ہوا

ناشر

ادارہ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) مسجد قاضی (یو پی) دیوبند

رکتبہ حسین فاروقی ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۹۳ھ

مسائل حاضرہ

انجکشن کی اولاد کا شرعی حکم

از: محسن ملت فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند
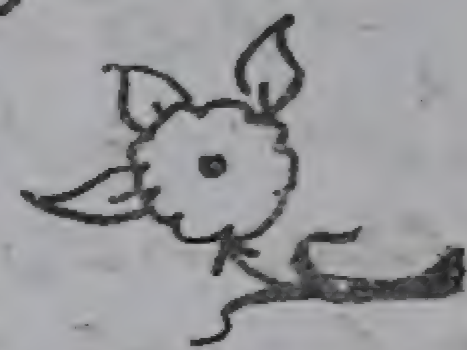
الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں علمائے دین و شرع متین۔

ملک میں ڈاکٹروں نے ایک انجکشن ایجاد کیا ہے اسکا تجربہ اولاً جانوروں پر کیا گیا کہ جانوروں کو انجکشن لگایا گیا اور بغیر نر کی وطی کے صحیح وقت پر بچہ پیدا ہوا بعد اسکے عورتوں پر تجربۃً انجکشن لگایا تو عورتوں کو بھی بغیر وطی مرد کے صحیح وقت پر بچہ پیدا ہوا حکومت ملایا چونکہ مسلمان ہے اسلئے علماء سے فتویٰ طلب کیا ہے کہ یہ فعل جائز ہے یا ناجائز اور یہ بچہ جائز ہے یا ناجائز ہے جو شق بھی جائز یا ناجائز کی ہو مع دلیل شرعی کے جواب دیں) لیکن علماء ملایا ایک ماہ سے زائد گذر گیا صحیح جواب دینے سے قاصر و متحیر ہیں میرے بھی ایک عزیز جو مولوی اور دیوبندی ہیں ملایا میں ہیں اُن سے بھی فتویٰ طلب ہے اُن کا خط آیا ہے اسلئے حضرت والا کو تکلیف دے رہا ہوں کہ اس فتویٰ کا جو حکم جواز و عدم جواز کا ہو مع دلیل شرعی جواب باصواب سے ممنون فرمائیں۔

(محمد ناظر مانی کلاں جونپور۔ ۱۴ر ستمبر ۱۹۵۱ء)

الجواب۔ حامداً ومصلیاً

تحقیق تفتیش سے اس انجکشن کے دو مقصد معلوم ہوئے ۱؎ اوّل توانا اور خوبصورت بچے حاصل کرنا ۲؎ دوم آزادی اور در حقیقت مقصد اول بھی مقصد دوم ہی کا ایک شعبہ ہے دیر سے عورتوں کا مطالبہ ہے کہ ہم کو مردوں کے دوش بدوش کر دیا جائے مردوں کی ایک بڑی تعداد نے اس میں انکی حمایت بھی کی ہے چنانچہ تعلیمی کالجوں، ملازمتی دفتروں، صنعتی فیکٹریوں اور دوسرے بیشمار شعبوں میں عورتوں کا بے روک ٹوک مردوں کی طرح داخلہ شروع ہو گیا۔ الیکشنوں میں اُمیدوار بنکر سامنے آگئیں۔ اور بہت سے مقامات پر اپنے مقابل مردوں کو پچھاڑ دیا۔ بہت سے شعبوں میں ہار جیت کا معیار عورتوں کی ہمدردی قرار پا گئی۔

آگے بڑھ کر مردوں کی قید سے آزادی حاصل کی گئی حقوق متعین کر لئے گئے کہ اُن کے ادا ہو جانے کے بعد مردوں کو کسی چیز کی باز پرس کرنے کا اختیار نہیں ۔۔۔۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی نکاح بھی ہے اس میں آزادی حاصل ہوئی کہ عورتوں کا دل چاہے تو نکاح کریں۔ نہ چاہے تو نہ کریں خواہ نابالغہ ہی کیوں نہ ہوں۔ جسکا حاصل یہ نکلا کہ ولی شرعی کی ولایت ختم پھر نکاح کرنے میں بھی آزادی حاصل ہوئی کہ جس سے دل چاہے نکاح کر لیں خواہ مذہب اس کو جائز قرار دے یا ناجائز جس کا حاصل یہ نکلا کہ قرآنی قانون کا باب المحرمات والکفاءۃ ختم، سول میرج بھی اسی آزادی کی ایک لعنت ہے۔

پھر ایک قدم اور بڑھا کہ جب تک دل چاہے قید نکاح میں رہیں، جب دل چاہے علیحدہ ہو جائیں۔ شوہر علیحدگی پر رضامند ہو یا نہو۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ خدائی قانون نے شوہر کو جو طلاق کا اختیار دیا تھا وہ ختم۔

بعض انسان صورت خنزیروں نے اپنی بیویوں کو اپنے احباب کے سامنے کر کے خود رضامندی ظاہر کر دی کہ جس سے دل چاہے اپنی خواہش پوری کر لیں جس سے ان کی انسانیت ہی جل کر خاکستر ہو گئی۔

نکاح نہ کرنے یا شوہر سے تعلقات نہ رہتے پر بھی بچے پیدا ہونے شروع ہوتے تو بعض غیر تمند خاندانوں میں روپوشی اور خودکشی وغیرہ کے ناگوار حادثات پیش آئے۔ اس کی روک تھام کے لئے ایسی دوائیں ایجاد ہوئیں جن سے حمل ضائع ہو جائے

مگر اس میں بھی زحمت نظر آئی تو ایسے آلات ایجاد ہوئے کہ استقرار ہی نہ ہونے پائے ...... اس پر ایک شور برپا ہوا، کہ مادہ تولید ضائع ہو جاتا ہے تو اس کو محفوظ کرنے کے لئے مستقل محکمہ بنا چنانچہ مختلف عمر والوں کے مادے جدا گانہ بھی مخلوط بھی محفوظ کر کے تجربات شروع ہوئے .... اولاً جانوروں پر آزمائش کی گئی .... پھر حیوانی کی خواہشیں پوری کرنے کے لئے آزادی طلب عورتوں کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کیا گیا۔

آپ کسی عورت کی شادی نہ کرنے پر بھی اولاد پیدا ہو تو وہ بڑی جرأت کے ساتھ کہہ سکتی ہے کہ انجکشن کی اولاد ہے سرکاری دفتروں میں اسکو ابنِ انجکشن لکھا جائے .... یہاں تک بھی معاملہ ڈاکٹروں کے دست تصرف میں رہا عورتوں کی حریت پسند بلکہ حریت پرست طبائع اس قید کو بھی نہ برداشت کر سکیں تو اب ضابطۂ عمل یہ بنا کہ جو عورت جس کا نطفہ پسند کرے خرید لے، اگرچہ مذہب اس کو بیع باطل ہی قرار دے۔ اس ضابطہ عمل کی بدولت ڈاکٹروں کی قید سے بھی چھٹکارہ ہوا۔ خریداری کا معاملہ طرفین کی رضامندی پر ہے بعض جگہ اس کی بھی پابندی نہیں کہ ڈاکٹروں ہی کے تجویز کردہ طریق پر مادہ حاصل اور داخل کیا جائے۔ لہٰذا اس انجکشن کی آڑ میں عام زناکاری کا دروازہ کھل گیا۔ اور عورتوں کے دونوں مقصد حاصل ہو گئے ... نہ مانع آلاتِ حمل کی ضرورت کہ بیش قیمت مادہ ضائع ہو۔ نہ استقرار کے بعد حمل ضائع کرنے کی ضرورت کہ خواہ مخواہ کی زحمت مول لی جائے نہ والدین یا دیگر غیور اہلِ خاندان کی روپوشی، وطن سے فرار، خودکشی کی ضرورت کیونکہ یہ اولاد لڑکی نے انتہائی عصمت وعفت کے ساتھ انجکشن سے حاصل کی ہے حرامکاری کے قصد سے کبھی کسی غیر مرد کی صورت بھی نہیں دیکھی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ نکاح کی کوئی حیثیت نہ شوہر کی متبوعیت نہ عورت کی تابعیت نہ اولاد کے حلالی ہونے کی کوئی شناخت نہ باپ کی اولاد پر شفقت نہ تربیت نہ ولایت نہ اولاد باپ کی تعظیم نہ اطاعت نہ خدمت نہ نفقہ نہ وراثت نہ حرمت مصاہرہ کی روک تھام نہ خاندانی معاشرہ نہ تدبیر المنزل کی کوئی صورت۔ غرض انسان اشرف المخلوقات ہو کر زمرۂ حیوانات میں داخل ہو گیا۔

یورپ کے بعض محققین اس کے قائل تھے کہ انسان پہلے جانور تھا ترقی پا کر انسان بنا۔ شعر:-

ڈارون صاحب حقیقت سے نہایت دور تھے
میں نہ مانوں گا کہ مورث آپ کے لنگور تھے

(اکبر رح)

اب پھر ایسی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں کہ جو ہر انسانیت ختم کر کے پھر جانور بن جائے۔ اور ثم رددناہ اسفل سافلین کا ایک نقشہ سامنے آجائے۔ ممکن ہے ان دو مقصدوں کے علاوہ کوئی اور بھی نیک مقصد ہو لیکن جو عمل اتنے مفاسد پر مشتمل ہو اور اس سے احکام الٰہیہ اور نصوص شرعیہ کی مخالفت ہوتی ہو خواہ وہ کتنی ہی نیک نیتی سے کیا جائے وہ کسی طرح حدِ جواز میں نہیں آسکتا۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم ؛

حررہ العبد

(مولانا) محمود عفی عنہٗ مدرسہ
جامع العلوم
کانپور

قرآنی مراسلاتی کورس

بذریعہ خط و کتابت

ترجمۂ قرآن سیکھئے

کم وقت، کم محنت کیساتھ کامیاب اور آزمودہ

ترجمۂ قرآن کیلئے وقت کا سہل ترین اور قابلِ اعتماد طریقہ

● قرآن کریم کے کُل الفاظ اسّی ہزار ہیں لیکن اصلی اور بنیادی لفظ صرف دو ہزار (۲۰۰۰) بنتے ہیں جو بار بار اور مختلف صورتوں میں آنیکی بناء پر اسّی ہزار شمار کئے جاتے ہیں ● قرآن کریم کے ان دو ہزار بنیادی الفاظ میں پانسو وہ ہیں جو اردو زبان میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں ● اوسطاً ہر پارے میں پچاس ساٹھ نئے لفظ آتے ہیں جنکا یاد کرنا کچھ مشکل نہیں ہے ● بلاشبہ روزانہ پندرہ منٹ سے لیکر آدھے گھنٹے تک کا وقت اگر آپ اس کام کیلئے فارغ کرلیں تو انشاء اللہ ایک قلیل مدت میں آپ قرآن کریم کا ترجمہ سمجھنے پر قادر ہوسکتے ہیں ● ہم یہ بات اپنے تجربے کے بعد یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ طریقہ قرآن کریم کا ترجمہ سمجھنے میں آپکا بہترین معاون بن سکتا ہے۔

خط و کتابت کا طریقہ

ابتدائی اسباق اور لٹریچر بذریعہ وی پی مبلغ -/5 روپے طلب فرمایئے اسکے بعد ہر وی پی سہ ماہی مبلغ -/5 روپے ہوگا

کُل آٹھ قسطوں میں یہ مفید قرآنی نصاب مکمل ہو جائیگا ● اسطرح آپ بڑی آسانی کیساتھ اپنے بچوں، بچیوں کو قرآن فہمی کی دولت سے بخوبی فیضیاب کرسکیں گے، خود ممبر بنئے اور دوسروں کو ممبر بناکر یہ اہم قرآنی خدمت انجام دیجیے۔

پتہ

ادارۂ درسِ قرآن (شعبۂ قرآنی مراسلاتی کورس) دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ (صحیح بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما"

تفسیر ابنِ عباسؓ

کامل اردو

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر!

تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ کا

سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

پارہ

ولو اننا ۸

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی تھانوی

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن
صدیقی

ناشر

ادارۂ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

قرآن شریف کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے۔

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ جامع مجد الدین ابوطاہر محمدؐ بن یعقوب شیرازیؒ

مترجم ــــ حضرت مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات ــــ مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

پیشکش مجلس درسِ قرآن دیوبند

سرپرست:- فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

بانتظام:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند۔

معاونین

- مولانا سید عبدالرؤف عالی مرتب معارف المشکوٰۃ۔
- مولانا اظہار احمد قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند
- مولانا وقار احمد قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند
- قاری دلشاد احمد صدیقی

- دو ماہی پروگرام۔ بابت ماہ ۱۹۷۵ء
- ممبران کے لئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ

ھدیہ فی پارہ کا چار روپے (۴/-)

مطبوعہ ــ پریس دیوبند۔

ناشر

ادارہ:- درس قرآن رجسٹرڈ دیوبند۔ یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن ؎ قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ ولو اننا ۸

ناشر

اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ)

مسجد قاضی دیوبند۔ یوپی

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے اور ہم

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ

تمام موجودات (غیبیہ) کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لاکر جمع کر دیتے تب بھی یہ

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ

لوگ ایمان نہ لانے ہاں اگر خدا ہی چاہے تو اور بات ہے لیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں اور اسی طرح

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے کچھ آدمی اور کچھ جن جن میں سے

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ

بعضے دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈالدیں

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور اگر اللہ تو چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کرسکتے سو ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اسکو آپ رہنے دیجئے

یقین نہ کرنے والے } اور اگر ہم ان منکرین کے پاس ان کے مطالبہ کے تحت فرشتوں کو بھیج دیتے اور قبروں سے مردے نکل کر ان سے کہتے لگتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور قرآن کریم اس کا کلام ہے، اور تمام چرندوں اور پرندوں کو ان کے روبرو لاکر کھڑا کر دیتے اور جس بات کے یہ منکر ہیں، اس کی حقانیت کی گواہی دیتے، مگر اس کے باوجود بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے، البتہ حق تعالیٰ ہی چاہتا تو خیر۔

اور جیسا کہ ابوجہل اور دوسرے مشرکین آپکے دشمن ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں، بلکہ ہر ایک نبی کے دشمن بہت سے شیاطین پیدا کئے تھے، جن میں سے کچھ آدمی تھے اور کچھ جن، جن میں سے بعضے یعنی ابلیس دوسرے بعض کافروں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے، تاکہ انسانوں کو دھوکہ میں ڈال دیں، لہٰذا آپ بھی ان استہزاء کرنے والوں اور ان کی چکنی چپڑی باتوں کو رہنے دیجئے۔

وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اور تاکہ اس کی طرف ان لوگوں کے قلوب مائل ہو جاویں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور تاکہ

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ ﴿۱۱۳﴾ أَفَغَيْرَ اللَّهِ

اس کو پسند کر لیں اور تاکہ مرتکب ہو جاویں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے تو کیا اللہ کے

أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ

سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ

پاس بھیجدی ہے اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں اور

رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۱۱۴﴾

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس بات کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) آپکے رب کی طرف سے واقعیت کیساتھ

اعراض کا حکم

تاکہ ان چکنی چپڑی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں، جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے، اور شیاطین سے وہ ان باتوں کو قبول کر لیں اور جو گناہ وہ کما رہے ہیں اس کو یہ بھی حاصل کر لیں۔

جو مقدمہ رسالت میں اختلاف ہے تو کیا اس میں خدا کے فیصلہ کے علاوہ اور کسی کا فیصلہ تلاش کروں، حالانکہ اس نے تمہارے نبی پر ایک کامل کتاب جو حلال و حرام کو بیان کرنے والی ہے، اور ایک ایک آیت جدا جدا ہے نازل کر دی ہے۔

اور جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم دیا ہے، وہ اپنی کتاب میں اس بات کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ قرآن کریم آپ کے پروردگار کی طرف سے اوامر و نواہی کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین آپکے پروردگار کی طرف سے آپ پر قرآن کریم واقعیت کے ساتھ بھیجا گیا ہے، سو آپ اس چیز کا شک نہ کریں کہ یہ اس کی حقانیت کو نہیں جانتے ؛

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ

سو آپ شبہ کرنے والوں میں نہ ہوں اور آپ کے رب کا کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے اس کے

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ

کلام کو کوئی بدلنے والا نہیں، اور وہ خوب سُن رہے ہیں خوب جان رہے ہیں اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر

فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ

آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں وہ محض بے اصل خیالات پر

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں بالیقین آپ کا رب ان کو خوب

أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

جانتا ہے جو اس کی راہ سے بے راہ ہو جاتا ہے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں۔

تبدیلی کے شائبہ سے دور

قرآن کریم اور اوامر و نواہی واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہیں، اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کا شائبہ نہیں

یا یہ کہ آپ کے پروردگار کی مدد اس کے اولیاء کے ساتھ ضروری ہے، بایں طور کہ ان کے اقوال میں سچائی اور افعال میں استدلال ہوگا۔ اور اس نصرت خداوندی کو جو اس کے اولیاء کے لئے کوئی تبدیل کرنے والا نہیں، یا یہ کہ آپ کے پروردگار کا دین بندوں سے اس بات کی سچائی کے ساتھ ظاہر ہو گیا ہے، کہ وہ دین الٰہی ہے، اور حق تعالیٰ کی طرف عدل سے یعنی اس کے حکم سے ظاہر ہو گیا، اس کے دین میں کوئی کسی قسم کی تبدیلی کرنے والا نہیں، اور وہ سب کی باتیں سننے والا، اور سب کے افعال سے باخبر ہے۔

رؤساء اہل مکہ جن میں سے ابو الاحوص، مالک بن عوف، بدیل بن ورقاء اور جلیبس بن ورقاء ایسے ہیں کہ اگر آپ ان لوگوں کا کہنا مان لیں تو دین الٰہی سے حرم میں بے راہ کر دیں، وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور مسلمانوں سے قیاسی باتیں کرتے ہیں کہ مثلاً تم جو اپنی چھریوں سے جانور ذبح کرتے ہو، اس سے حق تعالیٰ کا ذبح کردہ بہتر ہے، حق تعالیٰ راہ سے بے راہ ہو جانے والوں کو اور راہ پر چلنے والوں یعنی اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی جانتا ہے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ

سو جس جانور پر اللہ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کے احکام پر ایمان

بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

رکھتے ہو اور تم کو کون امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ

نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُن سب جانوروں کی تفصیل

اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

بتلادی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جاوے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ

آدمی اپنے غلط خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے

وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ

اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کئے کی عنقریب

بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ

سزا ملے گی اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ

لیا گیا ہو اور یہ امر بے حکمی ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے

اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

ہیں تاکہ یہ تم سے (بے کار) جدال کریں اور اگر (خدا نخواستہ) تم ان لوگوں کی اطاعت

لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع

(عقائد و اعمال میں) کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ۔

حرام و حلال کی تفصیل } حالانکہ حق تعالیٰ نے ان تمام جانوروں کی تفصیل بتلادی، جن کو تم پر

حرام کیا ہے جیسا کہ مردار خون اور سور کا گوشت وغیرہ مگر مردار کھانے کی بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے اور ابو الاحوص اور اس کے ساتھی بغیر علم اور حجت کے لوگوں کو مردار کھانے کی دعوت دیتے ہیں، تم ظاہری زنا اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت کو بھی چھوڑ دو، کیونکہ زانیوں کو دنیا میں کوڑے اور آخرت میں ان کے افعال زنا کی وجہ سے عذاب ملے گا۔

جن جانوروں پر عمداً اللہ کا نام نہ لیا جائے، ان کو بغیر سخت حاجت کے کھانا معصیت اور انکار تنزیل کے ساتھ ایسے جانوروں کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اور شیاطین اپنے یاروں ابو الاحوص اور اس کے ساتھیوں کو یہ شبہات تعلیم کر رہے ہیں، تاکہ وہ اکل میتہ اور شرک وغیرہ میں تم سے جھگڑیں، سو اگر تم نے شرک اور میتہ کو غیر اضطراری حالت میں حلال سمجھ لیا، تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی فَكُلُوا الخ امام ابوداؤد رحہ ترمذی رحہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہم ان جانوروں کو کھالیں جن کو ہم خود ذبح کرتے ہیں، اور ان کو نہ کھائیں، جن کو حق تعالیٰ مار ڈالتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ الخ سے اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ تک۔

ابوداؤد اور حاکم وغیرہ نے فرمان الٰہی وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ الخ کے بارے میں ابن عباس رضؓ سے یہ نقل کیا ہے، کہ شیاطین یہ وساوس پیدا کرتے تھے، کہ جو حق تعالیٰ ذبح کردے، اسے مت کھاؤ، اور جو تم ذبح کرو اس کو کھالو، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

امام طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ الخ نازل ہوئی، تو فارس والوں نے قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے مباحثہ کرو اور کہو کہ جس جانور کو تم چھری سے ذبح کرو وہ تو حلال ہے، اور جس کو اللہ تعالیٰ سونے کے چاقو سے ذبح کرے یعنی مردار وہ حرام ہے، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ، شیاطین فارس والے ہیں، اور ان کے اولیاء قریش ہیں ؛

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ

ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنادیا اور ہم نے

فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ط

اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ

جسکی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں سے ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں

جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں شرارتیں کیا کریں اور وہ

وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

لوگ اپنے ہی ساتھ شرارت کر رہے ہیں اور ان کو ذرا خبر نہیں

مومن و کافر میں کھلا فرق

یہ آیت عمار بن یاسر رضؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی حضرت عمار پہلے کافر تھے، پھر ہم نے ان کو ایمان کی بدولت عزت عطا کی، اور ہم نے ان کو ایسی معرفت عطا فرمائی، جس کی بدولت وہ لوگوں میں چلتے پھرتے ہیں، یا یہ کہ ہم ان کو پل صراط پر نور عطا فرمائیں گے، جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے درمیان سے اس پر سے گزر جائیں گے۔ تو کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے، جو دنیا میں کفر کی تاریکیوں میں گرفتار ہے، اور قیامت کے دن جہنم کے اندھیروں میں پڑا ہوگا، وہ ابوجہل ہے، اور دنیا میں کفر کی تاریکیوں اور جہنم کے اندھیروں سے وہ نکلنے ہی نہیں پاتا جیسا کہ ابوجہل کو اپنے اعمال و کردار اچھے معلوم ہوتے ہیں، اسی طرح تمام کفار کو اپنے اعمال مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اہل مکہ میں ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو استہزار کرنے والا بنایا ہے، اسی طرح ہم ہر بستی میں اُن کے سرداروں اور مالداروں کو اولاً مجرم بناتے ہیں، تاکہ وہ وہاں معاصی اور فساد برپا کریں، یا یہ کہ وہ انبیاء کرام کی تکذیب کریں اور جو کچھ وہ معاصی اور فساد برپا کرتے ہیں، اس کا وبال ان ہی کی جانوں پر پڑتا ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا الخ۔ ابوالشیخ نے ابن عباس رضؓ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے، کہ یہ آیت حضرت عمر فاروق رضؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن جریر نے ضحاک سے اسی طرح نقل کیا ہے

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ

اور جب اُن کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز

اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

نہ دی جاوے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے

وقف لازم / وقف منزل

سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ

عنقریب اُن لوگوں کو جنہوں نے یہ جرم کیا ہے خدا کے پاس پہنچکر ذلت پہنچے گی اور سزائے سخت

شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾

ان کی شرارتوں کے مقابلہ میں

ذلیل ورسوا ہونیوالے } اور جس وقت ولید بن مغیرہ، عبد یالیل، ابی مسعود ثقفی کے پاس کوئی آسمانی نشانی ان کے افعال کی خبر دہی کے لئے پہنچتی ہے، تو وہ کہتے ہیں ہم اس نشانی پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے، تاوقتیکہ جیسا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کتاب دی گئی ہے ہمیں بھی کتاب نہ دی جائے، اس موقع کو تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے، جہاں بذریعہ جبریل امین رسالت بھیجتا ہے عنقریب یہ مشرکین یعنی ولید اور اس کے ساتھی تکذیب رسل کی وجہ سے ذلیل ورسوا ہوں گے۔

فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ج

سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتے ہیں

وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا

اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو تنگ بہت تنگ کردیتے ہیں جیسے

يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ط كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ

کوئی آسمان میں چڑھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے

عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ط

اور یہی تیرے رب کا سیدھا رستہ ہے

قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾

ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کردیا

فضل ربّ کی علامت } جس شخص کو حق تعالیٰ اپنے دین کی دولت عطا کرنا چاہتے ہیں تو اسکا سینہ

قبول اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں تاکہ وہ اسلام قبول کرلے۔ اور جس کو گمراہ کافر ہی رکھنا چاہتے ہیں، تو اس کے سینہ کو تنگ اور بہت ہی تنگ کر دیتے ہیں، کہ اس کے دل میں نفوذ اور مجاز کے اعتبار سے بھی نور ایمانی کا کوئی شائبہ نہیں رہتا، جیسا کہ کسی کو آسمان پر چڑھنے کے لئے مجبور کیا جائے، اسی طرح اس شخص کا سینہ اسلام کی طرف راہنمائی نہیں کرتا، اسی طرح حق تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، تکذیب ڈال دیتا ہے۔ پھر اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو ان کو عذاب دیتا ہے۔ اور یہ آپ کے پروردگار کا فیصلہ عدل والا ہے، یا یہ کہ یہی آپ کے پروردگار کا صحیح راستہ اسلام ہے، یا یہ کہ یہی آپ کے رب کا صحیح اور سیدھا دین ہے، جس کو وہ پسند کرتا ہے یعنی دین اسلام۔

ہم نے بذریعہ قرآن کریم اوامر و نواہی اور اہانت و کرامت کو ایسے لوگوں کے لئے بیان کر دیا ہے، جو نصیحت حاصل کرکے ایمان لائیں، کہا گیا ہے فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ الخ یہ آیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل کے موازنہ میں نازل ہوئی ہے، یا یہ کہ حضرت عمار بن یاسر رضؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ۔

لَھُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَھُوَ وَلِیُّھُمْ بِمَا کَانُوْا

ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ج یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ

انکے اعمال کی وجہ سے اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کریں گے اے جماعت جنات کی تم نے

قَدِ اسْتَکْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ج وَقَالَ اَوْلِیٰٓؤُھُمْ مِّنَ الْاِنْسِ

انسانوں (کے گمراہ کرنے) میں بڑا حصہ لیا اور جو انسان انکے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے

رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ

وہ (اقراراً) کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا

اَجَّلْتَ لَنَا ط قَالَ النَّارُ مَثْوٰکُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ ط

اور ہم اپنا اس معین میعاد تک آپہنچے جو آپ نے ہمارے لئے معین فرمائی (یعنی قیامت) اللہ تعالیٰ

اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَکَذٰلِکَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ

(سب کفار جن و انس سے) فرمائینگے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہوگے ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے،

بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٢٩﴾ ع

بیشک آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے اور اسی طرح بعض کفار کو بعض کے قریب رکھیں گے انکے اعمال کے سبب

سلامتی و سکون کا گھر

اور ان مومنین کے لئے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے سلام حق تعٰ کا نام ہے اور گھر سے مراد جنت ہے، اور یہ حضرات دنیا میں جو نیکیاں کیا کرتے تھے، اس کے صلہ میں حق تعٰ ان کو ثواب اور اعزاز عطا فرمائے گا، یعنی تمام جن و انس کو جمع کر کے جنات سے کہیں گے، کہ تم نے بہت سے انسانوں کو گمراہ کیا ہے اور جنات سے تعلق رکھنے والے لوگ جو کہ بڑے جنوں سے جب کسی وادی میں اترتے تھے، یا کسی مقام پر شکار کھیلتے تھے، وہاں کے سرکش جنوں سے پناہ چاہتے تھے، جس سے وہ امن کے ساتھ وہ اپنا کام کر لیتے تھے، کہیں گے ہمارے پروردگار ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا، اور ہم کو موت آپہنچی۔

انسانوں کا نفع تو جنات سے مطمئن ہونا اور جنات کا نفع ان کی قوم پر شرافت و بزرگی کا حاصل ہونا ہے۔ حق تعٰ ان سے فرمائیگا اے گروہ جن و انس تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہوگے۔ آپ کا پروردگار حکیم ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا فیصلہ فرمایا، اور ان لوگوں کی سزا سے بخوبی واقف ہے۔

اور اسی طرح ہم مشرکین کو دنیا و آخرت میں بعض کو بعض کے قریب رکھیں گے، ان کے افعال و اقوال شرکیہ کی وجہ سے یا یہ کہ ان مشرکوں میں سے ایک کو ایک پر غلبہ دیں گے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

اے جماعت جنات اور انسان کی کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آتے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کیا کرتے

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا

تھے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیا کرتے تھے وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر جرم کا

شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا

اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیوی زندگانی نے بھول میں ڈال رکھا ہے اور یہ لوگ مقر ہوں گے کہ

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ

وہ کافر تھے یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو کفر کے سبب

يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بے خبر ہوں

بعثت انبیاء

تم لوگوں کے پاس کیا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام نہیں آئے، اور جنات کے پاس بالخصوص وہ نو حضرات نہیں آئے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اور پھر اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے آگئے تھے، اور یہ بھی کہا گیا کہ جنات کی طرف بھی ایک نبی یوسف عہ بھیجے گئے ہیں، جو تم کو پڑھکر میرے اوامرو نواہی سناتے تھے، اور اس دن کے عذاب سے تم کو ڈراتے تھے، جن وانس جواب دیں گے بیشک ان حضرات نے آپ کے احکامات پہنچا دیئے۔ مگر ہم نے ان کا انکار کیا، اور ان کو دنیاوی سازو سامان نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے، اور یہ لوگ آخرت میں مقر ہوں گے کہ دنیا میں وہ کافر تھے۔

اور یہ رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ اس وجہ سے کہ آپ کا پروردگار کسی بستی والوں کو شرک وگناہ اور ظلم کی بناء پر اس حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ وہ اوامرو نواہی اور تبلیغ رسل سے بے خبر ہوں ؛

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا

اور ہر ایک کے لئے درجے ملیں گے ان کے اعمال کے سبب اور آپ کا رب انکے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

اعمال سے بے خبر نہیں ہے اور آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے اگر وہ

وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ

چاہے تو تم سب کو اٹھا لیوے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ آباد کرے جیسا تم کو ایک

قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ

دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بیشک آنیوالی چیز ہے اور

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

تم عاجز نہیں کرسکتے

کیے کا پھل ملے گا } جن و انس میں سے ہر ایک مؤمن کو ان کے اعمال خیر کی وجہ سے جنت میں درجات ملیں گے۔ اور کافروں کو ان کی برائیوں کے باعث سزائیں دی جائیں گی، اور خیر و شر سے آپ کا پروردگار غافل نہیں، یا یہ کہ جو معاصی کرتے ہیں، اس پر سزا اور گرفت کو وہ چھوڑنے والا نہیں۔

آپ کا پروردگار ان کے ایمان سے غنی ہے، اور جو ایمان لائے اس سے عذاب کو مؤخر کر کے رحمت فرماتا ہے مکہ والو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے، اور تمہارے بعد دوسری قوم کو آباد کر دے، عذاب یقیناً آنے والا ہے، اس سے تم چوک کر کہیں نہیں جا سکتے، جہاں بھی تم ہو گے وہ تمہیں پکڑ لے گا۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ

آپ یہ فرما دیجئے کہ اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں سو

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم کا انجام کار کس کے لئے نافع ہوگا یہ یقینی بات ہے کہ حق تلفی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ

کرنیوالوں کو کبھی فلاح نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ

وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا

حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے

لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ

پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی

وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا

اور جو چیزیں اللہ کی ہوتی ہیں وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہیں انہوں نے کیا

يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

بری تجویز نکال رکھی ہے اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے خیال میں ان کے معبودوں نے

قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا

اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ وہ

عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ

ان کو برباد کریں اور تاکہ ان کے طریقہ کو مخبوط کر دیں

شیطان کے حربے } محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مکہ کے کافروں سے فرما دیجئے کہ تم اپنے گھروں میں اپنے دین پر رہ کر میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو، میں بھی عمل کر رہا ہوں، عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ جنت کس کو ملے گی، مشرک تو عذاب الٰہی سے کسی بھی صورت نجات نہیں پا سکتے۔

ان اونٹ گائے اور کھیتی میں سے ان لوگوں نے کچھ حصہ اللہ کے نام کا اور کچھ حصہ اپنے بتوں کے نام کا مقرر کیا ہے پھر جو چیز ان کے بتوں کی ہوتی ہے، وہ اس حصہ کی طرف نہیں پہنچتی، جو ان کے زعم میں اللہ کا ہے، اور جو اللہ کا حصہ ہوتا ہے، وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، اپنے لیے انہوں نے کیا ہی بدترین تجویز نکال رکھی ہے جیسا کہ ان کے قول وفعل کو مستحسن بنا رکھا ہے، اسی طرح شیاطین نے ان کی لڑکیوں کے قتل کرنے کو مستحسن بنا دیا ہے، تاکہ وہ ان کو برباد کرے، اور ان پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے دین کو مخلوط کر دے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے تو آپ انکو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنا

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ

رہے ہیں یوں ہی رہنے دیجئے اور وہ اپنے خیال (باطل) پر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ (مخصوص) مواشی ہیں اور (مخصوص)

اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا

کھیت ہیں جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوا ان کے جن کو ہم چاہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً

(مخصوص) مواشی ہیں جن پر سواری یا بار برداری حرام کردی گئی ہے اور (مخصوص) مواشی ہیں جن پر یہ لوگ اللہ کا نام نہیں لیتے

عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٨﴾

(سب باتیں) محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر (کہتے ہیں) ابھی اللہ تعالیٰ انکوانکے افترا کی سزا دیئے دیتا ہے۔

خود ساختہ اصول

اور اگر حق تعالیٰ چاہتا تو ان کو اپنا یہ طریقہ مستحسن نہ معلوم ہوتا، اور نہ اس طرح یہ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے، آپ ان کو اور جو کچھ غلط باتیں بناتے ہیں، کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ نے لڑکیوں کے دفن کرنے کا حکم دیا ہے، یوں ہی رہنے دیجئے، اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مخصوص مواشی مثلاً بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو ان کا گوشت عورتوں کو کھانا حرام ہے، ان کو صرف مرد ہی کھا سکتے ہیں، اور ان کے زعم میں حام پر سواری حرام، اور بحیرہ پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا، نہ بار برداری کرتے وقت، اور نہ سوار ہوتے وقت، یہ انہوں نے حق تعالیٰ پر افترا پردازی کر رکھی ہے، کہ اس نے ہمیں ان باتوں کا حکم دیا ہے۔

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا

اور وہ (یوں بھی) کہتے ہیں کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں (سے نکلتی) ہے وہ خالص ہمارے مردوں کیلئے

وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ

ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے۔ اور اگر وہ (پیٹ کا نکلا ہوا بچہ) مردہ ہے تو اس (سے منتفع ہونے کے جواز) میں

شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾

(مرد و عورت) سب برابر ہیں ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کی غلط بیانی کی سزا دیئے دیتا ہے بلاشبہ وہ حکمت والا ہی وہ بڑا علم والا ہے

لغویات سے باخبر

اور کہتے ہیں کہ بحیرہ، اور وصیلہ کے پیٹ میں سے جو کچھ نکلے وہ صرف مردوں کے لئے حلال ہے اور عورتوں پر حرام ہے۔

اور اگر وہ بچہ مردہ جنے، یا جنے کے بعد مر جائے، تو پھر اس کے کھانے میں مرد و عورت سب شریک ہیں، عنقریب حق تعالیٰ ان کو ان کی تجویز کی سزا دیتا ہے، یا یہ کہ عمرو بن لحی نے جو تجویز انکے لئے کی ہے، اس کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دوزخ میں دیکھا کہ لکڑیوں کا اپنے پیچھے ایک گٹھا لادے ہوئے گھسیٹ رہا ہے، یہ ان کے سامنے یہ تجاویز پیش کیا کرتا تھا، حق تعالیٰ حکیم ہے، اس نے تمہارے لئے حلال کو حلال کیا ہے، اور ان لغویات سے وہ باخبر ہے۔
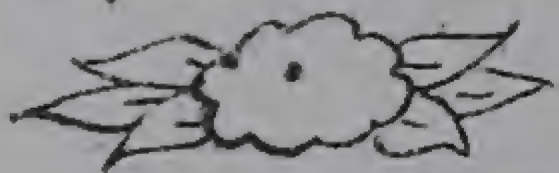
قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ

واقعی خرابی میں پڑگئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل

وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ

کر ڈالا اور جو (حلال) چیزیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو دی تھیں ان کو حرام کر لیا محض اللہ پر افترا

ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع

ع ۱۶ / ۱۱ / ۳

باندھنے کے طور پر بیشک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے۔

لوٹے میں رہنے والے } وہ لوگ خرابی میں پڑ گئے، جنہوں نے اپنی لڑکیوں کو براہِ حماقت بلا کسی سند کے زندہ دفن کر ڈالا، یہ آیت ربیعہ و مضر عرب کے بڑے قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، مگر بنی کنانہ والے یہ بد تمیزی نہیں کرتے تھے۔

اور جن جانوروں اور کھیتوں کو حق تعالیٰ نے ان پر حلال کیا تھا، انہوں نے اپنی عورتوں پر ان کو حرام کر دیا، محض اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے کے طور پر اپنی باتوں سے گمراہی میں پڑ گئے، اور ان باتوں کی وجہ سے کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے ؛؛

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اور وہی (اللہ پاک) ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں (جیسے انگور)

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ

اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ

ہوتی ہیں اور زیتون کو اور انار جو (انار انار) باہم (اور زیتون باہم) ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور (کبھی) ایک

اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ

دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے ان سب کی پیداوار کھاؤ جب وہ نکل آوے اور اس میں جو حق (شرع سے) واجب ہے وہ اس کے

إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً

کاٹنے (توڑنے) کے دن (مسکینوں کو) دیا کرو اور حد سے مت گذرو یقیناً وہ حد سے گذرنے والوں کو ناپسند

وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

کرتے ہیں اور مواشی میں اونچے قد کے اور چھوٹے قد کے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے کھاؤ اور شیطان کے قدم

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

بقدم مت چلو۔ بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

قدرت کی کاریگری

جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو بغیر تنوں کے ٹٹیوں پر پھیلائے جاتے ہیں، جیسا کہ انگور وغیرہ، اور وہ بھی جو خود تنوں پر کھڑے ہوتے ہیں یا یہ کہ ایسے باغات پیدا کئے، جن کو زمین میں گاڑا جاتا ہے، اور جن کو زمین میں نہیں گاڑا جاتا، جن میں کھانے کی چیزیں مٹھاس اور کھٹاس کے اعتبار سے مختلف طور کی ہوتی ہیں۔

اور زیتون اور انار کے درخت پیدا کئے، جو رنگت اور منظر میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں، اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔

کھجور کے پھل جب پک جائیں تو اسے کھاؤ، اور اس کے ناپنے کے دن جو حقِ شرع ہو یا یہ کہ کاٹنے کے دن حقِ شرع کو ادا کرو، اور حق تعالیٰ کی نافرمانی میں مت خرچ کرو، اور اپنے اموال کو اطاعتِ خداوندی سے مت روکو، یا یہ کہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حام کو حرام مت سمجھو، جو حق تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں، یا یہ کہ جو مشرک ہیں، ان کو حق تعالیٰ پسند نہیں کرتا، کہا گیا ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنے ہاتھ سے پانچسو کھجوروں کے درخت لگائے تھے، اور سب کو تقسیم کر دیا، اور اپنے گھر والوں کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا، اور اس نے کچھ ایسے مواشی پیدا کئے جن سے بار برداری کا کام نکالا جاتا ہے، جیسے اونٹ اور بیل اور کچھ مواشی ایسے پیدا کئے جو بار برداری کے کام نہیں آتے جیسے بکری وغیرہ، سو کھیتی اور مواشی میں سے کھاؤ اور شیطانی وساوس سے کھیتی اور مواشی کو اپنے اوپر مت حرام کرو، وہ تمہارا صریح دشمن ہے، کھیتی اور مواشی کے حرام کرنے کی تم کو ترغیب کرتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا الخ ابن جریر نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ لوگ زکوٰۃ کے علاوہ کچھ دیا کرتے تھے، اور پھر اس میں اسراف کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی

نیز ابن جریج رحمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی، وہ کھجوروں کا ٹین شام تک لوگوں کو کھلاتے رہے، تا آنکہ کچھ نہ باقی چھوڑا۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ

(اور یہ مواشی) آٹھ نر و مادہ (پیدا کئے) یعنی بھیڑ (اور دُنبہ) میں دو قسم (نر و مادہ) اور بکری میں دو قسم

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

(نر و مادہ) آپ (ان سے) کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا دونوں مادہ کو یا اس (بچے) کو

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

جس کو دونوں مادہ (اپنے) پیٹ میں لئے ہوتے ہیں تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتلاؤ اگر تم سچے ہو اور

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

اونٹ میں دو قسم اور گائے (بھینس) میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

نے ان دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا دونوں مادہ کو یا اُس (بچے) کو جس کو دونوں مادہ (اپنے) پیٹ میں لئے ہوئے

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ

ہوں کیا تم (اس وقت) حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس تحریم و تحلیل کا حکم دیا

مصلحت شناس ذاتؓ

اور یہ چاپایوں جن میں تم تحریم و تحلیل کر رہے ہو، آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ بھیڑ اور دنبہ میں دو قسم ایک نر دوسری مادہ اور اسی طرح بکری میں دو قسم نر و مادہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مالک سے کہیے کہ یہ تو بتلاؤ بحیرہ اور وصیلہ کو حرام کیا ہے تو نروں کے پانی کی وجہ سے ان کو حرام کیا ہے، یا دونوں مادہ کی وجہ سے یا اس بچہ پر دونوں مادہ کے اجتماع کی وجہ سے اسے حرام کیا ہے، اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ حق تعالیٰ نے ان کو حرام کیا ہے تو مجھے کسی دلیل سے تو بتلاؤ۔

اور اسی طرح اونٹ میں دو قسم نر و مادہ اور گائے میں دو قسم نر و مادہ پیدا کئے، آپ مالک سے دریافت کیجیے کہ بحیرہ اور وصیلہ کی حرمت دو نروں کے پانی کی وجہ سے ہوئی ہے یا دو مادہ کی بناء پر یا جس بچہ پر دونوں مادہ کا

اجماع ہوگیا ہے۔
اور ایک توجیہہ یہ ہے کہ کیا اس کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ یہ نر کا بچہ ہے، یا اس وجہ سے کہ مادہ کا بچہ ہے، کیا تم اس وقت حاضر تھے کہ بقول تمہارے جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس تحریم و تحلیل کا حکم دیا :

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ

تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹ تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو

النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۴﴾

گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو (جنت) کا راستہ (آخرت میں) نہ دکھلا دیں گے

مسلّمہ بات اس شخص سے زیادہ دلیر اور ظالم کون ہوگا جو لوگوں کو اطاعت خداوندی سے بے راہ کرنے کے لئے حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتا ہے، یقیناً حق تعالیٰ مشرکین کو اپنے دین اور جنت کی راہنمائی نہیں کرتے، یعنی مالک بن عوف یہ سنکر وہ خاموش ہوگیا اور سمجھ گیا۔

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ

آپ کہہ دیجئے کہ جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی حرام غذا پاتا

اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ

نہیں کسی کھانے والے کیلئے جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ مردار (جانور) ہو یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا

فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ

گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو (جانور) شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا

اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾

ہو پھر جو شخص بیتاب ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو (قدر ضرورت سے) تو واقعی آپ کا رب غفور رحیم ہے،

مضطر کا حکم اس کے بعد مالک بن عوف بولا، کہ آپ ہی بتایئے پھر ہمارے آباؤ اجداد نے ان کو کیوں حرام کیا ہے، اور آپ کی بات کو میں سنتا ہوں، تو حق تعالیٰ نے فرمایا

آپ فرما دیجئے کہ میں قرآن کریم میں تو کسی کھانے والے کے لئے کوئی حرام غذا نہیں پاتا، البتہ مردار کا گوشت اور بہتا ہوا خون وغیرہ یہ بالکل حرام ہیں یا جو جانور وغیرہ شرک کا ذریعہ ہو کہ بقصد تقرب عمداً غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو۔

پھر بھی جو شخص مردار کے کھانے کے لئے بھوک سے بیتاب ہو جائے، اور طالب لذت نہ ہو، اور بغیر سخت ضرورت کے مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو، اور نہ قاطع طریق ہو، اور نہ جان کر بغیر سخت حاجت کے مردار کا گوشت کھانا چاہتا ہو، تو ان سخت مجبوریوں میں وہ سیر ہو کر کھائے گا تو حق تعالیٰ غفور ہے، اور بقدر حاجت کھائے گا تو وہ رحیم، باقی ایسی سخت مجبوری میں بھی سیر ہو کر نہ کھانا چاہیے اور اگر کھائے گا تو حق تعالیٰ معاف فرمائے گا۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ج وَمِنَ الْبَقَرِ

اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری (کے اجزاء)

وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

میں سے ان دونوں کی چربیاں ان پر ہم نے حرام کر دی تھیں مگر وہ جو ان کی پشت پر

اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ط ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ

یا انتڑیوں میں لگی ہو یا جو ہڈی سے لگی ہو ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ

بِبَغْيِهِمْ ز صلے وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ

سزا دی تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں پھر اگر یہ آپ کو کاذب کہیں تو آپ فرما دیجئے

رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ج وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ

کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

مجرم لوگوں سے نہ ٹلے گا

یہود کے لئے خاص احکام } اور یہود پر تمام شکاری پرندے اور درندے حرام کر دیئے تھے،

یا یہ کہ تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے، جیسا کہ اونٹ، بطخ، مرغابی، خرگوش وغیرہ ۔ اور گائے، بکری کی چربی ان پر حرام کر دی تھی، بجز اس چربی کے جوان کی پشت پر یا انتڑیوں پر ہو، یا ہڈی سے لگی ہو، وہ ان پر حلال تھی ان کے گناہوں کی وجہ سے بطور سزا کے ہم نے ان پر یہ حرام کر دی تھی۔
اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تحریم و تحلیل کے متعلق جو کچھ آپ نے ان سے بیان کیا ہے، اگر آپکی وہ تکذیب کریں تو فرما دیجئے کہ تمہارا رب رحمت والا ہے، نیک و بد سے عذاب کو مؤخر کرتا ہے، باقی اس کا عذاب مشرکوں سے نہیں ٹلے گا ؛

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا

یہ مشرک یوں کہتے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالٰی کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے

آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ

اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے ۔ اسی طرح جو (کافر) لوگ ان سے

مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم

پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کی) تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا

مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ

آپ کہیئے کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو

وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ

اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو آپ کہیئے کہ بس پوری حجت اللہ

الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ

ہی کی رہی پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ پر لے آتا آپ کہیئے کہ

هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ

اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر (باقاعدہ) شہادت دیں کہ اللہ تعالٰی نے ان (مذکورہ)

هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا

چیزوں کو حرام کردیا ہے پھر اگر وہ گواہی دیدیں تو آپ اس شہادت کی سماعت نہ فرمایئے اور (اے مخاطب)

تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ

ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کرنا جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جو آخرت پر

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع

ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں

بلا دلیل دعویٰ

یہ تو اس بات کے مدعی ہیں کہ کھیتی اور مواشی کی حرمت کا ہمیں حکم دیا گیا، اور ہم پر یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں، جیسا کہ آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی، اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کی گئی، تا آنکہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے، کہ اس تحریم کے تم جو دعویدار ہو اس پر کوئی دلیل ہو تو ہمارے سامنے ظاہر کرو، تم لوگ، تو کھیتی اور مواشی کی حرمت میں محض خیالی باتوں پر چلتے ہو، اور تم جھوٹ ہی بکتے ہو،

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمادیجیے کہ اگر تمہارے پاس تمہارے دعوے کے لئے کوئی دلیل نہیں تو پھر پوری اور معتمد حجت اللہ ہی کی رہی - آپ فرمایئے کہ اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے گواہ لاؤ سو اگر وہ ان چیزوں کی حرمت پر جھوٹی گواہی دیں، تو آپ اس کی سماعت نہ فرمایئے، اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، وہ اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہراتے ہیں ؛

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا

آپ (ان سے) کہیئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ (۱)

بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ (۲) اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو (۳) اور اپنی اولاد کو افلاس کے

مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ

سبب قتل مت کیا کرو ہم ان کو اور تم کو رزق (مقدر) دیں گے (۴) اور بیحیائی کے جتنے طریقے ہیں انکے پاس بھی مت جاؤ

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ

خواہ وہ علانیہ ہو اور خواہ پوشیدہ ہو

قرآنی احکام اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مالک بن عوف اور اس کے ساتھیوں سے فرمایئے آؤ میں تم کو وہ کتاب پڑھ کر سناؤں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے، جس میں حرام چیزوں کا ذکر ہے، ان میں سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ بتوں میں سے کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ احسان کرو، اور فاقہ اور ذلت کے خوف سے اپنی لڑکیوں کو مت مارو، ہم تمہاری اور تمہاری اولاد کے بھی رازق ہیں، اور زنا اور کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت مت کرو۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ

(۵) اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو مگر حق پر اس کا تم کو

وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ

تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو (۶) اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے

إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ

طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے (۷) اور ناپ اور

وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ

تول پوری پوری کیا کرو انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ

(۸) اور جب تم بات کیا کرو تو انصاف رکھا کرو گو وہ شخص قرابتدار ہی ہو (۹) اور اللہ تعالیٰ سے جو

أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾

عہد کیا کرو اس کو پورا کیا کرو ان (سب) کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو (اور عمل کرو)۔

ناحق قتل کی ممانعت اور بجز قصاص رجم اور ارتداد کے کسی کو ناحق قتل مت کرو،

یہ وہ باتیں ہیں، جن کا تم کو کتاب خداوندی میں حکم دیا گیا ہے، تاکہ تم اس کے حکم اور اس کی توحید کو سمجھو، اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ، مگر اس کی حفاظت اور نفع کے لئے تا وقتیکہ وہ سن بلوغ اور رشد و عقل کو نہ پہنچ جائے، اور ناپ و تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو، کیونکہ ناپ و تول میں اس کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں۔ جب کوئی بات کہو تو انصاف کا خیال کرو، اگرچہ کوئی رشتہ دار ہی ہو، تب بھی سچ اور صحیح بولو، اور حق تعالیٰ سے جو عہد کرو اس کو پورا کیا کرو، ان باتوں کا کتاب اللہ میں تم کو حکم دیا گیا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ

(اس راہ کے خلاف کرنے سے) احتیاط رکھو پھر ہم نے موسیٰ ع کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل

اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی تفصیل ہو جاوے اور راہ نمائی ہو اور رحمت ہو تاکہ وہ لوگ

لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ ع

اپنے رب کے ملنے پر یقین لا دیں

ع ۱۹ ۶

پسندیدہ راہ } دین اسلام بالکل سیدھا پسندیدہ راستہ ہے، اس پر چلو، اور یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت کا اتباع مت کرو، کہ کہیں یہ راہیں تم کو دین خداوندی سے بے راہ کر دیں، ان باتوں کا تم کو کتاب میں تاکیدی حکم دیا گیا ہے تاکہ تم دوسرے غلط راستوں سے بچو۔

ہم نے حضرت موسیٰ ع کو توریت دی، جس میں اوامر و نواہی، وعدہ و عید، ثواب و عقاب سب باتیں بہترین طریقہ پر موجود تھیں، یا یہ کہ جو کہ حضرت موسیٰ ع پر احسان اور ان کے پروردگار کی رسالت کی

تبلیغ تھی، اور حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کا اس میں بیان موجود تھا - اور مومن کے لیے عذاب الہٰی سے رحمت کا باعث تھی، تاکہ یہ لوگ بعث بعد الموت کی تصدیق کریں ؛

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

اور یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ

ہو کبھی تم لوگ یوں کہنے لگتے کہ کتاب تو صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے تھے ان پر

مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

نازل ہوئی تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے محض بے خبر تھے

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى

یا یوں کہتے کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بھی زیادہ راہ پر ہوتے

مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

سو اب تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک کتاب واضح اور رہنمائی کا ذریعہ

وَّرَحْمَةٌ ۚ

اور رحمت آ چکی ہے

باعثِ رحمت و مغفرت

اور یہ قرآن کریم جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے، یہ کتاب اس پر ایمان لانے والے کے لیے رحمت و مغفرت کا باعث ہے لہٰذا اسی کی حلال و حرام چیزوں اور اسی کے اوامر و نواہی کا اتباع کرو، اور دوسری چیزوں سے بچو تاکہ تم پر رحمت ہو، جس کی بنا پر عذاب نازل نہ ہو، اور یہ اس لئے نازل ہوئی، تاکہ قیامت کے دن مکہ والو! تم یوں نہ کہنے لگو کہ کتاب تو صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے یہودی و عیسائی تھے، ان پر نازل ہوئی تھی، اور ہم تو توریت و انجیل کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔ یا قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ جیسا کہ یہود و نصاریٰ پر کتاب نازل ہوئی، اگر ہماری طرف نازل کی جاتی، تو ہم بہت جلد رسول اکرم کی دعوت پر لبیک کہتے

اور ان سے زیادہ راہ پر ہوتے۔ سو تمہارے پاس کتاب اور رسول دونوں چیزیں آ چکی ہیں جو ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہیں :

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ

سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو ہماری ان آیتوں کو جھوٹا بتلاوے اور اس سے رکے

سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ

ہم ابھی ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں سے روکتے ہیں ان کے اس روکنے کے سبب سخت سزا

بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ

دیں گے یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے

تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ

پاس فرشتے آویں یا ان کے پاس آپ کا رب آوے یا آپ کے رب کی کوئی بڑی

رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا

نشانی آوے جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے

لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ

کام نہ آوے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

نہ کیا ہو، آپ فرما دیجیے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں

سب سے زیادہ ظالم سو اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور افترا پرداز کون ہوگا، جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو جھٹلائے، اور ان سے اعراض کرے، ہم ایسے آدمیوں کو جو قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرتے ہیں، ان کے اس اعراض کی وجہ سے سخت ترین سزا دیں گے، کیا مکہ والے اس بات کے منتظر ہیں، کہ ان کے مرنے کے وقت

ان کی ارواح قبض کرنے کے لئے فرشتے آئیں، یا قیامت کے دن ان کا پروردگار بغیر کیف کے ان کے پاس آئے، یا مغرب سے سورج طلوع ہو جائے، جب مغرب سے آفتاب طلوع کیا جائے گا، تو اسوقت کسی شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا، جو اس نشانی کے ظہور سے پہلے ایمان نہ رکھتا ہوگا، یا اس نشانی کے ظہور سے پہلے اس نے اپنے ایمان میں ابھی تک کوئی نیکی کا کام نہیں کیا ہوگا۔ کیونکہ جو شخص اس نشانی کو دیکھ کر ایمان لائے گا، تو اس کا ایمان اور توبہ اور کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا، الّا یہ کہ وہ اسوقت چھوٹا ہو یا یہ کہ پیدا ہوا ہو، اور پھر مرتد ہو جائے، اور نشانی کے بعد پھر اسلام قبول کرے تو اس نومولود کا اسلام قبول ہوگا، اور جو شخص اس دن مومن گنہگار ہوگا، اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا تو توبہ قبول ہوگی، ایک قول کے مطابق وہ یہ کہ جو اس دن گنہگار ہوگا، اور پھر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا، یا چھوٹا ہوگا، یا اس کے بعد پیدا ہوا ہوگا، تو ان کا ایمان توبہ اور عمل انھیں سود مند ہوگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرما دیجئے قیامت کا انتظار کرو، ہم تو تمہارے عذاب کے منتظر ہیں، خواہ قیامت کے دن ہو یا اس سے پہلے ہو، یا یہ کہ آپ فرما دیجئے کہ تم میری موت کے منتظر رہو میں تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں ؛

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ

بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے

فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا

کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے

كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ

جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس حصے

أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا

ملیں گے اور جو شخص برے کام کرے گا سو اس کو اس کے

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ

برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ

سیدھا راستہ بتلا دیا ہے کہ وہ ایک دین ہے مستحکم طریقہ ہے ابراہیمؑ کا جس میں ذرا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ

تھی، نہیں اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور

وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ

میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا

لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں

اجرِ عظیم کے حقدار جن لوگوں نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا، یا کہ یوم المیثاق کو جو انہوں نے اقرار کیا تھا اس کو ترک کر دیا، اور اگر فرقوا تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ کہ دین میں اختلاف کیا، اور اس کو جدا جدا کر دیا، اور مختلف فرقے مثلاً یہودیت نصرانیت اور مجوسیت بن گئے، آپ کا ان کے قتال سے کوئی واسطہ نہیں، پھر اس کے بعد ان سے قتال کرنے کا حکم دیا، یا یہ کہ آپ کے قبضہ میں ان کی توبہ اور ان کا عذاب نہیں ہے، حق تعالیٰ ہی ان کو ان کی نیکی اور برائی جتلا دے گا، جو توحید کے ساتھ نیکی کرے گا تو اسے دس گنا ثواب ہے، اور جو شرک کے ساتھ برائی کرے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے، ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائیگی اور نہ ان کی برائیوں میں زیادتی کی جائے گی۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں سے فرما دیجئے کہ میرے پروردگار نے مجھے اپنے دین کی وجہ سے عزت عطا فرمائی ہے، اور مجھے دین حق کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے، یا یہ کہ مجھے دعوت حق کا طریقہ میرے پروردگار نے بتا دیا ہے، جو حضرت ابراہیم ؑ کا دین ہے، اس میں کجی نہیں، اور وہ مشرکوں کے دین پر نہیں تھے۔ اور آپ اس کی کچھ تفصیل بیان فرما دیجئے، کہ میری پانچوں نمازیں اور میرا دین و حج اور میری قربانی اور میری عبادت اس دنیا میں حق تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی رضامندی کے لئے ہے، جو کہ جن و انس کا پروردگار ہے، اور میں سب موحدین اور عابدین میں پہلا ہوں ؛

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا

آپ فرما دیجئے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ

تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

سب کا مالک ہے ہر چیز کا اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ

أُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

نہ اٹھاوے گا پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا پھر وہ تم کو جتلا دیں گے

فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ

جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں صاحب

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ

اختیار بنایا اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تاکہ (ظاہراً) تم کو آزمائے ان چیزوں میں جو کہ

اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ

تم کو دی ہے بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا (بھی) ہے اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت

رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

کرنے والا مہربانی کرنے والا (بھی) ہے

جانچ کا طریقہ آپ یہ بھی فرما دیجئے، کہ کیا اور کسی معبود کی عبادت کروں گناہوں کی سزا گناہ کرنے والے ہی پر رہتی ہے کوئی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یا کسی کو دوسرے کے گناہوں کی سزا میں نہیں پکڑا جائے گا، یا یہ کہ کسی پر بغیر گناہ کے عذاب نہیں ہوگا، یا یہ کہ خوشی سے کوئی کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھاتا، مگر مجبوراً مرنے کے بعد دین میں جو تم مختلف تھے وہ تم کو بتلادے گا اسی نے گذشتہ قوموں کا تم کو زمین میں جانشین کیا اور ایک دوسرے پر مال و دولت دے کر رتبہ بڑھایا تاکہ جو مال و دولت اور خدام تم کو دیئے ہیں اس کے ذریعہ تمہاری آزمائش کرے، کافر اور ناشکر گذار کو حق تعالیٰ جلد سزا دینے والا ہے اور مومن کی واقعتہً وہ مغفرت کرنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ تمت بالخیر۔

اٰيَاتُهَا ۲۰۶ (۷) سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ (۳۹) رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے ڈرائیں

النصف ۷ ۱۱ ع ۲۰

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

سو آپ کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیئے اور یہ نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾

رفیقوں کا اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو

ارشادِ ربّانی سورۂ اعراف - یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں دو سو چھ (۲۰۶) آیتیں اور تین ہزار چھ سو پچیس (۳۶۲۵) کلمات اور چودہ ہزار تین سو دس (۱۴۳۱۰) حروف ہیں۔

المٓصٓ۔ اس کی مراد حق تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں، یا یہ کہ یہ قسم ہے کہ جس کے ساتھ قسم کھائی گئی ہے۔ یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین اہل مکہ کو ڈرانے کے لئے آپ پر نازل کیا گیا تاکہ وہ ایمان لائیں سو آپ کے دل میں کسی کے نہ ماننے پر قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک اور تنگی نہ ہونی چاہیئے قرآن کریم نے حلال و حرام تمام چیزوں کو بیان کر دیا ہے، لہٰذا حق تعالیٰ کے علاوہ معبودان باطل مثلاً بتوں وغیرہ کسی کی عبادت نہ کرنی چاہیئے۔ تم لوگ نہ کسی کم چیز سے نصیحت حاصل کرتے ہو اور نہ زیادہ سے،

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ

اور بہت بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا اور ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت پہنچا یا ایسی حالت میں

قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ

کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے سو جس وقت ان پر عذاب آیا اس وقت ان کے منہ سے بجز اسکے

اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ

اور کوئی بات نہ نکلتی تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے

اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ

جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر ہم چونکہ

عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ

پوری خبر رکھتے ہیں اُن کے روبرو بیان کردیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے ۔ اور اس روز وزن بھی واقع

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝

بسبب اسکے کہ ہماری آیتوں کی حق تلفی کرتے تھے

معذب لوگ

اور بہت سی بستیوں والوں کو ہم نے بذریعہ عذاب ہلاک کردیا ہے ہمارا عذاب رات کو یا دن کو یا دوپہر کے وقت جبکہ وہ آرام میں تھے پہنچا، تو جس وقت ان کی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب نازل ہوا تو بجز اپنے مشرک ہونے کے اقرار کے اور کچھ ان کے منہ سے نہیں نکلا، تو ان قوموں سے پیغمبروں کی اطاعت اور پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کے بارے میں ہم ضرور پوچھیں گے ہم ان کے روبرو پیغمبروں کی تبلیغ اور ان کی قوموں کی اطاعت کو بیان کردیں گے۔ نیز قیامت کے دن انصاف کے ساتھ وزنِ اعمال ہوگا، سو جن کی نیکیاں میزان میں وزنی ہونگی، وہ حق تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ اور جن کی نیکیاں ہلکی ہوں گی، تو یہ وہی لوگ ہوں گے، جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرکے سزا کے مستحق ہو گئے :۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ

اور بے شک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لئے اس میں سامان زندگانی

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ ع وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ

پیدا کیا تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر ہم نے ہی تمہاری صورت بنائی

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ

پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے

ع ۱ ۸

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾

وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا

انسان ناشکرا ہی ہم نے تم کو زمین کی بادشاہت دی، اور تمہارے کھانے پینے اور پہننے کے لئے اسباب فراہم کئے، پھر تم معمولی چیز پر شکر کرتے ہو، اور نہ زیادہ پر، بایں کہ اتنے انعامات کے باوجود تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو، اور ہم نے تم کو حضرت آدم ؑ سے اور آدم ؑ کو مٹی سے پیدا کیا، اور ہم نے حضرت آدم ؑ کا پتلہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان بنایا، پھر ہم نے سب فرشتوں کو سجدہ تحیۃ کرنے کا حکم دیا، مگر شیطان آدم ؑ کو سجدہ کرنے والوں میں سے نہیں تھا ۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ

حق تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کون امر مانع ہے جبکہ میں تجھ کو حکم

مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

دے چکا کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تو آسمان سے اُتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے آسمان میں

فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ

رہ کر سو نکل بے شک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا وہ کہنے لگا کہ مجھ کو مہلت دیجیے قیامت

يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ

کے دن تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی وہ کہنے لگا بسبب اس کے کہ

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ

آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر

مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ

حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی

وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں اکثروں کو احسان ماننے والا نہ پائیے گا

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جو شخص ان میں سے تیرا

مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾

کہنا مانے گا میں ضرور تم سے جہنم کو بھر دوں گا۔

جہنم کا ایندھن

حق تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا آدم کو سجدہ کرنے سے کون سا امر مانع ہوا، وہ بولا کہ مجھے آپ نے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا، اور آگ کو مٹی پر فضیلت حاصل ہے، حق تعالیٰ نے اس سے فرمایا، آسمان سے اُتر جا، اور یہ کہ فرشتوں کی شکل وصورت سے خارج ہو جا، اب تجھے فرشتوں کا لباس پہن کر انسانوں پر تکبّر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں، تو فرشتوں کے لباس سے نکل جا اور یہاں سے دور ہو جا، تو اپنے تکبّر کی وجہ سے ذلیلوں میں ہو گیا، یہ ملعون بولا، قیامت تک مجھے مرنے سے مہلت دیجیے، ارشاد ہوا کہ صور پھونکے جانے تک تجھ کو مہلت دی گئی۔

ابلیس بولا جیسا کہ آپ نے میری ہدایت کو گمراہی سے تبدیل کر دیا سو میں بھی اولاد آدم کی راہزنی کے لئے دین اسلام کی راہ پر بیٹھوں گا، اور ان کو قیامت کے بارے میں گمراہ کروں گا، کہ جنت دوزخ بعث بعد الموت حساب کتاب کچھ نہیں، اور دنیا کبھی فنا نہیں ہوگی، اور مال کے جمع کرنے رو کنے بخل وفساد کرنے کا حکم دوں گا، اور جو ہدایت پر قائم ہوگا، اس پر راہ حق کو مشتبہ کروں گا تاکہ وہ اس سے بے راہ ہو جائے۔ اور جو گمراہی پر ہوگا اس کے لئے گمراہی کو مزین و آراستہ کر کے پیش کروں گا، تاکہ وہ اس پر جما رہے اور لذتوں و شہوتوں میں ان کو گرفتار کروں گا، اور آپ اکثر کو ایمان والا نہ پائیں گے، ارشاد ہوا فرشتوں کے لباس سے ذلیل اور ہر ایک نیکی سے دور ہو کر نکل جا، اور جن وانس میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا میں ان سب سے جہنم بھر دوں گا۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو پھر جس جگہ سے چاہو دونوں

شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

آدمی کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت جاؤ کبھی ان لوگوں کے شمار میں آ جاؤ جن سے نامناسب کام

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا

پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے

مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کردے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ

منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اور ان

اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ج

دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ یقین جانئے کہ میں آپ دونوں کا خیر خواہ ہوں سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا۔

شیطان کا پہلا فریب

اور آدمؑ و حواعؑ جنّت میں رہو، باقی اس درخت علم سے مت کھانا کبھی تم دونوں نا مناسب کام کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ، شیطان نے اس درخت سے کھانے کا وسوسہ ڈالا، تاکہ ان کے بدن کے اس حصہ کو ان کے سامنے ظاہر کردے جو نور کے لباس نے پوشیدہ کر رکھا تھا۔

اور ان سے کہا اے آدم و حواعؑ اس درخت کے کھانے سے محض اس لئے روکا گیا کہ کہیں تم جنت میں خیر و شر سے واقف نہ ہو جاؤ، اور قسم کھائی، کہ یہ درخت ہمیشہ زندہ رہنے کا درخت ہے، اور مکرو فریب سے اس درخت کے کھانے پر ان کو آمادہ کیا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو کھا لیا:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

پس ان دونوں نے جو درخت کو چکھا دونوں کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ط وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ

اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں تم دونوں

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کو اس درخت سے ممانعت نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا

لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا

صریح دشمن ہے دونوں کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا

وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾

اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو

قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ

جاوے گا، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم بعضے دوسرے بعضوں کے دشمن رہو گے

مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ

اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ایک وقت تک

وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾

فرمایا کہ تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے

حضرت آدمؑ و حواءؑ کی توبہ

جب ان دونوں نے اس درخت کو کھایا فوراً ان کے پردہ کا بدن ایک دوسرے کے سامنے ہوگیا، اور دونوں شرم و حیا سے انجیر کے پتوں سے اپنے بدن کو چھپانے لگے، اس وقت آدم و حوا سے پروردگار نے کہا، کیا میں نے اس درخت کے کھانے سے تم کو نہ روکا تھا، اور کہا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے، وہ عرض کرنے لگے ہم نے غلطی سے اپنا نقصان کیا، اگر آپ ہم سے درگذر نہ فرمائیں گے، تو اس جرم کی وجہ سے ہمارا بڑا نقصان ہوگا،

ارشاد ہوا کہ سب جنت سے اترو تمہارے لئے رہنے اور معیشت کے لئے موت تک زمین میں جگہ تجویز کی گئی ہے۔ تمہیں زمین میں زندگی بسر کرنا ہے، اور وہیں مرنا ہے، اور قیامت کے دن اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي

اے اولاد آدم کی ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ داریوں کو

سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ

بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝٢٦ يٰبَنِيْٓ

یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں اے اولاد آدم کی

اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ

شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا اس نے تمہارے دادا دادی کو

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ

جنت سے باہر کرا دیا ایسی حالت سے کہ ان کا لباس بھی ان سے اترادیا، تاکہ ان کو انکے

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا

پردہ کا بدن دکھلائی دینے لگے اور اسکا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو

جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٢٧ وَاِذَا

ہم شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ

فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ

جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے

اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی تبلایا ہے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دتیا کیا

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٢٨

خدا کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جسکی تم سند نہیں رکھتے

فریب شیطان سے بچنے کا حکم } روئی، اون اور بالوں وغیرہ کے کپڑے تمہارے لئے پیدا کئے، اور تم کو دیئے، تاکہ تم اس سے اپنے پردہ دار بدن کو چھپاؤ، اور مال اور گھر یلو سامان بھی دیا، باقی توحید و عفت کا لباس روئی کے لباس سے زیادہ بہتر ہے اور یہ کپڑے خدا تعالیٰ کے عجائبات میں سے ہیں، تاکہ تم ان سے نصیحت حاصل کرو۔

تم کو ابلیس ہرگز میری اطاعت سے کسی خرابی میں نہ ڈالے جیسا کہ اس نے آدم و حوا کو ڈالا، اس نے ان سے نور کا لباس اتروادیا، تاکہ ایک دوسرے کے سامنے پردہ دار بدن ظاہر ہو جائے۔ اور شیطان اور اس کے لشکر کو تم نہیں دیکھ سکتے، کیونکہ تمہارے سینے ان کا مرکز ہیں، وہ قرآن کریم اور حضورؐ کی رسالت کے منکرین کے دوست ہیں۔

اور جب وہ لوگ اپنے اوپر بحیرہ، سائبہ، حام، وصیلہ کو حرام کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ العیاذ باللہ حق تعالیٰ نے بھی ہمیں ان چیزوں کا حکم دیا ہے، نبی کریمؐ آپ فرما دیجیے کہ معاصی اور کھیتیوں اور جانوروں کو حرام کر لینے کا حق تعالیٰ حکم نہیں دیتا، بلکہ اس نے تو توحید اور ہر ایک نماز کے وقت اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کا حکم دیا ہے:۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ

آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کرنے کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رُخ سیدھا

مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵ كَمَا بَدَاَكُمْ

رکھا کرو اور اللہ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خاص اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو

تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ط

تم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح پھر تم دوبارہ پیدا ہو گے بعض لوگوں

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور بعض پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا ہے ان لوگوں نے شیطانوں کو

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا

رفیق بنالیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے اولاد آدم کی تم مسجد

زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو

وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع

بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانے والوں کو

گمراہانہ دستور } اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقہ پر کرو کہ توحید کے ساتھ اس عبادت کو خالص حق تعالیٰ ہی کے لئے رکھا کرو، میثاق کے دن جس طریقہ پر تم کو نیک وبد، عارف ومنکر، مصدق ومکذب پیدا کیا ہے، اسی طرح لوٹ جاؤ گے۔

اصحاب یمین کو حق تعالیٰ نے معرفت وسعادت کے ساتھ اعزاز بخشا، اور اصحاب شمال کو بدبختی کی بنا پر ذلیل وخوار کیا، حق تعالیٰ اس بات سے بخوبی واقف ہے، کہ ان لوگوں نے شیاطین کو اپنا دوست بنا لیا اور یہ گمراہی والے اپنے کو دین خداوندی پر سمجھتے ہیں۔

ہر نماز کے وقت اور طواف کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، گوشت، چربی کھاؤ، دودھ پیو، اور پاکیزہ روزیوں کو اپنے اوپر مت حرام کرو، حلال اشیاء کو حرام کرنے والوں کو حق تعالیٰ پسند نہیں کرتے،

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمان خداوندی، خذوا زینتکم عند کل مسجد الخ امام مسلم نے ابن عباس رضی سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورت بیت اللہ شریف کا ننگے طواف کیا کرتی تھی، اور اس کی شرمگاہ پر ایک کپڑا ہوتا تھا، اور یہ کہتی تھی کہ آج کے دن خواہ سارا جسم کھل جائے، یا بعض اس کا حصہ اور جو اس سے کھل جائے، اس کو میں حلال نہیں سمجھتی، اس پر خذوا زینتکم عند کل مسجد یہ آیت اور قل من حرم زینۃ اللہ یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

آپ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے کپڑوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے آپ کہہ دیجئے کہ یہ اس طور پر کہ

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ

قیامت کے روز بھی خالص رہیں دنیوی زندگی میں خالص اہل ایمان ہی کے لئے ہیں ہم اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

تمام آیات کو سمجھداروں کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں

واضح آیات } کفار مکہ زمانہ جاہلیت میں حج کے دنوں میں اپنے اوپر گوشت اور چربی کو حرام

کر لیتے تھے، اور حرم شریف میں مرد اور عورتیں رات کے وقت ننگے داخل ہوتے تھے، اور بیت اللہ شریف کا ننگے طواف کرتے تھے، حق تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کی ممانعت فرمائی کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے۔

اور آپ یہ بھی فرما دیجئے کہ یہ پاکیزہ چیزیں دنیاوی زندگی میں خالص اہل ایمان کے لئے ہیں، اگر بدکار بھی اسمیں شریک ہو جائیں، اس طرح ہم ایسے لوگوں کے لئے جو منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، بذریعہ قرآن کریم حلال و حرام کو بیان کرتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو ان میں جو علانیہ ہیں وہ بھی اور

وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ بھی اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ

یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور اس بات کو کہ

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ

تم لوگ اللہ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس کی تم سند نہ رکھو اور ہر گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے سو جس وقت انکی

سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

میعاد معین آجاوے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے

مقرر و متعین وقت

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے، زنا اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت اور اثم یعنی شراب کو جیسا کہ شاعر کہتا ہے کہ میں نے شراب اتنی پی کہ میری عقل جاتی رہی، اسی طرح شراب عقلوں کو زائل کر دیتی ہے، میں نے شراب علانیہ فنجانوں میں پی، اور اے مخاطب تو ہمارے میں ہتک عزت کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

نیز ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور بغیر سند اور دلیل کے شرک کرنے کو اور خود کھیتیوں جانوروں پاکیزہ چیزوں اور لباسوں کو اپنے اوپر حرام کرنے کو حق تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔

ہر ایک اہل دین کی ہلاکت کا ایک وقت مقرر ہے، ان کی ہلاکت کے وقت آنے پر نہ آنکھ جھپکنے کے بقدر

ان کو چھوڑ جائے گا، اور نہ وقت آنے سے پیشتر بقدر آنکھ جھپکنے کے ان کو ہلاک کیا جائے گا ÷

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ

اے اولاد آدم کی اگر تمہارے پاس پیغمبر آویں جو تم میں سے ہوں گے جو میرے احکام

اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

تم سے بیان کریں گے سو جو شخص پرہیز رکھے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا

غمگین ہوں گے اور جو لوگ ہمارے ان احکام کو جھوٹا بتا دیں گے اور ان سے تکبر کریں گے

عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾

وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

دوزخی اور جنتی } جس وقت تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر آئیں جو اوامر و نواہی تم سے بیان کریں۔ تو جو اس وقت کتاب خداوندی اور رسول پر ایمان لائے، اور اطاعت خداوندی کرے تو اسے عذاب اور ذہاب جنت کا کوئی خوف نہیں ہوگا، اور جو ہماری کتاب اور رسولوں پر ایمان لانے سے تکبر کریں، یہی لوگ دوزخ والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں کبھی موت آئے گی، اور نہ اس سے نجات ملے گی ÷

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى

کو جھوٹا بتلا دے ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ ہے وہ ان کو مل جاوے گا یہاں تک

اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آویں گے تو کہیں گے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى

وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

ہو گئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے

ظالم ترین شخص اس شخص سے بڑھ کر سرکش اور جری کون ہوگا، جو حق پر افترا پردازی کرے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرے۔ تو کتاب اللہ میں سیاہ چہرے والوں اور نیلی آنکھوں سے جو ان کو ڈرایا گیا ہے، وہ ان کے سامنے آجائے گا، لہٰذا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کنارہ کش ہو جائیے تا وقتیکہ ملک الموت اور ان کے مددگار ان کی ارواح قبض کرلیں، وہ ان کی ارواح کے قبض کے وقت کہیں گے کہ تمہارے معبودانِ باطل کہاں ہیں، کیوں تمہاری حفاظت نہیں کرتے، کافر کہیں گے اُن کو خود اپنی فکر لاحق ہو گئی، چنانچہ دُنیا میں حق تعالیٰ اور رسول کا جو انکار کرتے تھے اس کا اقرار کرلیں گے :-

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ

اللہ تعالیٰ فرمادے گا کہ جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے

وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ

بھی ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ جس وقت بھی کوئی (کفار) کی جماعت داخل (دوزخ)

حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬

کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب (ہم سے) دوگنا دیجئے

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ سب ہی کا دوگنا ہے لیکن (ابھی) تم کو (پوری) خبر نہیں اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں سو تم بھی اپنے کردار کے مقابلہ میں عذاب کا مزہ چکھتے

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

رہو - جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا تبلاتے ہیں اور ان (کے ماننے)

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا

سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ط

اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جاویں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جائے۔

متکبرین کا انجام

حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا، جو فرقے جنات اور انسانوں میں سے گذر گئے، تم بھی ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ جو جماعت دوزخ میں داخل ہوگی، اپنی جیسی جماعت پر جو اس سے پہلے داخل ہو چکی ہے، لعنت کرے گی، جسوقت سب جماعتیں دوزخ میں داخل ہو جائیں گی، تو پچھلی جماعت پہلی جماعت والوں کی نسبت کہے گی، اُن سرداروں نے آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے بے راہ کیا، ان کو ہم سے دوگنا عذاب دیجئے، حق تعالیٰ اُن سے فرمائیگا ہر ایک فرقے کو دوگنا عذاب ہے، مگر تم اپنے عذاب کی شدت کی وجہ سے نہیں سمجھتے۔

اور پہلی جماعت بعد میں آنے والوں سے کہے گی، ہم کو دوگنا عذاب کیوں ہو، تم نے بھی ہماری طرح کفر کیا اور تم نے بھی غیر اللہ کی عبادت کی، جیسا کہ ہم نے کی سو تم بھی اپنے اقوال و اعمال شرکیہ کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو۔

قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے لوگوں کے اعمال اور ارواح کے چڑھنے کے لئے سماوی دروازے نہیں کھولے جائیں گے، جیسا کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں نہیں نکل سکتا ہے، یا یہ کہ تاوقتیکہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے نکل جائے ؛

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ

اور ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں ان کے لئے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا

وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

اور اُن کے اوپر اُسی کا اوڑھنا ہو گا اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اسکی قدرت سے

وُسْعَهَآ ز اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾

زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے اور ایسے لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

حیاتِ دوامی } یا یہ کہ تاوقتیکہ وہ موٹی رسی جس سے کشتی کو باندھا جاتا ہے، سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے (یہ چیز محال ہے تو ان کا دخول جنت بھی محال ہے) ان مشرکین کے لئے آگ کا بستر اور اوڑھنا ہو گا، ان مشرکوں کی یہی سزا ہے۔

یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور حقوق اللہ کی بجا آوری کی، اور ہم اعمال کا مکلف اس کی طاقت سے زیادہ نہیں بناتے، یہ مومن جنت والے ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے :۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ

اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اس کو دور کر دیں گے ان کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ ج وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا قف

جاری ہوں گی اور وہ لوگ کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ج لَقَدْ جَآءَتْ

پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے واقعی ہمارے رب کے پیغمبر

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا

سچی باتیں لے کر آئے تھے اور ان سے پکار کر کہا جاوے گا کہ یہ جنت تم کو دی گئی

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

ہے تمہارے اعمال کے بدلے

بہشت کی نعمتیں دنیا میں جو کچھ ان کے دلوں میں بغض وحسد اور دشمنی تھی، سب کو ہم نکال دیں گے آخرت میں ان کے محلات اور تختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، پانی، شراب کی نہریں جاری رہیں گی، جب یہ حضرات اپنے مقامات اور حیات جاودانی کے چشمے پر پہنچیں گے تو کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے اس مقام اور چشمہ پر پہنچایا۔

اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ جب یہ حضرات ایمان کی بدولت اس اعزاز و اکرام کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اس دین اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور دین اسلام پر ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی، اگر حق تعالیٰ ہدایت نہ فرماتے۔

واقعی پیغمبر سچائی اور ثواب و کرامت کی خوشخبری لے کر آئے، ان سے کہا جاوے گا تمہارے دنیاوی اعمال صالحہ کی وجہ سے یہ چیزیں تم کو دی گئی ہیں۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا

اور اہل جنت اہل دوزخ سے پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ

وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ

فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقع کے مطابق پایا سو تم سے جو تمہارے رب نے

قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ۙ﴿۴۴﴾

وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو مطابق واقع کے پایا وہ کہیں گے ہاں پھر ایک پکارنے والا

الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ

دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے تھے اور

بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ م وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

اس میں کجی تلاش کرتے رہتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی

رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّۢا بِسِیْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

اور اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے وہ لوگ ہر ایک کو ان کے قیافہ سے پہچانیں گے اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے

اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ ۟ لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

کہ السلام علیکم ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے

وقف لازم / وقف غفران النبی

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا

اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف جا پڑیں گی تو کہیں گے اے ہمارے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾

رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجیے

اہل جنت کی ندا } یعنی ہم نے تو ثواب اور کرامت کو علی رؤس الاشہاد دیکھ لیا، دوزخیو! کیا تم نے بھی عذاب اور ذلت کو صحیح پایا۔

پھر اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا، کہ ان کافروں پر حق تعالیٰ کا عذاب اور لعنت نازل ہو جو لوگوں کو دین خداوندی اور اطاعت خداوندی سے روکا کرتے تھے، اور دین میں کجی کی باتیں نکالا کرتے تھے، اور بعث بعد الموت کے بھی منکر تھے۔

اور جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آڑ ہوگی، اور اس آڑ اور دیوار (اعراف) پر بہت لوگ ہونگے جن کی حسنات اور سیئات میزان میں برابر ہوں گی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے عالم فقہاء ہوں گے، جو رزق میں شک کرتے تھے۔

یہ لوگ دونوں جماعتوں کو یعنی جو جنت میں جائے گا اور جو دوزخ میں داخل ہوگا، ان کے قیافہ سے پہچان لیں گے، کیونکہ دوزخیوں کی صورتیں سیاہ اور ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی، اور جنت میں داخل ہونیوالوں کے چہرے سفید چمکدار نورانی ہوں گے۔

اور اصحاب اعراف اہل جنت کو کہیں گے السلام علیکم مگر یہ ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہونگے اور اس کے امیدوار ہوں گے، اور جب اصحاب اعراف کی دوزخیوں پر نظر پڑے گی تو کہیں گے پروردگار ہمیں ان مشرکوں کے ساتھ عذاب میں نہ شامل کیجیے۔

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُم بِسِيمَاهُمْ

اور اہل اعراف بہت سے آدمیوں کو جن کو کہ ان کے قیافہ سے پہچانیں گے

قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٨﴾

پکاریں گے کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا

بے سود تکبر } اور یہ اصحاب اعراف بہت سے کافروں کو ان کی سیاہ صورتوں اور نیلی آنکھوں کی

وجہ سے دوزخ میں داخلہ کے وقت پہچان کر کہیں گے، مثلاً اے ولید بن مغیرہ، اے ابوجہل، اے امیہ بن خلف، اے ابی بن خلف، اے اسود بن عبدالمطلب، اے رؤساء کفار تمہارا مال و دولت اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر کرنا تمہارے کچھ کام نہ آسکا۔

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا

کیا یہ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ تعالیٰ رحمت نہ کریگا

الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى

ان کو یوں حکم ہوگیا کہ جاؤ جنت میں تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہوگے دوزخ والے

اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ

جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور

الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا

ہی کچھ دے دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے

عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا

دونوں چیزوں کی کافروں کے لئے بندش کر رکھی ہے جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا

تھا اور جن کو دنیوی زندگانی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا سو ہم بھی آج کے دن ان کا نام نہ لیں گے

لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

جیسیا انہوں نے اس دن کا نام تک نہ لیا اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

اصحاب اعراف اور دوزخی } پھر ان اصحاب اعراف کی اہل جنت پر نظر پڑے گی، وہاں حضرت سلمان فارسی رض، حضرت صہیب رض، حضرت عمار رض، اور تمام ضعفاء اور مساکین نظر آئیں گے، تو کہیں گے اے گروہ کفار جنت میں وہی کمزور لوگ ہیں۔ جن کی

نسبت تم دنیا میں قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ مگر حق تعالیٰ نے تم کو ذلیل و خوار کر کے ان کو جنت میں داخل کر دیا۔

پھر حق تعالیٰ اصحاب اعراف سے فرمائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ، عذاب کا تم پر کوئی خوف نہیں، اور دوزخی جنتیوں سے کہیں گے کہ ہم پر کچھ پانی ڈالو، اور کچھ جنت کے میوے دے دو، اہل جنت کہیں گے، کہ جنت کے میوے ایسے لوگوں پر جنہوں نے دین کو مذاق بنا لیا تھا حرام کر دیئے گئے ہیں، اور جو دنیاوی فراخیوں اور خوشحالیوں میں مست تھے، قیامت کے دن ہم ایسے لوگوں کو دوزخ میں اسی طرح چھوڑتے ہیں، جیسا کہ انہوں نے اس دن کے اقرار کو چھوڑ دیا تھا، اور ہمارے رسولوں کی وہ تکذیب کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ

سے بہت ہی واضح کر کے بیان کر دیا ہے ذریعہ ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے ہیں ان لوگوں

تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ

کو اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس کے اخیر نتیجہ کا انتظار ہے جس روز اس کا اخیر نتیجہ پیش آویگا

رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہنے لگیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی سچی

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

باتیں لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ وہ ہماری سفارش کرے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

تاکہ ہم لوگ ان اعمال کے جن کو ہم کیا کرتے تھے برخلاف دوسرے اعمال کریں بیشک ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈال دیا اور یہ جو جو باتیں تراشتے

قرآن کریم کا اعجاز اور ہم نے ان لوگوں کی طرف رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا قرآن کریم دے کر بھیجا ہے، جسے ہم نے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح کیا ہے وہ گمراہی

ذریعہ ہدایت اور عذاب سے ذریعہ رحمت ہے۔ ایسے حضرات کے لئے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوں۔

اہل مکہ کو کسی اور بات کا انتظار نہیں کہ وہ جو ایمان نہیں لاتے۔ مگر اس چیز کے انجام کا انتظار ہے، جس کا ان سے قرآن کریم میں وعدہ کیا گیا ہے، اور وہ دن قیامت کا دن ہے جب اس وعدہ کا انجام ان کے سامنے آئے گا، تو وہ لوگ جو اس دن کے اقرار کو پہلے ہی سے دنیا میں بھولے ہوئے تھے۔ کہیں گے بیشک رسول بعث بعد الموت جنت اور دوزخ کے بیان لے کر آئے، مگر ہم نے ان کی تکذیب کی تو اب عذاب سے نجات دلانے والا کوئی ہے، یا دنیا ہی میں ہم کو لوٹا دیا جائے تو ہم شرک چھوڑ کر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں، ان لوگوں نے خود جنت کے ضائع کرنے اور دوزخ کو اپنے اوپر لازم کرنے کی وجہ سے اپنے کو دھوکہ دیا ہے، ان کے معبودان باطل نے ان کو اس چیز سے روک دیا۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ

بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا

أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ

کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ

يَطْلُبُهُ حَثِيثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ م

شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ

بِأَمْرِهِ ط أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ (۵۴)

سب اسکے حکم کے تابع ہیں یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیوں کے بھرے ہوئے ہیں

ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی (البتہ یہ بات)

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (۵۵)

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلٰحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا

واقعی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو حد سے نکل جاویں اور دنیا میں بعد اسکے کہ اسکی درستی کر دی گئی ہے فساد مت پھیلاؤ

وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے۔

آسمان و زمین کی تخلیق

ایام دنیا میں سے چھ دن میں پیدا کیا، جس کے ایک دن کی درازی ایک ہزار سال کے برابر تھی، پھر تخت شاہی پر قائم ہوا، رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپا دیتا ہے، بایں طور کہ رات تیزی کے ساتھ جاتی ہے، اور دن تیزی کے ساتھ آجاتا ہے، اسی طرح دن تیزی کے ساتھ جاتا ہے اور رات آجاتی ہے۔ اور سورج وغیرہ کو پیدا کیا کہ سب اپنی رفتار میں اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

اللہ ہی نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، اور وہی قیامت کے دن تمام مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیگا، تمام جہانوں کا آقا اور ان کی نگرانی کرنے والا برکتوں اور بلندیوں والا ہے۔

خفیہ اور ظاہری طور پر یا یہ کہ ڈر اور عاجزی ظاہر کر کے دعا کیا کرو، وہ دعا میں ایسی باتوں کو پسند کرتا ہے جو ان کے لئے نیکوکاروں کے خلاف جائز نہیں۔

اطاعت خداوندی اور دین الٰہی کی دعوت کے بعد معاصی اور غیر اللہ کی پرستش مت کرو، اور حق تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو، اور جنت کے امیدوار رہو، اس کی عبادت کرو، حق تعالیٰ جنت میں ایسے مومنوں سے جو قول و فعل کے اعتبار سے محسن ہوں قریب ہے ؂

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى

اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہانتک

اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ

کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اُٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں

الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى

پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مُردوں کو نکال

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ

کھڑا کرینگے تاکہ تم سمجھو اور جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اس کا پیداوار تو خدا کے حکم سے خو

بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ

نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس کا پیداوار (اگر نکلا بھی) بہت کم نکلتا ہے اسی طرح ہم (ہمیشہ) دلائل کو

نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾ ع

طرح طرح سے بیان کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو قدر کرتے ہیں۔

مناظر قدرت وہ بارش سے پہلے ہوا کو خوشی کا باعث بنا کر بھیجتا ہے، جب وہ ہوائیں ایسے بادلوں کو جو پانی سے وزنی ہوں، اُٹھا لیتی ہیں، پھر ہم ایسی جگہ پر جہاں سبزی کا نام ونشان نہیں ہوتا، اسے برساتے ہیں اور اس بارش کے ذریعہ اس جگہ سے قسم قسم کے پھل اُگاتے ہیں۔

جیسا کہ ہم چٹیل زمین میں سبزیاں اُگاتے ہیں، اسی طرح ہم مُردوں کو قبروں سے نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو، جو زمین بنجر نہیں ہوتی اور ستھری ہوتی ہے۔ اس میں خدا کے حکم سے بغیر کسی دقت کے خوب پیداوار ہوتی ہے، اسی طرح خالص مؤمن اوامر خداوندی خوش دلی کے ساتھ بجا لاتا ہے۔ اور جو جگہ خراب چٹیل ہوتی ہے، وہاں پیداوار بہت دشوار اور کم ہوتی ہے، اسی طرح منافق زبردستی احکام خداوندی کی کچھ بجا آوری کرتا ہے۔

ہم قرآن کریم میں مؤمنوں کے لئے کافر اور مسلمان کی مثالیں بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ

ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انھوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم صرف

مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے

عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾

(سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے ان کی قوم کے آبرودار لوگوں نے کہا کہ ہم تم کو صریح غلطی میں (مبتلا)

قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾

دیکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں خدا

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں۔

حضرت نوحؑ کا ارشاد } اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو، اس کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو، وہ کچھ نہیں میں یہ بات بخوبی جانتا ہوں، کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر بڑے دن کے عذاب کا خدشہ ہے، سردار کہنے لگے نوح تم تو ایک صاف غلطی میں گرفتار ہو، حضرت نوح عہ نے فرمایا میں تم کو اوامر و نواہی کی تبلیغ کرتا، اور عذاب سے ڈراتا ہوں، اور ایمان اور توبہ کی طرف بلاتا ہوں، اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ

اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی۔ تاکہ وہ شخص تم کو

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَ

ڈرادے اور تاکہ تم ڈر جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے سو وہ لوگ اس کی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہم نے نوحؑ کو اور

اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

جو لوگ انکے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے غرق کر دیا بیشک

قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع

وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے

ع ۸ ۱۵

ہدایت سے بھاگنے والے } بلکہ تم کو اس بات سے تعجب ہو رہا ہے، کہ تمہارے جیسے آدمی پر

نبوت آگئی ہے کہ وہ تم کو ڈرائے تاکہ تم حق تعالیٰ کی عبادت کرو اور غیر اللہ سے بچو، تاکہ اس کی وجہ سے تم پر رحم اور عذاب سے نجات ملے۔
انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی، ہم نے سب کشتی والوں کو غرق اور عذاب سے نجات دی
اور جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کی تکذیب کی، ۔۔۔ ان کو غرق کر دیا۔
بیشک وہ ہدایت سے اندھے اور کافر تھے ؀

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی

مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَأُ

عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں سو کیا تم نہیں ڈرتے ان کی قوم میں جو سردار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ

کافر تھے انہوں نے کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم بیشک تم کو جھوٹے

وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ لَيْسَ

لوگوں میں سے سمجھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں

بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿٦٧﴾

ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں

أُبَلِّغُكُمْ رِسَٰلَٰتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ﴿٦٨﴾

تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں

بعثت ہود علیہ السلام

اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی کو نبی بنا کر بھیجا، کہ حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔ اور جن ماسوی اللہ تم چیزوں کو پکارتے ہو ان کی عبادت سے ڈرو، رؤسا قوم بولے ہود علیہ السلام ہم تمہیں کم عقل اور تمہارے قول میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا میں کم عقل نہیں ہوں، بلکہ تم کو اوامر و نواہی کی تبلیغ کرتا ہوں، اور

عذاب الٰہی سے ڈراتا اور توبہ اور ایمان کی دعوت دیتا ہوں، میں احکام خداوندی کے پہنچانے میں امین ہوں، یا یہ کہ اس سے قبل تو میں تم لوگوں میں امین تھا، اب پھر آج تم مجھ کو متہم کیوں قرار دیتے ہو

أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ

اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک

لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ

ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے

نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ

اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح علیہ السلام کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ (بھی) زیادہ دیا

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۶۹) قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ

سو خدا تعالیٰ کی (اُن) نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم کو فلاح ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۖ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ

ہوں گے کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں اور ہم کو

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (۷۰) قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ

جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اسکو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو انہوں نے فرمایا کہ بس اب تم پر خدا کی طرف سے

رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا

عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور

أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ فَانْتَظِرُوا

تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرا لیا ہے ان کے معبود ہونے کی خدا تعالیٰ نے کوئی دلیل (نقلی یا عقلی) نہیں بھیجی

إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ (۷۱) فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ

سو تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں غرض ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ (تک) کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا

وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع

اور وہ ایمان والے نہ تھے

غلط تعجب کیا تم کو اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے جیسا ہی ایک آدمی تمہارے پاس نبوت لے کر آیا ہے، تاکہ تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرائے، اس وقت کو یاد کرو جب تمہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ہلاک ہونے کے بعد آباد کیا، اور ڈیل ڈول میں ایک خاص فضیلت بھی دی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے اس پر ایمان لاؤ، تاکہ تمہیں عذاب الٰہی سے نجات ملے۔

وہ بولے کیا ہم اپنے ان معبودوں کو چھوڑ دیں، انہوں نے فرمایا، کہ حق تعالیٰ کا غصہ اور عذاب تم پر آنے والا ہے کیا تم مجھ سے ان معبودوں کے بارے میں جھگڑتے ہو، جن کی پرستش پر کوئی حجت اور دلیل نازل نہیں ہوئی بس اب تو ہلاک ہونے کا انتظار کرو، چنانچہ ہم نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا، اور ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تھی، نیست و نابود کر دیا۔ اور جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ سب کے سب کافر تھے ۞

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط

کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ

سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی

اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو دردناک عذاب آ پکڑے۔

حضرت صالحؑ کی تلقین اور قوم ثمود کی طرف ہم نے انھیں میں سے نبی بنا کر بھیجا، اور کہا گیا ہے کہ حضرت صالحؑ ان کے نسبی بھائی تھے، دینی بھائی نہیں تھے، انہوں نے فرمایا توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ۔
اور جس خدا پر میں تمہیں ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، تمہارے پروردگار کی طرف سے میرے رسول ہونے پر یہ ایک واضح دلیل بھی موجود ہے، اس کو چھوڑ دو کہ یہ چرتی پھرے اور اس کے پیر مت کاٹنا کیونکہ ایسا کرنے کے بعد عذاب الٰہی آگھیرے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ

اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عاد کے بعد آباد کیا اور تم کو زمین پر رہنے

فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ

کو ٹھکانا دیا کہ تم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر

الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي

ان میں گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۷۴ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

فساد مت پھیلاؤ ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے

مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ

غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم کو اس

اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ

بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں انہوں نے کہا بیشک ہم تو

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۷۵ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ

اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس چیز پر

اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں

غرور کے پتلے اور وہ وقت بھی یاد کرو جب قوم عاد کے ہلاک کرنے کے بعد تم کو زمین میں آباد کیا۔ اور گرمیوں کے لئے نرم زمین میں اور سردیوں کے لئے پہاڑوں میں مکانات بناتے تھے، حق تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرکے اس پر ایمان لاؤ، اور زمین میں غیر اللہ کی پرستش اور دیگر معاصی کا قطعاً ارتکاب مت کرو۔

ان سرداروں نے جو کہ متکبر تھے ان ضعیف لوگوں سے کہا، کیا تم صالح ؑ کی رسالت کے قائل ہو، انہوں نے کہا ہم تو بیشک ان کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

وہ منکر بولے ہم تو اس کی رسالت کا انکار کرنے والے ہیں ؞

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ

غرض اس اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے

ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

لگے کہ اے صالح جس چیز سے آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے اس کو منگوائیے اگر آپ پیغمبر ہیں پس آپکڑا

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى

اُن کو زلزلہ نے سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے اسوقت صالح اُن سے مُنہ

عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ

موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور

وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے

حضرت صالح ؑ کی حسرت چنانچہ انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا۔ اور اپنے پروردگار کے اس حکم کی بجا آوری سے جس کا حضرت صالح ؑ نے ان کو حکم دیا تھا انکار کیا، اور

بطور استہزاء کے بولے، اچھا عذاب لے آؤ۔
چنانچہ ان کو زلزلہ کے عذاب اور فرشتہ کی چیخ نے آ گھیرا، اور اپنے شہروں میں مُردہ ہوگئے کہ کوئی حس و حرکت ہی باقی نہیں رہی، حضرت صالح ؑ ان کی ہلاکت سے پہلے ان کے درمیان میں سے نکلے (یا ہلاک ہونے کے بعد اور بطور حسرت کے) کہا، میں نے تم کو اوامر و نواہی خداوندی کی تبلیغ کی، اور عذاب خداوندی سے ڈرا کر توبہ اور ایمان کی طرف بلایا، مگر تم تو خیر خواہوں کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔

وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ

اور ہم نے لوط ؑ کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو

مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۰﴾

تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا۔ (یعنی) تم مردوں کے ساتھ

اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً مِّنۡ دُوۡنِ

شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر۔ بلکہ تم حد (انسانیت) ہی سے گزر گئے ہو

النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ

اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے

جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ ۚ

کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے

اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿۸۲﴾

پاک صاف بنتے ہیں

بعثتِ حضرت لوط ؑ اور ہم نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، کہ تم لواطت کا فعل کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا، تم عورتوں کی شرمگاہوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو، بلکہ تم نے شرک میں اس قدر حد سے تجاوز کیا کہ حرام کو حلال بنا لیا۔

تو ان کی قوم کو اس کے علاوہ اور کوئی جواب نہ بن پڑا، کہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیاں، زعورار اور یثاء کو اپنے شہر سے نکال دو۔
یہ لوگ مردوں اور عورتوں کے پچھلے راستہ سے بڑے پاک صاف بنتے ہیں ؛

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ

سو ہم نے لوطؑ کو اور ان کے متعلقین کو بچا لیا بجز اُن کی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ

جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینھ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِلٰى

دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا اور ہم نے مدین کی طرف

مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ

عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا

واضح دلیل آ چکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا

النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۗ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے نافع ہے اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

تصدیق کرو

نجات پانے والے } نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیوں (اور دیگر مؤمنوں) کو نجات دی، اور ان کی بیوی بھی ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہو گئی۔

اور ہم نے ان کے مسافر و مقیم سب پر آسمان سے پتھر برسا دیئے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے تو سہی کہ اخیر انجام مشرکوں کا ہلاکت و بربادی ہوا۔

اور ہم نے مدین کی طرف ان بھائیں سے نبی بھیجا، جن کی تبلیغ یہی تھی کہ حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو، اور جس خدا پر میں تمہیں ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، اُس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، میرے رسولِ خدا ہونے پر ایک واضح دلیل آچکی ہے۔

سو کیل اور وزن کو پورا کرو۔

اور

کیل وزن کے ذریعہ لوگوں کے حقوق میں کمی نہ کرو، اور خدا کی نافرمانی اور غیر اللہ کی پرستش اور ناپ و تول میں عبادت و اطاعت خداوندی اور ناپ تول کو پورا کرنے کے بعد کمی مت کرو۔

جن باتوں پر تم قائم ہو، توحید اور ناپ تول کو پورا کرنا اس سے بہتر ہے۔ اگر تم میری باتوں کی تصدیق کرتے ہو ۞

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ

اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ج

کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ص

اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا

وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (۸۶)

اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا اور

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ

اگر تم میں سے بعضے اس حکم پر جس کو دے کر مجھ کو بھیجا گیا ہے ایمان

أُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا

لائے ہیں اور بعضے ایمان نہیں لاتے تو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک

حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ

کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ کئے دیتے ہیں

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہیں

بہترین تفسیر اور ہر ایک ایسے راستہ پر جہاں سے لوگوں کا گذر ہوتا ہے اس غرض سے مت بیٹھو کہ ان کو مار کر اور ڈرا کر غربا کے کپڑے چھین کر اور شعیب علیہ السلام پر جو ایمان لاتے ہیں ان کو دین خداوندی اور اطاعت خداوندی سے روک کر اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو، اور تعداد میں تم کم تھے ہم نے اس میں زیادتی کر دی اور دیکھو کہ تم سے پہلے منکروں کا انجام سوائے ہلاکت اور بربادی کے کیا ہوا، ذرا ٹھہر جاؤ تمہارے درمیان میں عذاب الٰہی سے فیصلہ ہو جاتا ہے؛

الحمد للہ

تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ ۸ ولو اننا ختم ہوا

ترجمہ قرآن کا آسان نصاب

الفاظ } قرآن کریم میں تقریباً (۸۰۰۰۰) اسی ہزار ہیں مگر

اصل الفاظ } اصل الفاظ کل (۲۰۰۰۰) دو ہزار ہیں جو بار بار آنے کی وجہ سے اسّی ہزار (۸۰۰۰۰) کی تعداد تک پہونچ جاتے ہیں۔

اُردُو الفاظ } ان دو ہزار (۲۰۰۰) الفاظ میں بھی تقریباً پانچ سَو الفاظ وہ ہیں جو اُردو میں روزمرّہ (تلفّظ اور رسم الخط کے معمولی سے فرق کے ساتھ) بولے اور سمجھے جاتے ہیں۔

آسان کتاب } اِسی لئے ہم پورے یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم ایک وہ آسان ترین مقدس کتاب ہے جس کو بڑی آسانی اور سہولت سے پڑھا جا سکتا ہے۔ اور جس سے عمل کرنے کی راہیں آسان ہو سکتی ہیں۔

حاصِل کلام } اس سے مذکورہ بات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ • چند ابتدائی سپاروں کے بعد نئے الفاظ ہر سپارے میں اوسطاً پچاس ساٹھ سے زائد نہیں ہوتے • اور جب ان الفاظ کو کتابوں کی شکل میں جمع کیا جاتا ہے تو چھوٹی چھوٹی ۵ کتابوں میں پورے الفاظ آجاتے ہیں • اور اگر ان پانچ کتابوں کو اسکول کی ابتدائی جماعتوں سے شروع کیا جائے تو چند برسوں میں بچّے ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم کو ختم کر سکتے ہیں • یہ قرآنی نصاب خود پڑھئے اور دوسروں کو پڑھائیے اور حلقۂ احباب میں اس نصاب کو متعارف کرا کر قرآنی فضا قائم کیجئے؛ ھدیہ قرآنی نصاب کامل سیٹ =/8 روپئے

سوانح حیات

جامع تفسیر ابن عباس رض یعنی تنویر المقباس

علامہ مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی رح (شیرازی)

مرتبہ:- مولانا عبدالرؤف صاحب عالی دارالعلوم دیوبند

علامہ کی پیدائش | علامہ مجدالدین فیروزآبادی کی پیدائش ایران کے مردم خیز خطہ شیراز میں ہوئی جسکو فاتحین اسلام نے ۲۳ھ میں آباد کیا تھا۔ شیراز کے علاقے میں کارزین نامی بستی فیروزآبادی کا مولد ہے جو شیراز ہی کے نواح میں تھی۔ فیروزآبادی ربیع الاول ۷۲۹ھ یا جمادی الآخر ۷۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے ابتدائی خاندانی حالات پر تاریخ کچھ زیادہ روشنی نہیں ڈالتی۔ چنانچہ ان کے ساتھ فیروزآبادی کی جو نسبت لگی ہوئی ہے اس کے بارہ میں بھی تذکرہ نگاروں کی مختلف رائے ہے۔ بظاہر ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی کی یہ وطنی نسبت ہوگئی

علامہ کی تعلیم و تربیت | علامہ مجدالدین کے والد شیراز میں ایک لغوی اور ادیب کی حیثیت سے متعارف تھے انہی کی آغوش تربیت میں فیروزآبادی نے زندگی کے ابتدائی مراحل طے کئے۔ سب سے پہلے حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ اور سات برس کی عمر میں حافظ ہو گئے۔ کیونکہ حافظہ شروع ہی سے نہایت قوی تھا۔ خود ان کا کہنا ہے کہ رات کو سونے سے پہلے ایک نئے مضمون اور موضوع کی کم از کم سو سطریں یاد اور محفوظ کرنے کا معمول تھا ابتدا میں والد کے اثر اور رجحان سے خود ان کی طبیعت بھی لغت کی طرف مائل تھی۔ اور سخاوی کے بقول فیروزآبادی نے اپنے بچپنے ہی میں لغت کی دو کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کی تھیں جو غالباً ان کے والد نے نقل کیلئے ان کو دی ہوں گی۔

ان کے اساتذہ | یہ عمر کے آٹھویں سال اپنے قریئے سے مشہر شیراز منتقل ہو گئے۔ اور یہاں پہنچکر لغت و ادب کی عبداللہ بن محمود بن النجم القوم سے تعلیم حاصل کی۔ حدیث میں محمد بن یوسف الزرندی الحنفی المدنی کی شاگردی اختیار کی۔ ۷۴۵ھ یعنی ۱۶ سال کی عمر میں شیراز سے عراق پہنچے اور شہر واسط میں قیام کیا جہاں قرۃ عشر کی تکمیل شیخ الشہاب احمد بن علی الدیوانی سے کی۔ پھر بغداد گئے، وہاں شیخ التاج محمد بن السباک اور سراج عمر بن علی قزوینی کے یہاں۔ خاص طور پر صحیح بخاری کا سماع کیا۔ اور صاغانی کی مشارق الانوار پڑھی قزوینی کو ابن حجر محدث عراق کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بغداد میں فیروزآبادی نے قاضی بغداد، اشرف عبداللہ

ع؎ سن وفات مابین ۸۱۷ھ ۸۱۶ھ

ابن بکتاشی کی رفاقت اختیار کی جو نظامیہ میں استاد تھے ۔ وہاں معین مدرس کی حیثیت سے انھوں نے نظامیہ میں بھی فیروز آبادی سے کام لیا ۔

آخر ۷۵۵ھ میں فیروز آبادی دمشق پہنچے جہاں سے ممتاز علمار کے حلقۂ درس میں وہ شریک رہے اور ان سے علمی استفادہ کیا جیسے قاضی القضاۃ السبکی ان کے فرزند شیخ عبدالوہاب السبکی، محمد بن اسمٰعیل المعروف بابن الخباز اور ابن قیم ضبابیہ عبداللہ بن محمد ابراہیم ۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کے معقولی رجحان کے برعکس فیروز آبادی کی طبیعت کا رخ علوم منقول کی جانب تھا جبکہ اسی دور کی معروف شخصیتیں سعدالدین التفتازانی ۔ اور سید شریف جرجانی فیروز آبادی کے سامنے موجود تھیں اور جن کا ایران سے عراق اور خراسان و ہندوستان تک غلغلہ اور شہرہ تھا[۱] ۔

شام کے علمار سے استفادہ کے بعد فیروز آبادی بیت المقدس پہنچے ۔ جہاں صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی سے جو مدرسۃ الصلاحیہ میں مدرس تھے بہت کچھ حاصل کیا ۔ پھر باقاعدہ خود اپنا حلقۂ درس و تدریس قائم کیا چنانچہ وہ بیت المقدس کے متعدد مدارس میں استاد کی حیثیت سے خدمات انجام دینے لگے ۔ صلاح الدین صفدی وہ شخص ہیں جن سے فیروز آبادی نے بھی خود استفادہ کیا اور وہ بھی فیروز آبادی کے تلامذہ میں شامل ہو گئے ۔

فیروز آبادی کی علمی پیاس

فیروز آبادی ـــ بیت المقدس میں قیام کے دوران بھی مختلف مقامات پر تلاش علم میں گھومتے پھرتے رہے ۔ چنانچہ قاہرہ پہنچے اور وہاں ابن عقیل شارح الفیہ، جمال الدین ابن عبدالرحیم الاسیونی ، ابن ہشام عبداللہ بن یوسف النحوی جیسے مشہور اہل علم سے استفادہ کیا ۔ اسی دوران حجاز کا پہلا سفر بھی کیا جو غالباً ۷۶۰ھ کے لگ بھگ تھا ۔ بخاری کی روایت کے مطابق حجاز کا دوسرا سفر ۷۷۰ھ میں کیا اور اس مرتبہ مکے میں ۶ سال تک مقیم رہے پھر سیر و سیاحت اور حصول علم کا شوق بلاد اسلامیہ کے مختلف خطوں میں لے گیا ، آخر ۷۹۰ھ میں تیسری بار مکے پہنچے اور اب کی بار دو سال تک مجاور حرم کی حیثیت سے وہاں مقیم رہے پھر وہاں سے طائف منتقل ہو گئے ۔ وہاں ایک باغ بھی خریدا ، اسی عرصے میں مکے کے بعض مدارس کی مدرسی بھی اختیار کی ۔ مدرسوں سے ملنے والا یہ وظیفہ وہاں ان کے بسر اوقات کا ایک ذریعہ بھی تھا ۔

سلاطین کا تقرب

فیروز آبادی کی سیاحت علمی سلاطین و امرار کے یہاں ان کے اعزاز و تقرب کا ذریعہ بنی چنانچہ ترکی سلاطین میں سے سلطان الاشرف شعبان بن حسینؒ کے یہاں فیروز آبادی کا اعزاز و اکرام ہوا اشرف اپنی طبیعت کے لحاظ سے علوم و فنون کا شائق تھا اور سخاوت و فیاضی میں دور دور اسکا شہرہ تھا ۔ ۷۹۲ھ میں جب فیروز آبادی مکے میں تھے تو حاکم بغداد احمد بن ادریس نے ایک بہت پر اشتیاق دعوت نامہ بھیجا جسمیں بغداد آنے کی درخواست تھی ۔ اسی دعوت پر وہ حج سے فارغ ہو کر عراقی کاروان کے ساتھ بغداد کے دربار میں پہنچے جہاں ان کا بڑا شاندار خیر مقدم کیا گیا ۔

اس کے بعد فیروز آبادی نے ہندوستان کا رخ کیا اور دارالسلطنت دہلی میں آئے ۔ یہ زمانہ سلطان سکندر لودی کا تھا ۔ العقد الثمین کی روایت کے مطابق چونکہ فیروز آبادی ہندوستان کی راہ سے یمن گئے تھے اور یمن میں انکی آمد ۷۹۶ھ میں ہوئی تھی اسی سے ظاہر ہے کہ ہندوستان اس سے قبل پہنچ ہوں گے پھر انھوں نے روم کا

[۱] وفات ۷۹۱ھ

سفر کیا اور سلطان بایزید بن مراد سے ملاقات کی، اسوقت تک قسطنطنیہ فتح نہیں ہوا تھا اور عثمانی ترکوں کی راجدھانی بروصہ تھی۔ اسی زمانے میں ایک وفد لیکر وہ تیمورلنگ کے دربار میں شیراز پہنچے۔ یہ وہ وقت تھا کہ تیموری لشکر نے فارس وعراق وغیرہ کی ساری مسلمان ریاستوں کو روند ڈالا تھا۔ تیمور نے فیروزآبادی کو ایک لاکھ درہم کا عطیہ دیا اسطرح وہ شاہ شجاع بن محمد بن مظفر والی عراق کے دربار میں بھی اک وفد کے سربراہ کی حیثیت سے پہنچے جو اہلِ علم کا بہت قدرداں تھا۔

فیروزآبادی کا علمی مقام

علامہ مجدالدین فیروزآبادی کا حافظہ نہایت قوی اور ذہن حاضر تھا۔ ہزاروں اشعار اور حکایات نوک برزبان تھے انکی اسی صلاحیت وخصوصیت نے بھی انھیں سلاطین کے یہاں تقرب بخشا۔ عربی کے علاوہ فارسی میں نظم ونثر پر پوری قدرت تھی کیونکہ یہ فارس کی سرزمین کی پیداوار تھے اور فارسی ہی ان کی مادری زبان تھی۔ ان کی علمی ترقی اور استحضار ذہنی میں ان کی عظیم الشان چلتی پھرتی لائبریری کو بھی دخل تھا۔ صاحب ضوء اللامع نے ناصر احمد بن اسمٰعیل کے حوالے سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کتابیں خریدنے پر پچاسی ہزار مثقال سونا صرف کیا ہے۔ وہ جب کبھی سفر کرتے ان کی لائبریری ان کے ہمراہ ہوتی تھی کہ بعض اوقات ان کی یہ کتابیں چارسو اونٹوں پر لادی جاتیں، اس لائبریری سے وہ یہ کام بھی لیتے کہ جب کبھی اثنائے سفر میں انھیں رقم کی ضرورت ہوتی وہ کچھ کتابیں فروخت کرکے اپنی ضرورت پوری کر لیتے اور پھر حسب موقع کتابیں خرید لیتے۔

جب اُن کا قیام زبید میں تھا اور وہ یمن کے قاضی القضاۃ تھے تو ساتھ ساتھ بخاری شریف کا درس بھی دیتے تھے غرض اپنے علم وکمال کے لحاظ سے وہ اپنے وقت کے گنے چنے افراد میں شمار ہوتے تھے۔ صاحب شقائق النعمانیہ نے لکھا ہے کہ فیروز آبادی آٹھویں صدی کے ان رجال علم میں شامل ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اپنے وقت کا امام اور اپنی خصوصیات میں یکتا سمجھا جاتا تھا۔ جیسے۔ ○ سراج الدین بلقینی عمر بن ارسلان جو فقہ شافعی میں شہرہ آفاق تھے۔ حدیث وفقہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں، بخاری، ترمذی کی شرح بھی انھوں نے لکھی تھی لہ ○ عبدالرحیم بن حسن المعروف بشیخ زین الدین العراقی حدیث کے امام اور حافظ عصر تھے، مصطلحات حدیث میں ان کی کتاب الفیہ اور اسکی شرح مشہور ہے۔ نیز ان کا بڑا کارنامہ احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج ہے ان کے علاوہ بھی ان کی تصانیف ہیں ۲ ○ شیخ سراج الدین بن الملقن جن کی حدیث وفقہ میں بہت سی تصانیف ہیں۔ اوائل عمر ہی سے تصنیف وتالیف میں لگ گئے حتی کہ اپنے وقت کے کثیر التصانیف لوگوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ چنانچہ ان کی تالیفات میں بخاری کی شرح، فقہ المنہاج کی دو شرحیں حاوی کی۔ شرح اور شرح التنبیہ، اور اصول میں، بیضاوی کی منہاج میں اور الاشباہ والنظائر کی شرح مشہور ہے ۳ ○ شیخ شمس الدین الفناری جنکو علوم عقلیہ ونقلیہ پر سب سے زیادہ عبور حاصل تھا۔ سلطان بایزید بن مراد کے عہد میں عثمانی سلطنت کے ممتاز ترین علماء میں سے تھے۔ ۴ ○ شیخ محمد بن محمد ابن عرفہ جو مغرب میں فقہ مالکی کے امام سمجھے جاتے تھے۔ ۵ ○ مشہور فلسفی مؤرخ ولی الدین عبدالرحمٰن بن خلدون ۶

لہ وفات ۸۰۵ھ ۲ وفات ۸۰۶ھ ۳ وفات ۸۰۴ھ ۴ وفات ۸۳۴ھ ۵ وفات ۸۰۳ھ ۶ وفات ۸۰۸ھ

فیروزآبادی کی تصانیف

علامہ کی تالیفات بہت ہیں۔ اورسب کا موضوع تفسیر حدیث اور تاریخ ہی کے گرد گھومتا ہے۔ مگران کی تالیفات کا بیشتر حصہ ضائع ہوگیا۔ خاص خاص کتابوں کی حسب ذیل فہرست لائق مطالعہ ہے۔ علامہ اپنی تالیفات کا نام تجویز کرتے وقت سجع کا بہت التزام کرتے تھے جسکا اندازہ اس فہرست سے ہوسکتا ہے۔

۱-	بصائرذوی التفسیر فی لطائف الکتاب العزیز[۲]	۲-	تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباس[۱]
۳-	تیسیر فاتحۃ الاھاب فی تفسیر فاتحۃ الکتاب	۴-	الدر النظیم المرشد الی مقاصد القرآن العظیم
۵-	حاصل کورۃ الخلاص فی فضائل سورۃ الاخلاص	۶	قطبۃ الخشاف شرح خطبۃ الکشاف
۷	شوارق الاسرار العلیہ فی شرح مشارق الانوار النبویہ	۸	منح الباری بالسیح الفسیح الجاری فی شرح صحیح البخاری
۹	عدۃ الحکام فی شرح عمدۃ الحکام	۱۰	امتصاص الشھاد فی افتراض الجہاد۔ یا امتصاص السہاد
۱۱	الاسعاد بالاصعاد الی مرتبۃ الجہاد	۱۲	الفتحۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ
۱۳	الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر	۱۴	الوصل والمنی فی فضائل منی
۱۵	مہیج الغرام الی بلد الحرام	۱۶	المغانم المطابۃ فی فضائل طابۃ
۱۷	اثارۃ الحجون الی زیارۃ الحجون	۱۸	احاسن اللطائف فی محاسن الطائف
۱۹	فصل الدرۃ من الخرزۃ فی فضل السلامۃ علی الخبزۃ	۲۰	روضۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادر
۲۱	المرقاۃ الوفیہ فی طبقات الحنفیہ	۲۲	المرقاۃ الارفعیہ فی طبقات الشافعیہ
۲۳	البلغۃ فی تراجم ائمۃ النحاۃ واللغۃ	۲۴	الفضل الوفی فی العدل الاشرفی
۲۵	نزہۃ الاذہان فی تاریخ اصبہان	۲۶	تعیین الغرفات للمعین علی عین عرفات
۲۷	منیۃ السؤل فی دعوات الرسول	۲۸	تسہیل طریق الوصول الی احادیث الزائدہ علی جامع الاصول
۲۹	الاحادیث الضعیفہ	۳۰	الدر الغالی فی الاحادیث العوالی
۳۱	التجاریح فی فوائد متعلقۃ باحادیث المصابیح	۳۲	سفر السعادہ
۳۳	المتفق وضعًا والمختلف صقعًا	۳۴	اللامع المعلم العجاب الجامع بین المحکم والعباب
۳۵	القاموس المحیط	۳۶	مقصود ذوی الالباب فی علم الاعراب
۳۷	تحبیر الموشین فیما یقال بالسین والشین	۳۸	المثلث الکبیر
۳۹	المثلث الصغیر	۴۰	اسماء السراح فی اسماء النکاح
۴۱	اسماء الغادۃ فی اسماء العادہ	۴۲	الجلیس الانیس فی اسماء الخندریس
۴۳	انوار الغیث فی اسماء اللیث	۴۴	ترقیق الاسل فی اسماء العسل
۴۵	زاد المعاد فی وزن بانت سعاد	۴۶	النخب الطرائف فی النکت الشرائف
۴۷	الدر المثلث فی الغرر المثلث	۴۸	تحفۃ القماعیل فیمن تسمی من الملائکۃ والناس اسماعیل

[۱] حضرت ابن عباس کی تفسیر جمع کی ہے جسکے بارہ میں مستقل تعارف آگے آرہا ہے۔

[۲] یہ ایک دائرۃ المعارف کا صرف چھبواں جز ہے جو تقریبًا ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

تعارف تفسیر ابن عباس

صحابۂ کرام میں جن دس صحابہ کو قرآن فہمی میں ممتاز اور نمایاں درجہ حاصل تھا اسمیں حضرت عبداللہ بن عباس کی شان خلفائے راشدین کے بعد سب سے ممتاز اور نمایاں تھی۔ انہی کو ترجمان القرآن کا خطاب ملا۔ اور خیر امت کہا گیا۔ بڑے بڑے صحابۂ کرام قرآن کریم کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضؓ سے رجوع اور انکی رائے پر اعتماد کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس کی طرف تفاسیر کے جو مجموعے منسوب ہیں ان میں تفسیر تنویر المقیاس کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے یہ ہی تفسیر ابن عباس کے نام سے معروف ہیں حضرت ابن عباس تک تفسیری روایات کا جو سلسلہ پہنچا ہے اسمیں سب سے زیادہ قابل اعتماد سند علی بن طلحہ کی ہے اور اسی سلسلہ سند کا نسخہ مصر میں ابو صالح کاتب اللیث محدث کے پاس موجود تھا۔

علامہ مجد الدین نے دس واسطوں سے جمع شدہ مستند تفسیری روایات کو مرتب کر کے اس تفسیری مجموعے کو امت سے روشناس کرلیا۔ حضرت ابن عباس کی تفسیری خدمت کو نہایت تک روشن کر دیا۔ ورنہ مختلف روایات کو اک سلسلۂ تفسیر میں پرونا آسان بات نہ تھی، یہ علامہ کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ اگر ان کی تصانیف میں اسکے علاوہ کوئی اور تصنیف باقی نہ رہتی تو علامہ کے نام کو زندہ رکھنے اور ان کے اس عظیم خدمت کے حسن اعتراف کیلئے یہ بھی کافی تھا۔

تفسیر ابن عباس کا جو مقام ہے۔ اسی سے عربی داں حلقہ ۷ صدی سے واقف ہیں مگر اب پہلی بار اُردو داں طبقہ اس مقدس و مبارک تفسیر سے روشناس ہورہا ہے۔ اس تفسیر کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا۔ کہ صحابۂ کرام قرآن کریم کو کسطرح سمجھتے تھے، اور ان کے غور و فکر کا پیمانہ کیا تھا۔ پھر وہ براہِ راست صحبت نبوی ؐ سے فیض یافتہ تھے ان کے دماغوں میں علوم نبوت کا ذخیرہ براہِ راست منتقل ہورہا تھا۔ اس لئے انھوں نے جو تفسیر بھی بیان کی وہ بہت صفائی و سادگی اور اعتماد کے ساتھ اس طرح بیان کی کہ مغز قرآن تک آدمی بغیر کسی ایچ پیچ کے براہِ راست پہنچ جاتا ہے اور غیر ضروری باتوں میں نہیں الجھتا۔ یہ تفسیر اپنے انداز اختصار جامعیت، تفہیم استناد کی جو خصوصیات رکھتی ہیں اس سے بالعموم دوسری تفاسیر خالی ہیں۔

فیروز آبادی مسلک و مشرب

اکثر اہل شیراز کی طرح فیروز آبادی شافعی المسلک تھے۔ فقہ میں اگرچہ انھیں کوئی ممتاز درجہ حاصل نہیں۔ مگر اس کے باوجود اپنے کمال علم اور ذہنی صلاحیتوں کی بدولت یمن کی مسند قضا پر فائز ہوئے اور بہت شان سے بحیثیت قاضی اپنا وقت گذارا۔

فقہ میں انکی کوئی خاص تصنیف نہیں ہے مگر اپنی کتاب سفر السعادۃ میں انھوں نے احکام عبادات سے خاصی بحث کی ہے اور اسمیں زیادہ تر صحیح احادیث ہی پر اعتماد کیا ہے۔

تصوف سے فیروز آبادی کو خاص تعلق تھا۔ صوفیاء کی کتب اور ان کے اصول کا خاصا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ اپنی عظیم تالیف کے اس جز میں جو بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز کے نام سے حال ہی میں المجلس الاعلیٰ للشیون الاسلامیہ مصر نے شائع کی ہے کہ توکل، اخلاص اور توبہ پر جہاں گفتگو کی ہے وہ سراسر صوفیاء کے مذاق اور مزاج کے مطابق ہے۔ صوفیاء کے کلام سے انھوں نے اپنے یہاں بہت کچھ لیا ہے صفر السعادۃ کے شروع میں جہاں خلوۃ پر بحث کی ہے، غارِ حراء کا ذکر صوفیاء ہی کے انداز میں کیا ہے۔ اور

صوفیائے کرام کے اقوال سے دلائل بھی لئے ہیں۔ قیام یمن میں وہ شیخ اسماعیل جبرتی کے ہم نشین تھے جو شیخ محی الدین ابن عربی کے پیرو اور ان کے افکار و نظریات کے مبلغ تھے۔ چنانچہ فیروز آبادی نے اسی دور میں اسی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ فیروز آبادی نے بخاری کی شرح میں فتوحات مکیہ سے بہت استفادہ کیا ہے اور اسی بنا پر ان کی شرح بخاری محل نقد بنی رہی۔ انھوں نے ابن عربی کی شان میں اور ان کے فضائل پر ایک مقالہ بھی قلم بند کیا تھا۔ جسمیں وہ انھیں شیخ الطریقہ اور امام الحقیقہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

فیروز آبادی رح کی سیاحت اور قیام یمن

وہ ایک مسافر علم کی حیثیت پوری دنیائے اسلام کے بہت بڑے خطے میں گھومے پھرے اور آخر میں یمن کو اپنا ٹھکانا قرار دیا۔ قیام کی درخواست والی یمن اشرف اسمٰعیل بن عباس نے کی تھی۔ چنانچہ وہ ہندوستان سے ہوتے ہوئے عدن پہونچے سلطان اشرف نے حاکم عدن کو حکم دیا کہ فیروز آبادی کے لئے چار ہزار درہم کا انتظام رکھے اور ان کے عدن پہنچتے ہی انھیں شاہ کے پاس زبید لیجانے کا انتظام کیا جائے۔ اور مزید چار ہزار درہم زبید کیلئے روانگی کے وقت پیش کئے جائیں۔

فیروز آبادی غالباً ٧٩٦ھ کے آخر یا ٧٩٧ھ کے شروع میں یمن پہونچے اور ٧٩٧ھ ہی میں یمن کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ یہ منصب ٧٩٢ھ سے شیخ جمال الدین بن محمد بن عبدالرحمٰن الریمی کی وفات سے خالی تھا۔ چنانچہ پوری مملکت میں فیروز آبادی کے تقرر کا منشور جاری کیا گیا۔ اس منصب کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ انھوں نے درس تدریس کا شغل بھی جاری رکھا۔

رمضان ٧٩٨ھ میں سلطان اشرف نے فیروز آبادی سے بخاری شریف کی سماعت کی کیونکہ انکا بخاری کا سلسلۂ سند مختلف جہات سے نہایت اعلیٰ تھا سلطان کی نگاہ میں فیروز آبادی کا مقام اتنا اونچا ہو گیا کہ اس نے اپنی لڑکی کی شادی فیروز آبادی سے کردی جو نہایت حسین وجمیل اور فاضلہ تھی۔ اسی زمانے میں فیروز آبادی نے ایک کتاب لکھی اور سلطان کی خدمت میں پیش کی۔

جن طباقوں میں کتاب کے مجلدات سلطان کو بھیجے گئے تھے۔ سلطان نے انھیں طباقوں میں درہم بھر کر فیروز آبادی کے پاس بھجوا دئے۔ اس کے علاوہ ٨٠٣ھ میں اپنی تصنیف کتاب الاصعاد جو تین جلدوں میں تھی۔ سلطان کی بارگاہ میں پیش کی۔ جو باقاعدہ ایک جلوس کی شکل میں دربار سلطانی تک پہنچائی گئی۔ تین آدمی کتاب کی جلدیں سر پر اٹھائے ہوئے تھے۔ اور ان کے سامنے فقہاء علماء اور طلباء کا مجمع تھا اس جلوس کی پیشوائی و رہنمائی فیروز آبادی کر رہے تھے۔ دربار میں پہنچکر فیروز آبادی نے کتاب سلطان کے حضور میں پیش کی۔ اس پر سلطان نے تین ہزار دینار خزانے سے دئے۔

یمن کا یہ پرانا دستور تھا کہ اہل علم میں سے کوئی جب خاص اور اہم کتاب لکھی جاتی تو وہ سلطان کی خدمت میں بڑے اہتمام سے پیش کیجاتی ـــــ چنانچہ فیروز آبادی سے قبل قاضی جمال الدین الریمی نے اپنی تالیف جو فقہ شافعی کی جزئیات پر مشتمل تھی۔ ٧٨٨ھ میں حاکم یمن کی خدمت میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ پیش کی تھی جس پر

جس پر سلطان نے بہت بڑی مقدار میں انعام سے نوازا تھا۔

فیروز آبادی کا سفر حجاز سلطان اشرف کو علامہ فیروز آبادی سے بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ چنانچہ وہ انھیں کہیں باہر جانے کی اجازت ہی نہیں دیتا تھا اور اسے یہ خطرہ رہتا کہ یہ باہر گئے تو پھر لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ فیروز آبادی کے دل میں پھر سے حجاز جانے کی خواہش اور حج کی آرزو تھی آخر ہمت کر کے انھوں نے سلطان کو ایک نہایت پُرزور درخواست پیش کی۔ جس میں زیارت حرمین کی اجازت چاہی گئی تھی۔ یہ درخواست سنہ ۷۹۹ھ میں دی گئی مگر سلطان نے اسکو دبا کر رکھ لیا۔ آخر فیروز آبادی کا پھر اصرار ہوا تو ۸۰۲ھ میں حج کا پروانہ مل گیا۔ اور وہ سفر حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ ۸۰۲ھ میں فیروز آبادی نے حج کیا اور حج کے بعد مکے ہی میں ٹھہر گئے۔ اور صفا پہاڑ کے قریب ایک مکان میں رہائش اختیار کی جس کی صراحت قاموس کے اندر مادہ (ص، ف، د) میں ملتی ہے کہ صفا جو شعائر مکہ میں ہے اور جبل ابو قبیس کے دامن میں واقع ہے۔ اسی کے متصل میں نے مکان بنایا ہے، انھوں نے اپنی مشہور کتاب القاموس المحیط کی تکمیل اسی مکان میں کی اور قاموس کے آخر میں اسکی وضاحت ہے۔

العقد الثمین کی روایت ہے کہ فیروز آبادی جب مکے سے رخصت ہوئے تو انھوں نے اپنے مکان کو مدرسہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اور اس کا نام مدرسہ ملک الاشرف قرار دیا تھا۔ فقہ شافعی و مالکی کے علاوہ حدیث پڑھانے کیلئے بھی اساتذہ اسمیں رکھے گئے تھے اسی طرح کا مدرسہ مدینہ منورہ میں بھی قائم کیا۔

جب فیروز آبادی حجاز سے یمن پہنچے تو بدقسمتی سے ملک الاشرف کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور ان کی جگہ ان کا بیٹا سلطان ناصر احمد تخت نشین تھا مگر اپنی ناتجربہ کاری اور بے تدبیری کی بدولت حکومت پر قابو نہ پا سکا اور ہر طرف ظلم و زیادتی کا دور دورہ ہو گیا۔ یہ صورت حال فیروز آبادی کے لئے بڑی دلکش تھی۔ تاہم زبید کو اپنا مسکن بنا چکے تھے۔ اس لئے چار و ناچار وہیں قیام کرنا پڑا۔

سلسلۂ نسب علامہ مجدالدین فیروز آبادی خود کو ابواسحق شیرازی کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کی فقہ شافعی میں معروف تصنیف التنبیہ والمہذب ہے، ان کی وفات سنہ ۴۷۶ھ میں ہوئی۔

صاحب "ضوء اللامع" نے سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ محمد بن یعقوب بن ابراہیم ابن عمر بن ابی بکر بن احمد بن محمود بن ادریس بن فضل اللہ ابن الشیخ ابی اسحق ابراہیم بن علی بن یوسف بن عبداللہ شیخ ابن حجر نے انباء الغمر میں بعض کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ابو اسحق شیرازی کا سلسلۂ نسب آگے نہیں چلا لیکن صحیح قول یہی ہے کہ علامہ مجدالدین ابو اسحق شیرازی ہی کی اولاد میں ہیں۔ کہیں فیروز آبادی نے اپنے کو صدیقی بھی لکھا ہے جس سے حضرت ابو بکر رضی کی طرف نسبت قائم ہوئی ہے۔ مگر ابو اسحق شیرازی کا سلسلۂ نسب اوپر کی جانب کس طرح حضرت ابو بکر رض سے ملتا ہے۔ اسکی کسی نے صراحت نہیں کی ہے۔

وطنی نسبت فیروز آباد جنوبی شیراز کے ایک قصبے کا نام تھا۔ تاج العروس نے اس کی صراحت کی ہے علامہ مجدالدین کے والدین اسی فیروز آباد کے رہنے والے تھے۔ اگرچہ تاریخ سے جو بات ثابت ہے وہ یہ کہ علامہ مجدالدین کی پیدائش کازرین کے مقام پر ہوئی۔ بظاہر فیروز آباد کی

نسبت ان کے جداعلیٰ ابو اسحٰق شیرازی سے قبل کی آبائی نسبت ہوگی جو مجدالدین کے ساتھ شہرت پاگئی

وفات

علامہ مجدالدین فیروز آبادی کی وفات ۲۳ شوال ۸۱۷ھ ۱۷ جنوری ۱۴۱۵ء کی ہوئی۔ ان کی بصارت اور سماعت آخر وقت تک ٹھیک کام کرتی رہی۔ یہ انتقال کے بعد زبید کے معروف شیخ اسمٰعیل جبرتی کے مقبرے میں تدفین ہوئی۔ اس لحاظ سے علامہ مجدالدین فیروز آبادی کی عمر ۸۸ سال کے قریب ہوئی۔

۷۸۶

چودہ سو برس کی مقدس تفسیر

یعنی

تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

(کامل اردو)

◎ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی امام المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روح پرور تفسیر جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔

◎ قرآن کریم کی وہ بنیادی تفسیر جو براہ راست ایک عظیم المرتبت صحابی سے منقول ہے۔

◎ رسول اللہ کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔

◎ ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔

◎ اردو زبان میں پہلی بار تفسیر علامہ سیوطی کی مرتبہ شان نزول کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

ترتیب:- متن قرآن کریم ◎ ترجمہ حکیم الامت حضرت تھانوی ◎ صحابی رسول کی مقدس تفسیر ◎ آیات قرآنی کی دلنشین شان نزول۔ یعنی لباب النقول فی اسباب النزول کا سلیس و رواں ترجمہ ◎ جامع اور اثر انگیز عنوانات۔

نگرانِ علمی:- فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

طریقِ اشاعت

ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہوگا۔ ہدیہ فی پارہ چار روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔ ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی۔ پی جائے گی اور محصول ڈاک بذمہ ادارہ ہوگا۔ 20 پارے تیار ہیں۔

ایک عظیم صحابی رسول کی مقدس تفسیر کی اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارہ سے تعاون فرمائیں

ناشر

ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یو۔پی

صرف کوہ تاج پرنٹرس سہارنپور میں طبع ہوا